محاسبۂ قادیانیت

- سید فتح علی شاہ صاحب شاہ پور
- میر غلام نبی ناسک
- مولانا بشیر احمد پسروری
- حضرات دار العلوم معین الاسلام رضویہ
- حافظ محمد ثاقبؒ گوجرانوالہ
- مولانا سید محمود احمد رضوی
- مولانا عبدالحقؒ غزنوی
- مولانا امام الدین لاہوری
- مولانا پیر سید محمد محب اللہ شاہ
- ماسٹر غلام حیدرؒ
- مولانا عبدالمجیدؒ خان قصوری
- مولانا شاہ عالمؒ گورکھپوری
- مولانا بہاء الحقؒ قاسمی
- اراکین مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند
- اراکین مجلس استقبالیہ ختم نبوۃ کانفرنس دہلی
- مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
- شیخ فرید الحسن حنفی
- مولانا عبدالرحمٰن قادری عظیم آبادی
- جوہر علی صندل پوری
- مولانا محمد اسحاق امرتسری
- ابو احمد رحمانی مولانا محمد علی مونگیری
- مولانا محمد یعقوبؒ مونگیری
- مولانا عبدالمعز رحمانی مونگیر
- مولانا محمد عبداللہ متوسل مونگیر
- حضرت میر ممتاز علی مونگیری
- مولانا محمد اسحاق مونگیری

جلد ۱۲

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد بارہ (۱۲)

مصنّفین :

سید فتح علی شاہ صاحب شاہ پور	اراکین مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند
میر غلام نبی ناسک	اراکین مجلس استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس دہلی
مولانا بشیر احمد پسروری	مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
حضرات دارالعلوم معین الاسلام رضویہ	شیخ فرید الحسن حنفی
حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ	مولانا عبدالرحمٰن قادری عظیم آبادی
مولانا سید محمود احمد رضوی	جوہر علی صندل پوری
مولانا عبدالحق غزنوی	مولانا محمد اسحاق امرتسری
مولانا امام الدین لاہوری	ابواحمد رحمانی مولانا محمد علی مونگیری
مولانا پیر سید محمد محبّ اللہ شاہ	مولانا محمد یعسوب مونگیری
ماسٹر غلام حیدر	مولانا عبدالمعز رحمانی مونگیر
مولانا عبدالمجید خان قصوری	مولانا محمد عبداللہ متوسل مونگیر
مولانا شاہ عالم گورکھپوری	حضرت میر ممتاز علی مونگیری
مولانا بہاء الحق قاسمی	مولانا محمد اسحاق مونگیری

صفحات : ۵۷۶

قیمت : ۳۵۰ روپے

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : دسمبر ۲۰۲۰ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست رسائل مشمولہ......محاسبہ قادیانیت جلد۱۲

☆......	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱......	خلاف بیانی جماعت قادیانی	سید فتح علی شاہ صاحب شاہ پور	۱۷
۲......	نمک حراموں کے کارنامے اور اسلامیان پاکستان کا متفقہ مطالبہ	میر غلام نبی ناسک	۴۱
۳......	مرزا جی دے جھوٹ	مولانا بشیر احمد پسروری	۵۳
۴......	حفظ ایمان، مرزائیوں کی خطرناک سازشوں کا فوری جواب	حضرات دارالعلوم معین الاسلام رضویہ	۶۱
۵......	مرزا قادیانی کا اقرار کہ میں جھوٹا ہوں	حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ	۶۵
۶......	قادیانی سازشیں	مولانا سید محمود احمد رضوی	۶۹
۷......	ضرب النعال علی وجه الدجال	مولانا عبدالحق غزنوی	۷۷
۸......	اشتہار واجب الاظہار	〃 〃 〃	۸۳
۹......	مرزا کیدیانی اور اس کے الہام شیطانی	مولانا امام الدین لاہوری	۹۱
۱۰......	نیزۂ امام بر سینۂ غلام	〃 〃 〃	۹۷
۱۱......	القواطع الرحمانیه لافتراء الفرقة القادیانیة	مولانا پیر سید محمد محب اللہ شاہ	۱۰۵
۱۲......	قادیانی ترجمہ قرآن مجید کی تاویلات باطلہ کا مجموعہ (حصہ اوّل)	ماسٹر غلام حیدر	۱۳۱
۱۳......	حرز حقانی از حربہ قادیانی	مولانا عبدالمجید خان قصوری	۲۱۱
۱۴......	شیزان کمپنی کی مصنوعات کے متعلق دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	۲۶۵
۱۵......	فتنہ قادیانیت اور اسلامی اصطلاحات	〃 〃 〃	۲۶۹
۱۶......	خطبہ استقبالیہ مباہلہ کانفرنس امرتسر	مولانا بہاء الحق قاسمی	۳۱۳
۱۷......	دعوت نامہ عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت	اراکین مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند	۳۲۵
۱۸......	دعوت نامہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس دہلی	اراکین مجلس استقبالیہ کانفرنس دہلی	۳۲۹
۱۹......	خطبہ استقبالیہ سہ روزہ تربیتی کیمپ وتحفظ ختم نبوت کانفرنس	مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	۳۳۵
۲۰......	صاعقہ ربانی بر نشان قادیانی	شیخ فرید الحسن حنفی	۳۴۳
۲۱......	نمک سلیمانی بر زخم قادیانی	مولانا عبدالرحمٰن قادری عظیم آبادی	۳۵۱
۲۲......	مرزائیوں پر منظوری مباہلہ کا اثر	جوہر علی صندل پوری	۳۵۵
۲۳......	القول فصیح تحقیق المهدی والمسیح	مولانا محمد اسحاق امرتسری	۳۵۹
۲۴......	مرزائیوں سے خیر خواہانہ گزارش اور مسیح قادیان کی حالت کا بیان	ابو احمد رحمانی مولانا محمد علی مونگیری	۳۷۷
۲۵......	مسیح قادیانی کا فیصلہ	مولانا محمد یعسوب مونگیری	۳۸۹
۲۶......	کیفیت مناظرہ غازی، مولوی سعید الحسن مختار بہ حکیم خلیل احمد مرزائی	〃 〃 〃	۳۹۵
۲۷......	مسیح قادیان کے جھوٹ اور ان کے کاذب ہونے کا معیار	〃 〃 〃	۴۰۵
۲۸......	مرزا محمود کی آمد آمد اور آسمانی نشان کے متعلق چند سوالات	〃 〃 〃	۴۱۵
۲۹......	النجم الثاقب ۱۳۳۱ھ	مولانا عبدالمعز رحمانی مونگیر	۴۲۳
۳۰......	مسیح قادیان کے جھوٹے الہامات اور غلط دعوے اور نامراد دعائیں	مولانا محمد عبداللہ متوسل مونگیر	۵۳۳
۳۱......	۱۴ رسائل لاثانی، در کذب مسیح قادیانی	حضرت میر ممتاز علی مونگیری	۵۴۳
۳۲......	حفاظت ایمان کی کتابیں	مولانا محمد اسحاق مونگیری	۵۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء. اما بعد!

لیجئے قارئین! عرصہ تک دوسرے کاموں میں قدرت نے مصروف رکھا۔ اب قدرے وہاں سے فراغت ہوئی تو ''محاسبہ قادیانیت کی جلد نمبر۱۲'' پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اس جلد میں:

۱...... ''خلاف بیانی جماعت قادیانی'' حضرت سید فتح علی شاہ صاحب شاہ پور کی مرتب کردہ ہے۔ ۱۰؍اگست ۱۸۹۹ء کو الحکم قادیان میں قادیانی جماعت کے دوسرے نفس امّارہ حکیم نوردین بھیروی کا ایک طویل مکتوب سید فتح علی شاہ کی بابت شائع ہوا جو سراپا ''کذب محض'' تھا۔ تلبیس ابلیس اور سراپا جھوٹ ومکر پر مبنی خط کا جواب سید فتح علی شاہ خان بہادر ڈپٹی کلکٹر نے تحریر کیا۔ یہ ایک سوبیس سال پہلے کا مرتب کردہ رسالہ ہے جو قارئین کی معلومات میں ہزاروں اضافوں کا باعث ہوگا۔ لاکھوں، کروڑوں بار حمد وتقدیس حق تعالیٰ کی ہم پر واجب ہے جس نے خاتم النّبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کی پاسداری کے صدقہ میں اتنی قدیم قیمتی اور وقیع دستاویز، امت تک دوبارہ پہنچانے کی توفیق سے سرفراز فرمایا۔ **فالحمد للہ!**

پہلے یہ مطبع صدیقی لاہور سے جناب سردار سید امیر علی شاہ صاحب رسالدار میجر آرڈر آف میرٹ درباری لاٹ صاحب بہادر ہند کی فرمائش پر شائع ہوئی تھی۔ پہلا سن طباعت ۱۸۹۹ء تھا۔

۲...... ''نمک حراموں کے کارنامے اور اسلامیان پاکستان کا متفقہ مطالبہ'' یہ جناب میر غلام نبی ناسک کا مرتبہ ہے جس پر منجانب انجمن خدام الاسلام مری روڈ راولپنڈی اور شائع کردہ شعبہ نشرواشاعت تحفظ ختم نبوت پنڈ دادنخان ضلع جہلم درج ہے۔ ثنائی پریس سرگودھا سے شائع ہوا۔ تاریخ اشاعت درج نہیں ہے۔ ۱۹۵۳ء سے قبل کا لگتا ہے۔

جناب میر غلام نبی ناسک کے تین رسائل (۱) خضری مشن اور مسئلہ ختم نبوت، (۲) مرزائیت کے ناپاک ارادے، حکومت پاکستان اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ، (۳) ''بھیڑنما بھیڑیے'' احتساب قادیانیت جلد نمبر۵۳ ص ۱۸۷ تا ۲۲۴ پر پہلے شائع ہوچکے ہیں۔ یہ (۴) رسالہ ہذا اب میسر آیا ہے جو اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

۳...... ’’**مرزا جی دے جھوٹ**‘‘ یہ حضرت مولانا بشیر احمد پسروری کا مرتب کردہ ہے۔ آپ جامع مسجد شاہی پسرور کے خطیب اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے خلیفہ مجاز تھے۔ خوب متحرک، جرأت مند و بہادر عالم ربانی تھے۔ آپ نے اس رسالہ میں ملعون قادیان کے بیس جھوٹ جمع کر کے قادیانیوں کو غور کی دعوت دی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ قریباً پون صدی بعد ہم اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ **الحمد ﷲ اوّلاً و آخراً!**

۴...... ’’**حفظ ایمان، مرزائیوں کی خطرناک سازشوں کا فوری جواب**‘‘ یہ دارالعلوم معین الاسلام رضویہ بلاک نمبر۳۲ سرگودھا کے حضرات کا مرتب کردہ ہے۔ قادیانی رسالہ ’’ایک حرف ناصحانہ‘‘ کا یہ جواب ہے۔ ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ مرتب کا نام موجود نہیں۔

۵...... ’’**مرزا قادیانی کا اقرار کہ میں جھوٹا ہوں**‘‘ یہ رسالہ حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ کا مرتب کردہ ہے۔ عالمی مجلس گوجرانوالہ نے شائع کیا تھا۔ حافظ صاحب مرحوم کے دو رسالے (۱) قادیانیت کا اصل چہرہ، (۲) پنجابی نبی کے کارنامہ محاسبہ قادیانیت جلد پنجم ص۲۵۳ تا ۲۶۰ میں شائع شدہ ہیں۔ یہ رسالہ اب دستیاب ہوا جو شامل اشاعت ہے۔

۶...... مولانا سید محمود احمد رضوی جو تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل تھے۔ آپ نے رسالہ ’’**قادیانی سازشیں**‘‘ تحریر کیا جو اس میں شامل ہے۔ مارچ ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا۔

۷...... حضرت مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم کا رسالہ جس کا نام ہے: ’’**ضرب النعال علی وجہ الدجال**‘‘ یہ ۷؍جنوری ۱۸۹۷ء کا رسالہ ہے۔

یاد رہے کہ حضرت مولانا عبدالحق غزنوی امت مسلمہ میں سے وہ مرد حق ہیں جن کا ملعون قادیان سے ۲۷؍مئی ۱۸۹۳ء کو عیدگاہ امرتسر میں دوبدو مباہلہ ہوا تھا۔ اﷲ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ مولانا عبدالحق غزنوی کو کچھ نہ ہوا، تو مرزا قادیانی کے مریدوں نے مرزا سے دریافت کیا کہ حضرت! اہل اﷲ کے مخالف تو ان کی بددعا سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ سے مباہلہ کے باوجود عبدالحق غزنوی کا بال تک بیکا نہیں ہوا؟ تو اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے کتاب انجام آتھم میں جو ۲۳؍جنوری ۱۸۹۷ء کو شائع کی، یہ عذر لنگ پیش کیا کہ: ’’مباہلہ دراصل میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اﷲ خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی عبدالحق پر بددعا نہیں کی اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

لیکن اس تحریر کے ساڑھے پانچ سال بعد قادیانی صاحب نے کتاب نزول المسیح میں جو ۲۰؍اگست ۱۹۰۲ء کو شائع کی، یہ لکھ کر اپنے بیان کی تردید کر دی کہ: ’’صدہا مخالف مولویوں کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا تھا، جن میں سے عبدالحق غزنوی میدان میں نکلا اور مباہلہ کیا۔‘‘

(نزول المسیح ص۱۹۴، خزائن ج۱۸ ص۵۷۲)

مئی ۱۸۹۳ء میں مباہلہ ہوا۔ ایک سال تک مولانا عبدالحق صاحب کو کچھ نہ ہوا تو آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا: ’’اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد قادیانی‘‘ (شائع شدہ محاسبہ قادیانیت ج۷ ص۲۳۵) اس اشتہار میں مولوی عبدالحق نے قادیانی صاحب کی ناکامی اور رسوائی کو اپنے مباہلہ کا نتیجہ قرار دیا اور قادیانی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ: ’’آپ جو فرماتے تھے کہ مباہلہ کے بعد جو باطل پر ہوگا وہ ذلیل و روسیاہ ہوگا۔ اب بتایئے کہ ہم دونوں میں سے باطل پر کون ہے اور ذلیل و روسیاہ کون ہوا ہے؟ آپ نے مولوی عبدالجبار صاحب امرتسری کو لکھا تھا کہ میں اپنے الہام پر ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسے کتاب اللہ پر۔ مرگ آتھم کی پیشین گوئی کے جھوٹا نکلنے پر بھی تمہیں اپنے الہام پر وہی ایمان ہے یا کچھ فرق آ گیا؟ پنڈتوں، جوتشیوں اور برہمنوں کی بھی کوئی نہ کوئی پیشین گوئی صحیح نکل آتی ہے۔ لیکن آپ کو اپنی پیشین گوئیوں میں ہمیشہ ذلت و نامرادی کی بھیانک صورت دیکھنی نصیب ہوتی ہے۔ پیشین گوئی کی میعاد گزر چکی، آتھم اب پہلے سے زیادہ قوی، تندرست اور صحیح المزاج ہے۔ تمہاری یہ ذلت و رسوائی مباہلہ کا اثر نہیں تو اور کیا ہے۔‘‘

اس کے بعد مولوی صاحب نے لکھا: ’’اب میں مسلمانوں کو عموماً اور مرزائیوں کو خصوصاً قسم دیتا ہوں کہ میرے اور مرزا کے حال کو دیکھ کر خود ہی اندازہ کر لو کہ مباہلہ کو پندرہ مہینے گزر گئے۔ اب میرے اوپر مباہلہ کی تاثیر پڑی یا مرزا پر؟ میں ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ اب کے سال اللہ کے فضل سے میرے بدن پر پھوڑا پھنسی تک نہیں نکلا اور وہ باطنی نعمتیں اللہ عزوجل نے اس عاجز کو عطاء کی ہیں، جو نہ بیان کر سکتا ہوں اور نہ مناسب جانتا ہوں کہ ان کا اظہار کروں اور مرزا کا حال تو ظاہر ہے اور اس کے مریدوں کا یہ حال ہے کہ اسماعیل ساکن جنڈیالہ بانی مبانی مباحثہ امرتسر، جس نے مرزا کو مباحثہ کے واسطے منتخب کیا تھا اور یوسف خاں سرحدی جو مدت سے مرزا کا مرید تھا اور محمد سعید خالہ زاد بھائی مرزا کی بی بی کا، یہ سب عیسائی ہوگئے۔ پیر کا یہ حال اور مریدوں کا یہ کہ دین و دنیا کی رسوائی و ذلت ان پر آ پڑی۔‘‘

یہ اشتہار مطبع صدیقی لاہور میں چھپا تھا اور اس پر ۱۴؍ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کی تاریخ تھی۔ بہرحال اس مباہلہ کے بعد دوسرے بے شمار مصائب کے علاوہ قادیانی صاحب کا ایک

نو سالہ لڑکا مبارک احمد مر گیا۔ اس کے بعد الہامی صاحب خود بھی مولوی عبدالحق کی زندگی میں طعمہ اجل ہوکر ان کے برسر حق ہونے کی عملی تصدیق کر گئے۔ کیونکہ الہامی صاحب نے خود لکھا تھا کہ: ’’مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو، وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔‘‘

(اخبار الحکم قادیان مؤرخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۰۷ء ص۹، ملفوظات ج۹ ص۴۴۰)

یاد رہے کہ قادیانی صاحب ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور مرض ہیضہ میں گرفتار ہو کر مولوی عبدالحق مرحوم کی زندگی میں گیارہ گھنٹہ کے اندر چل بسے تھے اور مولانا عبدالحق صاحب اپنے حریف کے نذر اجل ہونے کے بعد نو سال تک نہایت خوشگوار اور پر عافیت زندگی بسر کر کے ۱۶؍مئی ۱۹۱۷ء کو رہگزر عالم آخرت ہوئے۔ **والحمد ﷲ علیٰ ذالک!**

انہیں ہمارے مخدوم گرامی حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے ملعون قادیان کے خلاف ایک اور رسالہ لکھا: ’’**ضرب النعال علی وجہ الدجال**‘‘ ہماری اس وقت کی خوشیوں کی انتہاء کو اﷲ رب العزت ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس رسالہ کے شامل اشاعت کرنے سے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔ حق تعالیٰ اس کے صدقے بقیہ زندگی پھر قبر و محشر میں بھی خوشیاں ہی نصیب فرمائیں اور غموں سے محفوظ رکھیں۔ **وما ذالک اﷲ بعزیز. آمین بجلالک یا کریم، وبحرمۃ النبی الخاتم النّبیین!**

۸…… ’’اشتہار واجب الاظہار‘‘ ملعون قادیان نے لاہور کی ایک دعوت میں اپنے دعویٰ نبوت سے انکار کیا۔ مولانا عبدالحق صاحب غزنوی نے ملعون قادیان کے اس کذب و دجل کا اس اشتہار میں جواب دیا ہے۔

۹…… ’’مرزا کیدیانی اور اس کے الہام شیطانی‘‘ یہ رسالہ مولانا امام الدین لاہوری کا مارچ ۱۸۹۷ء میں شائع شدہ ہے۔ گویا آج ۲۰۲۰ء میں ایک سو چوبیس سال پہلے کا ہے۔ ملعون قادیان کو جن لوگوں نے ابتداء میں ہی ڈانگ کی نوک پر رکھا۔ جہاں مرزا قادیانی اسلام کی کھیتی کو برباد کرنا چاہتا وہ حضرات اس کی پشت پر ڈانگ برساتے، ان کے ٹخنوں، گھٹنوں پر کوڑے برساتے، جیسے علماء لدھیانہ، مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ابوالحسن تبّتی، جعفر زٹلی، مولانا سعد اﷲ لدھیانوی، ان علماء میں ایک مولانا امام الدین لاہوری بھی تھے جو لاہور کے محلّہ گیلانی سیداں میں رہتے تھے۔ آپ نے تینتیس سوالات پر مشتمل رسالہ مرزا قادیانی کے خلاف مرتب کیا۔ ان میں سے دو سوالات پر مشتمل یہ رسالہ ہے جس کا نام: ’’مرزا کیدیانی اور اس کے الہام شیطانی‘‘ ہے۔ اس کے حوالہ کے لئے ’’ضمیمہ درہ اسلام‘‘ کا نام درج ہے۔ یہ تینتیس سوالات کا پمفلٹ شائع ہوا یا نہیں۔ فقیر اس

بارہ میں لاعلم ہے اور **لاعلمنا الاعلمتنا انک انت العلام الغیوب!** پر عمل پیرا ہے۔ حق تعالیٰ پردہ غیب سے ’’درہ اسلام‘‘ اور اس کا ضمیمہ مہیا فرمادیں تو اس کی شان وقدرت سے بعید نہیں۔ اس وقت کی تو یہ صورتحال ہے۔ بعد میں **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا!** ہوجائے تو کیا بعید ہے۔

سوا صدی بعد اس رسالہ کی اشاعت اور رسالہ بھی اس شخصیت کا جو ملعون قادیان کو اس کے دعویٰ ملعونہ کے بعد ہانکنا شروع ہوا اور قادیان کے ڈھاب ومرگھٹ میں پہنچا کر دم لیا۔ ایسے مقدس نفوس، رب محمد ﷺ کی قسم! ہمارے مخادیم تھے اور ہم ان کے حدی خواں۔ لیجئے صاحب! اس پر اکتفاء کرتے ہیں۔

۱۰...... ’’نیزۂ امام برسینہ غلام‘‘ یہ رسالہ بھی حضرت مولانا امام الدین لاہوری کا مرتب کردہ ہے۔ اس میں امام سے مراد مولانا امام الدین اور غلام سے مراد مرزاغلام احمد قادیانی ہے۔ حضرت مولانا غلام دستگیر نے ۲۰؍شعبان ۱۳۱۴ھ مطابق ۲۴؍جنوری ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں مرزاقادیانی کو ۲۹؍جنوری ۱۸۹۷ء مطابق ۲۵؍شعبان ۱۳۱۴ھ کو مباہلہ کے لئے دعوت دی۔ ملعون قادیانی نے ۲۴؍جنوری/ ۲۰؍شعبان کو ہی ایک اشتہار بنام ’’مولوی غلام دستگیر صاحب کے اشتہار کا جواب‘‘ شائع کیا جو مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۶ تا۲۹۹ پر موجود ہے۔

ملعون قادیان کے اس اشتہار کا جواب ’’نیزہ امام برسینہ غلام‘‘ ہے جو حضرت مولانا امام الدین لاہوری نے تحریر فرمایا۔ جسے اب اس جلد میں ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ حق تعالیٰ قیامت کو ہمیں ان مقدس حضرات کے غلاموں کے زمرہ میں شامل فرمائیں جنہوں نے اوّلاً مرزاقادیانی کے احتساب ومحاسبہ کا شکنجہ کسے رکھا۔ **اللھم اجعلنا منھم برحمتک یا ارحم الراحمین.** آمین!

۱۱...... ’’**القواطع الرحمانیہ لافتراء الفرقۃ القادیانیۃ**‘‘ سندھ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے فیض کو عام کرنے والے ایک بزرگ تھے جن کا اسم گرامی پیرمحمد راشد عرف روضہ دھنی تھا۔ پیرسید محمد راشد کے والد گرامی کا نام سید محمد بقاء تھا۔ سید محمد بقاء سید عبدالقادر گیلانی خامس کے خلیفہ تھے جن کا مزار پیرکوٹ سدھانہ ضلع جھنگ میں ہے۔ یہ سلسلہ حلب سے اوچ شریف آیا تھا۔ سید محمد راشد کے دو صاحبزادے تھے۔ سید صبغۃ اللہ اور سید محمد یٰسین۔ دونوں اپنے والد گرامی کے خلیفہ تھے۔

سید صبغۃ اللہ کے حصہ میں والد گرامی کی دستار آئی جسے سندھی اور سرائیکی میں ’’پگ‘‘

کہتے ہیں۔ ان کا خیر پور میرس کے قریب اب مرکز اور گدی ہے۔ اس گدی کے جانشین کو ’’پیر پگاڑا‘‘ کہتے ہیں۔ پیر محمد راشد کے دوسرے صاحبزادہ سید محمد یٰسین صاحب کے حصہ میں علم آیا جسے سندھی میں جھنڈا کہتے ہیں۔ اس لئے یہ گدی ’’پیر جھنڈا‘‘ کے نام سے مشہور ہوئی۔

پیرا جھنڈا کی لائبریری ہندوستان کی معروف لائبریریوں میں سے ہے۔ یہاں پر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی مقیم رہے۔ ۱۹۴۴ء کے اوائل میں ابوالحسن علی ندوی ان کو ملنے کے لئے تشریف لائے۔ فقیر راقم (اللہ وسایا) نے پیر جھنڈا لائبریری کی حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن ٹنڈو آدم کے ہمراہ زیارت کی ہے۔

سید محمد راشد عرف روضہ دھنی کے تیسرے خلیفہ حضرت پیر محمد حسن ’’سوئی شریف‘‘ والے تھے۔ ان کے خلیفہ حضرت حافظ محمد صدیق ’’بھرچونڈھی شریف‘‘ ضلع گھوٹکی تھے جن کے حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی اور حضرت میاں خلیفہ غلام محمد دین پوری خلیفہ تھے۔ ان دونوں کے خلیفہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری تھے۔ (یہ تفصیلات پرانے چراغ جلد اوّل ص ۱۴۶ سے ۱۵۰ تک مرتبہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی سے اختصاراً لی ہیں)

پیر سید محمد راشد عرف حضرت روضہ دھنی کی گدی کی شاخ خانقاہ پیر جھنڈا کے تیسرے خلیفہ اور پوتے پیر سید رشیدالدین عرف ’’بیعت دھنی‘‘ پر قادیانیوں نے یہ الزام لگایا کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی تائید کی ہے۔ ملعونان قادیان نے جس طرح حضرت خواجہ غلام فرید پر الزام لگایا تھا۔ ان پر بھی قادیانیوں نے الزام لگایا۔

پیر رشیدالدین بیعت دھنی کے صاحبزادے سید رشداللہ شاہ عرف ’’خلافت دھنی‘‘ تھے۔ سید رشداللہ صاحب کے صاحبزادے سید احسان اللہ تھے۔ پیر رشیدالدین عرف بیعت دھنی کے پوتے سید احسان اللہ ’’صاحب لواء الخامس‘‘ نے جنوری ۱۹۳۵ء مطابق شوال ۱۳۵۴ھ کے شمارہ رسالہ التوحید میں مضمون شائع کرایا کہ ہمارے جد بزرگوار پیر رشیدالدین عرف ’’بیعت دھنی‘‘ پر قادیانیوں نے یہ جھوٹا الزام لگایا ہے اور پھر دلائل وقرائن سے اس کی تردید کی۔ بیس سال بعد قادیانیوں نے اپنے جھوٹ کو دوبارہ مشتہر کیا تو اب کے سید احسان اللہ صاحب لواء الخامس کے صاحبزادہ سید محبّ اللہ شاہ صاحب نے ’’القواطع الرحمانیہ لافتراء الفرقۃ القادیانیہ‘‘ نامی رسالہ میں ملعونان قادیان کے الزام کو تارتار کیا۔ آپ نے اس رسالہ کے آخر میں اپنے والد گرامی کے مضمون شائع شدہ رسالہ التوحید کو بھی ساتھ شائع کردیا۔ یہ رسالہ القواطع اکتوبر ۱۹۵۴ء میں لکھا گیا۔ یہ رسالہ سندھی میں تھا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا عبدالباسط گھوٹو جو ہمارے مخدوم شیخ الحدیث مولانا

عبدالحئیؒ گھوٹو کے نواسے ہیں، نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جو پیش خدمت ہے۔ یہ ترجمہ ۱۸؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو مکمل کیا۔ غرض ۱۹۳۵ء سے ۱۹۵۴ء کی قادیانی کذب بیانی نے جو طومار قائم کئے اور اس کی تردید کے لئے امت نے جو سفر کئے۔ اس کی بازگشت کا حصہ یہ رسالہ ہے۔

مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم (ص۶۰) پر پیر صاحب کا ایک خط شائع کیا۔ عبداللہ عرب اور پیر صاحب کے خلیفہ عبداللطیف کا حوالہ دیا کہ وہ یہ خط لائے تھے۔ عبداللہ عرب تو مرزا قادیانی کا ایجنٹ تھا۔ (جیسا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے صراحت کی ہے) خدا غارت کرے ملعون کذابوں کو، مرزا قادیانی نے عبداللطیف کو پیر رشید الدین کا خلیفہ لکھا۔ لیکن ڈاکٹر بشارت لاہوری مرزائی نے مجدد اعظم (جلد اوّل ص۴۶۶) پر عبداللطیف کو پیر صاحب کا خلیفہ اور بیٹا لکھ دیا ہے۔ حالانکہ پیر راشد الدین صاحب کے کسی بیٹے کا نام عبداللطیف نہیں تھا۔ ملعون قادیان کے جھوٹے دعویٰ نبوت کی طرح یہ بھی جھوٹ ہے کہ عبداللطیف پیر صاحب کے خلیفہ یا بیٹے تھے۔ پیر صاحب کے پانچ بیٹے تھے۔ اس رسالہ القواطع میں پانچوں بیٹوں کے متعلق تفصیل خود مرحوم کے پوتے نے لکھ دی ہے اور عبداللطیف صاحب سے انہوں نے اظہار برأت کیا ہے۔ ان تفصیلات کے بعد اب آپ رسالہ کو پڑھیں۔

یاد رہے کہ حضرت مولانا پیر محبّ اللہ راشدی ''صاحب العلم السادس'' پیر جھنڈا نیو سعید آباد ہالہ ضلع حیدرآباد کا ایک اور رسالہ ''کیا حضرت عیسیٰ کے والد تھے'' بھی ردقادیانیت پر ہے۔ جسے ہم احتساب قادیانیت جلد ۴۶ ص ۵۵۱ تا ۵۸۴ پر شائع کر چکے ہیں۔

۱۲...... ''<u>قادیانی ترجمہ قرآن مجید کی تاویلات باطلہ کا مجموعہ حصہ اوّل</u>'' یہ کتاب نومبر ۱۹۱۶ء میں مرتب ہوئی تھی۔ اس کے مؤلف ماسٹر غلام حیدر صاحب ہیں۔

یاد رہے کہ احتساب قادیانیت جلد ۲۷ ص ۳۳۱ سے ص ۵۰۲ تک جناب ماسٹر غلام حیدر کی تین کتب (۱) ''عشرہ کاملہ'' قادیانی عقائد کو دس اصولوں پر پرکھا گیا۔ (۲) ''کشف الاسرار'' محمد علی لاہوری کے ترجمہ قرآن انگریزی پر گرفت کی ہے۔ (۳) ''کشف الحقائق'' جس میں محمد علی لاہوری کے بخاری شریف کے ترجمہ کی اغلاط کی نشان دہی کی ہے۔ اس وقت تک یہ چوتھی ہمیں دستیاب نہ تھی۔ حق تعالیٰ نے ایک صدی قبل کی کتاب کو مہیا کر دیا اور اب اس کے شائع کرنے کی بھی توفیق عنایت فرمائی۔ والحمد للہ!

۱۳...... ''<u>حرز حقانی از حربہ قادیانی</u>'' یہ ماہ ستمبر ۱۹۲۰ء کی تصنیف ہے جو منشی قربان علی کے شاہجہانی پریس دہلی سے شائع ہوئی تھی۔

ایک قادیانی احمد حسین فرید آبادی نے ''حربہ احمدیہ'' کے نام سے پمفلٹ شائع کیا جس

میں پچپن سوالات اہل اسلام سے کئے جس کے جواب میں مولانا عبدالمجید خان قصوری نے یہ کتاب تحریر کر کے ضمیمہ میں پچپن سوالات قادیانیوں سے کئے جن کا جواب قادیانیوں کے ذمہ قرض ہے۔

مولانا عبدالمجید خان حضرت پیر طریقت مولانا سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلیفہ مجاز تھے اور یہ دونوں حضرات قادیانیت کے خلاف برسرپیکار رہے۔ اس لئے فقیر کے وہ اتنے قابل احترام تھے کہ ان کے خاکپائے کو سرمہ بنانا فقیر اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

۱۴...... ''شیزان کمپنی کی مصنوعات کے متعلق دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ'' حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کو ہانگ کانگ کے جناب فیصل شہزاد نے ایک استفتاء ارسال کیا کہ شیزان قادیانیوں کی کمپنی ہے؟ اس کی مصنوعات کا استعمال مسلمانوں کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہ۔ آپ نے یہ استفتاء دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کو بھیج دیا۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ شیزان کمپنی قادیانیوں کی ہے۔ اس کی مصنوعات سے حاصل شدہ رقم قادیانیت کی ترویج اور اسلام کے خلاف استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے مسلمان کسی بھی حالت میں اس کو استعمال نہ کریں۔

۱۵...... ''فتنہ قادیانیت اور اسلامی اصطلاحات'' مجلس تحفظ ختم نبوت ہند کے نائب ناظم، دارالعلوم دیوبند میں تخصص ختم نبوت کے نگران اور تراث الاسلامی دیوبند کے رئیس حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری مدظلہ نے یہ رسالہ مرتب فرمایا۔ قادیانی گروہ اسلامی اصطلاحات کا استعمال کر کے اپنے کفر کو اسلام کے پردہ میں چھپانے کا دجل کرتا ہے۔ ان کے اس ملعون فعل کی شرعی حیثیت سے متعلق دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ حاصل کرنے کے لئے پہلے آپ نے پوری تفصیل اس رسالہ میں قلمبند کی کہ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے کیا حاصل کرنا چاہتے۔ ان کا ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟ ان کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روکنے کے لئے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ مسلمان قادیانیوں کے متعلق اپنی گفتگو تحریر و تقریر میں ان کے لئے اسلامی اصطلاحات کی بجائے کیا متبادل اصطلاح استعمال کریں۔ آپ کے اس تمام رسالہ کی دارالعلوم نے اپنے فتویٰ میں مکمل تائید کی اور خود بھی فتویٰ جاری کیا کہ قادیانی نہ خود شرعاً اسلامی اصطلاح کر سکتے ہیں، نہ مسلمانوں کو ان کے متعلق یہ اصطلاحات استعمال کرنی چاہیں۔ اس کی تمام تفصیل اس رسالہ میں موجود ہے۔

۱۶...... ''خطبہ استقبالیہ مباہلہ کانفرنس امرتسر'' ۱۹، ۲۰/ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو امرتسر میں مباہلہ کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس کے استقبالیہ کے صدر حضرت مولانا محمد بہاء الحق قاسمی تھے۔ آپ نے کانفرنس کے موقع پر خطبہ استقبالیہ پڑھا جس میں مرزامحمود ملعون قادیانی کے قادیان میں مسلمانوں پر مظالم کے حقائق سے شرکاء کانفرنس کو مطلع کیا گیا۔

۱۷...... ’’دعوت نامہ عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت‘‘ ۱۹، ۳۰، ۳۱؍اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم دیوبند میں عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت منعقد ہوا۔اس کے لئے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم، صدرالمدرسین اوراراکین مجلس شوریٰ کی طرف سے مہمانوں کو جودعوت نامہ ارسال کیا گیا۔وہ شریک اشاعت ہے۔

۱۸...... ’’دعوت نامہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس دہلی‘‘ اردو پارک جامع مسجد شاہجہانی پارک دہلی میں ۱۴؍جون ۱۹۹۷ء کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔اس کا دعوت نامہ شریک اشاعت ہے۔

۱۹...... ’’خطبہ استقبالیہ سہ روزہ تربیتی کیمپ وتحفظ ختم نبوت کانفرنس ضلع سپول بہار‘‘ ہے۔ ۱۹، ۲۰، ۳۰؍نومبر ۲۰۰۸ء کو مدھوی پرتاب نگر ضلع پول بہار جامعۃ القاسم دارالعلوم اسلامیہ میں سہ روزہ تربیتی کیمپ اور ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کے مہتمم مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا جوشریک اشاعت ہے۔

۲۰...... ’’صاعقہ ربانی برنشان قادیانی‘‘ جوشیخ فرید الحسن حنفی کا مرتب کردہ ہے۔آپ نے مہول ضلع مونگیر سے اسے ۱۹؍جولائی ۱۹۱۲ء میں اسے شائع کیا۔اب ۲۰۲۰ء میں اس کی ایک سوآٹھ سال بعد اشاعت باعث انعام الٰہی ہے۔

۲۱...... حضرت مولانا عبدالرحمٰن قادری مجددی عظیم آبادی کا مرتب کردہ رسالہ کا نام: ’’نمک سلیمانی برزخم قادیانی‘‘ ہے۔اپریل ۱۹۱۲ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری سے ملعون قادیان کے چیلے قاسم علی مرزائی نے لدھیانہ کے ایک مناظرہ میں شکست کھائی اورتین سوروپیہ مناظرہ ہارنے کا جرمانہ قادیانی نے ادا کیا اس پرمولانا عبدالرحمٰن نے اپنے تأثرات قلمبند کئے۔

۲۲...... ’’مرزائیوں پرمنظوری مباہلہ کا اثر‘‘ جناب جوہر علی صندل پوری کا ہے۔ قادیانیوں نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔مؤلف نے ۲؍جون ۱۹۱۱ء کو چیلنج قبول کرنے کا جواب شائع کردیا۔قادیانی گروہ کو سانپ سونگھ گیا۔آپ نے پھر یہ دوصفحاتی پمفلٹ ۱۱؍جون ۱۹۱۱ء کو شائع کرکے قادیانیوں کو غیرت کی پڑیا کے طور پر پیش کیا۔لیکن غیرت اور قادیانیت کی باہمی دشمنی پردنیا گواہ ہے۔تفصیل اس میں ہے۔

۲۳...... ’’القول فصیح تحقیق المہدی والمسیح‘‘ یہ رسالہ بابو محمد اسحاق امرتسری کا تالیف کردہ ہے۔جومارچ ۱۹۳۵ء میں منیجر کتب خانہ چولوہگڑھ امرتسر نے شائع کیا تھا۔ آج ۲۰۲۰ء میں اسے شائع ہوئے پچاسی سال بیت گئے۔اللہ رب العزت کا لاکھوں لاکھ احسان ہے کہ اتنے طویل عرصہ بعد دوبارہ مجلس تحفظ ختم نبوت کو شائع کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا۔

جناب مولانا بابو محمد اسحاق امرتسری صاحب کے تین رسالے (۱)اباطیل مرزا، (۲)حالات مرزا، (۳)بطلان مرزا، یہ پہلے احتساب جلد۳ص۲۷۷ سے ص۲۳۸ فروری ۲۰۱۱ء

میں شائع ہوگئے ہیں۔ والحمدللہ تعالیٰ حمداً کثیراً! اب اس رسالہ کی اشاعت سے بھی فارغ ہوگئے۔

۲۴...... ’’مرزائیوں سے خیرخواہانہ گزارش اور مسیح قادیان کی حالت کا بیان‘‘ جو حضرت الامام مولانا ابواحمد رحمانی مولانا سید محمد علی مونگیری کا ہے جو آپ نے رجب ۱۳۳۵ھ میں مرتب فرمایا۔ اب ۱۴۴۲ھ میں گویا ایک سو سات سال بعد اس کتاب میں اس رسالہ کی اشاعت ہمارے لئے لاکھوں سعادتوں اور کروڑوں اعزازات کا باعث ہے۔ سید محمد علی مونگیری کے بقیہ رسائل احتساب قادیانیت جلد ۵ اور جلد ۷ میں چھپ چکے ہیں۔

۲۵...... ’’مسیح قادیانی کا فیصلہ‘‘ حضرت مولانا محمد یعقوب مونگیروی کا مرتب کردہ ہے۔

۲۶، ۲۷...... خانقاہ رحمانی مونگیر شریف کے بانی حضرت مولانا محمد علی مونگیروی اس دھرتی پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے اپنے زمانہ میں سالار اعظم تھے۔ (۱) آپ نے خود کئی کتب ردقادیانیت پر لکھیں جو احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۷ میں ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کرچکے ہیں۔ (۲) آپ نے اپنے رفقاء گرامی حضرات علماء کرام سے بھی ردقادیانیت پر بیسیوں رسائل لکھوائے۔ (۳) آپ نے ’’صحیفہ رحمانیہ‘‘ کے نام سے رسائل کا سلسلہ شروع کیا۔ چوبیس رسائل شائع ہوئے جن کو ہم نے احتساب قادیانیت کی جلد ۵ میں مکمل طور پر شائع کردیا ہے۔ (۴) آپ نے ’’صحیفہ محمدیہ‘‘ کے نام سے بھی رسائل کا سلسلہ شروع کیا۔ اس نام کے کل کتنے رسائل شائع ہوئے حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ البتہ ایک جگہ ۱۳ رسائل کا ذکر آیا ہے۔ ان میں ابتدائی پانچ صحائف محمدیہ کو ’’آئینہ کمالات مرزا‘‘ کے نام پر شائع کردیا تھا جسے ہم نے احتساب کی جلد ۳۱ ص ۴۹۷ تا ۵۴۲ پر شائع کردیا ہے۔ محاسبہ کی اس جلد میں ’’کیفیت مناظرہ غازی، مولوی سعید الحسن صاحب مختار بہ حکیم خلیل احمد مرزائی‘‘ کو شائع کررہے ہیں۔ یہ حضرت مولانا محمد یعقوب مونگیری کا مرتب کردہ ہے۔ یہ ’’صحیفہ محمدیہ‘‘ کا نمبر ۱۲ ہے جو ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوا۔ اسی طرح اس جلد میں ایک دوسرا رسالہ بھی مولانا محمد یعقوب مونگیری کا شامل ہے۔ اس کا نام ’’مسیح قادیان کے جھوٹ اور ان کے کاذب ہونے کا معیار‘‘ ہے۔ یہ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ کا شائع شدہ ہے۔ یہ ’’صحیفہ محمدیہ‘‘ کا نمبر ۱۳ ہے۔

صحیفہ محمدیہ کے نمبر ایک سے پانچ تک احتساب قادیانیت جلد ۳۱ میں شائع ہوئے۔ نمبر ۱۲، ۱۳، اس جلد میں شائع ہورہے ہیں۔ الحمدللہ! باقی نمبرات صحیفہ محمدیہ بھی کسی کرم فرما کے پاس ہوں تو عنایت کردیں۔ اب تو بھجوانا آسان ہے کہ سکین کرکے ای میل کردیں۔ شکریہ کے ساتھ ہم ان کو شائع کرنے کی عزت حاصل کریں گے۔ یہ کارخیر میں تعاون کا بہترین موقعہ ہے۔

۲۸...... ’’مرزا محمود کی آمد، آمد اور آسمانی نشان کے متعلق چند سوالات‘‘
مرزا محمود قادیانی کے بہار مونگیر آنے کی قادیانیوں نے خبر چلائی تو مولانا محمد یعسوب مونگیری نے یہ رسالہ لکھ کر مرزا محمود کو کہا کہ آپ مونگیر آئیں تو ان سوالات کے جوابات پر تیاری کر کے آئیں۔ یہ سوالات ہم آپ سے کریں گے۔ اسی کے ساتھ آخر پر جناب محمد اصغر رشادی کے بھی ایک پیش گوئی پر اشکالات ہیں۔ ’’مرزا محمود سے دوسری گزارش‘‘ کے نام پر شامل رسالہ ہیں۔ اس کا سن اشاعت معلوم نہیں ہوسکا۔ تاہم ایک صدی قبل کے ہیں۔ اب دوبارہ اشاعت ہمارے لئے باعث اعزاز ہے۔

۲۹...... حضرت مولانا محمد عبدالمعز رحمانی نقشبندی قادری حسین پوری ضلع مونگیر کے ایک سابق دیرینہ تعلق والے تھے، جن کا نام مولوی عبدالمجید بی.اے حسین پوری تھا۔ بدنصیبی سے اس پر قادیانیت کا سحر چل گیا۔ اس نے ۳۰؍جون ۱۹۱۲ء کو مولانا عبدالمعز کو ایک خط لکھا۔ ’’سچے طالب حق کی فریاد‘‘ اس کا اسے عنوان دیا۔ مولانا نے اس قادیانی مکتوب کا جواب تحریر فرمایا جس میں ملعون قادیان کے مشہور مشہور الہامات اور پیش گوئیوں کو زیر بحث لایا گیا، جس کے مطالعہ سے حق وباطل کی تمیز آسانی سے ہوسکتی ہے۔

اس رسالہ کا نام آپ نے ’’النجم الثاقب ۱۳۳۱ھ‘‘ رکھا۔ اس کا یہ حصہ اوّل ہے۔ دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی سے ۱۹۱۴ء کو شائع ہوا۔ اس کے ٹائٹل پر حصہ اوّل لکھا ہوا ہے۔ نہ معلوم دوسرا حصہ شائع ہوا یا نہیں۔ کم از کم ہمیں تلاش بسیار کے باوصف دستیاب نہیں ہوا۔ (’’حفاظت ایمان کی کتابیں‘‘ فہرست کے مطابق حصہ دوم اور حصہ سوم بھی چھپے ہیں)

یہ رسالہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کی لائبریری جو دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، اس سے حاصل ہوا جسے ہمارے مخدوم حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ہمیں ارسال فرمایا۔ انہی کے تعاون اور صدقے میں آپ بھی پڑھیں کہ یہ ایک صدی سے قبل کا علمی ہدیہ ہے۔ اس کی اشاعت ثانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر ملتان کے لئے ایک اعزاز ہے۔ الحمدللہ!

۳۰...... خانقاہ عالیہ رحمانیہ مونگیر شریف کے ایک متوسل جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب نے ’’مسیح قادیان کے جھوٹے الہامات اور غلط دعوے اور نامراد دعائیں‘‘ کے نام سے یہ مختصر رسالہ تحریر فرمایا۔ یکم؍ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ کو یہ شائع ہوا۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کی لائبریری جو دارالعلوم دیوبند کی لائبریری کا حصہ ہے وہاں سے حضرت مولانا

شاہ عالم گورکھپوری کی نظرعنایت سے ہمیں موصول ہوا۔ایک سو آٹھ سال بعد اس کی اشاعت ثانی عالمی مجلس کے لئے ایک اعزاز ہے۔ **الحمدللہ حمداً کثیراً!**

۳۱...... ''۱۴ رسائل لاثانی، درکذب مسیح قادیانی'' ۳؍جنوری ۱۹۲۲ء کو خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے حضرت میر ممتاز علی صاحب مونگیری نے تالیف کر کے شائع کرایا۔اٹھانوے سال بعد ۲۰۲۰ء میں اس کی دوبارہ اشاعت، زہے نصیب!

۳۲...... ردقادیانیت پر کون کون سی کتب لکھی گئیں، اس پر سب سے پہلے (۱) رسالہ ''حفاظت ایمان کی کتابیں'' لکھا گیا جو حضرت مولانا محمد اسحاق مونگیری خانقاہ رحمانیہ مونگیر والوں کا مرتب کردہ ہے۔اس میں ۹۱ کتب ورسائل جو ردقادیانیت پر مشتمل ہیں، ان کا تعارف شائع کیا گیا ہے۔ (۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے دوسری کوشش کی۔ حفاظت ایمان کی کتابیں اور دیگر رسائل ردقادیانیت پر مشتمل کتب کے تعارف پر رسالہ ''قائد قادیان'' کے نام سے تحریر کیا۔اس میں ۱۱۲ کتب ورسائل کا تعارف آ گیا ہے۔ (۳) اس کے بعد ردقادیانیت پر مشتمل کتب ورسائل کے تعارف پر مجلس تحفظ ختم نبوت نے اکتوبر ۱۹۹۰ء میں تیسری کوشش کی۔ایک کتاب ''قادیانیوں کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' کے نام پر مرتب کی جس میں ایک ہزار ردقادیانیت کی کتب ورسائل کا تعارف آ گیا ہے۔

اکتوبر ۱۹۹۰ء میں جب مذکورہ کتاب مرتب کی جارہی تھی اس وقت سے ''حفاظت ایمان کی کتابیں'' نامی کتاب کی تلاش شروع کی۔اب ۲۰۲۰ء میں حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے دارالعلوم دیوبند کی لائبریری سے اس کا فوٹو ارسال کیا۔گویا تیس سال سے جس کتاب کو تلاش کر رہے تھے، جس کے دیدار کے لئے آنکھیں ترس رہی تھیں، جب وہ ملی تو کتنی خوشی ہوئی، کوئی اہل ذوق ہی اس کا اندازہ کرسکتا ہے۔اس جلد میں آخری یہ کتاب شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور اس کتاب پر اس جلد کو ختم کرتے ہیں تاکہ ختامہ مسک کا بھی ذائقہ نصیب قارئین ہوجائے۔

۱......	سید فتح علی شاہ صاحب شاہ پور	کا	۱	رسالہ
۲......	میر غلام نبی ناسک	کا	۱	رسالہ
۳......	مولانا بشیر احمد پسروری	کا	۱	رسالہ
۴......	حضرات دارالعلوم معین الاسلام رضویہ سرگودھا	کا	۱	رسالہ
۵......	حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ	کا	۱	رسالہ

۶......	مولانا سید محمود احمد رضوی	کا	۱	رسالہ
۷......	مولانا عبدالحق غزنوی	کے	۲	رسائل
۸......	مولانا امام الدین لاہوری	کے	۲	رسائل
۹......	مولانا پیر سید محمد محبّ اللہ شاہ	کا	۱	رسالہ
۱۰......	ماسٹر غلام حیدر	کا	۱	رسالہ
۱۱......	مولانا عبدالمجید خان قصوری	کا	۱	رسالہ
۱۲......	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	کے	۲	رسائل
۱۳......	مولانا بہاء الحق قاسمی	کا	۱	رسالہ
۱۴......	اراکین مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند	کا	۱	خط
۱۵......	اراکین مجلس استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس دہلی	کا	۱	خط
۱۶......	مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	کا	۱	رسالہ
۱۷......	شیخ فرید الحسن حنفی	کا	۱	رسالہ
۱۸......	مولانا عبدالرحمٰن قادری عظیم آبادی	کا	۱	رسالہ
۱۹......	جوہر علی صندل	کا	۱	رسالہ
۲۰......	مولانا محمد اسحاق امرتسری	کا	۱	رسالہ
۲۱......	ابواحمد رحمانی مولانا محمد علی مونگیری	کا	۱	رسالہ
۲۲......	مولانا محمد یعسوب مونگیری	کے	۴	رسائل
۲۳......	مولانا عبدالمعز رحمانی مونگیر	کا	۱	رسالہ
۲۴......	مولانا محمد عبداللہ متوسل مونگیر	کا	۱	رسالہ
۲۵......	حضرت میر ممتاز علی مونگیری	کا	۱	رسالہ
۲۶......	مولانا محمد اسحاق مونگیری	کا	۱	رسالہ
	گویا چھبیس حضرات کے	کل	۳۲	رسائل وخط

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا ملتان

۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ، ۲۷؍نومبر ۲۰۲۰ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

خلاف بیانی جماعت قادیانی

حضرت سید فتح علی شاہ صاحب شاہ پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی محمد نبیہٖ ورسولہ الکریم وعلی اٰلہٖ واصحابہ واھل بیتہ مع التسلیم!

امابعد: ایک خط حکیم نورالدین صاحب کا اخبار الحکم ۱۰/اگست ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا ہے، اس میں میرے عزیز سید فتح علی شاہ صاحب خان بہادر ڈپٹی کلکٹر کی نسبت بہت کچھ ذکر ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدانخواستہ ڈپٹی صاحب نے کچھ خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب مع اپنے رفیقوں کے مرزا قادیانی کے ابتداء سے بہت حامی رہے ہیں۔

یہاں تک کہ اگست ۱۸۸۷ء کو مرزا صاحب کے الہامی فرزند بشیر موعود کے عقیقہ پر مجھ کو بھی اپنے ہمراہ قادیان لے گئے تھے اور بعد میں بھی مرزا قادیانی کی خدمت وغیرہ کے واسطے مجھ کو تقاضا وتاکید کرتے رہے۔ یہ خط جو الحکم میں بغیر اول دریافت کرنے حقیقت حال کے مشتہر ہوا ہے، اس سے لوگ طرح طرح کے خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا میرے عزیز ڈپٹی صاحب نے جو جواباً خط حکیم (نوردین) صاحب کو لکھا ہے وہ حقیقت حال ظاہر کرنے کو یہ بندہ شائع کرتا ہے، تاکہ رفع تردد ہو اور لوگوں کو انصافاً اس پر رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ والصلوۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ خیر الوریٰ۔**

سردار بہادر علی شاہ رسالدار میجر

آرڈر آف میرٹ درباری لاٹ صاحب بہادر ہند

نقل خط مؤرخہ ۷/ستمبر ۱۸۹۹ء جو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم

از بندہ فتح علی شاہ بخدمت حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب کا ایک ضروری خط اخبار الحکم ۱۰/اگست ۱۸۹۹ء میں بنام منشی تاج الدین صاحب شائع ہوا ہے، اس میں میری نسبت بہت خلاف واقعہ امور درج ہیں۔ چونکہ وہ جناب کی قلم سے نکلے ہیں، جن پر آج تک کبھی گمان نہیں ہوا کہ خلاف واقعہ امور کی تحریر کی جرأت کریں۔ لہٰذا اصل واقعہ جو میرے روبرو ہوا وہ عرض خدمت ہے:

۱...... میں منشی امیرالدین صاحب مرحوم کے کوچہ میں چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا کہ میاں تاج الدین وہاں سے گزرے بعد سلام علیک اصحاب موجودہ میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تازہ خبر ہے۔ اس پر دوسرے شخص نے جو پاس بیٹھے تھے کہا کہ تازہ خبر یہ ہے کہ جب تک یہ خیال تھا کہ منشی الٰہی بخش خاموشی کے باعث کچھ لکھنے والے نہیں ہیں، تب تک تو قادیان سے تاکید وخط آتے رہے کہ اپنے الہامات شائع کرو۔ اب جب معلوم ہوا کہ وہ حسب تاکید واصرار، مرزاقادیانی شائع کرنے کو آمادہ وتیار ہیں، تو اب خط آیا کہ برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر خاموش رہ کر انتظار کرو۔ فقط! اس پر منشی تاج الدین نے کہا کہ بالکل جھوٹ وغلط۔ میاں تاج الدین کے اس کہنے پر بندہ نے کہا کہ وہ خط تو میں نے بھی دیکھا ہے میرے پاس تھا ابھی میں نے منشی عبدالحق کو بھیجا ہے۔ اگر دیکھنا ہو تو وہاں سے منگوا کر دیکھ لو فقط صرف اس قدر گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد کی کچھ خبر نہیں یہاں تک کہ یہ خط جناب کا اخبار میں دیکھنے میں آیا۔

۲...... جس بزرگ نے جناب کو یہ لکھا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب نے بندہ سے دریافت کیا ہے کہ کیوں اب تک منشی الٰہی بخش نے اپنے الہامات درباب حضرت مرزا صاحب شائع نہیں کئے اور بندہ نے کہا کہ مولوی صاحب نے منشی جی کو بہ منت وسماجت خط لکھا ہے کہ ایسے الہامات کے شائع کرنے سے باز رہیں۔ اس لئے منشی صاحب نے اشاعت الہامات مخالف مرزاقادیانی سے اعراض کیا۔ یہ بالکل غلط خلاف واقعہ وافتراء ہے اور ایسے

دلیر کا کام ہے جس کو راستی سے کچھ غرض نہیں یا اسلامی تعلیم کی ذرہ برابر پروا اور اس کی عظمت نہیں ہے۔ **فانما حسابه عند ربه!**

۳...... بندہ کو نہایت تعجب ہے کہ جناب نے بایں علم وفضل ودعویٰ راستی واتباع قرآن مجید اول اس امر کو بندہ سے کیوں دریافت وتحقیق نہ فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں ایمان والوں کو حکم ہے: ’’**یٰآیها الذین اٰمنوا ان جآء کم فاسق بنبأ فتبیّنوا ان تصیبوا قوماً بجهالةٍ فتصبحوا علیٰ مافعلتم نادمین** (الحجرات:۶)‘‘ اور بلا دریافت وتحقیق یہ اپنا خط غیر صحیح وافترائی بنیاد پر کیوں شائع فرمایا؟ اور نہایت تعجب یہ کہ آپ سے ایسا ہو۔

۴...... بموجب مقولہ: خشت اول چون نہد معمار کج۔ تا ثریا می رود دیوار کج۔ جو کچھ اس شہادت خلاف واقعہ پر جناب نے عمارت کی یا عبارت تحریر فرمائی اس کا حال تو بنیاد سے ہی ظاہر ہے اور اس لئے اس کے جواب کی طرف التفات تضیع اوقات ہے۔ لیکن اس خط کی اول تمہید میں ونیز اس خط میں راقم آثم کا بہت ذکر ہونے کے باعث اظہار حقیقت کے طور پر کچھ عرض ہے۔

۵...... جناب نے عام اہل اسلام کی حالت پر دیر تک افسوس کرنے کی تکلیف کیوں فرمائی۔ اول اسی اپنے بھائی بزرگ کی نورانیت وحقانیت پر افسوس فرماتے جس نے معزز وپاک وممتاز جماعت میں ہو کر خلاف واقعہ اطلاع دینے پر اس قدر دلیری کی۔ جناب آیت کریمہ کے جواب میں شاید یہ فرمائیں کہ اس شخص کو ہم نے فاسق نہیں سمجھا، بلکہ صادق سمجھ کر اس کی شہادت کو قبول کر کے خط شائع کر دیا۔ تو عاجز سوائے ایسی سمجھ وفراست پر افسوس کرنے کے اور کیا کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ مومن کی شان میں تو ہے **اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله**۔ لہٰذا یہ امر ایک مومن کی فراست کی ہرگز شایان حال نہیں۔

پھر تعجب کہ باوجود اس قدر صحبت بابرکت امام الزمان (مرزا قادیانی) کی بھی اس فراست میں کچھ ترقی نہ ہو۔ مزید برآں یہ کہ خلاف قرائن وبلا تحقیق وتنقید محبان ومخلصان قدیم پر ایسی بے اعتباری اور تازہ واقفوں پر اس قدر وثوق واعتبار جناب غور تو فرمائیں کہ راقم کو جھوٹ بولنے کے لئے کونسی وجہ محرک ہوسکتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ **حبک الشئی یعمی ویصم** کی مرض میں میں مبتلا نہیں، کسی چیز کی احتیاج وحاجت بفضل وکرم مولیٰ غنی عزوجل مجھ کو نہیں، پھر بے ضرورت خواہ مخواہ جھوٹ بول کر کبیرہ کا مرتکب کیوں ہوں؟ اگر آپ کو اعتبار

نہ تو زیادہ تحقیق فرما کر اپنی تسلی فرمالیں۔ الحمدللہ کہ یہ عادت جھوٹ جس کا کوئی مسلمان مومن حسب ارشاد رسول مقبول ﷺ کبھی مرتکب نہیں ہوسکتا۔ بفضل وکرم وسبحانہ وتعالیٰ وتقدس عاجز میں نہیں ہے اور میں جناب کے ساتھ دل سے متفق ہوں کہ جھوٹ بولنا کمینوں اور رذیلوں کا کام ہے اور جھوٹا ضرور ذلیل ہوتا ہے، بلکہ بلا تحقیق کسی خلاف واقعہ بات پر زور دینا واصرار کرنا بھی راست بازی سے بعید ہے اور بالآخر باعث ندامت۔

۶...... پھر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ آپ ہمیشہ سے بہت مختصر نویس اور فضول اور زیادتی سے پرہیز کرنے والے ہو کر اس خط کا جواب جو فقط اس قدر تھا کہ ہم نے ایسا منت وسماجت والا خط کوئی نہیں لکھا۔ بجائے اس مختصر جواب کے اتنا بڑا طومار تحریر فرمادیا اور بلا استفسار ودریافت شاید اپنی جماعت کے قائم وبحال رکھنے کے واسطے بے چارے کم زبان الٰہی بخش پر اعتراضات لے دے اور تلک عشرۃ کاملہ کر کے نہ معلوم کب کا غبار نکالا ہے۔ خیر یہ معاملہ تو آپ جانیں اور منشی الٰہی بخش اور خیر الفاتحین جو اس کا انصاف وفیصلہ خود کرنے والا ہے، بندہ تو اسی قدر عرض کرنا چاہتا ہے کہ جو معلوم اور اپنے متعلق ہے۔

۷...... منشی الٰہی بخش تو ایسا خاموش ہے کہ ۱۹، ۲۰ برس سے سوائے اس کے دو چار رفیقوں کے کسی کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ ملہم بھی ہے۔ ہاں اب حضرت مرزا قادیانی کی مہربانی اور جناب کی طرف سے اشاعت ہونے پر لوگوں کو معلوم ہوا ہے اور بہر غایت کار منشی الٰہی بخش کے الہامات کا مرزا قادیانی کے متعلق تو یہ ہی تھا کہ وہ مرزا صاحب کے ان کے دعاوی میں متفق نہیں ہوا۔ جیسے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان۔ لیکن اب مرزا صاحب نے اس پر زور ڈالا، قسمیں ڈال کر خطوط لکھے، اصرار کیا کہ ہمارے مخالف الہام شائع کرو۔ اس پر مجبوراً وہ اب شائع کرے گا، جس سے دوسروں کو بھی اس کا حال معلوم ہو جائے گا۔

۸...... آپ فرماتے ہیں: ’’تعجب اس لئے کہ ایک ملہم من اللہ جس کو الہام الٰہی سے ثابت ہوگیا کہ فلاں شخص اللہ ورسول کا مخالف ہے۔ تو اس مخالف اللہ ورسول کا پردہ فاش کرنے کو ہمہ تن متوجہ ہونا چاہئے تھا کسی کے روکنے سے وہ کیونکر رک سکتا تھا۔ منشی الٰہی بخش کو پختہ طور پر معلوم ہے کہ نورالدین مرزاجی کا دل وجان سے فدائی اور پورا معتقد ہے تو ایسے معتقد کے خط کے بہ خلاف الہامات الٰہیہ کیوں متبع ہوئے۔ نص صریح ہے کہ مامور من اللہ مداہن لوگوں کے کہنے پر نہیں چلا کرتے۔ منشی الٰہی بخش پر واجب تھا کہ نوردین کا خط جس میں منشی جی کو روکا ہے

الہامات کے ساتھ شائع کر دیتے تا کہ لوگ جانتے کہ یہ جماعت کیسی بے کار ہے اگر[1] منشی جی کے الہامات من جانب اللہ ہوتے تو وہ کسی کے کہنے سے ان کی اشاعت سے کیوں رکتے کیا ان کو خبر نہیں **بلّغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلّغت رسالته (المائدہ:۶۷)** کس کتاب کا حکم ہے کیا ان کو خبر نہیں کہ **ودّوا لو تدھن فیدھنون (القلم:۹)** کون کہتا ہے۔'' اس کا جواب یہاں اس قدر کافی ہے کہ منشی الٰہی بخش خلاف الہامات کسی کی اتباع کرنے والا نہیں نہ کسی کی روک کا اس پر اثر ہوسکتا ہے۔ نہ وہ کسی مداہن کی مداہنت کی پرواہ کرتا ہے انشاء اللہ العزیز عنقریب منشی الٰہی بخش کی تحریر حسب اصرار مرزا قادیانی شائع ہوکر کاشف حالات ہوگی، جس سے جناب ودیگر شائقین کو دیکھنے اور فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا کہ یہ کیسے ہیں۔ لیکن جہاں تک بندہ کے معلومات وتجربہ سے منشی موصوف کا حال معلوم ہے میں یہ ضرور کہونگا کہ وہ ہرگز جھوٹا ومفتری نہیں اور جناب کی ممتاز جماعت کے حالات کچھ تو طرز تحصیل فتوے سے جو دربارہ مولوی محمد حسین کے مرزا صاحب

[1] جناب کے امام مرزا قادیانی نے سالہا سال کے تجربہ وملاقات کے بعد منشی الٰہی بخش کی نسبت اپنی یہ رائے رسالہ (ضرورت الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳، ص۴۹۷) میں شائع فرمائی ہے کہ: ''بے شر انسان اور نیک بخت اور متقی اور پرہیزگار اور ان کی نسبت ابتداء سے میرا بہت نیک گمان ہے۔ واللہ حسیبہ الخ! اور جناب نے خود بھی اپنے خط (یہ خط تو اخبار میں شائع فرمادیا لیکن اس کا جواب جو عالمانہ مدلل اور دلچسپ بمقتضاء دیانت وراستی وانصاف اس کے ہمراہ ہی ہوجانا چاہئے تھا اس کو مخالف مدعا سمجھ کر شائع نہیں کیا۔ توجہ فرمائیے کہ ممتاز جماعت کی راستی وکارروائی کا ایک نمونہ ہے۔ دوسرا نمونہ علوم وتقویٰ وپرہیزگاری دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو غنائم آتے بلا حساب وکتاب رجسٹر تقسیم ہوجاتے۔ اسی طرح قیمت براہین وغیرہ جو دراصل حق العباد ہے جو امام صاحب (مرزا قادیانی) نے کئی وعدے کر کے وصول فرمائی وہ بھی اس جماعت کے......) اسی مولوی فاضل عبدالجبار صاحب غزنوی مندرجہ اخبار الحکم ۳۱/اگست ۱۸۹۹ء میں فرمایا ہے کہ مجھے میاں الٰہی بخش اکاؤنٹینٹ اور عبدالحق الغزنوی اور مولوی محی الدین لکھو کے والے اور آپ کے اجداد کی نسبت بھی کامل یقین ہے کہ ہر ایک ان میں سے مفتری علی اللہ نہیں اور ہرگز نہیں الخ! اور ایسا ہی جناب نے خط اسی منشی الٰہی بخش میں لکھا ہے۔ پس اب چندروز کے بعد ہی آپ کو یہ شک کیوں پیدا ہوا کہ آپ فرماتے ہیں۔ اگر منشی جی کے الہامات منجانب اللہ ہوتے تو وہ کسی کے کہنے سے ان کی اشاعت سے کیوں رکتے الخ! نہایت تعجب ہے کہ چندروز ہی میں اس قدر تغیر آپ جیسے مزاج میں ہو۔

نے شائع فرمایا اور کچھ اس خط سے جو جناب کو لکھا گیا۔ جس پر جناب کی یہ کارروائی ہے معلوم ہوتے ہیں اور جو آئندہ ہوں گے وہ بھی دیکھے جائیں گے۔

۹...... جناب لکھتے ہیں کہ: ''مرزا صاحب نے منشی جی کو براہ راست خطوط لکھ کر تحریک کی ہے پس اس تحریک کے مقابل نورالدین کا پرائیویٹ خط کیوں زیادہ مؤثر ہوا۔'' بجواب عرض ہے کہ جہاں تک مجھ کو معلوم ہے ہرگز مؤثر نہیں ہوا۔ اس عبارت خود بدولت پر جناب خود غور فرمائیں کہ جناب ایک خط کا صریح اقبال فرمارہے ہیں کہ وہ کیوں مؤثر ہوا؟

حکیم نوردین کا خط

اب سنئے وہ خط جناب کا اسمی حافظ محمد یوسف تھا جس کو آپ نے ہم دست مرزا غلام احمد حیدر بیگ بھیجا اور اس نے حافظ جی کو خود جاکر تلاش کر کے بمقام علی وال پہنچایا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ کو ملنا چاہتے ہیں، اگر آپ کہو تو میں ان کو بٹالہ لے آتا ہوں۔ وہ خط ملخصا معہ چند حواشی مختصر یہ ہے'' کہ جناب کو معلوم ہے کہ جناب واحد احد کی یکتا ذات پاک وحدت کو پسند فرماتی ہے۔ ہمارے سردار و مولیٰ افضل الرسل خاتم النّبیین پر احسانات کا اظہار فرما کر ارشاد کرتا ہے **لکنّ اللہ الّف بین قلوبھم** (الانفال:۶۳) **ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم** (الانفال:۴۶) حافظ صاحب مطاعن[۱] سے کام لینا پسندیدہ امر اور مقصود تک پہنچانے والی بات نہیں۔ پہلے حضرت ابوالبشر آدم صفی اللہ صلوٰت اللہ وسلامہ پر خود ملائکہ نے طعن سے کام لے کر کیا فائدہ اٹھایا۔ مامور من اللہ پر دو قسم کے معترض اعتراض کرتے ہیں ایک طرف ملائکہ دوسری طرف ابلیس۔ حضرت موسیٰ صاحب شریعت پر ایک فلسفی بادشاہ اعتراض کرتا ہے جیسے بیان ہوا **ھو مھین ولا یکاد یبین. فلولا القی علیه اسورۃ من ذھب** (الزخرف:۵۲،۵۳) (اسی طرح مرزا قادیانی نے رسالہ ضرورۃ الامام میں منشی الٰہی بخش کو لکھا ہے کہ یہ ہزارم حصہ بھی ہمارے سامنے بیان نہیں کرسکتا اور اس کے پاس حقائق معارف نہیں وغیرہ) تمام شیعہ وخوارج مطاعن سے کام لے کر شیخین ابوبکرؓ وعمرؓ اور ختنینؓ کی خلافتوں سے انکار کر گئے ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں اگر تواضع وانکسار و توبہ

[۱] لغو اور بے جا مطاعن تو بے شک پسندیدہ امر نہیں لیکن جو امور صریح خلاف قرآن مجید وحدیث شریف وشریعت اسلامی ہوں کیا وہ بھی قابل اعتراض نہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم کہاں اور کب عمل در آمد کے قابل ہے۔

واستغفار کے بعد تھوڑی سے غور کریں[1]۔ (۱) انبیاء ورسل وغیرہ کی تعلمیں ہمارے پاس ہیں۔ ان کے ساتھ نئے مامور من اللہ کی تعلیم ملالین۔ (۲) عقل کا معیار پاس ہے۔ (۳) وجدان و فطرت صحیحہ ہے۔ (۴) تائیدات[2] سماویہ پر نظر کریں کہ آیا اس مدعی کے شامل حال ہیں (۵) نقل کو دیکھیں۔ (۶) مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ[3] کیا ہے۔ آیا اس کے دعویٰ کا وقت بھی ہے یا نہیں۔ (۷) مامور کی گزشتہ زندگی کو دیکھنا چاہئے کہ کیسے گزری۔ (۸) جس کام کے لئے مامور آیا ہے آیا اس میں لیاقت بھی اس کام کرنے کی ہے یا نہیں۔ (۹) مامور کی قوت نظریہ علمیہ عملیہ کیسی ہے۔ (۱۰) آیا کوئی ممتاز قوم تیار کرسکتا ہے یا نہیں (ایسی ممتاز قوم جو حصول فتوی امرت سر والا اور ایسے خطوط لکھنے میں ممتاز ہو) تلک عشرۃ کاملہ (یہ ویسا ہی تلک عشرۃ کاملہ ہے جیسے جناب کے خط مطبوعہ الحکم میں بھی ہے[4]) پھر ان سب کو مرزا صاحب پر چسپاں وثابت کیا ہے۔

''(۱) عیسیٰ بن[5] مریم فوت ہوچکے ہیں۔ (۲) اجتماع کسوف وخسوف عطائے اولاد

[1] مسلمانوں کو تو سید الاوّلین ولاآخرین ﷺ کی تعلیم کی اطاعت کا حکم ہے جو ان کے لئے باعث سعادت دارین ہے۔ پس آپ براہ مہربانی نئے دعویدار مامور من اللہ کی تعلیم جو اس نے اپنی کتب میں شائع کی ہے کہ لیلۃ القدر درحقیقت رات نہیں وہ ایک ظلمت کے زمانہ کا نام ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام چادر اوڑھ کر اور پگڑی باندھ کر گھوڑے گاڑی پر نہیں آتے۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ نے ان کو سفید لباس میں بچشم خود رسول اللہ ﷺ کے زانو بزانو بیٹھے دیکھا اور پھر اپنے گھوڑے کو میدان جنگ میں یا خیزدم اقدم کہتے سنا ہے۔ پھر نئے مامور نے اپنی تصویر مع جماعت مریدین کھچوائی وغیرہ تعلیم ومسائل کو اسلامی تعلیم قرآن مجید وحدیث شریف سے ملاکر دکھلادیں مہربانی ہوگی۔

[2] تائیدات سماویہ کا حال مرزا احمد بیگ کے داماد والی، عبداللہ آتھم والی، شیخ مہر علی کے مقدمہ والی پیش گوئی اور پھر مولوی محمد حسین، ابوالحسن تبتی، ملا محمد بخش کے بارہ میں جو الہام وپیش گوئی بذریعہ اشتہار مشتہر کی۔ اس کی ایک جزء جس پر حیلہ سے فتویٰ حاصل کر کے پوری کی باقی واپس اور اخیر پر اقرار نامہ لکھ دیا کہ آئندہ ایسا نہ کریں گے، بلکہ خدا کے پاس اپیل بھی نہیں کریں گے۔ ان سب سے ظاہر ہے۔

[3] دعویٰ پر کوئی دلیل قرآن مجید وحدیث شریف سے نہیں، اپنے تراشید قواعد پر دعویٰ کی بنیاد ہے، اسلام میں زبانی دعویٰ سے کچھ کام نہیں چلتا جب تک عمل وکام موافق شریعت اسلامی ظاہر نہ ہوں اور پھر اسلامی احکام کچھ چیستان بھی نہیں ہیں کہ سوائے جناب کی جماعت کے اور کوئی مسلمان ان کو سمجھ نہیں سکتا۔

[4] اس کا جواب جو کچھ علماء مولوی محمد حسین صاحب، قاضی سلیمان صاحب، مولوی بشیر صاحب وغیرہ نے بدلائل دیا ہے۔ اس پر کبھی توجہ نہیں فرماتے اور نہ جواب دیتے ہیں اپنی جماعت کو بار بار سناتے رہتے ہیں۔

حسب وعدہ تم لوگوں میں مؤمنو! (۳) ایسے خلفاء ہوں گے باجماع اہل حدیث وکتب احادیث عیسیٰ بن مریم کا نزول ثابت ہے۔‘‘ (اگر آپ اجماع اہل حدیث وکتب احادیث کے ایسے معتقد ہیں تو پھر جس طرح کا نزول انہوں نے بیان فرمایا ہے آپ اسی طرح کا نزول کیوں نہیں مانتے اور مداخلت سے ان مسائل کی ترمیم وتنسیخ کیوں کرتے ہیں)‘‘ (۴) کسر صلیب[۱] کا وقت (۵) ہمارے ماموروامام کی گذشتہ زندگی کے واسطے محمد حسین گواہ حافظ محمد یوسف، منشی الٰہی بخش وغیرہ گواہ‘‘ (پھران کی گواہی جو سالہا سال کے صبر سے انتظار کرنے وتجربہ والہامات پر مبنی ہے۔ آپ کیوں قبول نہیں فرماتے اور اپنے ہٹ سے باز نہیں آتے۔‘‘ (۶) لیاقت[۲] مخالف وموافق نے سلطان القلم مانا ہوا ہے ایک کثیر التعداد سپاہ کا سپہ سالار (۷) علم وعمل[۳] کوئی تجربہ کر کے دیکھے (۸) ممتاز قوم[۴] کا تیار کرنا اس کی ممتاز جماعت سے ظاہر ہے۔‘‘ (بے شک ایسی جماعت جس کے جناب جیسے پیشرو ہیں)

’’آریہ، برہمو ویہودی صفت ملاں، سجادہ نشین، عوام خاص اس کے دشمن مگر انا لننصر رسلنا الخ (غافر:۵۱) کا سچا وعدہ جلوہ گر رہا والحمدللہ رب العالمین. مولوی لوگوں، فلسفہ، دہریہ وغیرہ کا مباحثہ ذرہ مشکل نہیں۔ کیونکہ اس کے باعث جناب الٰہی شان میں کوئی بٹہ نہیں لگتا الاّ سردست آپ کی جماعت کچھ ایسا فکر کر رہی ہے کہ اسلام کے نازک سر پر ایک پہاڑ گرادے اور اس کا سر پھوڑ کر چور کردے۔ اگرچہ ان شاء اللہ اسلام کا حافظ وناصر السلام نام ذات ہے۔ برا ماننے کی بات نہیں۔‘‘ (یہ تو وہی ملانہ پرانہ ڈھنگ کہ جوانکا مخالف

[۱] کسر صلیب کا دعویٰ وذکر تو مرزا صاحب اپنے مریدین وکتب میں شائع کرتے رہتے ہیں، لیکن پھر ساتھ ہی اہل صلیب کے واسطے اخلاص وراستی اور دل سے دعاؤں کے اشتہار بھی دیتے رہتے ہیں۔ اب ان دونوں میں سے کون سا امر صحیح وسچ ہے۔

[۲] لیاقت وسلطان القلمی والے تو اور بھی بہت موجود ہیں بلکہ مخالفان اسلام میں بھی ہیں پھر اس سے کیا صداقت ثابت ہوتی ہے۔

[۳] علم وعمل کا حال بہت کچھ معلوم ہے اور زیادہ اسلامی مسائل کے ترمیم وتنسیخ سے کھلتا جاتا ہے۔

[۴] ممتاز جماعت نے سوائے مسلمانوں پر لعن وطعن وخلاف ہدایت اسلام اخباروں میں مضمون لکھنے کے اور کونسا ممیّز کام آج تک کیا ہے۔

وہ خدااوررسول واسلام سب کا مخالف۔نہایت افسوس کہ مولوی نورالدین یہ ڈھنگ اختیار کرے اور مضبوط اسلام کو نازک بنادے اور یہ خیال نہ کرے کہ کسی کے الہامات پر اسلام کا کیا حصر ہے؟ اس کو کسی کے الہام کی پرواہی کیا ہے اس کے پاس کتاب وسنت کے وہ دلائل موجود ہیں کہ تمام جہان اس کے مقابلہ سے عاجز ہے۔ علاوہ ازیں اول بھی ملہمین کے الہامات برخلاف مرزا قادیانی مشتہر ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود اپنی تصانیف میں یہ ذکر کیا ہے۔تواب منشی الٰہی بخش کے الہامات سے آپ ایسا خوف کیوں فرماتے ہیں)

’’حافظ صاحب غور کرو کہ ایک طرف مرزا دعویٰ کرتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں،آپ بھی آج تک اس کی تصدیق کرتے رہے کم سے کم اگر مفتری وکذاب ہوتا تو آپ لوگ اس سے تعلق نہ رکھتے۔‘‘ (بے شک تائید اسلام میں ہم سب ان سے متفق رہے اور دعاوی کی نسبت صبر واستقلال وسوچ وبچار سے حقیقت حال کے منکشف ہونے کے منتظر اور یہی باعث تھا کہ باوجود تقاضا واصرار بھی اس طرف سے کوئی مرزا قادیانی کا مرید نہ ہوا اور آخر نوبت بایں جارسید کہ مرزا قادیانی وجناب (حکیم نوردین) نے خفا وغصہ ہوکر عتاب آمیز خطوط شائع فرمانے شروع کر دیئے۔ حالانکہ اس طرف سے کبھی بھی مخالفت کا کوئی امر ظہور میں نہ آیا۔ یہ خوب انصاف ہے کہ جو ذرہ تامل کرے اس کے واسطے فوراً دھمکی تیار ہے)

’’پھر وہ کہتا ہے کہ میرے متبع ہمیشہ تک میرے منکروں پر بڑھے چڑھے رہیں گے۔ جو مجھ امام برحق کو نہ مانے گا جاہلیت کی موت مرے گا۔ دوسری طرف منشی الٰہی بخش کو الہام ہوتے ہیں کہ مرزا مسرف کذاب ہے اور کم سے کم مرزا کی بیعت کو تو آپ بھی اب تک ایک لغو امر یقین کرتے ہیں جیسے آپ کے فعل سے ظاہر ہے۔ پس کیا دونوں الہام مرزا جی کے اور منشی جی کے ایک ہی چشمہ سے نکل سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ حیرت ہے کہ ایک طرف تو خدا کہے تو عیسیٰ بن مریم، مہدی، مجدد وقت ہے اور دوسری طرف کہے کہ نہ فلاں شخص تو موسیٰ وعیسیٰ برگزیدہ وہ دوسرا عیسیٰ مفتری وکذاب ہے۔ اب بتاؤ کہ کس معیار سے ہم دونوں میں تفرقہ کریں۔‘‘ (کتاب وسنت سے دوسرا کوئی معیار ان کے برابر اسلام میں نہیں۔تعجب ہے کہ جناب مولوی علامہ زمان وحقائق معارف دان ہونے کے مدعی ہوکر فیصلہ وتفرقہ کا معیار پوچھتے ہیں)

’’حافظ صاحب غور کرو اور سوچو اور تامل سے کام لو آپ کی بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا خاموش ہو جائے، حتیٰ کہ محمد حسین سے صلح کرلے، دعاوی ترک کردے۔ مگر فرمائیے جس کو الہام ہوتے ہوں کہ تو مہدی[1] مجدد ہے، عیسیٰ بن مریم ہے، تو دعویٰ کر دعوت میں ہوشیار ہوجا تو کامیاب ہوگا۔ وہ آپ کے کہنے پر کیوں خاموشی اختیار کرے اور امام ہوکر اس کا ماتحت ہو۔‘‘ (حافظ کے کہنے پر ہرگز صلح نہیں کرنی چاہئے اگرچہ وہ مسلمان دوست ہے اور باہم مسلمانان کی ہمیشہ صلح کو پسندیدہ ورضا الٰہی کا موجب سمجھتا ہے۔ لیکن حاکم نہیں، مگر کسی حاکم مجسٹریٹ کے حکم پر یہ عمل ظہور میں آنا چاہئے اور وہاں اقرار نامہ بھی لکھ دینا کہ اب میں آئندہ کو خدا کے پاس اپیل بھی نہ کروں گا اور گزشتہ الہامات وپیش گوئیاں دربارہ ذلت مولوی محمد حسین، ابوالحسن تبّتی وملا محمد بخش بھی واپس لے لینی چاہئیں۔ جیسا کہ وقوع میں آیا)

’’العاقبۃ للمتقین کا پاک جملہ اور تائیدات الٰہیہ کا مقدس سلسلہ یقین دلاتا ہے کہ فیصلہ ہوکر رہے گا مگر انسان کو سعی کرنا آیا ہے اور سنت اللہ کے مطابق ہے اس لئے عرض ہے کہ جناب کوئی موقعہ دیں جس میں میں اور آپ ملیں تو اس معاملہ پر روبرو گفتگو کی جائے۔ یہ ایک خطرناک مصیبت ہے کہ دو آدمیوں کو مخالف الہام ہوتے ہیں اور دونوں منجانب اللہ ہوں۔‘‘ (بے شک ایک ضرور شیطانی اور متبع ہوا ہوں گے، لیکن آپ خواہ مخواہ خائف ہوتے ہیں کہ کوئی خطرناک مصیبت نہیں اسلام کا ہرگز کچھ نہیں بگڑ سکتا، مخالف الہامات اول بھی شائع ہوچکے ہیں۔ جیسے بیان ہوچکا ہے کیا آپ قرآن مجید وحدیث کو کافی نہیں سمجھتے کہ لوگوں کے الہامات سے ڈرتے ہیں اور خائف ہیں۔ دوسرے اہل اسلام تو الہامات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے سیدھی بات ہے اگر موافق قرآن مجید وحدیث شریف ہوئے تو بہتر، ورنہ برلیش خاوند اسلام کو کیا پرواہ۔ آپ ہوش کرو اور غور کرو امام الزمان کی صحبت میں اس قدر استغراق کہ پڑھا پڑھایا سب فراموش ہوجائے)

[1] مرزا صاحب کو تفہیم الہامات میں بہت غلطیاں ہوئی ہیں کچھ تو انہوں نے خود بھی ایام الصلح میں سالہا سال کے بعد قبول ومنظور کیں ہیں۔ اسی طرح دعوی والے الہام میں ان کو غلطی نہ ہونے کی کیا دلیل ہے۔ تفہیم کی غلطیاں تو ان کی بہت ہی ہیں جو موقعہ پر بیان ہوں گی۔

’’اگر منشی الٰہی بخش کچھ ارقام فرماتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ مرزا جی لکھنے میں بے نظیر شجاع ہیں، بلکہ وہ تحریر کو ایک تائید الٰہی کرامت ومعجزہ یقین کرتے ہیں۔‘‘ (بہت اچھا اگر یہی ہے تو پھر ڈر خوف گھبرانے کی کیا ضرورت اور دھمکانے کے کیا معنی۔ مرزا قادیانی سے بڑھ کر لکھنے والے گزر چکے ہیں اور موجود ہیں جن کی برابری مرزا قادیانی نہیں کر سکتے تو کیا یہ دلیل صداقت ہوسکتی ہے؟ اس اصول پر تو دہریہ ومخالفین اسلام کو جو بڑے لکھنے والے اور بڑے مقرر ہیں صادق ماننا پڑے گا)

’’حافظ صاحب ہماری جماعت میں بہت سارے ملہم ہیں اگر صرف الہام عام اشخاص کا خلفاء اللہ کو خلافت وغیرہ سے بیکار کرسکتا ہے تو تمام[1] انبیاء ورسل وائمہ مہدیین کی خلافت باطل ہوسکتی ہے۔‘‘ (آپ کے نزدیک خلافت باطل ہوتی ہوگی دیگر مسلمانان تو بمقابلہ قرآن مجید وحدیث شریف الہام کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور نہ اس کی سند پر ابطال خلافت کا وہم وگمان کرتے ہیں۔ **نعوذباللہ من ھذہ العقیدۃ الباطلۃ** مولانا آپ کے علم وفضل کی تو بڑی دھوم دھام تھی اب یہ کیا ہوگیا)

[1] انبیاء ورسل علیہم السلام وغیرہ ائمہ مہدیینؒ کی خلافت سے تو اس وقت کچھ بحث نہیں مرزا قادیانی کا دعویٰ امامت زیر بحث ہے۔ سو آپ اوّل ان کی خلافت قرآن مجید وحدیث شریف ودیگر قواعد ودلائل شرعیہ سے ثابت کریں یا کم سے کم یہ ہی ثابت کریں کہ کسی خلیفہ وامام ومجدد وقت نے ایسا عمل درآمد کیا ہے جو مرزا قادیانی کررہے ہیں۔ مثلاً: (۱) مسائل اسلامی کا الٹ پلٹ کرنا۔ (۲) طول امل اس قدر کہ تیس سال کے واسطے اپنی جائیداد بذریعہ رجسٹری اپنی اہلیہ کے پاس برائے نام رہن رکھنا (۳) ہزارہا روپیہ بوعدہ براہین احمدیہ جس میں تین سو دلائل حقیقت اسلام ہوں گے لے کر اس کو پورا نہ کرنا اور روپیہ اپنے مصرف میں لانا، خریداران کا کوئی حساب نہ رکھنا، حق العباد کی پرواہ نہ کرنا (۴) اسی طرح چودہ سو روپیہ کی لاگت والا رسالہ سراج المنیر دینے کے وعدہ پر روپیہ وصول کرنا اور اس کے عوض میں اعتراضات ہونے پر سالہا سال کے بعد ایک دو آنہ کی لاگت والے چند اوراق بنام رسالہ سراج منیر نکالنے اور وہ بھی چندہ دینے والوں کو نہ دینا، بلکہ قیمت پر بیچنا (۵) استعمال کیوڑا، بید مشک، برف، ٹٹی، خس وغیرہ اور دعویٰ ظاہری وباطنی اتباع سید الزاہدین رسول اللہ ﷺ کا کرنا وغیرہ۔ (۶) ایفاء عہد کی پرواہ نہ کرنی جس کی کئی نظیریں موجود ہیں۔ (۷) سب وشتم، لعن وطعن سے کسی مولوی، فقیر، سجادہ نشین، علماء وغیرہ مسلمین کو نہ چھوڑنا اور پھر دعویٰ انک لعلیٰ خلق عظیم وغیرہ وغیرہ۔ غرض بہت ہی اوصاف بخوف طوالت چھوڑ دیتے ہیں آپ یہ اوصاف کسی گذشتہ امام، محدث، مجدد اسلام میں ثابت کریں۔

’’مجھے آپ کی حق پسند طبیعت اور مصالحت کی خواہش کرنے والی آپ کی ارادت نے یہ خط لکھوایا۔‘‘ (سبحان اللہ غرض بھی کیسی چیز ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا یہی حافظ جی جناب وجناب (حکیم نوردین) کے امام (مرزا) صاحب کے مورد عتاب واحمقانہ رنگ والے قرار پائے تھے۔ جیسا جناب نے اپنے خط میں الٰہی بخش کو لکھا تھا اور بوجہ ان کی موجودگی کے لاہور آنے سے انکار کیا تھا۔ اب وہی حق پسند طبیعت اور مصالحت والی ہوگئی۔ مولوی صاحب کا کیا عمدہ مقولہ ہے:

آنکہ شیر ان راکند روباہ مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج)

’’آپ اس معاملہ میں بہت غور کر کے کوئی جگہ اور کوئی وقت مقرر فرمائیں، جہاں میں (حکیم نوردین) اور آپ (حافظ محمد یوسف) مل سکیں۔ شاید حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کوئی عمدہ سبیل نکال دیں صرف آدمی کو اسی واسطے روانہ کیا ہے۔ آپ ازراہ کرم بہت تامل کے بعد جواب دیں قبل از ملاقات آپ تیاری کرلیں۔ اوّل: تائیدات الٰہیہ کھلے طور سے اور کامل زور سے کس کے ساتھ ہیں۔ دوم: برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر آپ لوگ نشانوں کے دیکھنے کے لئے خاموش ہو رہیں اور دیکھیں کیا جلوہ گر ہوتا ہے۔‘‘ (مولوی محمد حسین، مولوی نذیر حسین، مفتیان فتویٰ، مولوی محمد بشیر بھوپالی، مصنف رسالہ مصنف رسالہ الحق الصریح، قاضی سلیمان پٹیالوی مصنف غایۃ المرام، قاضی فضل احمد مصنف کلمہ فضل رحمانی، مولوی عبدالاحد مصنف السیف المسلول، منشی محمد سعد اللہ، شاعر ابوالحسن تبّتی، ملا محمد بخش مشتہران، مولوی عبدالحق غزنوی ملہم جس کے ساتھ مباہلہ ہوا وغیرہ کے معاملات میں جو کچھ جلوہ گر ہوا ویسا ہی جلوہ اب بھی ظاہر ہوگا یا اس سے کچھ زیادہ اور کیا گذشتہ اس قدر دور ودراز عرصہ کے صبر واستقلال والے انتظار ومشاہدات بالکل اکارت گئے، ان تجارب سے کچھ کام نہ لیا جاوے اور ہمیشہ آئندہ کے وعدوں کا ہی انتظار کریں)

’’سوم: انتظار فرمائیں کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (الرعد:۱۷) کا نشان کس طور پر ظہور فرماتا ہے۔‘‘ (یہ حسب معمول امام صاحب دھمکی موت دے کر پھر پلٹا کھا کر فرمایا) ’’کیا معنی یا گزشتہ نشانوں سے مقابلہ کریں کہ کھلے طور پر اور زور سے کس کی تائید ہوئی اور دوسری بات میں انتظار کیا جاوے کہ آئندہ برس چھ مہینے تک تائیدات الٰہیہ کس کے شامل حال رہتی ہیں۔ تیسری بات یہ کہ دیکھا جاوے کہ کس کا وجود بیشی

بقا سے مفید ہے اور کس کا وجود نکما اور بیکار ہو کر دنیا کے لئے برکت کا موجب نہیں ہوتا۔‘‘
(یہاں پھر موت کی دھمکی دی ہے اور شاید اسی باعث یہ خط دوسرے سے نقل کرا کر بھیجا ہے تا کہ اگر احیاناً سرکار کے نوٹس میں آئے تو انکار کی گنجائش رہے[1] افسوس تو یہ کہ جناب سے ایسا ہو جس پر ہرگز یہ امید نہ تھی) ۳؍جولائی ۱۸۹۹ء از قادیانی حکیم نورالدین ’’انتہی ملخصاً‘‘
اس خط کے مطالعہ کے بعد جو منشی الٰہی بخش کو الہامات ہوئے ان پر بھی غور فرمائیں اور وہ یہ ہیں **اتبع هواه و كان امره فرطا. ان يقولون الا كذبا. فاصدع بما تؤمر۔**

۱۰...... حضرت حکیم مولوی صاحب یہ خط ہے جس میں حضور نے لکھا ہے کہ: ’’برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر آپ لوگ نشانوں کو دیکھنے کے لئے خاموش ہو رہیں۔‘‘ جس کا ذکر میرے سامنے ہوا اور میں نے خود بھی خط کا دیکھنا بیان کیا، جس پر آپ نے خط مطبوعہ میں یہ تو دہ طومار لکھ کر انکار فرمایا ہے۔ بندہ دیگر مردمان کو جناب کے اس امر پر بہت تعجب و حیرانی ہوئی۔ اب حضور فرمائیں کہ یہ خط آپ نے لکھا ہے یا نہیں۔ اگر لکھا ہے تو اس خط مطبوعہ میں بہ مقتضائے راستی و دیانت اسی قدر ہی لکھ دیتے کہ ہم نے الٰہی بخش کو تو نہیں، لیکن حافظ جی کو بدیں مضمون ضرور خط لکھا تھا تا کہ اس قدر غوغا و حیرانی تو نہ ہوتی۔ اگر جناب سے سہواً یہ امر ظہور میں آیا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ انسان سے سہو ہو جاتا ہے اور اگر عمداً حضرت مرزا قادیانی کی حمایت و اعانت میں یہ دلیری و جرأت کی گئی ہے تو سوائے **انا لله وانا اليه راجعون** کے اور کچھ عرض نہیں۔ جب جناب نے پیشتر و سرآمد و اخص ہو کر یہ حوصلہ کر کے اس کو مباح سمجھا اور کیا، تو دوسری جماعت والوں کو کیا ذکر۔

۱۱...... اس خط کے لانے کا مرزا غلام حیدر بیگ نے روبروئے مرزا افضل بیگ صاحب مختار، مرزا مبارک بیگ صاحب، مرزا احسن قلی بیگ صاحب، شیخ یار محمد صاحب کے تحریری اقبال کیا ہے جو موجود ہے اور بندہ نے خود دیکھا ہے۔ اگر جناب کو اب بھی تحریر خط سے انکار ہی رہا تو مزید تحقیقات کی جائے گی ویا جناب کے ارشاد پر وثوق کر کے اس قضیہ کو ختم کیا جائے گا۔ زیادہ سردردی کی کیا ضرورت ہے۔

[1] جب آپ یا آپ کے امام صاحب لوگوں کو موت کی دھمیاں دیتے ہیں تو کیا اس وقت یہ خیال نہیں رہتا کہ ارشاد **فاذا جآء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون** (الاعراف:۳۴) بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔

۱۲...... اب پھر خط مطبوعہ جناب کے متعلق عرض ہے جناب فرماتے ہیں (۶) مرزا قادیانی اپنے الہامات اپنی تحقیقات کی اشاعت میں کیسے دلیر ہیں۔ ان کے مخالفوں کو چاہئے تھا کہ مرزا صاحب سے زیادہ دلیر ہوتے۔ جواب: جہاں تک مجھ کو معلوم ہے منشی الٰہی بخش کو کسی قسم کا دعویٰ نہیں اور نہ وہ شہرت وفراہمی مریدان وجماعت کا عاشق دلدادہ ہے نہ اس کام پر اس کی معاش کا مدار، بلکہ وہ اظہار فضیلت وخودنمائی کو خلاف عبودیت وشرک جانتا ہے لہٰذا اس کو اشاعت کی کیا ضرورت ہاں زیادہ جواب وہ خود دے تو دے مجھے اتنا ہی معلوم ہے۔

۱۳...... جناب نے فرمایا ہے منشی صاحب نے وعدہ کا ایفاء نہ کیا اور نوردین کے کہنے سے انّ العھد کان مسؤلا سے کیوں بے پرواہی کی۔ جواب: ہرگز نہیں کی، نہایت عمدہ بات ہے سارا فیصلہ اسی پر ہو جاتا ہے بندہ معہ دوسرے رفیقوں کے بلکہ غیر مذاہب والے جو اعلیٰ اعلیٰ افسران اس کے حال سے واقف ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ الٰہی بخش نہایت راست باز راست گو اور وعدہ کو کبھی بغیر وفا کئے رہنے والا نہیں اور ہم سب اس کی اسی راست بازی کے گرویدہ ومعتقد ہیں۔ آپ نے فرمادیا کہ اس نے وعدہ کا ایفاء نہ کیا اب آپ ظاہر وثابت فرمائیں کہ اس نے کیا وعدہ کیا تھا، جس کا ایفاء نہیں کیا اگر آپ ثابت کر دیں گے، ہم سب اس کو وعدہ خلاف جان کر اس سے باز رہیں گے۔ حضرت سلامت! ہم ایسے چشم بند غتو مٹو ہو کر ایک وعدہ خلاف وجھوٹے کو راست باز اور وعدہ وفا ہرگز نہیں کہیں گے اور نہ مانیں گے۔ آپ بڑا احسان فرمائیں گے، اگر منشی الٰہی بخش کا ایسا وعدہ واقرار ظاہر وپیش کریں گے۔ جس کا اس نے ایفاء نہیں کیا اور امید کہ آپ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے اور دوسری طرف اگر آپ لطیف وخبیر سے ڈر کر چاہیں تو کئی وعدہ خلافیاں چشم دید پیش حضور کر سکتے ہیں۔ پھر جناب کا اختیار رہے خواہ قبول کریں یا نہ کریں۔

حضرت مولانا! آپ صدق وکذب کا معیار دریافت فرماتے ہیں سو اس سے بڑھ کر اور کیا معیار ہوسکتا ہے کہ کوئی مامور من اللہ اور برگزیدہ سبحانہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلاف نہیں ہوا، سب صادق الوعد اور امین ہوئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید واحادیث سے ثابت ہے۔ جس کے حوالہ دینے کی جناب کے واسطے ضرورت نہیں۔ آپ اس امر میں غور وتوجہ فرمائیں۔

۱۴...... جناب آپ نے فرمایا (۸) ''ڈپٹی صاحب اوّل سید، اہل بیت، دوم دنیا میں معزز عہدہ پر ممتاز میرا دل نہیں پسند کرتا کہ میں مان لوں کہ ایسا بڑا آدمی جھوٹ بولتا ہو، جھوٹ

بولنا بڑے کمینوں کا کام ہے، جھوٹا ذلیل ہوتا ہے۔ پس مجھے حیرت ہے کہ یہ غیر واقعہ کلمات کہاں سے نکلے۔'' جواب: جناب کے ضمیر کی گواہی صحیح ہے الحمدللہ کہ بندہ نے جھوٹ نہیں بولا، جھوٹ بولنا ضرور رکمینوں کا کام ہے اور جھوٹا ضرور ذلیل ہوتا ہے اور اس لئے ہم سب رفیق آپ کے اس خط والے معاملہ پر بڑے حیران اور متعجب ہیں اور دل نہیں مانتا کہ جناب کی طرف سے کچھ خلاف واقعہ عمل میں آیا ہو۔ ضرور اس میں کچھ دھوکا وچال ہے، جو اگر ظاہر ہو جائے تو اچھا ہے تاکہ تردد رفع ہو۔ باقی یہ غیر واقعہ کلمات تو ضرور جناب کی ممتاز جماعت کے کسی بزرگ رکن سے نکلے ہیں۔ جن کو جناب کے امام صاحب نے ایمان[1] سے فرمایا ہے کہ

[1] مرزا صاحب نے یہ فقرہ حضرت سید عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کی نسبت جن کے حالات سے ایک زمانہ واقف ہے۔ اس اپنے خط ۱۶/جون ۱۸۹۹ء میں اس منشی الٰہی بخش والے میں لکھا ہے، جس میں اپنا یہ الہام بھی تحریر فرمایا ہے کہ: ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور سول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' پھر لکھا ہے کہ: ''جس دعویٰ کے ساتھ خداتعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس کے مقابل پر عبداللہ صاحب کی کیا حیثیت اور سرمایہ ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے تو میرے خادموں اور تابعداروں میں داخل ہو جاتے۔ خدا اور سول نے مولوی عبداللہ کا کوئی درجہ مقرر نہیں کیا اور نہ ان کے بارہ میں کوئی خبر دی۔ لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اسی نور میں میرا پودا لگایا گیا ہے۔ جس نور کا وارث مہدی آخرالزمان ہونا چاہئے۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہے وغیرہ۔ کیا یہ عبداللہ اس مہدی اور مسیح موعود کے درجہ پر ہوسکتا ہے جس کو ہمارے نبی ﷺ نے سلام کیا وغیرہ الخ اب جائے غور ہے کہ یہ وہی عبداللہ صاحب مرحوم ہیں کہ جن کی خدمت کیمیا خاصیت بابرکت میں مرزا صاحب کئی مرتبہ دعا کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ بلکہ ان کے بعد بھی عالم روحانی میں اپنی رویاء کی تعبیر دریافت کرنے کا استفادہ کرتے رہے اور (ازالہ اوہام ص۸۳ لغایت ص۹۲، حاشیہ خزائن ج۳،ص۱۴۳) میں ان کی نسبت خود لکھا ہے کہ: ''ایک بزرگ نہایت درجہ کا صالح جو مردان خدا میں سے تھے اور مکالمہ الٰہیہ کے شرف سے مشرف تھے اور بمرتبہ کمال اتباع سنت کرنے والے اور تقویٰ اور طہارت کے جمیع مراتب ومدارج کو ملحوظ اور مرعی رکھنے والے تھے اور ان صادقوں اور راست بازوں میں سے تھے۔ جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچا ہوا ہوتا ہے اور پرلے درجہ کے معمور الاوقات اور یاد الٰہی میں محو اور غریق اور اسی راہ میں کھوئے گئے تھے۔ جن کا نام نامی عبداللہ غزنوی تھا۔'' اس کے بعد پھر آپ نے خواب کی تعبیر پوچھنے کا حال لکھا ہے۔ اب جائے غور وانصاف ہے کہ اپنے خواب کی فضیلت کے لئے تو ان کی یہ تعریف اور اب چند روز بعد یہ تنزل کہ مرزا صاحب کے مریدین مستغرق دنیا و دنیا پرست وغیرہ بھی مولوی عبداللہ غزنوی سے صدہا درجہ بہتر ہوگئے۔ سبحان اللہ! اس قدر تغیر وتبدل چند ہی روز میں۔

عبداللہ غزنوی سے صدہا درجہ بہتر سمجھتا ہوں۔

۱۵...... جناب میرے نزدیک (۹) ''مامور من اللہ اور دوسروں میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ مامور من اللہ ہمت نہیں ہارتے، تھکتے نہیں، ڈرتے گھبراتے نہیں، مشکلات کے وقت دلیر ہوتے ہیں۔ آخر کار کامیاب ہوتے ہیں۔ پھر مرزا صاحب کو ایسا مان کر جلدی سے عدد (۹) پر ہی تلک عشرۃ کاملہ خلاف واقعہ لکھ دیا ہے۔'' جواب: ان سے عاجز کا کچھ تعلق نہیں ہر ایک کو اپنا اپنا مذاق پسند ومرغوب ہوتا ہے۔ آپ اپنے مذاق کے موافق سب کچھ اسی طرف چسپاں کرتے ہیں **وللناس فیما یعشقون مذاہب** مشہور ہے حضرت مرزا صاحب جو تمام جماعت کی اور خصوصاً جناب کی اپنی تصانیف میں اکثر مدح وثناء درج فرماتے ہیں، تو کیا جناب کی طرف سے یہ اس کا عوضانہ ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ یہ مدح وثناء تو بظاہر جناب کی ظاہری خاکساری وعبودیت بے تکلفی وسادگی کے مخالف ہے۔ نہ معلوم آپ کو اپنی مدح کرانا وسننا اور دوسروں کی تعریف کرنا کیونکر خوشگوار ہوگیا۔ ہاں مسلمانوں ومخلوق الٰہی کی خیرخواہی ہر مسلمان پر لازم ہے سو جو اخلاص ونیک نیتی سے کرے گا اجر پائے گا۔

۱۶...... جناب فرماتے ہیں کہ: ''اگر منشی صاحب اپنے الہامات اور پیش از وقت پیش گوئیاں شائع کرتے تو ان کو پتہ لگ جاتا کہ ان پیش گوئیوں کی اشاعت میں کیا کیا مشکلات آتے ہیں اور پھر ان کو یہ بھی پتہ لگ جاتا کہ جو اعتراض انہوں نے مرزا جی پر کئے ہیں، کیا وقعت رکھتے ہیں۔ مثلاً براہین کی اشاعت کیوں التواء میں ہے۔ مخالفین کے لئے بار بار اشتہار دئے گئے کہ وہ روپیہ واپس لے لیں اور روپیہ دیا بھی گیا۔'' جواب: اس سے بھی بندہ کو کچھ تعلق نہیں منشی الٰہی بخش کے الہامات اب شائع ہی ہوں گے تو آپ ہی پتہ لگ جائے گا اور جناب نے شاید حضرت مرزا صاحب کی تاویلات والہامات پر خیال کر کے کہا ہے کہ پتہ لگ جاتا اور کیا کیا مشکلات پیش آتے ہیں۔ سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ اگر الہامات و پیشگوئیوں میں اپنی تراش وخراش ومداخلت ہو تو ضرور ان میں تاویلات کرنے میں مشکلات پیش آئیں گی اور اپنی مداخلت مشیخت کا دخل نہ ہو تو پھر کچھ مشکل نہیں ہے۔ لیکن منشی الٰہی بخش تو ہمارے سامنے کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہی نہیں اور اپنے آپ کو کچھ چیز نہیں جانتا۔

ہاں! مرزا صاحب سے بباعث الہامات متفق نہیں ہوا۔ درباره براہین مجھ کو اس

قدر خبر ہے کہ وہ ابتدائے اشاعت براہین سے مرزا صاحب کی تائید وحمایت میں رہا ہے اور وعدہ خلافی کے سبب وہ مرزا صاحب کو کہتا اور لکھتا رہا، اب جو اور اعتراض ان کو ہوں گے وہ آپ کریں گے۔ لیکن اس قدر تو بندہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جن اقرار و وعدوں پر مرزا صاحب نے قیمت براہین پیشگی وصول فرمائی تھی، وہ پورے نہیں فرمائے اور خریداران کا روپیہ جو باقی ہے وہ بموجب رجسٹر اسم وار کے ان کو یا جو مر گئے ان کے ورثاء کو واپس دینا چاہئے یا ان سے بخشوانا چاہئے۔ کیونکہ حق العباد ہے اور تین سو دلائل والی کتاب کے عوض وہ روپیہ لیا تھا، جس کے بدلہ ایک دلیل بھی پوری نہیں دی اور پھر وہ اشتہار بھی کل خریداران کو اسم وار نہیں پہنچا کل تو کیا چہارم کو بھی نہیں پہنچا، صدہا کو خبر بھی نہیں ہوئی۔ چنانچہ اب تک بھی لوگ دریافت کرتے رہتے ہیں، ایک مرتبہ اشتہار براہین نکلا تھا۔ جناب فرماتے ہیں بار بار اشتہار دئے گئے۔ جناب کی عادت تو مبالغہ کی نہ تھی کیا یہ امام صاحب کی نسبت کی تاثیر ہے، ہاں جناب کا خط جو مرزا صاحب نے جناب کے صدق ومحبت واپنی مدح وثناء وصداقت کے ثبوت میں (فتح اسلام ص۶۱، خزائن ج۳ ص۳۶) میں طبع فرمایا ہے اس میں آپ نے مرزا صاحب سے اجازت طلب فرئی کہ ’’اگر خریداران، براہین کی توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔‘‘

شاید جناب نے اس کو بھی اشتہار خیال فرما کر فرمایا ہے کہ بار بار اشتہار دیئے گئے۔ بھلا کم سے کم جناب براہین کے خریداران کی جن سے روپیہ وصول ہوا کوئی فہرست اسم وار جو صفائی حساب کے لئے رکھنی لابد ہے، مشتہر تو فرمائیں۔ جب کوئی حساب ہی نہیں رکھا گیا تو روپیہ کس طرح اور کس کو واپس ہوسکتا ہے؟ یہ بھی لوگوں کا اعتراض ہے براہ مہربانی اس کو اٹھائیں۔

۱۷...... ’’جناب مثلاً آتھم کی پیش گوئی کہ آیا شرط پوری ہوئی جیسے الہام میں مشروط تھی یا نہ ہوئی۔‘‘

بندہ: آتھم کی پیش گوئی کے الہامی لفظ پر اعتراض نہیں اعتراض تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تفہیم اخیر وقت تک موت ہی کی طرف رہی اور اسی کے واسطے بشمولیت مریدین

دعائیں زور وشور سے ہوتی رہیں۔ ایسی غلطی پر کیوں اخیر تک جمے[1] رہے مرزا صاحب کی تفہیم کی غلطیاں اور بھی بہت ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ غلطی کھاتے رہتے ہیں اور جب یہ حال ہے تو پھر ان کے دعاوی والے الہامات کی تفہیم میں جو خلاف شریعت مشہور ہیں کیوں غلطی نہیں۔

۱۸...... ’’جناب بشیر احمد کے متعلق کہ وہ موعود فرزند ہے۔ حالانکہ وہ موعود حسب الہامات بحمداللہ موجود ہیں۔‘‘

بندہ: مرزا صاحب کے اشتہارات موجود ہیں وہ اشتہار بھی ہے جس میں فرمایا کہ وہ فرزند جس کا اشتہار فلاں تاریخ کو دیا تھا بحمداللہ آج ۷؍اگست ۱۸۸۷ء رات کے ڈیڑھ بجے پیدا ہوگیا اور اخیر پر اس کا بحالت شیرخوارگی انتقال ہوا۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے کسی کو وہ بشیر الہام والا نامزد کیا یا قرار دیا ہو، نہیں سنا۔ اب جناب نے فرمایا سو الحمدللہ خوشی ہے۔ لیکن جناب کو خیال رہے کہ مرزا صاحب کی اسی پہلی تفہیم پر لوگوں کا اعتراض ہے جس پر مرزا صاحب نے نہایت زور وشور کا عقیقہ کیا تھا اور بندہ بھی اس موقعہ پر قادیان پہنچا تھا۔ اس وقت عام طور پر یہ کہا گیا تھا کہ یہ وہ موعود ہے اور مرزا احمد بیگ کے داماد والے الہام کی تفہیم پر بھی ایسا ہی اعتراض ہے جب یہ تفہیمات پوری وبرابر نہیں ہوئیں تو دعاوی والے الہامات کی تفہیم کے صادق وصحیح ہونے پر کیا دلیل ہے؟

۱۹...... جناب: ’’مثلاً ان کا خیال کہ مسجد کا روپیہ مسجد پر خرچ ہوا یا نہیں یا معرض التواء میں ہے وغیرہ وغیرہ۔‘‘

بندہ: مسجد کے روپیہ کی نسبت مجھ کو کچھ معلوم نہیں، لیکن سراج منیر جس کی لاگت چودہ سو روپیہ مرزا صاحب نے مشتہر فرماکر باہر سے خاطر خواہ چندہ اس کے طبع کے واسطے وصول فرمایا۔ اس پر لوگ معترض تھے کہ کیوں چودہ سو روپیہ کی لاگت والا رسالہ نہیں نکلا۔

[1] مرزا صاحب نے رسالہ (ضرورۃ الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳، ص۴۸۴) میں فرمایا ہے کہ: ’’پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔‘‘ لیکن خود بدولت کو پندرہ ماہ تک بھی مطلع نہ کیا گیا جب میعاد گزرنے کو شاید چند گھنٹے باقی رہے تب دوسرا پہلو پیش گوئی کا لینے پر آپ نے رجوع کیا اور ایام الصلح میں بھی سالہا سال کے بعد غلطی کا سمجھنا خود قبول کیا ہے اس کی کیا تطبیق ہے؟

سوائے اس کے بندہ کو اور معلوم نہیں ہے مسجد والا روپیہ اگر کوئی خورد برد کرے یا کسی اور مصرف میں لائے تو مسجد والا آپ اس سے سمجھے گا، دوسرے کسی کو کیا اور روپیہ لینے والا کسی دوسرے کا کہنا سنتا ہی کب ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں خدا کا اور روپیہ خدا کا کسی کا کیا دخل تو اس کا کوئی کیا جواب دے، لہٰذا اس پر گفتگو کی ضرورت نہیں۔

۲۰...... ’’جناب اب تک تو منشی صاحب اپنے گھر میں خاص احباب کے سامنے بیان فرماتے ہیں اور ان کے احباب یہی فرماتے ہیں کہ ان کی پیش گوئیاں بہ نسبت مرزا جی بہت مصفّٰی اور صحیح ہیں۔ مگر جب معاملہ پبلک میں عام طور پر مرزا جی کی طرح پیش ہو تب ظاہر ہو جائے گا کہ مامور من اللہ کون ہے **عند الامتحان یکرم الرجل او یھان۔**‘‘

بندہ: منشی الٰہی بخش تو گھر میں بھی کسی کو کہنے والا نہیں۔ جناب کو ان کے حال سے اچھی طرح خبر نہیں وہ تو کسی چیز کا بھی دعویدار نہیں۔ ہاں اب جب سے جناب کی طرف سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی ہے تو احباب کے استفسار پر وہ اپنے الہامات ومنامات بیان کر دیتا ہے اور اس پر کہتا ہے کہ اگر حق ہو فبہا ورنہ اللہ اور رسول اس سے بری ہیں۔ یعنی وہی قول جو حضرت امیر المؤمنین امام الملہمین والمسلمین حضرت عمرؓ سے منقول ہے اور جس پر آپ کو بھی بدعویٰ عمری النسب ہونے کے خیال ضرور کرنا چاہئے۔

۲۱...... ’’جناب برادرم: یاد رکھو جو باتیں الہامی طور پر ثابت ہوں ان میں اعلیٰ وہی ہیں جو لکھی ہوئی، ہم دیکھیں۔ قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے **ام عندھم الغیب فھم یکتبون** (القلم:۴۷)‘‘

بندہ: منشی الٰہی بخش اپنے الہامات کو کچھ عرصہ سے لکھتا ہے اور آپ نے غالباً ان کو پڑھا بھی ہے، جب شائع ہوں گے دوسرے بھی دیکھ لیں گے۔

۲۲...... ’’جناب: میرے بھائی آخر میں آپ کو بڑے زور وجوش سے نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کامل استقلال بردباری کامل حوصلہ اعلیٰ ہمت سے کام لے کر اس وقت ڈپٹی صاحب سے دریافت فرماتے کہ **لیس الخبر کالمعاینۃ** ہمیں وہ نوردین کا خط دکھائیں، آپ ڈپٹی صاحب اگرچہ راست باز ہیں مگر راست بازی کا ثبوت دینا راست بازی کے مخالف نہیں۔

بہرحال: آپ پھر کوشش کریں شاید اسی ذرہ سی بات میں حق ظاہر ہو جائے کہ ڈپٹی صاحب ومنشی صاحب کو خبر دینے والا کیسا راست باز ہے۔‘‘

بندہ: جناب کی نصیحت پر تو جناب کے بھائیوں نے کچھ عمل نہ کیا۔ نہ تو اوّل مجھ سے خط دیکھا نہ بعد میں دیکھا اپنے طور پر جناب کو کچھ لکھتے لکھاتے رہے، حتیٰ کہ یہ خط جناب کا اخبار میں شائع ہوا۔ اس پر میں نے خود تقاضا کر کے ان کو بلا کر اپنی راست بازی کے ثبوت میں وہ جناب والا خط ان کو ملاحظہ کرایا جو جناب کے قلم کا لکھا ہوا تو نہیں۔ لیکن سب نے جناب کا خط ہونا قبول فرمایا۔ لیکن ہم تو تب ہی مانیں گے جب جناب فرمائیں گے کہ ہاں وہ خط جو حافظ محمد یوسف کے نام ہے جس کا خلاصہ اسی عریضہ میں درج ہو چکا ہے ہمارا ہے ہم تو یہاں تک محتاط ہیں کہ باوجود مرزا غلام حیدر بیگ خط لانے والے کے تحریری اقبال کے بھی مطمئن نہیں، جب تک کہ جناب خود اقبال نہ کریں۔ جناب نے **لیس الخبر کالمعاینۃ** دوسروں کے واسطے تو تحریر فرمایا ہے لیکن تعجب ہے کہ باوجود اس کے یاد ہونے کے جب جناب کے یہ خود تراشیدہ و بے بنیاد خبر پہنچی تو اس وقت **لیس الخبر کالمعاینۃ** پر خیال نہ فرمایا وہی مثل ہوئی کہ:

ہر کسے ناصح برائے دیگران ناصح خود کم بوداند جہاں

تعجب اس لئے ہے کہ آپ اور یہ امر۔ باقی رہا ظاہر ہونا حق کا سووہ ظاہر تو ہے اور ہمیشہ ظاہر رہے گا، لیکن جب جناب خود فرمائیں گے، جب تک کل حجاب اور غلط فہمی رفع ہوگی۔

۲۳...... ’’جناب: ہمیں تو ایسی خبریں ترقیات کا موجب ہیں اور انشاء اللہ بہتوں کے لئے ترقیات کا باعث ہوں گے اب آپ ہمت بلند سے کام لیں اور اس خط کو نکلوائیں، جس میں نورالدین نے خوشامد کر کے منشی جی کو روکا ہے۔‘‘

بندہ: ایسی خبریں آپ اور آپ کی جماعت کو ترقیات کا موجب ہیں تو جناب یقین فرمائیں کہ دوسروں کو بھی بفضلہٖ تعالیٰ مفید ہی ہوئیں ہیں اور پھر جناب کی ترقی کا خدانخواستہ کوئی حارج و مانع نہیں۔ خوشامد کا لفظ تو جناب کی جماعت کا تراشیدہ ہے، لیکن برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر انتظار کی استدعاء والا خط تو موجود ہے۔ بشرطیکہ آپ اس کو قبول فرمائیں۔ لانے والا تو کہتا ہے کہ میں لایا اور مولوی صاحب نے گھر سے لا کر مجھ کو دیا اور کئی مسودوں کے بعد بہ مشورہ مرزا صاحب تیار ہوا۔ آگے جھوٹ سچ بر گردن راوی۔

۲۴...... ’’جناب: میرے بھائی میں دلیری سے عرض کرتا ہوں کہ میری تحریر بچپن سے لے کر آج تک کبھی بھی ایسی نہیں جن کی اشاعت سے مجھے کسی نوع کا خطرہ ہو۔‘‘

بندہ: بہت عمدہ بات ہے اور ہم سب رفیقوں کا آپ پر ایسا ہی حسن ظن ہے اور اسی واسطے استدعاء ہے کہ اس خط بندہ کو بلا تامل اخبار میں شائع کرا کے اس غلط فہمی کو رفع فرمائیں تا کہ ہم کو اس کے شیوع کی تکلیف نہ کرنی پڑے۔ آپ کا احسان ہوگا۔ مکرر میں نے سنا ہے کہ اب انکار شدہ خط بھی الحکم میں شائع ہوگیا ہے۔ لیکن چونکہ میرا اخبار لاہور سے واپس ہوکر میرے پاس اب تک نہیں پہنچا۔ اس لئے میرے مطالعہ سے نہیں گزرا، لیکن بہرحال یہ خط اس کا مانع نہیں ہے۔ فقط فتح علی شاہ از شاہ پور ۲۱/ستمبر ۱۸۹۹ء

نقل خط دوم مؤرخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

از بندہ فتح علی شاہ بخدمت حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب کو معلوم ہے کہ بندہ بباعث ملازمت اور کثرت کار عدیم الفرصت ہے اور پھر خط وکتابت کا سلسلہ بھی سوائے ایک دو رفیقوں کے کسی دوسرے سے زیادہ نہیں ہے۔ بندہ کا مع رفیقان جناب کی نسبت حسن ظن ہے کہ آپ صاحب اخلاق اور حوصلہ ہیں اور ہر ایک کے استفسار کا اسلامی تعلیم کے مطابق نرمی وحوصلہ سے جواب دیتے ہیں۔ اسی امید پر ایک عریضہ استفسار ارسال خدمت کیا تھا۔ دوسرے امور جو اس خط میں عرض ہوئے وہ اس لئے کہ جناب کے خط مشتہرہ الحکم میں بھی درج تھے۔ لہٰذا جہاں تک مجھ کو علم تھا ان کی نسبت تحریر کیا۔ جناب براہ مہربانی خود ان امور مستفسرہ کے جواب سے مشکور فرما کر تسلی فرمائیں۔

۲...... دوسرے کسی صاحب کو اس لئے مخاطب نہیں کیا کہ ان سے کسی اصلاح کی توقع نہیں۔ آپ ہی دیکھ لیجئے کہ الحکم ۹/ستمبر ۱۸۹۹ء میں کس قسم کی درفشانی فرمائی ہے، میرا نام دھمکانے کے لئے کیسا جلی قلم سے لکھ کر عاجز کو نوشت وخواند سے عاری بتا کر لکھا ہے کہ بظاہر

یہ شاہ صاحب کے نام سے لکھا گیا ہے۔ لیکن پردہ زنگاری کے پس پشت بیٹھ کر کارروائی کرنے والے برقع نشین کا پتہ اس خط سے خوب ملتا ہے۔ بہرحال جواب بھی شاہ صاحب ہی کے نام ہوگا اور بہت ہی دلچسپ اور فائدہ بخش ہوگا۔

دوسرے حضرت ایک غریب کم زبان کو لکھتے ہیں: ''اے تفرقہ پرداز الہام کے مدعی اگر تجھ میں واقعی جسارت ہے اور تو علی بصیرت بولتا ہے تو نقاب سے منہ باہر کر اور برقع پرے پھینک دے اور گھر کے آنگن سے پاؤں باہر نکال اور پست آواز اور چلمن کے پیچھے کی رنگ آرائی چھوڑ اور مردانہ وار میدان میں نکل الخ''

''اے مخالفو لاہور میں ہو تو، اور امرتسر میں ہو تو، اور اے وہ ٹڈی کی طرح ادھر ادھر منتشر ہو۔ اے گدی نشین صوفیو اور فقیرو! جہاں کہیں ہو اکیلے اکیلے اور مل مل کر دعائیں کرو اور ان مبشرات کی نظیر اپنے لئے تم بھی لاؤ...... الخ!''

۳...... افسوس یہ ہے پاک اور ممتاز جماعت خلق عظیم کی دعویدار اس پیرایہ کو ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (النحل:۱۲۵) خیال کرتی ہے اور پھر طرفہ یہ ہے کہ یہ پیرایہ ان ہی غریب کم زبانوں سے برتا جاتا ہے جو بولتے نہیں، بلکہ سالہا سال تک خادم رہے گویا یہ ان کی خدمت کا عوضانہ بموجب ارشاد خداوندی ھل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمٰن:۶۰) ہے سبحان اللہ۔ ملا محمد بخش اور ابوالحسن تبّتی، منشی محمد سعداللہ شاعر وغیرہ کے مقابلہ پر یہ پیرایہ اور یہ سلوک کبھی ظاہر نہیں ہوا یہ خوب انصاف ہے۔

۴...... عاجز کو اس کے کچھ تعلق تو نہیں لیکن جناب پر جو عرصہ سے حسن ظن اور امید ہے لہٰذا صرف جناب سے استفسار کہ جناب بھی اب اس کو پسند فرماتے ہیں اور اس طرز کو منتج حسنات وباعث اصلاح وبہبود خلق اللہ سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو مجھ کو بھی سمجھا دیں۔

۵...... اس امر کے اظہار کی ضرورت تو نہیں، لیکن جناب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بندہ نے ابتدائے زمانہ تعلیم میں کتب عربی بھی درساً پڑھی تھیں اور ازاں بعد بھی لکھنے پڑھنے مطالعہ کتب ہی کا شغل رہا۔ لہٰذا معمولی اردو نویسی میں عاجز کو کچھ تکلیف نہیں معلوم ہوتی اور نہ کسی دوسرے کی محتاجی ہے ہاں لعن طعن پردہ زنگاری، برقع نشین، نقاب سے منہ باہر کر،

آنگن سے پاؤں باہر نکال، پست آواز اور چلمن کے پیچھے کی رنگ آرائی چھوڑ وغیرہ الفاظ کا استعمال خلاف تعلیم اسلامی، خلاف متانت وتہذیب وادب، شرفاء سے بعید سمجھ کر پسند نہیں کرتا اور امید ہے کہ آپ بھی ہرگز پسند نہ فرماتے ہوں گے۔

۶...... جناب کو معلوم ہے کہ خدانخواستہ جناب سے کچھ ضد عداوت نہیں جزوی مخالفت مسائل ایسے نہیں ہوتے کہ گفت وکلام ہی بند ہو۔ لہٰذا التماس ہے کہ آپ خود تکلیف فرما کر جو لکھنا ہو تحریر فرمائیں۔ تاکہ میلان خاطر اور غور سے اس کو دیکھ کر رفع اختلاف اور رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ کیونکہ درشتی وسختی سے کسی عمدہ نتیجہ کی امید نہیں ہوسکتی۔ والسلام خیر ختام
فقط: فتح علی شاہ

اس خط کے جواب میں حضرت مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ: ''میں نے جناب کی خدمت میں جس خط کے لکھنے کا ارادہ کیا ہے اب تک اس کو شروع ہی نہیں کیا۔ ہاں! آپ کا خط میرے چند احباب اور غیر احباب نے دیکھا ہے۔ انہوں نے اگر اس پر کچھ لکھا ہے تو وہ اس کے وہ ذمہ دار ہیں۔ ان شاءاللہ! بہت جلد جو کچھ میرا دلی خیال ہے۔ اس کے متعلق ظاہر کروں گا۔ الخ! یہ بھی خوب انصاف ہے کہ دوسروں سے خط کے جواب میں تبراء بازی، سب وشتم تو اوّل سے شروع کرادی ہے۔ جیسا کہ الحکم ۹،۳/ستمبر ۱۸۹۹ء

○ ...... ○ ...... ○

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

نمک حراموں کے کارنامے
اور
اسلامیان پاکستان
کا
متفقہ مطالبہ

جناب میر غلام نبی ناسک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ قیمتی اسلحہ کہاں گیا؟

معلوم ہونا چاہئے کہ جہاد کشمیر کے دنوں میں جبکہ بہادر اور مخلص مسلم نوجوان اپنے آپ کو جہاد اور شہادت کے لئے پیش کر رہے تھے، قادیانی ڈاکوؤں کے سردار بشیر محمود اور ظفر اللہ نے اس موقع سے زیادہ زیادہ فائدہ اٹھانے اور اپنے آپ کو منظم کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ ان کے ایماء پر مرزائی نوجوان، ہاں ہاں وہی مرزائی جو جہاد کو حرام اور قبیح جانتے ہیں اور جن کے گرو مرزا غلام احمد نے ساری عمر آیات جہاد کی منسوخی اور برطانیہ کی خایہ بوسی میں بسر کردی۔ بقول علامہ اقبالؒ:

دولت اغیار را رحمت شمرد   رقصہا گرد کلیسا کردو مرد

وہ (مرزا غلام احمد) برطانوی حکومت کو ''رحمت'' کہتا اور ساری عمر انہی کا کلمہ پڑھتا اور انہی پر قربان ہوتا رہا اور جس غلام احمد کا نظریہ یہ رہا کہ ''جو انگریز کا وفادار نہیں، وہ میرا نہیں۔'' اور جس کا جانشین بشیر محمود اور پیروکار سر ظفر اللہ آج بھی انگریزی استعمار کی بنیادوں کو از سر نو مضبوط کرنے کے لئے عالم اسلامی کو کند چھری سے ذبح کرنے کی کوشش میں ہیں۔

وہی مرزائی کشمیر میں ''جہاد'' کے نام پر جانے لگے۔ کیا اب جہاد حلال ہوگیا تھا؟ نہیں بلکہ اس فریب سے انہوں نے کشمیر کو ہتھیانہ اور پاکستان کو لوٹنا چاہا۔ چنانچہ انہوں نے مرزائیوں کو ''فرقان فورس'' (جس کا بعد میں ۲۱۔ آزاد کشمیر بٹالین نام رکھا گیا) کے نام پر منظم کرنا شروع کیا اور ان کی تمام ضروریات پاکستان کے خزانے سے پوری ہونے لگیں۔ انہوں نے ایک طرف چالبازی سے کام لے کر آزاد محاذ پر مخلص اور بہادر مسلم نوجوانوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنانا شروع کیا، جس کے متعلق آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے سیکرٹری سردار آفتاب احمد خان کے یہ الفاظ اظہار حقیقت کے لئے کافی ہیں کہ: ''محاذ کشمیر پر ''فرقان فورس'' کی سرگرمیاں یہ قصہ اتنا دردناک ہے کہ اگر آپ سن پائیں، تو آپ کی ہچکی بندھ جائے۔ آپ کی آنکھوں سے خون کے آنسو چل پڑیں۔ میں کیا کہوں کہ کیسے کیسے مخلص اور

جانباز ’’فرقان فورس‘‘ کی عیاریوں کی نذر ہوگئے۔‘‘اور دوسری طرف مسلمانوں کی خون پسینہ کی کمائی سے خریدا ہوا قیمتی اور اہم اسلحہ اور فوجی سامان چرا چرا کر ربوہ بھیجتے رہے اور اس طرح اس ’’موڈی نگر‘‘ کے قلعہ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کی۔ لیکن مثل مشہور ہے کہ ’’سو(۱۰۰) دن چور کا اور ایک دن سادھ کا‘‘ آخر ان کی نمک حرامیوں کا بھانڈا پھوٹ گیا اور سردار ڈاکوؤں سے ’’فرقان فورس‘‘ کو توڑے بغیر کچھ بن نہ پڑی۔ لیکن اس کے باوجود یہ ’’فرقان فورس‘‘ کے نام پر حاصل کیا ہوا اسلحہ ہضم کر گئے۔ جس کی ایک مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ حالانکہ یہ فہرست بطور مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ ورنہ اگر حکومت پڑتال کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ فہرست تمام چرائے ہوئے اسلحہ کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ چھ سو مکمل فوجی وردیاں ادنیٰ سپاہی سے لے کر اعلیٰ افسروں تک کی۔

تھری ناٹ تھری کی رائفلیں (Rifle-۳-۳) تقریباً ۶۰۰ (۵۹۹)۔ مشین گن (Machine guns) بیس (۲۰)۔ مارٹر بمب (Mortar Bombs) دوسو چھبیس (۲۲۶)۔ گولیاں (Amn۳-۳ sa) اکیس ہزار ایک سودس (۲۱۱۱۰)۔ ۳۶ سائز کے گرینیڈ (بمب) (۳۶Grenades) بہتر (۷۲) اس کے علاوہ گولی بارود، دستی بمب، سنگینیں اور بہت سارا دوسرا نہایت قیمتی اور اہم سامان۔

وائرلیس سیٹ بمعہ چارجنگ انجن، چارجنگ سیٹ اور بیٹری وغیرہ نیز بے شمار وردیاں اور دیگر سامان جو کروڑوں روپے کی مالیت کا بنتا ہے، یہ ہضم کئے بیٹھے ہیں۔

ہم حکومت پاکستان کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ تمام سامان جس کی ادائیگی کا مطالبہ کئی بار حکومت کی جانب سے ہو چکا ہے اور جس کی فائلوں کو کلیدی عہدوں پر متمکن مرزائی افسروں نے اپنی رعایتی نمک حرامی اور اسلام دشمنی کی وجہ سے دبا رکھا ہے۔ سارے کا سارا ربوہ میں موجود ہے۔ ربوہ جہاں پاکستان کے اکثر فوجی ڈپوؤں کا سامان چرا چرا کر جمع کیا گیا ہے۔ ربوہ جو مرزائی ڈاکوؤں کا مسکن ہے۔ ربوہ جو نہ صرف اسلام اور مسلمانان پاکستان بلکہ خود حکومت پاکستان کے لئے بھی مجسم خطرہ ہے۔ ربوہ جہاں کے سازشی دماغ نے افتخار، شیر خان اور لیاقت علی خان جیسے بہادر، ہمدرد ملت بزرگوں کو موت کے گھاٹ اتروادیا اور جس کا سردار بشیر محمود، سر ظفر اللہ کی وزارت خارجہ کے کھونٹے پر پاکستان پر قبضہ کے خواب دیکھ رہا ہے، جو کبھی مسلمانان

پاکستان کو یوں دھمکاتا ہے کہ ’’وہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ (مسلمان) مجرموں کی حیثیت سے ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔‘‘ (دسمبر۱۹۵۲ء سالانہ کانفرنس ربوہ)

اور کبھی اپنے چیلوں کو یوں حکم کرتا ہے کہ: ’’۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے، جب تک احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہوکر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔‘‘

(الفضل لاہور ج۶، ش۱۴، ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء)

اور جو کبھی اپنے چیلوں کو یوں تلقین کرتا ہے ’’جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، فائنس ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں۔ جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں، اس کے نتیجے میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکر کرائیں، لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے، جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔‘‘

(خطبہ مرزامحمود مندرجہ ’’الفضل لاہور‘‘ ج۶، ش۱۰، ص۴، کالم۳، مؤرخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۵۲ء)

اور کبھی مرزائیوں کو یوں ہدایت کرتا ہے ’’اس دور سے فائدہ اٹھائیں جبکہ ہماری مخالف جماعتیں منتشر ہیں۔ خفیہ طور پر وہ لوگوں میں گھل مل کر غیراحمدی (مسلمان) جماعتوں میں پھوٹ ڈلوائے رکھیں اور ملازمین میں صرف احمدی بھائیوں کی سفارشوں پر غور کریں، تاکہ ہر احمدی ممتاز سمجھا جائے اور تبلیغ احمدیت جاری رہے۔‘‘ (آزاد مؤرخہ ۱۰؍مئی ۱۹۵۲ء)

اور ذرہ یہ بیان بھی ملاحظہ ہو: اسلام (احمدیت) کی اشاعت کے لئے متواتر اور مسلسل اپنا روپیہ بھی جھونکنا پڑے گا، اپنے آدمی بھی جھونکنے پڑیں گے۔ اپنی کتابیں بھی جھونکنی پڑیں گی، اپنا لٹریچر بھی جھونکنا پڑے گا اور اس راستہ میں ہمیں کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا پڑے گا۔ شیطان اپنی کرسی کو آسانی سے نہیں چھوڑ سکتا، اس وقت خدا کے تخت

پر شیطان[1] متمکن ہے۔ ’’اس وقت محمد رسول اللہ ﷺ کے تخت پر شیطان کے ساتھیوں[2] (مسلمانوں) نے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہ اسے آسانی سے نہیں چھوڑیں گے۔ وہ لڑیں گے اور پورے زور کے ساتھ ہمارا مقابلہ کریں گے اور ہم کو بھی اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کردینا پڑے گا...... جب ہم نے یہ تحریک (احمدیت) کی تحریک جدید شروع کی تھی، اس وقت ہم اس کے نتائج سے ایسے ہی ناواقف تھے جیسے کہ مکہ میں رسول کریم ﷺ سے معاہدہ کرنے والے انصار اپنے معاہدہ کی حقیقت سے ناواقف تھے۔ جیسے ’’رسول کریم ﷺ پر اسلام کا شاندار مستقبل ابھی پورے طور پر روشن نہیں ہوا تھا[3] اسی طرح ہم پر بھی اس تحریک کا مستقبل اس وقت روشن نہیں ہوا۔ پس[4] میں نے تم (احمدیوں) سے اسی طرح وعدہ لیا، جس طرح انصار سے رسول کریم ﷺ نے وعدہ لیا تھا اور تم نے اسی طرح اقرار کیا، جس طرح انصار[5] نے معاہدہ کے وقت رسول کریم ﷺ سے اقرار کیا تھا۔ لیکن جب زمانہ نے پردے اٹھادیئے، قدرت نے انکشاف کردیا، تو نہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وعدہ وعدہ رہا اور نہ انصار کا معاہدہ معاہدہ رہا۔ اب دنیا بدل چکی تھی، اب ساری دنیا کو فتح کرنے کا سوال تھا، اب ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے کا سوال تھا، اب مدینہ کے اندر یا مدینہ کے باہر کوئی سوال نہ تھا، اب ہر جگہ یہ لڑائی لڑی جانے والی تھی۔ اسی طرح اب ہمارے لئے یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ خداتعالیٰ ہمارے لئے وہ دن قریب سے قریب تر لانا چاہتا ہے، جب ہم نے اسلام (احمدیت) کی لڑائی کو اس کے اختتام اور کامیاب اختتام تک پہنچانا ہے۔ اب کسی ایک ملک یا دو ملکوں کا سوال نہیں اب کسی ایک مبلّغ یا دو مبلّغوں کا سوال نہیں، اب سر دھڑ کی بازی لگانے کا سوال ہے۔ یا کفر (اصل اسلام) سے جیتے گا اور ہم مریں گے یا کفر مرے گا اور ہم جیتیں گے۔ درمیان میں اب بات نہیں رہ سکتی۔‘‘ (خطبہ برائے تحریک جدید مرزابشیرمحمود مؤرخہ ۳۰؍نومبر ۱۹۵۱ء، الفضل لاہور ج۵ ش۲۷۹ ص۶،۷، کالم ا مؤرخہ ۴؍دسمبر ۱۹۵۱ء)

[1] آہ! شیطان خدا پر غالب آ گیا۔ (معاذاللہ)

[2] مسلمانوں سے اعلان جنگ۔

[3] گویا حضرت رسول کریم ﷺ بھی اسلام کے مستقبل کے متعلق اندھیرے میں تھے۔ معاذاللہ!

[4،5] ایک فاسق فاجر اور مرتد کی جناب رسالت مآب ﷺ سے تقابل اور اپنے چیلوں کی انصارؓ رسول ﷺ سے تمثیل کی جرأت ملاحظہ ہو۔ (مؤلف)

ان تمام حقائق کے اظہر من الشمس ہونے کے باوجود ہم حیران ہیں کہ حکومت پاکستان نے ان نمک حرام اور غدار ملک وملت گروہ کو ان کی غداریوں کے باوجود مراعات کیوں دے رکھی ہیں۔ کیا یہ کوئی خاص قسم کے چہیتے غدار ہیں جو کورٹ مارشل اور پھانسی وغیرہ کی سزا کی بجائے دن دونی اور رات چوگنی ترقی پارہے ہیں۔ آخر یہ کیا راز ہے۔ مسلمان حکومت کی اس پالیسی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ان مراعات کو جو اس نمک حرام فرقے کے لئے مخصوص ہیں۔ اسلام اور پاکستان کے حق میں تباہ کن تصور کرتے ہیں اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ:

مطالبات

۱...... ربوہ کی تلاشی لے اور وہاں اسلحہ کے جس قدر ذخائر ہیں، ان پر فوراً قبضہ کر کے اسلامیان پاکستان کے بڑھتے ہوئے خدشات اور اشتعال کو تسکین دے۔

۲...... مرزائیوں کے سرغنہ مرزا بشیر محمود کو اس کے مذکورہ بالا بیانات کی بناء پر جن سے اس کے حکومت پاکستان پر قبضہ کرنے کے منصوبے صاف ظاہر ہیں، حکومت پاکستان کا باغی اور غدار سمجھتے ہوئے فوراً گرفتار کرے اور اس پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلا کر کیفر کردار کو پہنچائے۔

۳...... سرظفر اللہ اور دیگر مرزائی ملازمین جو حکومت پاکستان کے روپے پر پل رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جس تھالی میں کھاتے ہیں، اسی میں چھید کرتے ہیں اور ہر ہر قدم پر اپنی غداری اور نمک حرامی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ان کو ان کے عہدوں سے برطرف کر کے ان پر کھلی عدالتوں میں غداری کے مقدمات چلا کر قرار واقعی سزا دے۔

اسلامیان پاکستان کے نام

ہم مسلمانوں سے بھی صاف صاف کہے دیتے ہیں کہ اگر وہ پاکستان کی بقاء چاہتے ہیں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے قوانین اسلامی شریعت کے مطابق ہوں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان دنیا بھر کی حکومتوں میں بلند مقام حاصل کرے، اگر وہ اسلام کی سربلندی کے متمنّی ہیں، اگر وہ عزت وناموس رسول اللہ ﷺ کو برقرار دیکھنا چاہتے ہیں، اگر وہ محمد عربی ﷺ کی عزت کو اپنے جان ومال سے بڑھ کر عزیز جانتے ہیں تو سب سے پہلے ملک وملت کے اس باغی اور مرتد گروہ کا قلع قمع کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ خواہ اس راہ

میں انہیں خون میں ڈوب کر ہی کیوں نہ ابھرنا پڑے۔ یادرکھو! یہ وقت سخت آزمائش کا ہے۔ اگر آج مسلمان ذرا بھی نرم پڑ گئے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق بن جائیں گے اوراس کے بعد وہ حشر ہوگا جو آج تک نہ کسی نے دیکھا اور نہ سنا۔

اس کے علاوہ ہم حکومت پاکستان کے مسلمان ملازمین سے بھی صاف صاف کہے دیتے ہیں کہ وہ بھی اپنے فرض کو پہچانیں، ان غدّاروں کی غدّاریوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالیں اور مسلمان افسران بالا تک پہنچائیں اوران نمک حراموں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ ہروقت چوکس رہیں اوران غدّاروں کی نقل وحرکت پر کڑی نظر رکھیں۔ مرزائی افسروں کی دھمکیوں یارعب میں ہرگز نہ آئیں، پرامن اور غیور رہتے ہوئے اپنے فرائض کو کما حقہ سرانجام دیتے جائیں۔ بلکہ اس دور کو:

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے، نمرود ہے کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

سمجھتے ہوئے خدا پر بھروسہ اور دل میں اسلام اور ملک وملّت کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوئے، دشمنان ملک وملت اور اعدائے اسلام کی سرکوبی کے لئے مستعد ہوجائیں اور پھر شان خداوندی کے ظہور کا تماشا دیکھیں۔ انتم الاعلون تم ہی غالب رہوگے اور باطل خائب وخاسر ہوگا:

مشیت ہے کہ باطل خائب وخاسر رہے دائم اگر حق کے مقابل ہو تو کانپے اور تھرائے

حکومت کیوں سو رہی ہے

آج سے چندہ ماہ پیشتر ہم نے ریلوے کے مرزائی افسران کی چیرہ دستیوں اور سرکاری سامان کے خورد برد ہونے کا تذکرہ کیا تھا۔ ان دنوں ہمارے پاس لائل پور کے مرزائی انسپکٹر کے خلاف شکایات پہنچی تھیں کہ وہ ریلوے کے سرکاری ملازمین کو ''ربوہ'' بھجوا کر پاکستان کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

۱...... ریلوے اسٹیشن لائل پور کے قریب ہی ایک بہت بڑا درخت تھا، جسے ریلوے افسر نے مرزائی بھائی کو کوڑیوں کے دام نیلام کردیا تھا۔ جب ہم نے اس واقعہ کے خلاف لکھا تو ان دنوں اس نیلام شدہ درخت کا بچا کچھا سوختہ موقع پر موجود تھا، جس کی قیمت نیلام کی رقم کے برابر تھی، مگر مرزائیوں کی قسمت ان دنوں کچھ ایسی تیز ہے کہ وہ دن دہاڑے دونوں

ہاتھوں سے پاکستان کو لوٹ رہے ہیں۔ مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

۲...... گزشتہ دنوں تحصیل چونیاں کے ایک مرزائی ریلوے افسر کو اس جرم میں پولیس نے گرفتار کیا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ:

ماہ جنوری ۱۹۵۲ء میں عثمان والا کے پلیٹیر مسمی جمال طیب کے خلاف رپورٹیں ہوئیں کہ وہ ریلوے سلیپر گاڈر اور دیگر سرکاری سامان ربوہ بھیج رہا ہے۔ اس کی تحقیقات کے لئے ریلوے پولیس نے ابتداء میں مرزائیت کے رعب میں آ کر پس وپیش کی۔ مگر جب معاملہ افسران بالا تک پہنچا اور عوام نے واویلا کیا۔ تو پولیس نے ربوہ بھیجے ہوئے مال کی بلٹیاں جن کے ذریعے سرکاری مال مثلاً سال کے سلیپر، لوہے کے گاڈر اور پانچ من کے قریب رائفل کی گولیاں بنانے والا سکّہ بھیجا گیا تھا، برآمد کرلیں۔

علاوہ ازیں بہت سے سلیپر، گاڈر وغیرہ جو اس مرزائی افسر نے زمین میں دبا رکھے تھے کہ موقع پا کر انہیں ربوہ بھیجتا رہے، پولیس نے برآمد کر لئے اور ملزم مرزائی افسر یکم؍فروری ۱۹۵۲ء کو ریلوے پولیس نے کھڈیاں ریلوے اسٹیشن پر گرفتار کرلیا۔

مگر عوام حیران ہیں کہ ریلوے پولیس نے ابھی تک ربوہ کی طرف رخ کیوں نہیں کیا۔ جہاں مسروقہ مال بھیجا گیا ہے، پبلک مسروقہ مال کی برآمدگی کے لئے منتظر ہے۔ دیکھیں پولیس ربوہ جانے کی جرأت کرتی ہے کہ نہیں۔

اس رپورٹ کے مطالعہ کے بعد ہر مخلص پاکستانی محسوس کرے گا کہ پاکستان میں مرزائیوں نے کس قسم کا اندھیر مچا رکھا ہے۔ اس میں مرزائی افسر کا کیس کس قدر سنگین ہے۔ سرکاری مال کو کس دیدہ دلیری سے ربوہ بھجوایا ہے۔ ربوہ ڈاکوؤں کا مسکن بن چکا ہے، حیرانی تو یہ ہے کہ ہماری حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔

۳...... تحصیل چونیاں کے P-W-I نے نہ صرف لکڑی کے سلیپر اور لوہے کے گاڈر ربوہ بھجوائے ہیں۔ بلکہ ریلوے کا کئی من سکّہ جس سے رائفل کی گولیاں بنتی ہیں، ربوہ بھجوانے کا بندوبست کیا۔

اب یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ مرزامحمود خلیفہ قادیان ربوہ کی تعمیر مکمل ہونے سے پیشتر ہی ربوہ میں کیوں دھرنا مارے بیٹھا ہے۔ خواندگان محترم اب ''فرقان بٹالین'' کے قیام کی غرض وغایت بھی آسانی سے سمجھ سکیں گے۔ (جس کا تذکرہ شروع میں کیا گیا ہے)

جب انکوائری افسران نے وہ بلٹیاں جن سے سرکاری مال ربوہ بھیجا گیا، برآمد کرالی ہیں۔ تو پھر پنجاب پولیس مسروقہ مال کی برآمدگی کے لئے ربوہ جانے کی جرأت کیوں نہیں کرتی۔

ابھی تو مرزائیوں کے ٹھیک طرح قدم نہیں جمے ہیں اور اس پہاڑی علاقہ میں تہ خانوں اور خندقوں کی منظّم سکیم پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچی ہے، ابھی سے یہ جسارت کی جارہی ہے کہ سرکاری مال کھلم کھلا چرا کر ربوہ میں بھیجا جارہا ہے۔ کل خدانخواستہ جب مرزامحمود نے ربوہ میں ٹھیک طرح اڈا جمالیا۔ تو پھر کون سے حالات رونما ہوں گے؟

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ہم اپنے صوبہ کے ذمہ دار حکام کے علاوہ آج پھر آنریبل سردار بہادر خان وزیر مواصلات کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ وہ چونیاں کے کیس کی مفصل رپورٹ ریلوے ہیڈکوارٹرز لاہور سے منگوا کر ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کون کون سے مرزائی افسر اس چوری اور سینہ زوری میں ملوّث ہیں۔

دنیا کو یہ کہہ کر دھوکا اور فریب دیا جارہا ہے کہ ربوہ کسی مذہبی گروہ کا مقدس مرکز ہے دنیا کو کیا معلوم کہ یہ ربوہ نہیں ''موڈی نگر'' ہے، یہ وہ خطۂ ارضی ہے جسے پنجاب کا سابق انگریز گورنر ''موڈی'' اپنے باوا کی جاگیر سمجھ کر انگریز کے جاسوسوں اور اسلام کے مرتدوں کو کوڑیوں کے دام بخش کر گیا۔ آج یہی خطہ ملک کے دشمن اور اسلام کے باغیوں کا مرکز بن چکا ہے۔

کاش ہماری حکومت ربوہ میں پرورش پانے والی سازشوں کا گہری نظر سے مطالعہ کرے، یہ مرزائی زہریلے سانپ ہیں جو حکومت کی اپنی آستین میں پل رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ انہیں موقع مل گیا تو وہ بری طرح ڈسنے سے دریغ نہ کریں گے۔ کیا ہماری حکومت کوئی جرأت مندانہ اقدام کرے گی؟ (آزاد مؤرخہ ۱۰ار مئی ۱۹۵۲ء)

پاکستان کے اکثر دفاتر خارجہ مرزائیت کے پرچار کے اڈے ہیں؟

محمد ہاشم گزدر رکن مجلس دستورساز پاکستان کی تقریر

جہانگیر پارک (کراچی) میں قادیانیوں کی کانفرنس سے پیدا شدہ صورتحال پر غور

وخوض کرنے کے لئے اسلامیان کراچی کی آل مسلم پارٹیز کنونشن مؤرخہ ۲ر جون ۱۹۵۲ء کو تھیوسافیکل ہال میں منعقد ہوئی۔ جس میں کراچی کے تمام مسلم فرقوں کے مقتدر علماء شہر کی تمام اسلامی انجمنوں اور اداروں کے ذمہ دار عہدہ داروں نے شرکت کی۔ اس کنونشن میں شریک ہونے والے ۷۵ علماء کرام اور اکابرین ملت میں علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا مفتی داد صاحب، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد شفیع دیوبندی، مولانا بشیر احمد جمالی، مولانا محمد یوسف کللکتوی، جناب سلطان احمد امیر جماعت اسلامی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی جالندھری، جناب محمد ہاشم صاحب گزدر رکن دستور ساز کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس اجتماع میں پیش شدہ قرادادوں پر مختلف علماء کے اظہار خیال کے بعد محمد ہاشم گزدر ممبر مجلس دستور ساز پاکستان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تمام قرار دادوں اور حضرات علمائے کرام کے خیالات سے کلی اتفاق کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا:

’’جب چوہدری سرظفر اللہ خان کشمیر کا مسئلہ پیش کرنے کے لئے لیک سکیس گئے ہوئے تھے۔ ان دنوں میں بھی وہاں موجود تھا۔ وہاں لابی حلقوں میں مشہور تھا کہ سرظفر اللہ خان وہی کام کرنا چاہتے ہیں، جو ہندوستان چاہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی روز تمام احوال سے حکومت پاکستان کے ایک منسٹر کو مطلع کر دیا کہ یہاں کے لابی حلقوں میں ایسی خبریں مشہور ہیں۔ اس کے بعد میں نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور محسوس کیا کہ اکثر ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر مرزائیت کی تبلیغ کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔‘‘

آپ نے فرمایا کہ: ’’چوہدری ظفر اللہ کے انگریزوں اور ہندوؤں سے گہرے مراسم ہیں اور ان کے امیر خلیفہ محمود کے بھی اسی نوعیت کے الہامات ہیں۔ سرظفر اللہ قادیانی پاکستان سے زیادہ اپنے امام مرزا بشیر الدین کے وفادار ہیں اور اپنے امام کی ہدایت کے مقابلہ میں حکومت پاکستان کے احکام کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اس لئے مرزائی افسران اور سرظفر اللہ پر ایک لمحہ کے لئے بھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اور اس لئے مرزائی افسروں کو کلیدی آسامیوں سے فوراً علیحدہ کر دینا چاہئے۔‘‘

آپ نے فرمایا کہ مرزائی افسروں کا ہمیشہ سے یہ عمل رہا ہے کہ جب تک کوئی

مسلمان مرتد نہ ہوجائے اس وقت تک اسے ملازمت نہیں دی جاتی اور اگر کوئی کسی نہ کسی طریقہ سے ملازم ہو بھی جائے تو پھر اس کی ترقی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا ’’میرے کئی دوست محض معمولی دنیاوی فوائد کے لئے مجبوراً قادیانی ہوگئے ہیں۔‘‘ آپ نے فرمایا پاکستان میں جو شخص ’’اکھنڈ بھارت کے نعرے لگاتا ہے وہ ملک کا دشمن ہے اور ہماری بدقسمتی ہے کہ اس وقت اکھنڈ ہندوستان کا عقیدہ رکھنے والے مرزائی ملک کی ستر فی صدی کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں اور خدانخواستہ اگر کسی وقت جنگ ہوگئی، تو نہ معلوم ہمارا پھر کیا حال ہوگا اور ان افسروں کی پوزیشن کیا ہوگی۔‘‘

آپ نے فرمایا ’’ہمارا ملک اسلام کے نام پر بنا تھا، مگر پاکستان کی مجلس دستورساز میں جب بھی کوئی اسلامی بل پیش ہوتا ہے سر ظفر اللہ اس بل کی مخالفت کرتا ہے۔ چنانچہ جب مسٹر اشتیاق حسین قریشی نے جمعہ کے روز تمام ملک میں ایک خطبہ ہونے کا بل پیش کیا، تو چوہدری ظفر اللہ نے ڈیڑھ گھنٹہ اس کی مخالفت میں تقریر کی اور وہ بل محض اس لئے پیش نہ ہوسکا کہ ’’احمدیوں‘‘ کو اس سے اختلاف ہے اور وہ اپنی مرضی کا خطبہ دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ بل آئندہ اجلاس کے لئے ملتوی کردیا گیا اور آج تک پھر پیش نہ ہوسکا۔ اس طرح ہمارے کئی اسلامی قانون محض ظفر اللہ کی وجہ سے مسترد ہوگئے ہیں۔

آپ نے فرمایا میں جمہورالمسلمین کی طرح مرزائیوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ کیونکہ مرزائی ہم مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن جب یہ ملک ہم مسلمانوں نے اسلام کے لئے اور اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے تو پھر مرزائیوں کو اس ملک میں اسلام کش حرکات کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے اور ان کی سرگرمیاں کس طرح برداشت کی جاسکتی ہیں؟

آپ نے فرمایا پاکستان میں فتنۂ قادیانیت کو ختم کرنے کے لئے مسلمانوں کا آپس کا اتحاد اشد ضروری ہے اور آپس کے اتحاد کے بغیر اس فتنہ کو کسی صورت میں ختم نہیں کیا جاسکتا۔‘‘ آپ نے مسلمان وزراء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

آپ لوگوں نے یہ کرسیاں اسلام کے نام پر حاصل کی ہیں اور اگر آپ لوگ ان کرسیوں پر بیٹھے رہنا چاہتے ہیں، تو آپ کو اسلام کی حفاظت وخدمت کرنی ہوگی۔‘‘

متفقہ قرارداد

علماء کے اسی اجلاس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی:

یہ اجتماع ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ کی وفاداری کو مشکوک جانتا ہے نیز یقین رکھتا ہے کہ اس نے وزارت خارجہ کے عہدے کو مرزائیت کی تبلیغ اور اسلامی ملکوں میں مرزائیت کے مبلّغوں کے دفتر کھلوانے اور ملازمتوں پر مرزائیوں کو قابض کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور یہ کہ وہ پاکستان اور ہندوستان کو پھر سے اکھنڈ بنانے پر مذہبی عقیدہ رکھتے ہیں اور مسئلہ کشمیر کے حل کرانے میں اہل ثابت نہیں ہوئے۔ اس لئے پاکستان اور اسلامی ممالک اور کشمیر کے مفاد کا تقاضا یہ ہے کہ ظفر اللہ کو وزارت سے جلد از جلد علیحدہ کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ علماء کرام نے ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ آل مسلم پارٹیز کنونشن کراچی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہوا حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والوں کو مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے حقوق مسلمانوں سے جدا کر دے۔

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں

مفتی اعظم مصر السید محمد حسنین المخلوف کا فتویٰ

قاہرہ ۷ر جولائی ۱۹۵۲ء: مصر کے مفتی اعظم السید محمد حسنین المخلوف نے قادیانیوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیتے ہوئے اپنے دستخطوں سے جو فتویٰ جاری فرمایا ہے۔ وہ مصر اور دیگر عرب ممالک کے عربی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع کیا گیا ہے۔ قادیانی مذہب پر یقین رکھنے والوں کو خارج اسلام قرار دیتے ہوئے مفتی اعظم مصر نے لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں، جن کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا جو شخص اس بات کے خلاف یقین کرتا ہے اسے کافر کہا جا سکتا ہے۔ مفتی اعظم نے مزید لکھا ہے کہ میں حیران ہوں کہ پاکستان جیسی اسلامی ریاست میں ایک قادیانی کو وزیر خارجہ کیسے مقرر کر دیا گیا۔ (زمیندار ۸ر جولائی ۱۹۵۲ء)

خود پڑھو، دوسروں کو پڑھاؤ اور ان پڑھوں کو پڑھ کر سناؤ۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا جی دے جھوٹ

مولانا بشیر احمد پسروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری گزارش

معزز ناظرین! آپ اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں۔ غور سے پڑھنے کے بعد آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس رسالہ کو شائع کرنے سے فقط یہ مقصود ہے کہ ان دوستوں کو جو لاعلمی کے باعث اندھیرے اور تاریکی کی طرف جارہے ہیں، اسلام کی روشنی کی طرف لایا جائے۔ کسی شخص یا کسی جماعت کے ساتھ الجھنا مقصود نہیں۔ اگر آپ اس رسالہ کو مفید سمجھیں تو آپ کا مذہبی فرض ہے کہ آپ اس کو خرید کر کثرت سے شائع کریں، تاکہ مسلمان اس فرقہ مرتدہ کے دام تزویر سے بچ جائیں۔ اس رسالہ کے علاوہ یہ انجمن اس وقت تک آٹھ رسالے ساڑے بارہ ہزار کی تعداد میں مفت شائع کر چکی ہے جو کہ ہندوستان کے مختلف صوبہ جات اور بیرون ہند میں بھی تقسیم ہو چکے ہیں۔ اگر آپ دوسرے رسائل بھی منگوانا چاہیں تو ایک رسالے کے لئے دو پیسے کا ٹکٹ اور جملہ رسائل کے لئے تین آنے کا ٹکٹ ارسال فرما کر بذریعہ ڈاک طلب فرمائیں یا دفتر میں تشریف لاکر مفت قبول فرمائیں۔

فہرست رسالہ جات

۱...... رسول عربی ﷺ کے معجزے ۲...... آفتاب نبوت
۳...... فرمان سید البشر متعلق عذاب قبر ۴...... فرمان خاتم النّبیین متعلق حقوق مسلمین
۵...... فرمان سید المرسلین متعلق امداد مسلمین ۶...... ہادی عالم
۷...... پیغمبر اسلام ۸...... جگت گورو۔ گورمکھی میں ہے۔
۹...... مرزا صاحب کا جھوٹ (بشیر احمد صدر شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پسرور ضلع سیالکوٹ)

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

تحریر رسالہ کی غرض

معزز ناظرین! اس زمانہ میں مرزائیت کا فتنہ عام ہو چکا ہے۔ اکثر مسلمان جماعت مرزائیہ کے عقائد باطلہ سے ناواقف ہونے کے باعث انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ بعضے مسلمان مرزا صاحب کے حالات سے ناواقف ہونے کے باعث مرزائیت کے جال میں پھنس کر متاع ایمان برباد کر کے زمرہ مرتدین میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے رسالہ ہذا میں مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے مرزا قادیانی کا لعنتی اور مردود ہونا ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی بارگاہ میں عاجزانہ التجا ہے کہ اس رسالہ کو عاجز کی نجات اخروی کا ذریعہ بنائے اور اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو فرقہ ضالہ مرتدہ کے دام تزویر سے بچائے۔ مرزا قادیانی نے مجدد، محدث، امام الزمان، مہدی، مسیح موعود، نبی اور خدا ہونے کا دعویٰ کیا، لیکن اس رسالہ کے پڑھنے سے منصف مزاج ناظرین پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ مجدد وغیرہ بننا تو کجا، مرزا قادیانی کو ایماندار ثابت کرنا بھی غیر ممکن ہے۔

پہلے ہم معزز ناظرین کے سامنے مرزا صاحب کے بے شمار جھوٹوں سے چند جھوٹ بطور نمونہ پیش کرتے ہیں بعدہ اس کے اپنی تحریر سے اس کا لعنتی اور مرتد ہونا ثابت کریں گے۔

جھوٹ نمبر۱:

’’احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۰۱، خزائن ج۲۲، ص۲۰۹)

جھوٹ نمبر۲:

’’حدیثوں میں صاف طور پر یہ بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی اور علماء وقت اس کو کافر ٹھہرائیں گے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۴۷، خزائن ج۱۷، ص۲۱۳) یہی مضمون اختلاف عبارت کے ساتھ (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷، ص۴۰۴) میں بھی موجود ہے۔

جھوٹ نمبر۳:

’’مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے (مرزا کو) کافر کہتے اور میرا نام دجال رکھتے کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۸، خزائن ج۱۱ ص۳۲۲)

جھوٹ نمبر۴:

’’صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی۔ ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی (ترجمہ: یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے) سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ اسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

مرزائیو! یہ مضمون صحیح بخاری شریف میں دکھلا کر مرزا جی کو لعنتی ہونے سے بچاؤ۔

جھوٹ نمبر۵:

’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔‘‘ اشتہار عام مریدوں کے لئے ہدایت۔

(ریویو قادیان ج۶ نمبر۹ ص۳۶۵، بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء)

جھوٹ نمبر۶:

’’ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا۔ ترجمہ: یعنی ہند میں ایک نبی گزرا جو سیاہ رنگ کا تھا

اور اس کا نام کاہن تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۱، خزائن ج۲۳،ص۳۸۲)

جھوٹ نمبر۷:

’’احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حدتک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۴،۵، خزائن ج۱۳،ص۴۷۵)

جھوٹ نمبر۸:

’’قرآن نے میری گواہی دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کیا ہے جو کہ یہ زمانہ ہے اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے، جو کہ یہی زمانہ ہے۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹،ص۹۶)

جھوٹ نمبر۹:

’’خدا نے آدم کو چھٹے دن جمعہ بوقت عصر پیدا کیا۔ توریت اور قرآن اور احادیث سے یہی ثابت ہے۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵،ص۹۸، خزائن ج۲۱،ص۲۶۰)

جھوٹ نمبر۱۰:

’’چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰، خزائن ج۱۱،ص۳۲۴)

جھوٹ نمبر۱۱:

’’جب کہ احادیث صحیحہ متواترہ کے رو سے عمر دنیا یعنی حضرت آدم سے لے کر آخیر تک سات ہزار برس قرار پائی تھی۔‘‘ (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۹۱، خزائن ج۱۷ص۲۴۵)

جھوٹ نمبر۱۲:

’’حدیث صحیح سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ انہوں نے ایک سوبیس برس کی عمر پائی اور واقعہ صلیب کے بعد ستاسی برس زندہ رہے۔‘‘ (ایام الصلح ص۴۶، خزائن ۱۴ص ۲۷۷)

جھوٹ نمبر۱۳:

’’اورقرآن کریم وکتب احادیث ودیگر مصحف مسطور است کہ درآن ایام یک مرکب جدید حادث گردد کہ برآتش حرکت نمائد پس آن مرکب درعرف ہندوستان ریل ست۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین ص۲۲، خزائن ج۲۰ص ۲۵)

جھوٹ نمبر۱۴:

’’انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی ہے کہ وہ (مسیح) چودہویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا نیز پنجاب میں ہوگا۔‘‘

(اربعین نمبر۲ص۲۳، خزائن ج۱۷ص ۳۷۱)

جھوٹ نمبر۱۵:

’’یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف نہیں، بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔‘‘ (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ص ۵)

جھوٹ نمبر۱۶ مرزا صاحب کی تاریخ دانی:

’’تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہوگئے تھے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ص ۲۹۹)

جھوٹ نمبر۱۷:

’’ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص ۱۰۵)

جھوٹ نمبر ۱۸ مرزا کی قرآن دانی:

’’عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ کے لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

جھوٹ نمبر ۱۹:

’’خداتعالیٰ کی کتابوں میں بہت تشریح سے بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑے گی۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۳۹۶)

جھوٹ نمبر ۲۰:

’’اس حکیم علیم کا قرآن کریم میں یہ فرمانا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں۔‘‘

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص۷۲۲ حاشیہ، خزائن ج۳، ص۴۸۹)

یہاں تک معزز ناظرین کے سامنے مرزا قادیانی کے سینکڑوں جھوٹوں میں صرف بیس جھوٹ بطور نمونہ پیش کئے ہیں۔

اب ہم مرزا جی مہاراج سے دریافت کرتے ہیں:

بخدمت جناب مرزا صاحب جی

جناب عالی! جھوٹ بولنا کیسا ہے اور جھوٹ بولنے والا کون ہوتا ہے۔ ہمیں مفصل تحریر فرمائیں۔ سائل حضور کا خادم۔ گھٹیا احمدی

<u>جواب:</u> پیارے مرید آپ کو اﷲتعالیٰ سلامت رکھے تاکہ تم مجھے روپے بھیجتے رہو۔ پیارے جھوٹ کی بابت مندرجہ ذیل سطریں غور سے پڑھیں۔

۱...... ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۵۶، اربعین نمبر۳ حاشیہ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۴۰۷)

۲...... ’’جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶، خزائن ج۲۲ ص۴۵۹)

۳...... ’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسروں میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۲۳، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

۴...... ’’جھوٹ کے مردار کو نہ چھوڑنا کتوں کا طریق ہے، نہ انسانوں کا۔‘‘

(انجام آتھم ص۳،۴، خزائن ج۱۱ ص۴۳)

۵...... ’’جھوٹے پر خدا کی لعنت۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۲۵، خزائن ج۲۲ ص۴۵۸)

۶...... ’’خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔‘‘

(اربعین نمبر۳ ص۱۲، خزائن ج۱۷ ص۳۹۸)

۷...... ’’جھوٹے پر اگر ہزار لعنت نہیں تو سو سہی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۸۶۶، خزائن ج۳ ص۵۷۲)

سات فرمان متعلق جھوٹ مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ ان سے یہ ثابت ہوا:

جھوٹ بولنے والے مرتد ہیں......	دیکھو	نمبر۱
جھوٹ بولنے والے بدترین انسان ہیں......	//	نمبر۲
جھوٹ بولنے والے کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں	//	نمبر۳
جھوٹ بولنے والے انسان نہیں......	//	نمبر۴
جھوٹ بولنے والے لعنتی ہیں ملاحظہ ہو تحریر	//	نمبر۵،۶،۷

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حفظ ایمان

مرزائیوں کی خطرناک سازشوں

کا

فوری جواب

دار العلوم معین الاسلام رضویہ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ پرچہ مرزائیوں کے اس رسالے کا جواب ہے جو مؤرخہ ۷/اپریل ۱۹۸۴ء کو مرزائیوں نے ملک میں گھر گھر تقسیم کیا۔

مرزائیوں کے اس رسالہ لب لباب یہ ہے کہ مسلمان علماء نے مرزائیوں کے بارے میں مطالبات کے منظور نہ ہونے کی صورت میں ۳۰/اپریل ۱۹۸۴ء کو مرزائی عبادت گاہوں کو گرادینے کا سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق جو فیصلہ کیا ہے اس کے خلاف واویلا مچا کر مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو سلادینے کی کوشش کی جائے اور علماء کا ساتھ دینے سے باز رکھا جائے۔

اس ضمن میں مرزائیوں کے اس رسالے میں چار باتوں پر زور دیا گیا ہے جن کا جواب ایک ایک کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

۱...... اسلام شرف انسانیت اور آزادیٔ ضمیر کا علمبردار ہے، لہٰذا ہمارے منشاء اور ضمیر کے خلاف کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہمیں غیر مسلم کہے اور ہمارے مذہب کا اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا نام تجویز کرے۔

<u>جواب:</u> قطع نظر اس سے کہ مسیلمہ مستقل نبوت کا مدعی تھا یا غیر مستقل نبوت کا آپ مجھے بتائیے کہ باوجود اس کے کہ اسلام آزادیٔ ضمیر کا مذہب ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اس کے ساتھ جنگ لڑ کر اسے قتل کیوں کیا؟ آپ مرتد کے مذہب کا نام تجویز کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اسلام اسے دم لینے کی اجازت نہیں دیتا اور قطع نظر اس سے کہ منافقت کیا چیز ہے۔ محض آزادیٔ ضمیر کے مذہب کا راہنما ہونے کی حیثیت سے حضور ﷺ نے منافقوں کی مسجد ضرار کو گرانے کا حکم کیوں دیا؟

اور ہم آپ کے مذہب کا نام ہرگز ہرگز تجویز نہیں کرتے ہمارا مطالبہ تو بس اتنا ہے کہ آپ اپنے مذہب کا نام اسلام نہیں رکھ سکتے یہ ہمارے مذہب کا نام ہے۔ جس طرح یہودی یا عیسائی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتے، اسی طرح آپ بھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اپنے دین کا نام اسلام کے علاوہ جو چاہیے رکھ لیجئے۔

شعائر اسلام کی حفاظت میں یہی حکمت ہے کہ کفر اور اسلام میں امتیاز رہے، ورنہ عوام گمراہ ہوسکیں گے۔

۲...... قرآن وحدیث کفار کی وجہ سے دل آزاری پر صبر وتحمل کی تلقین کرتے ہیں اور اگر تم صبر وتحمل نہیں کرتے تو عیسائیوں کی مخالفت اس قدر کیوں نہیں کرتے ہو۔ احمدیوں کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ جب کہ ہمارے مرزا صاحب مصطفیٰ ﷺ کے نام لیوا ہیں۔

<u>جواب:</u> آپ اپنے آپ کو صرف کفار نہ سمجھئے بلکہ آپ مرتد ہیں اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ

فیصلہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کا ہے (فاقتلوا انفسکم الایۃ اور من بدل دینہ فاقتلوہ۔ بخاری) عیسائیوں میں اور آپ میں بھی یہی فرق ہے کہ وہ صرف کافر اور آپ مرتد واجب القتل ہیں۔ عیسائی اپنے عیسائی ہونے کا اقرار کرتے ہیں مگر آپ کافر و مرتد ہونے کے باوجود اپنے مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں، اسلام کے لئے عیسائی خطرناک نہیں جیسے آپ خطرناک ہیں۔

اور مرزا صاحب جو مصطفیٰ ﷺ کے نام نہاد نام لیوا ہیں اس کا ایک چھوٹا سا نمونہ مرزا صاحب کے ایک مرید کی زبانی سنئے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں میں اور پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار البدر قادیان مؤرخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۳...... نبی کے لئے علیہ السلام، صحابی کا لفظ، ام المؤمنین، عبادت گاہ کا نام مسجد اور آذان پڑھنا اسلامی شعار نہیں ہیں۔ غیر اسلامی مذاہب میں بھی ان چیزوں کے وجود کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملتا ہے۔ یہ چیز دل آزاری کا باعث نہیں ہونی چاہئے۔

جواب: واقعی نبی کے علاوہ اہل اللہ کے لئے علیہ السلام ثابت ہے، لیکن غیر مسلموں کے لئے اس کا ثبوت تو کیا، شائبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ کسی نے نہیں لکھا کہ مسیلمہ کذاب کے لئے علیہ السلام کا استعمال جائز ہے (بلکہ یہ کفر ہے) ہاں سچے نبی کے لئے ہم بھی استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح مسجد، اذان، ام المؤمنین، صحابی وغیرہ کا استعمال آپ کے لئے اس لئے ممنوع ہے کہ آپ اسلام کے ہم رنگ بن کر لوگوں کو دھوکا نہ دے سکیں اور ہماری دل آزاری اس لئے ہوتی ہے کہ:

چہ نسبت غلاظت را با عالم پاک

۴...... ہمارے امام اور بزرگان کے خلاف علماء جو فحش کلامی کرتے ہیں اسے نقل کرنا بھی کسی شریف آدمی کا قلم گوارا نہیں کرتا۔

جواب: کاش! آپ نے علماء کی فحش کلامی نمونہ پیش کیا ہوتا اور اگر آپ نے پیش نہیں کیا تو ہم پیش کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو ''شیطان کی اولاد'' کہا تو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ نے شمس الہدایہ میں اس کے جواب میں یہ الفاظ کہے ''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے عطا کرے'' اور آپ کے امام مرزا غلام احمد قادیانی کی پاک بیانی کا نمونہ ایک تو آپ نے ملاحظہ کیا۔ مزید ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

۱...... ''ہماری مخالف جنگلوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۲...... ''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے حرام زادہ بننے کا

شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار اسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)
۳...... ''لئیم، فاسق، شیطان، لعنتی، پاگلوں کا نطفہ، خبیث، بدکارہ کا بچہ۔''
(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، خزائن ج۲۲ ص۴۴۵)
۴...... ''نادان، چور، کذاب، اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔'' (نزول المسیح ص۷۰، خزائن ج۱۸ ص۴۴۸ حاشیہ)
۵...... ''سرقہ کا الزام دینا اور صرفی نحوی غلطی نکالنا گوہ کھانا ہے۔''
(نزول المسیح ص۶۳، خزائن ج۱۸ ص۴۴۱)

یہ گالیاں خود مرزا صاحب نے مذکورہ بالا حوالہ جات کے مطابق نہ لکھی ہوں تو منہ بولا انعام دوں گا اور اگر یہ گالیاں شریف آدمی نقل بھی نہیں کرسکتا، تو بتایئے کہ خود گالیاں دینے والا کس زمرے میں شمار ہوگا......؟ اور ایسا شخص جس جماعت کا امام ہے وہ جماعت کس زمرے میں شمار ہوگی......؟

نوٹ: تمام تر علماء اندرونی اختلافات کے باوجود مرزائیوں کے کافر ہونے پر متفق ہیں اوران کے کفر وارتداد میں کسی کو معمولی شک وشبہ تک نہیں۔

مرزائیوں کا ۲۹ صفحات کا رسالہ ''اک حرف ناصحانہ'' گھر گھر گلی گلی اور دکان دکان پر جاکر تقسیم کیا گیا ہے۔ کہیں کسی بچے کو دے دیا گیا اور کہیں نوجوان کو تھما دیا گیا۔ کہیں کسی کے گھر میں دیوار پر سے یا دروازے کے سوراخ میں سے اندر پھینکا گیا۔ یہ کفر کی تعلیم کی انتہا ہے جو موجودہ حکومت کے دور میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔

پھر علماء جب تمام سوالوں کے جواب تسلی بخش دے چکے ہیں اور اسمبلی میں مرزا ناصر کی موجودگی میں ان کے مذہب کو جھوٹا ثابت کر چکے ہیں تو پھر مرزائیوں کو کیوں تبلیغ سے روکا نہیں جاتا؟ کیا علماء ہر دور میں نئے سرے سے انہی باتوں پر وقت ضائع کرتے رہیں؟

ہم بدلائل قاطعہ، بحث ومناظرے اور کتب کثیرہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ مرزائی کافر، مرتد اور واجب القتل ہیں اور اگر حکومت ضمانت دے کہ بعد از ثبوت مرزائیوں کو ارتداد کی سزا دی جائے گی تو علماء اسلام پھر سے ان کا ارتداد حکومت کے سامنے، مرزا طاہر کی موجودگی میں ثابت کرنے کو تیار ہیں اور یہ بھی ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ مرتد کی سزا کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور کیا یہ آزادیٔ ضمیر کے خلاف ہے یا نہیں؟ ہم جلد از جلد حکومت سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ ورنہ علمائے اسلام (جن کا فرض منصبی ترقی اسلام اور انہدام کفر ہے) بے چارے بے گناہ مسلمانوں کے ارتداد کی بھینٹ چڑھنے کا تماشہ ہرگز نہیں دیکھ سکیں گے اور نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا قادیانی کا اقرار کہ میں جھوٹا ہوں

حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیوں کے لئے لمحہ فکریہ

مرزاغلام احمد قادیانی نے بڑے شدومد اور پراعتماد انداز میں بڑے بڑے دعوے کئے۔

۱...... ’’اللہ کو خوب معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں عیسائی بہت بگڑ جائیں گے اور دوسرے نمبر پر مسلمان بھی باغی ہوکر نئی نئی بدعات میں متفرق ہو جائیں گے، تو اللہ نے ان دونوں فتنوں کی اصلاح کے لئے ایک ایسے مرسل کو بھیجا جو ایک لحاظ سے عیسیٰ کا ہم نام تھا تا کہ عیسائیوں کی اصلاح کرے اور دوسرے لحاظ سے احمد کا ہم نام ہوا تا کہ مسلمانوں کی اصلاح کرے۔‘‘

(سر الخلافہ ص۵۱، خزائن ج۸ص ۳۷۸،۳۷۹)

۲...... ’’اللہ نے مجھے ہر نبی کا نام دیا اور فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں، سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔ مجھے اور بھی نام دیئے گئے اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا۔ چنانچہ ملک ہند میں کرشن نام کا ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال (فنا کرنے والا اور پالنے والا) بھی کہتے ہیں اس کا نام بھی مجھے دیا گیا جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ ان دنوں ایک کرشن کے ظہور کے منتظر ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۵۸، خزائن ج۲۲ص ۵۲۱)

’’میں آریوں کا بادشاہ ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ص ۵۲۲)

اور امین الملک جے سنگھ بہادر بھی۔ (تذکرہ ص۴۷۲)

۳...... ’’اے لوگو! تم یقین سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد وعورت چھوٹے بڑے سب مل کر میری ہلاکت کی دعا کریں، یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ان کی ناک گل جائے، ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ان کی دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔ اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اگر تم گواہی چھپاؤ تو

قریب ہے کہ پتھر بول پڑیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور، خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں، جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوندقدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سستی کروں، اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے ایک کیڑا؟ اور بشر کیا ہے ایک مضغہ۔ پس کیونکہ میں اس حی یا قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جیسے خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک فیصلہ کر دیا وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔''

(اربعین نمبر۳ ص۱۴، ۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۰۰، ۴۰۱)

۴…… فیصلہ کن بات: ''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر وہ گواہ رہیں، کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس اگر کروڑ ہا نشان ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔'' (مرزاصاحب کا خط بنام قاضی نذر حسین مندرج اخبار بدر بابت جولائی ۱۹۰۴ء)

مگر کیا ہوا؟

مرزاصاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ: ''مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں وہ اطاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لایا جو کہ میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کرسکا جو میری تمنا تھی۔ پس اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا…… جب مجھے اس نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی اور مردہ ہوں نہ زندہ۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۵۹، خزائن ج۲۲ ص۴۹۳)

مرزائیو! کچھ غور وفکر کرو کہ تمہارے پیشوا مرزا صاحب کس وضاحت سے اپنے ناکامی اور نااہلی کا اعلان کررہے ہیں۔ لہٰذا آپ حضرات مرزا صاحب کو چھوڑ کر پھر امت مسلمہ میں شامل ہوجاؤ، اب بھی وقت ہے ورنہ پھر پچھتانے سے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ واقعی مرزا صاحب نے سچ کہا ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

رحمت دوعالم ﷺ کے دین سے مکمل بغاوت کا دوسرا نام قادیانیت ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (گوجرانوالہ پاکستان)

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی سازشیں

مولانا سید محمود احمد رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزائیوں کے عزائم

۱...... ’’ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔‘‘

’’حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت (قادیانیت) کے لئے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے، پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت (قادیانیت) کا جواء ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے، ساری قومیں شیروشکر ہوکر رہیں، تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام بہت مشکل ہے، مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رؤیا میں اسی طرف اشارہ ہے، ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں، مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔‘‘

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۳۵ ش۸۱ کالم۱، مؤرخہ ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

۲...... ہم تقسیم ہند پر بہ امر مجبوری رضامند ہوئے اور کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہوجائے۔ ’’میں قبل ازیں بتاچکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن اگر قوموں کی منافرت غیرمعمول کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں، بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہوجائیں۔‘‘

(بیان مرزابشیرالدین محمود اخبار الفضل قادیان ج۳۵ ش۱۱۶ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۱۶/مئی ۱۹۴۷ء)

۳...... <u>حکومت کے خواب:</u> ’’تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہوسکتے، جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔‘‘

(الفضل قادیان ج۱۷ ش۸۶، مؤرخہ ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج۱۲ ص۳۷۲)

۴...... ۱۹۵۲ء میں مخالفوں کو مرزائی ہونے پر مجبور کردو: ’’۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرلے کہ اب احمدیت (مرزائیت) مٹائی نہیں جاسکتی اور مجبور ہوکر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔‘‘

(الفضل لاہور ج۶ ش۱۴ ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء)

۵...... ہمیں سارے محکموں پر قابض ہونا چاہئے: ’’جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں، ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فائنس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں، جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کراسکتی ہے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر طرح ہماری آواز پہنچ سکے۔‘‘

(الفضل لاہور ج۶ ش۱۰ ص۴ کالم۳، مؤرخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۵۲ء)

۶...... ہمارا مقصد مرزائیت کا پھیلانا ہے: ’’ہماری اصل غرض احمدیت (مرزائیت) کا پھیلانا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم مجنونانہ تبلیغ کریں۔‘‘

(الفضل لاہور ج۶ ش۱۲۶ ص۳، مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۵۲ء)

جماعت احمدیہ کی تلوار

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کہتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں نہ خوشی ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج۶ نمبر۶۲ کالم۲ ص۹، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۱۸ء)

(چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب اسی پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہیں)

انگریزوں سے وفاداری

اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا، ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے اشرف اور قابل شکر سمجھنا، اس کے مختصر حوالہ جات شائع کئے جارہے ہیں۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے اور ان کی غلامی

سے نجات حاصل کرنے کے لئے جو بھی تحریک اٹھی، اس کی مخالفت پر لاکھوں روپیہ اس لئے خرچ کیا گیا کہ جس طرح بھی ہو سکے، سلطنت برطانیہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیر الدین نے خود اس کا اعتراف کیا جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت احمدیہ لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی، اس لئے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اسی نہرو کی حکومت قائم ہوگئی تو ''الفضل کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔

کانگریس

''بے شک کانگریس کے اصول بڑے جمہوری تھے۔'' (الفضل ۱۳/اپریل ۱۹۴۸ء)

تقسیم اصولاً غلط ہے

''ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم اصولاً غلط ہے۔ (الفضل ۱۲/اپریل ۱۹۴۸ء)

ہم ہندوستان کے وفادار ہیں

مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا، اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا ہے: ''خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیرخواہ ہیں۔''

(الفضل لاہور ج۲ ش۲۲ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۳/فروری ۱۹۴۸ء)

انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی کے مترادف ہے

''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے اور دوسرے اس سلطنت کی، جس نے امن قائم کیا ہے، سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔'' (شہادت القرآن ص ج، د، خزائن ج۶ ص ۳۸۰، ۳۸۱)

انگریزی سلطنت رحمت اور جہاد بدترین مسئلہ

''انگریزی سلطنت بھی تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے، تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں، ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز

کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آئے ہیں۔ یادرکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے، میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی مسئلہ نہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۱۰،ص۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۸۴)

یہ امن مکہ میں مل سکتا نہ مدینہ میں

’’اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنایا ہے، یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے، نہ یہ امن مکہ معظّمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۵،خزائن ج۱۵ص۱۵۶)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

’’التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جان نثار خاندان ثابت کرچکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائیے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریز کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا، نہ اب ہی فرق ہے۔‘‘

(درخواست مرزا بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب تبلیغ رسالت ج۷ص۱۹،۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۱)

قادیانی گروہ کی امت مسلمہ کے خلاف سازشیں

تحریک آزادیٔ ہند کے خلاف سازشیں

مرزا قادیانی کے باپ اور بڑے بھائی نے انگریز افواج کے ساتھ مل کر پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

اس تحریک (آزادیٔ ہند کو کچلنے کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں میں انتشار اور جذبہ ختم کرنے کے لئے فتنہ قادیانیت کی بنیاد رکھی۔

(حوالہ: The arrival british emprre india)

لہٰذا مرزا قادیانی نے انگریز سرکار کی سیوا کے لئے قرآن کے ترجمے میں تحریف کر کے جہاد کو منسوخ بتایا اور مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی کا درس دیا، مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''میری جماعت گورنمنٹ کے لئے وفادار فوج ہے، جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا پڑا ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص۱۲، خزائن ج۱۲ ص۲۶۴)

خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشیں

۱۴-۱۹۱۸ء کے عرصہ میں قادیانی گروہ نے انگریز افواج کے ساتھ مل کر خلافت عثمانیہ کے خلاف بے پناہ سازشیں کیں۔ عربوں اور ترکوں کو آپس میں لڑوانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ایماء پر ترکی جا کر خلافت عثمانیہ کے اہم عسکری راز چرائے۔ سقوط بغداد، سقوط فلسطین، انگریز فوجوں کی فتح اور خلافت عثمانیہ کے پارہ پارہ ہونے پر قادیان میں جشن منایا گیا۔

تحریک پاکستان کے خلاف سازشیں

قادیانی گروہ تحریک پاکستان کے شروع ہی سے مخالف تھے جسٹس منیر کی رپورٹ کے مطابق قادیانی گروہ انگریزوں کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہا تھا۔ لہٰذا وہ نہ تو (تقسیم شدہ) ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔ قادیانی گروہ کے امیر مرزا محمود قادیانی نے بھی اپنے خطبہ میں کہا ''ہندوستان کی تقسیم پر ہم رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں، بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی طرح متحد ہو جائے۔

(الفضل قادیان ج۳۵ ش۱۱۶ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۱۶/مئی ۱۹۴۷ء)

لیکن قائداعظم محمد علی جناحؒ نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو پاکستان کا گورنر جنرل بنانے سے انکار کر کے یہ سازش ناکام بنادی۔

پاکستان کے خلاف سازشیں

پاکستان کی آزادی کے بعد قادیانی گروہ حکومت میں ایسا تسلط چاہتا تھا جیسے یہودی گروہ کا امریکہ میں قبضہ ہے۔ (بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن)

۱۹۵۳ء کا مارشل لاء اور ہزاروں فدائیان ختم نبوت کی شہادت، ۱۹۷۱ء سقوط مشرقی پاکستان قادیانی گروہ کی سازشوں ہی کا نتیجہ تھا۔ بالآخر ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر قومی

اسمبلی نے قادیانی گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ مگر پاکستان کی سلمیت اور اسلام کے خلاف آج بھی ان کی سازشیں جاری ہیں۔

تجدید عہد

لہٰذا آج کے دن اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم سب تحریک فدائیان ختم نبوت پاکستان کے پلیٹ فارم پر متحد ہوکر قادیانی گروہ کی اسلام اور پاکستان کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنادیں گے اور جہاں بھی کوئی منکر ختم نبوت سر اٹھائے تو اس کی سرکوبی کے لئے تن من دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور عقیدہ ختم نبوت کی مکمل پاسداری کریں گے۔ ان شاء اللہ!

قادیانیت صحافیوں کی نظر میں

حمید نظامی مرحوم

’’غیر ممالک میں پاکستان کے ’’سفارت خانے‘‘ تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفتر معلوم ہوتے ہیں۔‘‘

زیڈ اے سلہری

’’میری شعوری زندگی اسی تمنا میں گزری کہ قادیانی مسئلے کے بارے میں مسلمان اپنی سنگین ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں۔ کسی آزاد مسلم معاشرے میں اس کا پنپنا ناممکن تھا۔ قادیانیوں کا مقصد اسلام کی تعلیمات کو منسوخ کرنا تھا اور اس مذموم مقصد کے حصول کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کو گھٹایا گیا۔‘‘

مجیب الرحمٰن شامی

’’مصیبت یہ ہے کہ اپنا ایک نبی ایجاد کرنے اور مسلمانوں سے الگ تشخص کا دعویٰ رکھنے کے باوجود، یہ گروہ اپنے آپ کو غیر مسلم کہلوانے سے انکاری ہے۔ اس کے بہت سے مبلغ بڑی معصومیت کے ساتھ مرزا غلام احمد کی ان تصانیف سے اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں جو اس کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ قادیانی حضرات اپنے آپ کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقوں کو خاص طور پر نشانہ بنا کر رواداری اور فراخ دلی کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل

کرنے کی مہم چلائی جارہی ہے۔ قادیانی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ کھلے دل کے ساتھ اپنے بزرگوں کا مطالعہ کریں اور پھر دیکھیں کہ وہ خود کہاں کھڑے ہیں؟ اپنے تمام قارئین سے بھی میری درخواست ہے کہ وہ اس مسئلہ کا تفصیلی مطالعہ فرمائیں، ان کو اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ ’’قادیانی مسئلہ‘‘ مولویوں کا کھڑا کیا ہوا نہیں ہے، یہ خود قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ مسلمان انہیں اپنے آپ سے الگ سمجھنے اور الگ تھلگ قرار دینے کے جو مطالبے کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں وہ ان کے خلاف تعصب اور تنگ نظری کی بنیاد پر نہیں ہیں، بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت اور ان پر ایمان کا اوّلین تقاضا ہے۔

باطل کو چیلنج

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے مرزا قادیانی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا......

’’حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ، ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں، جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا، جو جھوٹا کاذب ہوگا وہ مرجائے گا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھ لی گویا دنیا سے رخصت ہوگیا ہے۔‘‘ (تحریک ختم نبوت ص۵۲)

عزت رسول اللہ ﷺ

خطیب ختم نبوت صاحبزادہ فیض الحسن شاہؒ نے ملت اسلامیہ کی سوئی ہوئی غیرت کو جھنجوڑتے ہوئے کہا...... ’’جو جناب خاتم النّبیین ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت نہیں کرسکتا وہ اپنی ماں، بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا۔‘‘

ایسے جذبے کو سلام

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ نے محاذ ختم نبوت پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی ذات قادیانیوں کی شہ رگ پر نشتر تھا۔ جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نورالدین نارووال ضلع سیالکوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی، آپ اس وقت صاحب فراش تھے، چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا، لیکن عشق رسول ﷺ کی غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ نورالدین قادیانی دندناتا پھرے اور میں یہاں لیٹا رہوں۔ فوراً حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر نارووال لے چلو، آپ نے وہاں پہنچ کر نورالدین قادیانی اور اس کے مذہب قادیانیت کی ایسی مرمت کی کہ نورالدین قادیانی وہاں سے فوراً بھاگا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ضرب النعال

علی

وجہ الدجال

مولانا عبدالحق غزنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون

مرزا غلام احمد قادیانی ضلع گورداس پور واقعہ پنجاب مدت مدید سے الہامات اور ولایت اور بزرگی کا دعویٰ رکھتا تھا۔ جب تک اسلام کی تائید میں تھا اور کافروں مخالفوں سے مباحثہ وغیرہ کرتا تھا تو ہم خوش اور اس کے مؤید تھے۔ آخرالامر نفس اور شیطان اور شامت نے اس کے دماغ میں پھونک دیا کہ تو یہ دعویٰ کر کہ میں نبی ہوں، مجھے وحی آتی ہے، اللہ عزوجل مجھ سے ہم کلام ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم، مجدد، مہدی موعود ہوں، اپنے الہامات پر ایسا ایمان رکھتا ہوں، جیسا کہ کلام اللہ پر۔ جب اس نے یہ الحاد فتح اسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام میں اظہار کر کے پھیلا دیا تو میں نے غیرۃً لوجہ اللہ وحمایۃً لدین اللہ ونصحاً لخلق اللہ اشتہار دے دیا کہ اگر تو ان باتوں میں سچا ہے تو ہم سے مباہلہ کر تاکہ جھوٹوں کو اللہ عزوجل شرمندہ اور رسوا اور ذلیل کرے اور اللہ کی مخلوق اس کے شر سے محفوظ رہے۔ مرزا نے بحکم سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب مباہلہ سے ڈر کر انکار کیا۔

پھر میں نے دوبارہ اشتہار دے کر اس کو مباہلہ پر آمادہ کیا۔ غرض اس نے بمقام امرتسر عیدگاہ عام میں بتاریخ ۱۰/ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ (۲۷/مئی ۱۸۹۳ء) مجھ سے مباہلہ کیا۔ چونکہ اللہ عزوجل کو اس مباہلہ میں اس کا ذلیل کرنا منظور تھا اور خاص وعام کی لعنت کا طوق اس کے گلے کا ہار بنانا تھا۔ اس لئے چار یا پانچ دن مباہلہ کے بعد اس کے منہ سے آتھم کی موت کی پیش گوئی نکلوائی اور بڑے زور وشور سے لکھ مارا کہ آتھم عیسائی ۱۵ ماہ تک مر کر ہاویہ میں گرے گا۔ چنانچہ مرزا کے اشتہار ’’جنگ مخنث‘‘ (جنگ مقدس) مطبوعہ ریاض ہند امرتسر میں یہ پیشین گوئی موجود ہے۔ اس کی کچھ عبارت یہ ہے ’’میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

وہ ضرور ایسا کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا۔ آسمان وزمین ٹل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔'' (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲،۲۹۳)

اب آسمان وزمین تو نہ ٹلے، مگر مرزا کا الہام ٹل گیا۔ آسمان وزمین تو نہ ٹلا، لیکن آتھم کی موت اس تاریخ سے ٹل گئی۔ اس پیشین گوئی کے ہندو، مسلمان، عیسائی، مرزائی، چوہڑے سب منتظر تھے، مرزا نے بھی بہت سامان چاول، گھی وغیرہ اس خوشی کے واسطے جمع کر رکھا تھا، مگر جب چھٹی ستمبر کی آدھی رات کو تار آیا کہ آتھم زندہ جیتا جاگتا بیٹھا ہے:

فاضحت رحی البلایا علیهم دائرة، وسموم المنایا فی مسامیم سائرة

رگ جان کاٹنے آیا تھا تیری ستمبر کی چھٹی کا تار مرزا
غضب فتاد نہ جا ماند کادیانی را بہاد میخ بہ بستر چھٹی ستمبر کی
جو ہم نے کی تیری تکفیر تو خفا تھا ولیک اب اپنے منہ سے ہے کافر چھٹی ستمبر کی

مباہلہ نے وہ اثر دکھایا کہ ساری دنیا، کیا مسلمان، کیا غیر کے لعن وطعن کا جوت اس کے سر پر پڑا۔ اخباروں میں، اشتہاروں میں، رسالوں میں، خاص وعام میں یہ بات ایسی مشہور ہوگئی کہ ہمارا اور سب مسلمانوں کا دل ٹھنڈا ہوگیا۔ مرزا نے ہر چند زور لگایا اور طرح طرح کی بے جا تاویلیں، اپنے بے پردگی کو پوشیدہ کرنا چاہا مگر:

مگر جب مسیحا دشمن جان ہو تو ہو کیوں کر علاج

ومن یهن الله فماله من مکرم بعض لوگ کہتے تھے کہ مرزا مارے شرمندگی کے زہر کھا کر مرجائے گا یا کہیں بھاگ جائے گا۔ مگر میری دانست میں اللہ عزوجل نے اس سے بھی بدتر حالت کے واسطے اس کو رکھ لیا۔ ہر چند مرزا رسوا ذلیل وشرمندہ ہوا اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہوگا۔ مگر وہ جن ماننے کا نہیں۔ پھر ان دنوں میں ایک کتاب عربی دان لوگوں سے عربی کروا کر چھپوائی پنجاب وہندوستان ومدراس کے علماء وفقراء وسجادہ نشینوں کے تقریباً ڈیڑھ سو نام لکھ کر سب سے مباہلہ کی استدعاء کی اور ان علماء میں سے جو کل مسلمانوں کے پیشوا ومقتداء ہیں جیسے مولوی سید نذیر حسین دہلوی ومولوی رشید احمد گنگوہیؒ وغیرہ کو سخت گالیاں دیں، کسی کو ضال دجال، کسی کو دجال کاذب، کسی کو شیطان اعمیٰ، وغول اغویٰ، وشقی

ملعون لکھا ہے۔ پھر سب کو بد ذات لعنتی کی نسبت دے کر سب کو مباہلہ کے واسطے بلایا ہے اور لکھا ہے کہ مباہلہ کے بعد ایک سال تک اگر کسی کو فالج یا جذام یا جنون یا کسی قسم کی بیماری ضعف بصر، یا بلا، یا صرع، یا استسقاء، یا کوئی بیماری بیماریوں میں سے عارض ہوگئی یا خود مر گیا یا اس کا بیٹا یا داماد یا عورت یا بھائی یا دوست مر گیا تو معلوم ہوگا کہ مباہلہ اس پر صادق ہوا۔ مباہلہ میں میرے مقابلہ پر دس آدمی سے کم نہ ہوں۔

میں اس سب بکواس کا جواب بفضل اللہ تعالیٰ ومنہ وکرمہ تفصیل وار دیتا ہوں۔

۱...... یہ کہ مرزا عربیت کا بڑا مدعی ہے، کہتا ہے کہ عربی دانی میں سارے علماء میرے مقابلہ میں عاجز ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کتابیں جو وہ نکالتا ہے عربی دان لوگوں سے عربی کرواکر چھپواتا ہے اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اس کو عربی کی ہرگز لیاقت نہیں۔ اگر اس کو ضرور یہ لیاقت دی گئی ہے تو مجھ سے عام علماء کی مجلس میں عربی زبان میں بحث کرے، دونوں کی عربی قلم بند ہو جائے گی، بعدہ علماء پر پیش کی جائے گی۔ اگر اس وقت فوقیت لے گیا تو بے شک مانا جائے گا کہ یہ رسائل عربی اسی نے بنائے ہیں اور بحث تقریری بالمشافہ ہوگی، اگر بحث میں تجھ سے کچھ نہ بنا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین!

۲...... علماء سے مباہلہ کی استدعاء میں اس کی یہ غرض ہے کہ پچھلی روسیاہی کی کچھ کمی ہو جائے اور پھر کچھ بن آئے کم از کم ایک سال تک تو لوگ انتظار میں رہیں گے، یہ بھی غنیمت ہے شب درمیان خدا مہربان اور دس آدمیوں کی شرط مباہلہ میں اس لئے لگائی کہ خود عادۃ اللہ جاری ہے کہ کامل برس میں ہر شخص پر کوئی نہ کوئی بیماری، زکام، نزلہ، درد دندان، وجع المفاصل، موت دوستان وغیرہ وغیرہ ادواء آتی ہی رہتی ہیں۔ پھر میں فوراً اشتہار دے دوں گا کہ دیکھو مباہلہ نے اثر دکھایا۔ مطبع تو میرے گھر میں موجود ہے۔ پھر کون تحقیق کرتا پھرے گا کہ سچ ہے یا جھوٹ۔ آتھم کے بارے میں پیشین گوئی کا جھوٹ تو اظہر من الشمس ہے اس کو بھی ہم نے ٹال مٹول کر ہی دیا تھا۔ اس میں کرتے کیا دیر لگتی ہے۔

سو اس سب بکواس کا جواب یہ ہے کہ سب مسلمان خاموش رہیں اور مرزا کے تماشے کو رونق نہ دیں اور اس کی جمعیت کو نہ بڑھائیں۔ اگر مباہلہ کرتا ہے تو میں بدل وجان

حاضر ہوں، جس تاریخ پر چاہے آوے، میں ایک منٹ کا بھی وقفہ نہیں کروں گا اور جو اثر مباہلہ کا جمع کثیر پر پڑتا ہے، ایک پر اللہ عزوجل ڈالنے پر قادر ہے۔ اے مرزا تن تنہاء میں ہوں۔ تن تنہاء تو ہے، آمین کہنے والے طرفین سے بہت ہوں گے اور مباہلہ کا اثر ایسا کھلم کھلا چاہئے جیسے پہلے مباہلہ کا کہ تو اپنے منہ سے بدکار شیطان لعنتی بن گیا اور ساری دنیا کا تماشا اور یادگار رہا۔ یا سخت بیماری جیسے فالج، جذام، جنون، موت، یا دونوں آنکھوں سے نابینا ہونا۔ باقی عادۃ اللہ جاری ہے کہ تھوڑی بیماریوں سے تو کوئی نہیں بچتا۔ خاص مباہل پر مباہلہ کا اثر پڑنا چاہئے، نہ غیر پر اور اثر ایسا کھلا ہو کہ کسی کو شک نہ ہو، نہ موافق کو نہ مخالف کو اور نہ تکرار کی گنجائش ہو۔ ارے تو اپنے مقابلہ پر دس آدمی کی شرط رکھتا ہے اور تو اکیلا ہے۔ کیا اس لئے کہ تو عیسیٰ ہے یا کچھ اور وجہ ہے۔ مرزا سمجھتا ہے کہ بہتوں میں سے تو ضرور کسی نہ کسی کے بدن میں یا اولاد میں یا احباب میں تو کوئی عارضہ لاحق ہوگا تو پھر مجھ کو بہت موقع ملے گا۔ میں اللہ عزوجل سے بڑی امید رکھتا ہوں کہ اب کی دفعہ اگر تو میدان مباہلہ میں آیا تو اللہ عزوجل یا تو اسی میدان میں تجھ کو شرمندہ کرے گا یا عنقریب تیرا وہ حال ہوگا کہ ساری دنیا کو عبرت اور نصیحت ہو جائے گی۔ اگر تو مرد ہے اور اپنے الہامات پر یقین رکھتا ہے اور دین کی ترقی کا تجھے شوق ہے اور اللہ عزوجل پر پکا بھروسہ اور وثوق ہے تو تجھے میرا اشتہار پہنچنے کے بعد ایک گھنٹہ آرام لینا حرام ہے۔ فوراً بذریعہ اشتہار تاریخ مقرر کر کے امرتسر چلا آ اور مجھ کو بحکم:

شوم سویت رواں بالراس و العین ۔۔۔ کنم از فرق پاور زیدہ نعلین

حاضر سمجھو۔ اے مرزا تو سارے جہاں کو کیوں ہاتھ ڈالتا ہے، تیرا پرانا گاہک تو میں ہوں۔ جیسا میں تیرا قدر شناس ہوں، ویسا کوئی نظر نہیں آتا:

اے دل عشاق بدام تو صید ۔۔۔ ما بتو مشغول و تو با عمرو وزید

مباہلہ امرتسر میں بمقام سابق بطور سابق ہوگا، تقرر تاریخ تیرا اختیار ہے۔ میرا الہام یہ ہے: ’’**وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین**‘‘ اور میری تیرے حق میں یہ پیشین گوئی ہے کہ تیرا امر پورا نہ ہوگا۔ اگر تو مسلمان نہ ہوا تو نامراد، خوار، خستہ، مطرد عند اللہ وعند المسلمین مرے گا۔ والامر الیک!

اے مرزا! مباہلہ کے واسطے تو میں بدل وجان حاضر ہوں بلکہ واللہ العظیم واسطے معرفت صادق وکاذب کے آگ میں تیرے ساتھ داخل ہونے کو بشرط اجازت شریعت تیار ہوں۔ دریا پر چلنے کو حاضر ہوں، کھانا پینا ترک کر کے ایک کوٹھری میں ایک مہینہ تک بندہ رہنے کو موجود ہوں۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ پر امید ہے کہ تو جل جائے گا، پانی میں ڈوب جائے گا، بھوک سے ہلاک ہو جائے گا اور میرے پر اللہ عزوجل تیرے مقابلہ میں آگ کو برداً وسلاماً کر دے گا اور غرق سے نجات بخشے گا اور کوٹھری سے صحیح وسالم نکالے گا۔

اے مرزا! جھوٹے اشتہارات کے پتنگ اڑانا بے ایمانوں کا کام ہے تو اگر اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو بلاتوقف تیار ہو جا، والّا یہ اشتہار سب علماء وفقراء کی طرف سے جواب سمجھ۔ آئندہ تیرے اشتہار کے جواب لکھنے کی کسی کو ضرورت نہیں رہی۔ غرض بہر دستور تو ذلیل اور خوار اور خستہ اور خراب ہے، کیونکہ تو اللہ عزوجل کا دشمن ہے:

چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت تو ہلاکی ای شقی سرمدے
زانکہ از جان جہاں غافل شدی

تو عیسیٰ منتظر علیہ السلام اور مہدی موعود کو عیسیٰ خونی اور مہدی خونی لکھتا ہے، پیغمبر علیہ السلام کو گالی دینا بالاتفاق کفر ہے اور عیسیٰ علیہ السلام بالاتفاق نبی مرسل ہے۔ اس لکھنے سے تو کافر بالاجماع ہو گیا۔ اب عنقریب تیرے اوپر اللہ کا غضب اترے گا۔ الا ان تتوب الی اللہ فلعل اللہ یتوب علیک والسلام علی من اتبع الھدیٰ! ۳؍ماہ شعبان ۱۳۱۴ھ (۷؍جنوری ۱۸۹۷ء)

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اشتہار

واجب الاظہار

مولانا عبدالحق غزنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنا گیا کہ مرزا صاحب قادیان نے لاہور کے رؤسا و امراء و اراکین کی بڑی دھوم دھام سے بمقام لاہور دعوت کی تھی۔ کھانا کھلانے کے بعد صاحب قادیان نے ایک لکچر دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ علماء اسلام نے حسداً و عداوتاً میرے ذمہ دعویٰ نبوت و رسالت کا بہتان وافتراء باندھا ہے۔ یہ محض جھوٹ وطوفان ہے۔ نہ میں نبوت کا مدعی ہوں نہ اپنی رسالت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں۔

چونکہ سامعین کو اس کے دعاوی کی خبر نہ تھی اور نہ ان کی تصانیف پر نظر۔ لہٰذا تردد میں پڑ کر بعض صاحب اس پر حسن ظنی کرنے لگے۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ شخص اپنے مطلب براری کے لئے جھوٹ بولنے کی پرواہ ہی نہیں رکھتا۔ دعویٰ نبوت کا اور بندگان خدا کے اغواء اور دھوکہ دہی کے لئے ایسا صریح اور سفید جھوٹ۔

برادران اسلام! یہ شخص خود نبوت کا مدعی ہے و مع ہذا اور نبیوں کی توہین کرتا ہے اور یہ دونوں امر باجماع امت کفر ہیں۔ ملّا علی قاری شرح فقہ اکبر میں کہتے ہیں: ’’**ودعوی النبوة بعد نبینا** ﷺ **کفرٌ بالاجماع**‘‘ اور قاضی عیاض شفا میں اور ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ’’**اواستخف ای احتقر واستهزأبه او باحد من الانبیاء اوازری ای عاب علیهم ای جمیعهم او بعضهم او اذاهم او قتل نبیا اوحاربه فهو کافر باجماع من علماء المسلمین**‘‘ اور ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ’’**من اعتقد وحیاً من بعد محمد** ﷺ **کان کافراً باجماع المسلمین**‘‘ خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا اور مدعی نبوت کو سچا جاننا اور اللہ یا اس کی کتاب یا اس کے رسول کی توہین کرنا، باتفاق واجماع اہل اسلام کفر ہے۔

<u>مرزا صاحب قادیانی کی تصانیف سے اس بات کا ثبوت کہ مرزا نبوت کا مدعی تھا:</u> دافع البلاء (ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶) میں قادیانی لکھتا ہے: ’’تم سمجھو کہ قادیان اس لئے محفوظ رکھا گیا کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔‘‘ اور (ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰) میں لکھتا ہے: ’’خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک

رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔'' اور (ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۳۱) میں لکھتا ہے: ''اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر بھی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' اور (ص۲۰،۲۱، خزائن ج۱۸ص۲۴۰،۲۴۱) میں لکھتا ہے: ''اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے، بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔''

اور (اشتہار ۵/نومبر ۱۹۰۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۳۵ مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان) میں لکھتا ہے: ''پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاک بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرتا ہوں اور جب کہ خداتعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے، خدا کے اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئے۔'' اس قسم کی صدہا عبارتیں اس کی تصانیف میں موجود ہیں۔ دیکھنے والے کے ملال خاطر کے خوف سے اسی پر اکتفاء کیا گیا۔

صاحب قادیان کی تصانیف سے انبیاء کی توہین کا ثبوت: (دافع البلاء ٹائٹل پیج، خزائن ج۱۸ص۲۲۰ حاشیہ) میں لکھتا ہے: ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع ہیں۔ انتہیٰ!

اس اجمال کی تفصیل (فتح مسیح ص۴۶، خزائن ج۹ص۴۴۸) میں مرزا اس طرح تحریر کرتا ہے: ''مگر یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کی چال پر روؤیں کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی

حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھے اور نہایت نازونخرہ سے ان کے پاؤں پر بال ملے اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرے۔ اگر یسوع کا دل بدخیال سے پاک ہوتا وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں سے چھونے سے مزہ آتا ہے۔ وہ نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں۔ مگر یسوع نے اس کی جھڑکی اور ترش روی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا یہ کنجری بری اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔‘‘

رسالہ (فتح مسیح ص۴۸، خزائن ج۹ ص۴۵۰،۴۵۱) میں صاحب قادیان لکھتے ہیں: ’’مگر تعجب کہ عیسائی لوگ کیوں متعہ کا ذکر کرتے ہیں جو صرف ایک نکاح مؤقت ہے۔ اپنے یسوع کی چال وچلن کو نہیں دیکھتے کہ ایسی جوان عورتوں کی طرف نظر ڈالتا جن پر ڈالنا اس کو درست نہ تھا۔ کیا جائز تھا کہ ایک کسبی عورت کے ساتھ ہم نشین ہوتا۔ اگر وہ متعہ کا بھی پابند ہوتا تو ان حرکات سے بچ جاتا۔ کیا یسوع کی بزرگ دادیوں نے متعہ کیا تھا یا صریح صریح زناکاری تھی۔‘‘

اشتہار مؤرخہ ۱۴؍جنوری ۱۸۹۷ء کے (ص۶، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۰۹) میں لکھتا ہے: ’’یسوع نے بعض اوقات فریب کے طور پر نادانوں کو بازی گروں کی طرح کوئی کھیل دکھلایا اور پھر جب داناؤں نے اس سے معجزہ مانگا تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ میں معجزہ نہیں دکھلاؤں گا۔‘‘

ضمیمہ انجام آتھم (ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳ حاشیہ) میں لکھتا ہے: ’’پس ہم اپنے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی نہیں قرار دے سکتے۔ چہ جائے کہ اس کو نبی قرار دیں۔‘‘ اس قسم کی عبارتیں مرزا کی تصانیف میں بکثرت ہیں۔ دیکھنے والوں کی وحشت طبع کو خوف اگر نہ ہوتا تو میں دفتر کے دفتر سیاہ کرتا۔ منصف کو اسی قدر کافی ہے۔

واستفتحوا وخاب کل جبارٍ عنید

مرزا کے الہاموں اور دعاؤں میں اور اقراروں سے اس بات کا ثبوت کہ وہ اپنے دعوؤں میں کاذب تھا، نہ صادق

تبصرہ اشتہار جس کی پیشانی پر یہ لکھا ہے کہ ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیش گوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں اور دو جگہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور اور مطبع ریاض ہند امرتسر مؤرخہ ۵/نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱،۵۹۲ میں طبع ہوا ہے۔ اس میں مرزا صاحب قادیان یہ الہام لکھتا ہے: ''میں رحمان بھی ہوں، میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مؤاخذہ لے گا اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھادوں گا یعنی دشمن (عبدالحکیم) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بھی بڑھادوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ خدا ایک قہری تجلی کرے گا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے۔ ان کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا۔ مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دے گا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلادے گا۔ سو چاہئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیش گوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ اور طہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔''

مرزائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر عدل سے کہو کہ کون مرا اور کون زندہ رہا۔ کس کی پیش گوئی سچی رہی اور کس کی جھوٹی، کس کو عزت واقبال ہوا اور کس پر ذلت وادبار۔ اس الہام کی رو سے کون صادق ہوا اور کون کاذب انصاف؟ انصاف انصاف! اب تمہاری ایمان داری اور خداترسی اور حق پرستی دیکھیں گے کہ رجوع الی الحق کرتے ہو یا ہٹ دھرمی اور بے انصافی وکجروی سے بدستور کام لیتے ہو۔ ایضاً اسی اشتہار میں ایک اور عظیم الشان الہام لکھتا ہے: ''لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خداتعالیٰ نے یہ الہام کیا ''**انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک**'' یعنی ایک حلیم لڑکے کی تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہوں۔ اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۸۷)

اے مرزائیو! اب ایمان سے کہو کہ وہ مبارک احمد کا قائم مقام اور شبیہ حسب بشارت الہام آ گیا یا وہ الہام وسوسہ نفسانی اور وہ خوشخبری القائے شیطانی اور وہ پیش گوئی عوام الناس کو دھوکہ دہی تھی۔ ''**ایہا المرزائیون! کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم**'' ایضاً اپنے اشتہار مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء یکم/ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۷۸،۵۷۹ میں لکھتا ہے: ''میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔''

اسی اشتہار کے اخیر میں لکھتا ہے: ’’اب میں تیری تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین!‘‘ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۹)

اے فرقہ مرزائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور راستی وانصاف کو نہ چھوڑو۔ میں تم کو رب العزت کی قسم دیتا ہوں کہ مرزا کی یہ دعا مستجاب ہوئی یا نہیں اور دشمن کی زندگانی میں طاعون یا ہیضہ سے مرا یا نہیں اور اس کی موت سے دشمنوں کو خوشی ہوئی یا نہیں اور اپنی دعا کے موافق کاذب ومفتری ومفسد ٹھہرایا نہیں اور مخالفین کے مقابلہ میں ذلیل ومغلوب ہوا یا نہیں۔ ایمان سے کہو مرنا ہے اللہ کے پاس جانا ہے۔ ’’لا تکتمو الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ ‘‘ شہادت القرآن کے (ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۶) میں صاحب قادیان لکھتا ہے: ’’وہ پیش گوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزا یہ ہیں:

۱...... ’’کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی معیاد کے اندر فوت ہو۔‘‘

۲...... ’’اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔‘‘

۳...... ’’اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔‘‘

۴...... ’’اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔‘‘

۵...... ’’اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔‘‘

۶...... ’’اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔‘‘ انتہیٰ!

یہ وہ الہامات اور عظیم الشان پیش گوئی اور وہ آسمانی فیصلہ ہیں۔ جس پر مرزا نے اپنا صدق وکذب کا دارومدار رکھا تھا اور اپنے صادق وکاذب ہونے کا معیار ٹھہرایا تھا۔

مرزائیو! اب تعصب ونفسانیت وصد کی پٹی آنکھوں سے کھولو اور نظر انصاف سے دیکھو کہ مرزا فوت ہوا۔ مرزا احمد بیگ کا داماد حیات ہے۔ مرزا مرگیا مرزا احمد بیگ کی بیٹی بیوہ نہ ہوئی۔ مرزا جی نے انتقال کیا۔ محمدی نام مرزا احمد بیگ کی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح نہ ہوا۔ اب بھی اگر ہٹ دھرمی اور ضدیت ونفسانیت کو نہ چھوڑو اور اس کو کاذب اور مفتری نہ جانو تو ہم تم کو مالک مطلق اور رب برحق پر چھوڑتے ہیں۔ وہ خود ہی تم سے سمجھے گا۔ ''وما علینا الا البلاغ المبین'' اس کے نظائر دس بیس اور بھی پیش کر سکتا ہوں۔ مگر چونکہ اختصار مدنظر ہے اور طوالت سے وحشت ہے اور منصف مزاج کے واسطے اس قدر کافی ہے میں نے بھی اسی پر اکتفاء کی۔ لیھلک من ھلک عن بینة ویحییٰ من حیّ عن بینه. واللہ الموفق!

المشتہر: عبدالحق شاگرد مولوی عبداللہ غزنوی

(مطبوعہ مطبع انوار الاسلام امرتسر ۲؍جمادی الاوّل ۱۳۲۶ھ، مطابق ۲؍جون ۱۹۰۸ء)

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا کیدیانی

اور اس کے

الہام شیطانی

مولانا امام الدین لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

این مدّعیان در طلبش بے خبر اند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

مرزاجی پر ہمارے تینتیس سوالات میں سے دو سوال

تینتیسواں سوال

مرزاجی تم اپنی الہامی کتاب (توضیح مرام ص۷۴،۷۵، خزائن ج۳، ص۸۹،۹۰) پر لکھتے ہو۔ ’’حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سربستہ کھول دیا ہے کہ یہ تمام عالم معہ اپنی جمیع اجزا کے اس علت العلل کے کاموں اور ارادوں کے انجام کے لئے سچ مچ اس کے اعضاء کی طرح واقع ہے جو خود بخود قائم نہیں، بلکہ ہر وقت اس روح اعظم سے قوت پاتا ہے، جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کے طفیل سے ہوتی ہیں اور یہ عالم جو اس وجود اعظم کے لئے قائم مقام اعضاء کا ہے۔ بعض چیزیں اس میں ایسی ہیں کہ گویا اس کے چہرہ کا نور ہیں یا جو ظاہری یا باطنی طور پر اس کے ارادوں کے موافق روشنی کا کام دیتی ہیں اور بعض ایسی چیزیں کہ گویا اس کے ہاتھ ہیں۔ غرض یہ مجموعہ عالم خداتعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام کے واقع ہے اور تمام آب وتاب اس اندام کی اور ساری زندگی اس کی اسی روح اعظم سے ہے اور جو اس کی قیوم ہے اور جو کچھ اس قیوم کی ذات میں ارادہ سے حرکت پیدا ہوتی ہے، وہی حرکت اس اندام کے کل اعضاء یا بعض میں جیسا کہ اس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیّلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک وجود اعظم ہے جس کے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے

لفظوں میں عالم نام ہے، جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضاء میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح۔''

ہم پوچھتے ہیں کہ جب خداوند تعالیٰ نے تم پر یہ راز سربستہ کھول دیا ہے کہ وہ یعنی خدا ایک ایسا وجود اعظم ہے کہ یہ عالم تو اس کے لئے قائم مقام اعضاء کے ہے اور بعض چیزیں اس عالم میں اس وجود اعظم یعنی خدا کے لئے گویا اس کے پیر ہیں اور بعض اس کے سانس۔ غرضیکہ یہ مجموعۂ عالم خدا تعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام کے ہے اور پھر تم زیادہ وضاحت سے تشریح کر کے لکھتے ہو کہ: ''قیوم العالمین'' یعنی خدا ایک ایسا وجود اعظم ہے، جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج ہے اور لا انتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم (یعنی خدا) کی تاریں بھی ہیں۔'' **معاذ اللہ ثم معاذ اللہ من ہذا الخرافات!**

جب کہ خدا تمہارے نزدیک تیندوے کی مانند ٹھہرا اور اس جہاں کی بعض چیزیں بقول تمہارے اس کے ہاتھ اور پیر ہیں۔ (جیسا کہ ناظرین کو عبارت مذکورہ بالا سے جو بعینہ تمہاری الہامی کتاب سے نقل کی ہے، بخوبی وضح ہوگیا ہے) تو بتاؤ کہ ہم قرآن شریف فرقان حمید کے مطابق خداوند کریم کو ''لیس کمثلہ شیٔ'' مانیں یا تمہارے مجنونانہ اور احمقانہ خیالات کے موافق نعوذ باللہ! تیندوا سمجھیں۔ افسوس صد افسوس اگر تم اپنے لکھے کے مطابق خداوند تعالیٰ کو تیندوا ہی مانتے ہو تو ہم آپ کے ایسے الہام پر صد آفرین کرتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں کہ جناب نے ماشاء اللہ! راز سربستہ کھولا ہے اور وہ عقدہ مالاینحل حل کیا ہے کہ کسی کو آج تک سوائے ذات مبارک کے نہ سوجھا تھا۔ واہ مرزاجی واہ! کیوں نہ الہام ہوں تو ایسے ہوں اور اگر الہامی کتاب ہو تو ضیح مرام ہی ہو کہ جس کے مطابق خدا تو تیندوا بنا اور تم اس کے

اندام کا کوئی حصہ شرم کیا، یہی راز سربستہ تھا جو تم پر کھولا گیا ہے۔ حیف صد حیف ہے:

ہر چہ بدل ہست ز پاک وپلید　　　　در سخن آید اثر آن پدید

قرآن شریف اور اس کے مطابق اقوال علماء کو بھی جیسا کہ مصرعہ ہے ......''از خیال وقیاس وگمان وہم'' سب کو تم نے دیدہ ودانستہ پس پشت ڈال کر نعوذ باللہ! من غضب اللہ نقل کفر کفر نباشد خدا کو بھی نہ چھوڑا کہ بزور الہام شیطانی اس کو تیندوا کی مانند لکھ کر اپنی کتاب کا منہ کالا کیا:

حیف بود صورت آدم ترا　　　　معنی شیطان شدہ ہمدم ترا

واہ جناب واہ، شاباش مرحبا یہ تو معلم الملکوت کو بھی نہ سوجھی تھی جو تم کو سوجھی سچ ہے۔ ''اندھی کو اندھیر میں بڑی دور کی سوجھی'' اپنے مریدوں کے لئے بڑے میاں تم نے کمال جانفشانی اور بڑی جدوجہد سے کیسی مثال تلاش کی کہ اس وقت واللہ باللہ سچ تو یہ ہے کہ تم نے شیطان کے بھی کان کترے ہیں۔ اجی مرزا صاحب سوتے ہو یا جاگتے کیا ایسی واہی تباہی باتیں بھنگ پی کر لکھا کرتے ہو یا کچھ کھا لیا کرتے ہو۔ اگر نہیں تو کیا سچ مچ مطابق اخبار (جعفرزٹلی مؤرخہ ۵/نومبر ۱۸۹۴ء ص۸ کالم دوسرا مترجمہ سول اینڈ ملٹری گزٹ تاریخ ۲۴/اگست ۱۸۹۴ء) کچھ خبط یا مالیخولیا ہو گیا ہے جو اس قسم کی بیہودہ باتیں کرتے ہو۔ ارے میاں! اگر ایسا ہی ہے تو حجامت بنواؤ، فصد کراؤ ہوش میں آؤ:

ہر چہ نہ قال اللہ و قال الرسول　　　　ہست بر اہل فضیلت فضول

توبہ کرو مسلمان بنو اور ایسے ایسے عقائد فاسدہ سے باز آؤ ورنہ یاد رکھو:

ہر آنکہ تخم بدی کشت چشم نیکی داشت　　　　دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

بتیسواں سوال

مرزاجی تم اپنی الہامی کتاب (توضیح مرام ص۸۵، خزائن ج۳ ص۹۵) سطر اوّل میں

یوں لکھتے ہو’’ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے، کبھی سچی خواب دیکھی لیتی ہے اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسرو آشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔(اوّل) ہم پوچھتے ہیں کہ بتاؤ کہ کم سے کم کتنی بدکار و فاسقہ وفاجرہ اور کنجریوں سے شرف نیاز حاصل کر کے ان کی ایسی ایسی خوابیں سن کر (جو آخرکار سچ نکلیں) تم نے یہ تجربہ حاصل کیا۔ (دوم) تم نے کس طرح اور کیونکر معلوم کرلیا کہ فاسقہ، فاجرہ، کنجریوں اور بدکار عورتوں کو ایسی ایسی خوابیں بھی آیا کرتی ہیں جو آخرکار سچ نکلتی ہیں (کیا یہ بھی الہام ہے) (سوم) دو چار ایسی ایسی بدکار عورتوں فاسقہ، فاجرہ، کنجریوں کا نام بتاؤ جن کو تم نے اپنے تجربہ میں کسی رات بحالت بادہ بسرو آشنا ببر دیکھا ہو اور پھر ان کو کوئی خواب بھی آیا ہو جو بقول تمہارے سچا نکلا ہو، جس سے تمہارا بدیہی تجربہ ثابت ہو۔ (چہارم) جب فاسقہ، فاجرہ، بدکار، کنجریوں اور بادہ خوار عورتوں کی خوابیں بقول تمہارے گاہ بگاہ سچ نکل آتی ہیں۔ تو بتاؤ کہ کیوں اور کیا باعث ہم تم کو ان سے بدتر نہ سمجھیں کہ جن کے مقابلے پر تمہارا الہام تو کیا بلکہ کوئی ایک خواب بھی آج تک سچا نہیں نکلا شرم شرم شرم۔ (۱) جواب مطابق سوال کے لکھو ورنہ جواب الجواب کی طرف مطلقاً التفات نہ کیا جائے گا۔ (۲) اور تمہارا کوئی جواب ایسا نہ ہو کہ جس کی تردید خود تمہاری ہی کتاب میں موجود ہو۔

التماس: ہم کو مرزاجی سے کسی قسم کی کوئی کاوش نہیں، محض اپنے مسلمان بھائیوں کو اس سے بچانے کے لئے، اس کی کفریات کو سوالات کے پیرایہ میں لکھا ہے، تاکہ مرزاجی کا کفر عوام الناس پر ظاہر ہو جائے اور اس سے پہلے ہم بھی بذریعہ اشتہارات ’’نئے اور پرانے عیسائیوں کی جنگ مکدر پر محمدیوں کا ریویو یوسف المصقول علی راس المجہول‘‘، ’’نیزہ امام بر

سینۂ غلام‘‘ مسلمانوں کو آگاہ کر کے سبکدوش ہو چکے ہیں اور اب ہم دعا مانگتے ہیں کہ خدائے کریم ہم کو اور سب اہل اسلام کو اس دجال کے شر سے بچائے۔ آمین ثم آمین!

نوٹ: دیکھو تمہارا تازہ الہام جو تم کو جلسہ تحقق مذاہب پر ۲۱؍دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوا تھا جس میں تم نے لکھا تھا کہ تاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸؍دسمبر ۱۸۹۶ء کو میرا مضمون ٹون ہال میں پڑھا جائے گا وہ سب پر غالب آئے گا، کیسا غلط نکلا۔ اوّل بجائے ٹون ہال کے وہ جلسہ انجمن اسلامیہ کالج میں ہوا۔ دوم بجائے تین دن کے چار روز جلسہ رہا۔ یعنی ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ سوم سب مذاہب کے لوگوں نے تمہارا مضمون سنا، مگر کسی نے اس کو قبول نہ کیا۔ ورنہ بتاؤ کہ کتنے آریہ، برہمنوں، عیسائی وغیرہ تم پر ایمان لائے، ان کا نام معہ جائے سکونت لکھو۔

المشتہر: خاکسار امام الدین از لاہور، محلہ پیر گیلانیاں

۲۹؍رمضان ۱۳۱۴ھ، مطابق ۴؍مارچ ۱۸۹۷ء

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

نیزۂ امام
بر
سینۂ غلام

مولانا امام الدین لاہوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج بتاریخ ۲۹/جنوری ۱۸۹۷ء بروز جمعہ مطابق ۲۴/شعبان ۱۳۱۴ھ مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ اشتہار جو مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے جواب مباہلہ میں مرزا جی نے لکھا ہے بندہ کی نظر سے گزرا، چونکہ پبلک کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً اس میں مرزا جی نے دھوکہ دیا ہے اور اصل بات کو پوشیدہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ پوری حدیث بھی[1] نقل نہیں کی تاکہ عوام الناس پر جناب کا فریب من وعن ظاہر نہ ہو جائے۔ لہٰذا میں نے مناسب جانا کہ جو کچھ مرزا صاحب نے خلاف واقعہ لکھا ہے، اس سے پبلک کو ضرور آگاہ کیا جائے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی سادہ لوح آدمی اس گرگ کہن کے پنجہ میں پھنس کر ناحق اپنی جان ضائع کرے۔ مرزا جی جو برس کی میعاد مقرر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ کیا مرزا جی کو شرم نہیں آتی کہ پہلے ان کے کون کون سے الہامات سچ نکلے ہیں جواب کے پھر برس کی میعاد مقرر کر دی۔ کیوں مرزا جی تم کو جو الہام مسٹر عبداللہ آتھم کی نسبت ہوا تھا جس کو تم نے اشتہار جنگ مقدس مطبوعہ ریاض ہند امرتسر ۵/جون ۱۸۹۳ء میں چھپوایا تھا، جس کی بعینہٖ عبارت مفصلہ ذیل ہے:

(جنگ مقدس ص۱۸۹،۱۹۰، خزائن ج۶ ص۲۹۲،۲۹۳) ''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے ۱۵ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزاء اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا۔ زمین وآسمان ٹل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ

[1] کادیانی جو لماحول الحول سے برس کی میعاد سمجھی ہے یہ اس کی صریح غلطی ہے۔ کیونکہ ابتداء حدیث سے مباہلین پر جب فوری عذاب کے ڈالنے کو خود اقبال ہے تو پھر برس کی میعاد کیسی۔ پس اصل مراد اس کی یہ ہے کہ مباہلین فوراً ہلاک ہوتے ہیں اور باقی سب نصاریٰ ایک سال کے اندر اندر نیست ونابود ہو جاتے۔ افسوس ہے کادیانی کی نادانی اور جہالت پر۔

ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔''

بھلا بتلاؤ کہ یہ الہام تمہارا کب پورا ہوا تھا۔ ہر کس وناکس جانتا ہے کہ عبداللہ آتھم تمہارے الہام کے مطابق ۱۵ مہینہ کے اندر بالکل نہ مرا اور تمہارا الہام غلط اغلط ہوا اور تم اپنے قول وتحریر کے مطابق اپنی زبان سے آپ شیطان، لعنتی، بدکار، جھوٹے بنے اور اس پر بھی تم کو شرم نہیں آتی۔ پھر کہتے ہو کہ میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے سال کی میعاد پیش کروں کہ بعد گزرنے سال کے جو میرے ساتھ مباہلہ کرے گا وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اگر تم یہ کہو کہ عبداللہ آتھم دل میں اسلام لے آیا تھا، اس لئے اس پر سے وہ عذاب ٹل گیا تھا۔ جیسا کہ تم نے بعض جگہ لکھا بھی ہے۔

تو میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم دعویٰ تو اتنے لمبے چوڑے کرتے ہو کہ ہمچو ما دیگرے نیست مگر بالکل لچر لوچ اور فضول۔ جناب من حلویٰ خوردن را روئے باید۔ تم تو شرائط ایمان سے بھی بے بہرہ ہو جو ایک عام مسلمان جاہل بھی جانتا ہے کہ اقرارٌ باللّسان وتصدیقٌ بالقلب کے بغیر کوئی ایمان دار نہیں ہوسکتا۔ چہ جائے کہ عبداللہ آتھم نے تو بذریعہ اشتہارات منادی کرادی تھی کہ میں ہرگز دل میں مسلمان نہیں اور نہ اسلام کو اچھا جانتا ہوں۔ واہ مرزاجی واہ۔ الہام ہوں تو ایسے ہی ہوں کہ اپنی زبان اور اپنی قلم سے خود لعنتی اور شیطان بن گئے۔ (اور حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ہرگز ہرگز دعویٰ نبوت نہیں کیا اور نہ اپنے الہامات کو قطعی وحی انبیا کی طرح فرمایا ہے۔ نہ کوئی آیت قرآنی اپنے حق میں نازل فرمائی ہے (جیسا کہ کادیانی) آپ پر بہتان کرنے والے اور آپ کی توہین کرنے والے کا خدا بیڑہ غرق کرے۔ ناظرین جب حضرت پیر دستگیر صاحب اس کے بہتان سے نہ چھوٹے تو مولوی غلام دستگیر صاحب اس کے بہتان اور کذب سے کیونکر رہائی پاسکتے ہیں)

پھر دیکھو (ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم/ مارچ ۱۸۸۶ء) تم کو الہام ہوا ''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا اور ایک زکی غلام لڑکا تجھے ملے گا اور

خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا اور وہ جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک وہ شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱)

اور پھر (اشتہار ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء) میں اس لڑکے کے بارہ میں لکھتے ہیں: ’’یہ کہ مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۷) لیکن یہ الہام بھی تمہارا غلط نکلا اور اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اور تم کو اپنے ایسے جھوٹے الہام پر مطلقاً شرم نہ آئی اور نہ معلوم کہ اور قوموں کا اس سے برکت پانا اور اطراف عالم میں اس کی شہرت کا ہونا کدھر گیا۔ کچھ تو شرم کرو اور ایسے ایسے جھوٹے الہام کرنے سے باز آؤ۔

پھر جب دوسرے حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو تم نے دعویٰ کیا کہ جس کے واسطے مجھ کو بشارت ملی تھی وہ لڑکا پیدا ہوا، مگر وہ لڑکا بھی خوردسالی میں مرگیا اور تمہارا الہام کہ وہ اسیروں کا رستگار ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی، سب خاک میں مل گیا اور پھر بھی تم کو شرم نہ آئی اور اس پر اشتہار میں یہ دعویٰ کرنا کہ میں مجدد ہوں، کیا مجدد ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ پرائے کی بہو بیٹیوں پر نظر بد رکھے۔ دیکھو اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۲۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵) میں جو تم کو الہام ہوا، جس کی بعینہ نقل ہدیہ ناظرین ہے۔ ’’خدائے تعالیٰ نے پیشین گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے کہ ایسا نہ ہو، آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا، باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو پورا کرے گا، کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

اور جب تم نے اپنے الہام کے مطابق بہت زور لگایا کہ وہ عورت میرے نکاح میں آئے اور اس کے اولیاء کو نا منظور ہوا اور تم نے دیکھا کہ میرا الہام غلط ہوا جاتا ہے تو تم نے چند لطائف الحیل طمع دنیاوی پر ان کو راضی کرنا چاہا، مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ چونکہ مرزا احمد بیگ صاحب تمہاری زوجہ کے رشتہ دار تھے، اس لئے تم نے اپنی بیٹے مرزا سلطان احمد کو مجبور کیا کہ

وہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف ان کو مائل کریں۔ ان سے یہ کارروائی نہ ہوسکی تو سلطان احمد کو عاق ومحروم الارث اور اس کی والدہ صاحبہ کو طلاق دی اور دوسرے فرزند فضل احمد کی منکوحہ جو مرزااحمد بیگ کی ہمشیر زادی تھی، اس کو بے گناہ اس لئے طلاق دلادی کہ اس کے سبب سے احمد بیگ اور سلطان احمد کی والدہ کو رنج پہنچے۔ ثبوت کے لئے دیکھو۔ (الدلیل علی اثبات حیات مسیح ص۱۹)

اور جب اس کا نکاح دوسری جگہ پر ہوا تو تم نے یہ الہام لکھا کہ مرزااحمد بیگ کا داماد مرجائے گا جس کی میعاد تم نے ۲۱/اگست ۱۸۹۴ء مقرر کی۔ مگر وہ یعنی مرزااحمد بیگ کا داماد بفضل خداوند کریم اب تک زندہ صحیح وسلامت موجود ہے اور ۲۱/اگست ۱۸۹۴ء چھوڑ آج ۲۹/جنوری ۱۸۹۷ء ہوگئی اور وہ نہ مرا۔ اس پر بھی تم کو شرم نہ آئی کہ پھر آپ مباہلہ کے عذاب کی نئی میعاد مقرر کرتے ہو، اب تمہاری کس کس میعاد کا انتظار کریں اور لطف یہ کہ کوئی بات بھی تمہاری سچی نہیں نکلی اور اس پر طرّہ یہ کہ اس جگہ تو تم کو بموجب (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳، ص۳۰۵) کے یہ الہام ہوا کہ: ''وہ تمہارے نکاح میں آئے گی خواہ بحالت باکرہ خواہ بحالت بیوہ ہونے کے۔'' مگر (آسمانی فیصلہ کے ص اخیر، خزائن ج۴ ص۳۵۰) میں تم کو اسی عورت کی نسبت یہ الہام ہوا جس کی بلفظہٖ عبارت معہ تمہارے ترجمہ کے ہدیہ ناظرین ہے۔

''ویسئلونک احق ھو قل ای وربی انہ الحق وما انتم بمعجزین. زوّجنا کہا لا مبدل لکلماتی ''ترجمہ مرزاصاحب۔'' اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں! مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے، ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔'' افسوس صد افسوس اس زمانے کے تمہارے جیسے مجددوں کا جب یہ حال ہے تو عوام الناس جو کچھ کریں تھوڑا ہے۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ واہ رے مجدد اور تیری مجددی پہلے یہ تو بتا کہ جب خدا نے نکاح تو تمہارے ساتھ باندھا اور وہ دوسرے کے گھر میں آباد ہے تو تمہارے جیسا بے غیرت مجدد کہاں ملے گا۔ اگر مجددیت اسی قابلیت کا نام ہے تو یہ مجددیت حضور کو ہی

سلامت رہے۔ چونکہ تم زمانہ بھر کے دروغ گولوگوں میں سے ایک شہرۂ آفاق ہو اور تمہارا جھوٹ اظہر من الشّمس ہے تو مناسب ہے کہ تم آئندہ کسی کتاب یا رسالہ میں ضرور لکھ دینا کہ میرے پاس جھوٹ بولنا بھی ایک معجزہ ہے۔ پھر دیکھیں کون مرد میدان تیرا مقابلہ کرسکتا ہے۔

اجی مرزاجی! اس سے زیادہ اور کیا جھوٹ ہوگا کہ تم خود (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ص ۳۲۵ مؤرخہ ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء مطابق ۹ر شعبان ۱۳۱۴ھ) میں اپنے آپ کو مہدی موعود لکھ لکھا کر بکتے ہو: ''اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا، جن کا شمار اہل بدر کے شمار کے برابر ہوگا۔ یعنی ۳۱۳ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپے ہوئے کتاب میں درج ہوں گے۔'' اور پھر تم ان ۳۱۳ اشخاص یعنی مریدوں کے نام معہ ان کی جائے سکونت لکھ کر خود مقر ہو کہ میرے ۳۱۳ مریدین جن کا شمار جنگ بدر کے برابر ہے اور یہ ہی ثبوت مہدی موعود ہونے کا تم پیش کرتے ہو تو گویا تمہارے قول کے مطابق ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء مطابق ۹ر شعبان ۱۳۱۴ھ تک تمہارے کل مرید جن کے نام بھی تم نے (انجام آتھم ص۴۱ تا ۴۵، خزائن ج۱۱ص ۳۲۵ تا ۳۲۸) میں مذکورہ بالا پر درج کئے ہیں ۳۱۳ تھے اور پھر ۲۰ر شعبان ۱۳۱۴ھ مطابق ۲۵ر جنوری ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں لکھتے ہو کہ: ''میرے مرید آٹھ ہزار تک ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۲۹۹)

کیا یہ جھوٹ نہیں ذرا شرم کرو کون صاحب عقل یہ تسلیم کرے گا کہ تمہارے پچاس برس سے زیادہ جدوجہد سے تو کل ۳۱۳ مرید ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء مطابق ۹ر شعبان ۱۳۱۴ھ تک تھی اور ۱۴ تاریخ سے ۲۵ر جنوری تک آٹھ ہزار ہوگئے۔ یہ سفید جھوٹ نہیں تو کیا ہے۔ کیا مجدد کا یہ ہی کام ہے کہ کل جہاں کا جھوٹ ایک طرف اور اس ایک کا کل جہاں کے برابر پناہ بخدا ۷۶۸۷ مرزائی گیارہ دن میں اور زیادہ شامل کر لئے۔ کیا مرزاجی یہ ڈبل بلکہ سہ ڈبل جھوٹ نہیں، کجا ۳۱۳ مرید اور کجا آٹھ ہزار۔ اگر تمہارے مرید آٹھ ہزار ہوتے تو جہاں تم نے ۳۱۳ کے نام جن میں عورتیں بھی شامل ہیں لکھے تھے تو کیا ممکن ہے کہ تم آٹھ ہزار کے نام درج نہ کرتے۔ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو۔ واہ واہ اونچی دوکان پھیکا پکوان۔

پھر تم اشتہار میں لکھتے ہو کہ: ''ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

پہلا مرزا جی کہ تم نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ افسوس صد افسوس معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے جیسے مجدد کو شاید جھوٹ بولنا مباح ہے۔ کہو تو لعنت اللہ علی الکاذبین! اجی مرزا جی یہ تو تم اس سے کہو جس کو تمہاری باتیں معلوم نہ ہوں اور تمہارا فریب نہ جانتا ہوں اور تمہاری کتابیں نہ دیکھی ہوں۔ تم صاف دعویٰ نبوت کا کرتے ہو اور پھر مکرتے ہو:

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

ہم وہ عبارت بعینہٖ تمہاری کتاب (توضیح مرام ص۱۸،۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰) کی ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں، جس کو شک ہو بے شک دیکھ لے اور وہ عبارت یہ ہے: ''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں، مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ اگر یہ عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔''

کیوں جی مرزا صاحب تم جو بقول خود محدث ہوکر آئے ہو اور محدث بھی جب کہ ایک معنی سے تمہارے لکھے ہوئے کے مطابق نبی ٹھہرا تو تم نبی ہوئے یا نہیں (شرم) اور جب کہ نبی ہوئے تو خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف بھی تم کو حاصل ہوا (کچھ شرم) اور

امور غیبیہ بھی تم پر کھولے گئے (بہت شرم) اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح تمہاری وحی کو بھی دخل شیطانی سے منزہ کیا گیا اور تم بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آئے ہو (ڈبل شرم) اور انبیاء کی طرح تم پر بھی فرض ہوا کہ اپنی تئیں ظاہر کرو اور جو تمہاری بات نہ مانیں وہ مستوجب سزا ٹھہرے۔ تو اب بتاؤ کہ تم نے دعویٰ نبوت میں تو کچھ کسر نہیں رکھی۔ اس پر بھی تم کو شرم نہ آئے تو اس کا کیا علاج اور پھر بھی کوئی بے وقوف عقل کا اندھا دشمن دین وایمان تمہارا چیلا بنے تو سوائے اس کیا کہا جائے:

’’ختم اللّٰہ علی قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃٌ ولھم عذابٌ عظیم (البقرۃ:۷)‘‘ ترجمہ: مہر کر دی اللہ نے ان کے دل پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ، ان کو بڑی مار ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمہارے جیسے مجدد سے جس کے ایسے ایسے فاسد خیالات ہیں جیسا کہ ہم ہدیۂ ناظرین کر چکے ہیں بچائے۔ آمین۔

نوٹ: اخیر میں یہ خاکسار اہل اسلام کی خدمت میں خصوصاً اور دیگر اقوام کی خدمت میں عموماً عرض کرتا ہے کہ بندہ عنقریب ایک رسالہ نکالنے والا ہے۔ جس میں ۳۳ سوالات ہیں جو مرزا صاحب پر کئے گئے ہیں۔ بدیں خیال کہ مسیح علیہ السلام مطابق صحیح احادیث نبویہ ۳۳ برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ان سوالات میں مرزا جی کا جھوٹ اور کفریات مکروفریب من وعن ظاہر کر کے دکھایا گیا ہے، کہ مرزا صاحب نے کہاں تک ہزلیات سے اپنی کتابوں کا منہ کالا کیا ہے۔ جیسا کہ مرزا جی کو الہام ہوا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں موجود ہے اور خدا نے تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شرف میں درج کیا ہے۔

مکہ، مدینہ اور قادیان اور پھر مرزا کو الہام ہو کہ اکثر قادیانی لوگ یزیدی ہیں وغیرہ وغیرہ جو ایک مجنونی آدمی کے خیالات سے ملتے جلتے ہیں۔ امید ہے کہ رسالہ کے طبع ہونے تک مرزائی لوگ قرآن شریف میں ذرا تلاش کر چھوڑیں گے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں کہاں درج ہے اور ایسا ہی اس کے ان لوگوں کے نام کی فہرست بھی بنا چھوڑیں گے جو مرزا کے الہام کے مطابق لوگ یزید الطبع ہیں تا کہ بروقت سوال مرزا کو تکلیف نہ ہو۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

القواطع الرحمانيه
لافتراء
الفرقة القاديانية

مولانا پیر سید محمد محب اللہ شاہ

انتساب

اس ترجمہ کا انتساب ختم نبوت کے پروانوں کے نام

خصوصاً

اپنے نانا جان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق رکن شوریٰ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے تلمیذ رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالحئ الحسینی

کے نام

جنہوں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران اپنی جوانی وشباب کی تحریک ختم نبوت کے دوران نی جوانی وشباب کے دن تحفظ ناموس رسالت کے لئے سنٹرل جیل سکھر میں امیر شریعت کے ساتھ قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم النّبیین. امابعد!

سندھ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو جس بزرگ نے عام کیا وہ ولی کامل، عارف باللہ حضرت پیر محمد راشد عرف حضرت روضہ دھنیؒ تھے جس کے بارے میں مشہور عالم مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے پرانے چراغ (ج اوّل ص۱۴۶) پر لکھا ہے کہ: ''حضرت محمد راشد کا سندھ میں وہ مقام تھا جو دہلی میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کا مقام تھا۔''

استاذی علامہ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی السندھی (حیدرآباد والے) کی روایت کے مطابق اسی زمانہ میں سندھ کے اندر کم ازکم ۷ سال عالم ایسے موجود تھے جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مقام وحیثیت والے تھے۔ حضرت راشد روضہ دھنیؒ سے حضرت سید محمد حسن سوئی شریف والوں نے فیض حاصل کیا اور اس سے جنید وقت حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی شریف والوں کو فیض ملا اور ان سے فیض ملا قطب الاقطاب حضرت سید تاج محمود امروٹیؒ اور شیخ المشائخ حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کو۔

حضرت روضہ دھنی کے دو فرزند نمایاں تھے، ان میں سے ایک فرزند سید صبغۃ اللہ کو پگڑی ملی وہ پیر پگاڑہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ دوسرے فرزند حضرت سید محمد یاسین شاہ صاحب کو جھنڈا ملا۔ اس لئے یہ بزرگ جھنڈے والے کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت پیر جھنڈے والے خاندان کی ایک بہت بڑی لائبریری تھی جو کہ ایشیاء کی بڑی لائبریریوں میں سے ایک تھی۔

اس خاندان کے ایک بزرگ جن کا نام نامی حضرت پیر سید رشید الدین صاحب العلم الثالث عرف حضرت بیعت دھنی تھا، اس بزرگ پر قادیانیوں نے افتراء اور بہتان لگایا کہ انہوں نے ہماری تائید کی ہے۔ حالانکہ قادیانیوں نے یہ سراسر جھوٹ بولا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا شروع سے جھوٹ بولنے کا شیوہ تھا۔

حضرت پیر رشید الدین کے فرزند حضرت سید رشد اللہ شاہ صاحب العلم الرابع عرف خلافت دھنیؒ، جس نے خلافت تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ اس لئے انہیں

خلافت دھنی کا لقب ملا تھا۔ آپؒ بہت بڑے محدث تھے، انہوں نے ۱۹۰۱ء بمطابق ۱۳۱۹ھ بروز جمعرات مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈا کا افتتاح فرمایا۔ اس مدرسہ میں امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ صدر مدرس مقرر ہوئے۔ جہاں سے ۱۹۱۰ء بتاریخ ۱۲/ستمبر کو شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فارغ التحصیل ہوئے۔

حضرت خلافت دھنیؒ کے پوتے مولانا سید محبّ اللہ شاہ راشدیؒ جو کہ ایک اہل حدیث عالم تھے، انہوں نے یہ رسالہ لکھ کر ایک حجت بالغہ قائم کردی کہ قادیانیوں نے ہمارے مشائخ کرام پر افتراء ہے۔ مولانا محبّ اللہ شاہ راشدیؒ تو گھر کا آدمی ہے اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ جب گھر کا آدمی خود صفائی پیش کرے اور رسالہ لکھ کر یہ اعلان کرے کہ یہ ہمارے مشائخ پر ایک بڑا بہتان لگایا گیا ہے تو قادیانیوں کی کذب پر اس سے بڑھ کر اور کیا ضرب کاری ہوسکتی ہے۔

رسالہ کا نام ''القواطع الرحمانیہ لافتراء الفرقۃ القادیانیہ'' رکھا گیا جو سندھی زبان میں تھا۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالباسط الحسینی نے کیا ہے جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں۔ یہ ترجمہ ۱۸/دسمبر ۲۰۱۷ء میں مکمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی کی قبر کو نور سے منوّر کردے جس نے قادیانیوں کے دجل وفریب کو ظاہر کر کے مرزائیوں کا ناطقہ بند کردیا اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔

مولانا خالد الحسینی گھوٹو گھوٹکی سندھ
خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گھوٹکی سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ. امّا بعد!

یہ بندہ حقیر پر تقصیر محبّ اللہ شاہ ابن السید احسان اللہ شاہ صاحب اپنے تمام معتقدین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ تقریباً تین چار سال پہلے مجھے کسی دوست سے ایک رسالہ بنام ’’فیصلہ آسمانی معرفت ربانی حضرت پیر سائیں جھنڈے والے‘‘ موصول ہوا اور اس دوست کا یہ تقاضا تھا کہ اس رسالے کا جواب دیا جائے۔ مگر دانستہ طور پر کچھ وقت لیت ولعل میں گذر گیا۔ اس لئے کہ اس رسالہ میں ہمارے پیرومرشد کریم حضرت پیر سائیں (پیر رشیدالدین) بیعت والوں کے اوپر بالکل صاف وصریح بہتان لگایا گیا ہے۔

لہٰذا کچھ عرصہ تک تو میرا یہ خیال تھا کہ افتراء پردازی اور غلط بیانی تو فرقۂ قادیانیّہ کی امتیازی خصوصیت ہے جن کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ اہل اللہ کے اوپر جھوٹے بہتان لگا کر اپنا الّو سیدھا کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی افتراء سے باز نہیں آئے۔ اس لئے ہم نے سمجھا کہ ایسے لوگوں کے افتراء پردازی کے جواب دینے سے سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

علاوہ ازیں بالکل ایسا ہی بہتان اس سے پہلے تقریباً سولہ، سترہ سال قبل بھی فرقۂ قادیانیہ کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ لیکن اس کا جواب بروقت ہمارے والد ماجد اور مرشد کریم حضرت پیر سید احسان اللہ شاہ صاحب العلم الخامسؒ کی طرف سے رسالہ توحید میں شائع ہوا تھا اور یہ رسالہ اس وقت مولانا دین محمد وفائیؒ کی زیر نظر شائع ہوتا تھا۔ مذکورہ مضمون رسالہ توحید میں جنوری ۱۹۳۵ء بمطابق شوال ۱۳۵۳ھ کے شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ آج بھی یہ رسالہ بہت سے لوگوں کے پاس موجود ہے۔ جس میں دیکھا جاسکتا ہے کہ برابر ہمارے مرشد کریمؒ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ نہیں؟ ہم بھی ان شاء اللہ وہ پورا مضمون اس رسالہ کے آخر میں بطور برکت نقل کریں گے۔

خیر اس جواب باصواب کے شائع ہونے کے بعد پھر سولہ سترہ سالوں کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد قادیانی فرقہ میدان میں آیا ہے اور پھر بھی وہی جھوٹ دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کررہے ہیں اور دیدہ ودانستہ طور پر سادہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

یعنی چور کو تو دیکھو کتنا دلیر ہے کہ اپنے ہاتھ میں چراغ لئے گھوم رہا ہے، شائد قادیانیوں کا یہ خیال ہے کہ ان کے طوفان بدتمیزی کا جواب دینے والا کوئی بھی نہیں۔ مگر قادیانی دجال کے چیلوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ شمع رسالت کے پروانوں کی نہ کبھی کسی زمانے میں کمی ہوئی ہے اور نہ بفضل خدا اس دنیا کے آخر تک ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہر زمانے میں ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ (فداہ ابی وامی) کی ختم نبوت پر جان فدا کرنے والے اور آپ ﷺ کے مخالفین دجّالوں، کذّابوں کے مکر وخدع کے فراڈ کو ظاہر کرنے والے پیدا ہورہے ہیں اور ہمیشہ بفضلہ تعالیٰ ہوتے رہیں گے۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس بہتان کا جواب تو میرے مرشد کریم (والد گرامی) کی طرف سے دیا گیا تھا۔ لیکن کافی عرصہ گزرنے کے سبب بہت سے دوستوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس صریح بہتان کا کوئی جواب بھی دیا گیا ہے۔ اس لئے اکثر لوگ غلط فہمی کا شکار ہورہے ہیں اور تو اور مجھے تو کسی دوست نے اس طرح لکھا کہ کیوں نہ ہم بھی پیر صاحب مرحوم کے استخارہ کو صحیح سمجھیں جو کہ قادیانی فرقہ والوں نے خام بات ذکر کی ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے دوستوں کا یہ تقاضا تھا کہ اس جھوٹ کا از سر نو جواب ضرور دیا جائے۔ تا کہ عوام میں جو ایک غلط فہمی پھیل رہی ہے، اس کا قلع قمع ہو جائے۔ لہٰذا اس بندۂ حقیر پر تقصیر قلیل البضاعۃ نے اپنے مالک حقیقی جل شانہ پر توکل کرتے ہوئے قلم ہاتھ میں اٹھایا اور قادیانی فرقہ کے بہتان کے پردہ کو فاش کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھنا شروع کیا اور رسالہ کا نام ''القواطع الرحمانیہ لافتراء الفرقۃ القادیانیۃ'' رکھا گیا۔

اور تمام دوستوں سے عرض ہے کہ اس رسالہ کو انصاف کی نظر سے دیکھیں اور اس کو اپنی سعی بلیغ کے مطابق ہر جگہ پہنچائیں اور بارگاہ الٰہی میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مقبول عام وخاص کرے اور اس کے ذریعے سے تمام مسلمان بھائیوں کو قادیانی دجالوں کے فریب اور چالبازیوں سے مأمون ومحفوظ رکھے اور اس بندے سراپا تقصیر کے واسطے سرور کائنات وفخر موجودات میٹھے محمد فداہ ابی وامی وروحی ومالی واھلی ﷺ کے ساتھ قرب کا وسیلہ بنائے۔ آمین!

وماذلک علی اللہ بعزیز وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب!

قادیانی کذب کے متعلق عرض کرنے سے پہلے میں اپنا عقیدہ صاف صاف لفظوں میں اپنے دوستوں کے سامنے ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔

معلوم ہونا چاہئے کہ میرا عقیدہ ہے کہ سلسلہ نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی آخری کڑی فخر موجودات، سرور کائنات، افضل البشر، خیر الرسل حضرت مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں اور ان کے بعد کوئی بھی نبی خواہ نئی شریعت کے ساتھ خواہ پہلی شریعت کے ماتحت ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی نے اس قسم کا دعویٰ کیا یا کرے گا تو وہ دجال، کذاب اور اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آخری نبی ہونے کی وجہ سے نئی نبوت آنا بالکل بند ہوگئی۔ خواہ اصالۃً ہو، خواہ بالتبع۔ اس لئے کہ نبی کا لفظ عام ہے۔ جیسا کہ آگے ختم نبوت کے متعلق دلائل پیش کرنے کے وقت عرض کریں گے۔

اور پھر دوبارہ صریح الفاظ میں اپنے مالک حقیقی جل شانہ کو گواہ بنا کر عرض کر رہا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں بن سکتا۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، وہ دجال وکذاب ہے اور اس کے متبعین مطلق کافر ہیں اور ان کا دائرہ اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ اسلامی معاملات رکھنا ہرگز درست نہیں اور ان سے نکاح کرنا اور رشتہ دینا، نکاح کے لئے رشتہ لینا درست نہیں۔ اس لئے کہ وہ میری نظر میں بلکہ تمام اہل اسلام کی نظر میں قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ اللہم اشہد. اللہم اشہد۔

میں آخر میں دوبارہ پیر سائیں جھنڈے والوں کی جماعت کو خصوصاً اور عموماً عام مسلمانوں کو عرض کرتا ہوں کہ ہم پیر جھنڈے والے، مرزے غلام احمد قادیانی کو نبی، مسیح موعود یا مہدی وغیرہ تو اپنی جگہ اس کو تو ایک عام مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو ان مکاروں کے مکروخدع میں بھی نہیں آنا چاہئے اور یقین کریں کہ ایمان کا بچاؤ اور تحفظ اسی میں ہے کہ وہ ختم نبوت کے دشمنوں سے ہر طرح سے پرہیز کریں۔ واللہ المؤفّق!

یہاں پر ختم نبوت کے متعلق دلائل پیش کئے جاتے ہیں

پہلی دلیل:

قرآن پاک کی سورۂ احزاب میں یہ آیت وارد ہوئی ہے: ’’**ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین** (الاحزاب:۴۰)‘‘ ﴿یعنی حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔﴾

نبی کا لفظ عام ہے خواہ اس کو تبلیغ کا حکم ہو، جس کو رسول بھی کہا جاتا ہے یا اس کو تبلیغ کا حکم نہ ہو۔ بلکہ گزشتہ نبی کے تابع ہو، جیسا کہ ملّا علی قاریؒ نے متن الجزریہ کی شرح میں لکھا ہے کہ: ’’النّبی انسان اوحی الیہ بشرع وان لم یؤمر بتبلیغہٖ والرسول انسان اوحی الیہ بشرع وبتبلیغہٖ. والنّبی اعم منہ مطلقاً‘‘ یعنی نبی وہ انسان ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو۔ اگرچہ اس کو اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا گیا ہو اور رسول وہ انسان ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو اور اس کی تبلیغ کا حکم بھی اس کو دیا گیا ہو اور نبی کا لفظ رسول سے عام ہے۔

تو جب نبی کا لفظ عام ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کے بعد ہر طرح کی نبوت بند ہوگئی۔ ہاں! اگر قرآن کریم میں خاتم الرسل کے الفاظ ہوتے، تو پھر کسی مکار کے جدل وشغب کی گنجائش رہتی۔ مگر یہ کلام اس ذات پاک جل شانہ کا ہے جو ہر چیز کی خوب معلومات رکھنے والا ہے۔ جس کو یہ خبر تھی کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو نبوت میں اصالت اور تبعیت کا فرق ظاہر کریں گے، جس طرح قادیانی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی اصالۃً نبی نہیں ہے، بلکہ بالتبع ہے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے نئی نبوت کی نفی کردی، خواہ وہ نبی تبلیغی ہو یا غیر تبلیغی تو پھر کوئی بھی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ خواہ اصالۃً خواہ بالتبع!

ابھی ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں نزول کے قائل ہیں، وہ آئیں گے تو پھر نبوت کیسے بند ہوئی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی نیا نبی تو نہیں ہے، وہ تو پہلے سے ہی نبی ہیں اور ان کا ورود مسعود بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کے دین کی احیاء کے لئے ہوگا۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں یہ بات صراحۃً مذکور ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے دین کی اتباع کریں گے اور نبی کریم ﷺ کی شریعت پر چلیں گے اور اس کے تابع ہوں گے۔

باقی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے دین کے احیاء کے لئے بھیجنے میں کونسی حکمت ہے؟ اس کے متعلق عرض ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کاموں میں جو حکمتیں ہوتی ہیں، ان کا احصاء کرنا بشری طاقت سے باہر ہے، تاہم اس احقر کے فہم ناقص میں جو حکمت سمجھ میں آرہی ہے وہ پیش کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں تمام انبیاء

کرام سے یہ وعدہ لیا ہے کہ تمہارے ہوتے ہوئے، ایک ایسا نبی آ جائے جو تمہارے پاس موجود خدا کی کتاب وغیرہ کی تصدیق کرنے والا ہو تو تمہیں اس نبی پر بھی ایمان لانا پڑے گا اور اس کی مدد بھی کرنی پڑے گی۔ پھر تمام انبیاء نے اس بات کا اقرار کیا۔

بہر حال جب نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور انہیں خاتم النّبیین ہونے کا شرف عطاء فرمایا تو یہ شرف بھی انہیں ہی عطاء فرمایا کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی ایک نبی آ جائے، جو نبی کریم ﷺ کے دین کا اتباع کرے اور اتباع ایمان لانے کا دوسرا نام ہے اور نبی کریم ﷺ کے دین کا احیاء آپ ﷺ کے دین کی مدد کرنے کا مصداق ہے۔

اور اس کام کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ آپ ﷺ کی نبوت کے زمانے کے قریب تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی دوسرا نبی بھی نہیں آیا سوائے خاتم النّبیین ﷺ کے اور آپ ﷺ کا زمانۂ نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانۂ نبوت سے متصل ہے۔

اور دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگرچہ حضرت موسیٰ کی کتاب توراۃ میں بھی آپ ﷺ کے متعلق بشارت موجود ہے، مگر اس خوشخبری دینے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالکل پیش پیش تھے۔ اسی وجہ سے غالباً قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خاص طرح ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۂ صف میں ارشاد ہے کہ:

''واذقال عیسیٰ ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدّقالّما بین یدی من التورٰۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف:۶)'' ﴿یعنی وہ وقت بھی یاد کرو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں، تمہاری طرف مجھ سے پہلے جو کتاب تھی، تورات اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد ایک نبی آئے گا، میں تمہیں اس کی خوشخبری دیتا ہوں، جس کا نام احمد ہے۔﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تو نبی پاک ﷺ کا ہی ورود مبارک ہونا تھا۔

حاصل کلام کہ جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ انبیاء کرام سے لیا گیا اور تمام انبیاء کرام نے اس وعدے کو پورا کرنے کا اقرار کیا تو بارگاہ الٰہی کی یہ مرضی ومنشا ہوئی کہ اس کا ظہور عملی طور پر بھی ہونا چاہئے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا میں آنا، اس وعدے کا عملی ظہور ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم!

باقی غلام احمد قادیانی اور اس کے حواری جو اہل سلام کے اس عقیدے کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی وہی مسیح موعود ہے جس کے انتظار میں اہل اسلام ہیں۔

ان کی یہ بات اس قدر غلط ہے کہ ایک عالم تو اپنی جگہ، ایک جاہل تھوڑی سی سمجھ رکھنے والا بھی اس کو غلط سمجھے گا۔ اس لئے کہ جس مسیح موعود کے انتظار میں اہل اسلام ہیں، اس کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہے اور وہ حضرت مریم کے فرزند ہیں اور یہ مرزا ہے اس کا نام غلام احمد ہے اور وہ ایک پنجابی گھر میں پیدا ہوا اور اس کا باپ بھی تھا۔ اگرچہ بعض نے حضرت مسیح علیہ السلام کے والد کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن یہ بات قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے برخلاف ہونے کی وجہ سے سراسر غلط ہے اور ناقابل اعتبار ہے۔

اور بعض نے ان احادیث سے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ورود مسعود کا ذکر ہے، وہاں پر مراد مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام لیتے ہیں۔ مگر یہ بات بھی بالکل واہیات اور غیر معقول ہے۔ اس لئے کہ ایک تو اس سے خواہ مخواہ حدیث کی توڑ موڑ ہوتی ہے جو کہ بنا سبب ناجائز اور ہرگز ہرگز درست نہیں۔

دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی کسی بات میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل نہیں بن سکتے۔ آخر وہ کون سی مثلیت ہے جس میں اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ وہ مثلیت بیان تو کی جائے تو اسے دیکھیں۔ بلکہ احادیث میں جو دجال کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مذکور ہے، اس بات سے تو صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز ہرگز مسیح موعود نہیں ہے۔

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شان کے برخلاف جو بکواس اپنے رسائل میں لکھے ہیں، ان سے کیا ظاہر ہوتا ہے وہ تو ہر ایک عقل سلیم رکھنے والا خود سمجھ سکتا ہے۔ بہرحال مرزا غلام احمد قادیانی نہ تو مسیح موعود ہے اور نہ ہی کسی قسم کا وہ نبی ہے، بلکہ وہ دجال وکذاب ہے اور اس کے حواری دائرہ اسلام سے خارج اور کافر مطلق ہیں اور وہ مہدی بھی نہیں ہے، جیسا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ امام مہدی ہے، یہ بھی سراسر غلط ہے۔ اس لئے کہ جو آدمی نبوت کے جھوٹے دعوے کرے اور انبیاء کرام کی شان مبارک میں برا بھلا کہے وہ کبھی بھی امام مہدی نہیں ہوسکتا۔ یہ بات تو بالکل ظاہر وباہر ہے۔ **واللہ الھادی الیٰ سبیل الرشاد!**

۱...... ’’عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع اللبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی النّبیون وختم بی الرسل وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین‘‘ (متفق علیہ) ﴿یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ میری اور دوسرے تمام انبیاء کی مثال ایک حسین محل جیسی ہے جس کی تعمیر اچھی ہو اور اس کی تعمیر میں ایک اینٹ کی کمی رہ گئی ہو، لوگ اس محل کے گرد چکر لگاتے ہوئے، خوش ہوتے ہوں۔ مگر وہ اینٹ جورہ گئی تھی۔ (آپﷺ نے فرمایا کہ) اس خالی جگہ کو میں نے بند کیا اور میرے ساتھ تمام انبیاء کا اختتام ہوا اور میرے ساتھ رسولوں کا اختتام ہوا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔﴾

(بخاری کتاب المناقب ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۲۴۸)

۲...... ’’عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النّبیون‘‘

(مسلم ج۱ ص۱۹۹، مشکوٰۃ ص۱۲)

﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھے جامع کلمات عطاء کئے گئے ہیں، یعنی تھوڑے الفاظ، معنی ومطلب زیادہ۔ (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، یعنی کفار کے دلوں میں آپﷺ کا رعب ڈالا گیا۔ (۳) مال غنیمت کو میرے لئے حلال کیا گیا۔ (۴) روئے زمین کو میرے لئے سجدگاہ اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا۔ یعنی اس زمین کی مٹی سے تیمّم بھی کیا جاتا ہے۔ (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (۶) مجھ پر تمام نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔﴾

۳...... ’’وعن العرباض بن ساریة عن رسول اللهﷺ انه قال انی عندالله مکتوب خاتم النّبیین وان آدم لمجندل فی طینته وساخبرکم باول...... ابراهیم وبشارة عیسیٰ ورؤیا امّی التی رأت حین وضعت خرج لها نور

اضاء لها منه قصور الشام. رواه فی شرح السنة عن مشکوٰۃ‘‘

﴿حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے پاس خاتم النّبیین لکھا ہوا تھا، جب حضرت آدم علیہ السلام گوندھی ہوئی مٹی کے درمیان تھے اور تمہیں اپنے اول الامر ہونے کی خبر دیتا ہوں۔ اس طرح کہ ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ اے ہمارے رب حضرت اسماعیل ﷺ کے اولاد میں ایک عظیم الشان نبی بھیجنا۔ دوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کے بارے میں آپ ﷺ کے آنے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں۔ تیسری کہ میری والدہ نے میری پیدائش کے وقت ایک خواب دیکھا تھا۔ وہ دیکھتی ہیں کہ ایک نور ظاہر ہوا ہے، جس سے شام ملک کے محلات روشن ہو رہے ہیں۔﴾ یہ روایت شرح السنہ میں مذکور ہے جس کو صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے۔

۴ ...... ’’وعن جابر ان النبی ﷺ قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا اول شافع مشفّع ولا فخر‘‘ (رواہ الدارمی)

﴿یعنی حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا قائد و رہنما ہوں، اس میں کوئی فخر نہیں ہے (بلکہ یہ حقیقت ہے) اور میں آخری نبی اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے۔﴾

۵ ...... ’’وعن جبیر بن مطعم قال سمعت النّبی ﷺ یقول انّ لی اسماءً انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمیّ وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبیّ‘‘

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۵۱۵)

﴿حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خود یہ فرماتے ہونے سنا کہ میرے چند نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں عاقب یعنی سب کے بعد آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی تمام مخلوق سے پہلے میں اٹھوں گا حشر کے میدان میں، پھر

دوسری مخلوق اٹھے گی اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ اس لئے میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں آئے گا۔﴾ اور اس حدیث کو امام بخاری و مسلم دونوں نے نقل کیا ہے۔

۶…… ''وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث کذّابون دجّالون قریباً من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ ﷺ . رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث حسن صحیح''

﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت تب تک نہیں آئے گی، جب تک تیس کے قریب دجال نہ نکلیں اور وہ یہی گمان کریں گے اپنے بارے میں کہ وہ سب اللہ کے رسول ہیں۔﴾

۷…… ''وعن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ لاتقوم الساعة حتیٰ تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتیٰ یعبدوا الاوثان وسیکون فی امتی ثلاثون کذّابون کلھم یزعم انہ نبیّ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی''

(سنن ابی داؤد ج۲ ص۵۹۵)

''اخرجہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث صحیح'' (ترمذی ج۲ ص۴۵)

﴿حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی، جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے جا کر نہ ملیں اور وہ بتوں کی عبادت جب تک نہ کریں اور میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ اس حدیث کو امام ترمذی نے نقل کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح درجے کی ہے۔

اس باب میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں، لیکن طوالت کے سبب صرف ان پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ ان شاءاللہ! حق کے طلبگار کے لئے یہی کافی وشافی ہیں۔ حاصل کلام کہ ختم نبوت کا مسئلہ تواتر سے ثابت ہے اور یہ ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی کتاب فتح الملہم فی شرح المسلم کے (ص۱۱) پر لکھا ہے کہ وقدذکرت فی المقدمة ان احادیث ختم النبوة قد جمعھا بعض فضلاء عصرنا فبلغت ازید من مائة وخمسین منھا نحو ثلاثین من الصحاح الستة واجمع علیہ الامة المرحومة وکفروا من جحدہ۔

یعنی میں مقدمہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ ختم نبوت کے متعلق جو احادیث ہمارے زمانے کے بعض فضلاء نے جمع کی ہیں، وہ ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ ہیں جن میں سے تقریباً تیس کے قریب تو صحاح ستہ میں سے ہیں اور امت مرحومہ کا اس ختم نبوت ﷺ کے مسئلہ پر اجماع ہے اور جس نے اس بات کا انکار کیا، اس کو کافر قرار دیا گیا۔

مولانا مرحوم کے اس اقتباس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ختم نبوت ﷺ کے مسئلہ پر امت مرحومہ کا اجماع ہے اور اس کا منکر کافر ہے اور اس کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ تواتر کے درجہ کی ہیں اور اسی ہی صفحہ پر امام شعرانیؒ کی کتاب سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے جو امام شعرانی نے امام ابن عربیؒ سے نقل کی ہے کہ: ''**فان کان مکلفا ضربنا عنقه والاضربنا عنه صفحاً**'' یعنی مدعی نبوت (جو نبی پاک ﷺ کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے) اگر مکلّف ہے، یعنی عاقل، بالغ ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ یعنی اسے قتل کریں گے اور اگر وہ مکلّف نہیں (عاقل بالغ نہیں یا دیوانہ ہے) تو پھر اس سے منہ موڑ لیں گے۔

اس اقتباس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی عاقل، بالغ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے گا تو وہ گردن زدنی کے لائق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد وہ مرتد ہوگیا اور اس ارتداد کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔ **واللہ اعلم!**

اور شرح عقائد کی شرح نبراس میں ہے کہ: ''**فی خلاف بعض الشیعة زعموا ان الائمة الاثنی عشرة انبیاء والیزیدیة اتباع یزید ابن انیسة فرقة من الخوارج زعمت انه یبعث من العجم نبیّ بکتاب وینسخ هٰذا الدین بدین الصّابین هذا ضلال وکفر**'' یعنی نبوت کے ختم ہونے کے بارے میں بعض شیعوں کا اختلاف ہے، وہ کہتے ہیں کہ بارہ ائمہ بھی نبی ہیں اور زیدیہ یعنی یزید بن انیسہ کے متبعین کہتے ہیں کہ عجم سے ایک نبی پیدا ہوگا، جس کے پاس کتاب بھی ہوگی اور وہ اس دین یعنی دین اسلام کو صائبین کے دین سے منسوخ کرے۔

صاحب نبراس کہتے ہیں یہ بات یعنی نبی کی بعثت کا عقیدہ گمراہی اور کفر ہے، یہاں سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

اسی طرح بہاولنگر کے ڈسٹرکٹ جج خان صاحب محمد اکبر کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں مدعیہ ایک بیوی تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس کا شوہر چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی

مانتا ہے جو ختم نبوت کے برخلاف ہے، جو امت مسلمہ کا مجمع علیہ مسئلہ ہے۔ لہٰذا میرا شوہر مرتد ہوگیا ہے۔ اس لئے اس کا نکاح فسخ کیا جائے۔ اس لئے کہ ایک مسلمہ عورت ایک کافر کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔

تو خان صاحب موصوف نے اس مقدمے کا فیصلہ اس عورت کے حق میں دے دیا، اس عورت کی طرف سے بہت سے علماء کرام گواہ تھے۔ جن میں مولانا سید انور شاہ صاحب مرحوم جیسے پایہ کے علماء بھی تھے، جنہوں نے مدعا علیہ یعنی اس عورت کے شوہر کا کفر ثابت کیا۔ آخرکار اس عورت کا نکاح فسخ کیا گیا اور جج صاحب نے ڈگری اس عورت کے حق میں دے دی اور یہ مقدمہ ایک رسالہ بنام ''مقدمہ بہاولپور'' میں شائع کیا گیا ہے جو کتب خانہ عالیہ علمیہ (پیر جھنڈا لائبریری) میں موجود ہے۔

بہرحال قادیانی دجال کا کفر اور اس کے متبعین کا اسلام سے خارج ہونا اظہر من الشّمس ہے۔

قادیانیوں کا افتراء

اس کے بعد میں آپ کو اصل بات کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، جس کی وجہ سے میں نے یہ رسالہ لکھنا شروع کیا تھا۔ یعنی قادیانی افتراء کی پردہ دری تو اس کے لئے عرض ہے کہ اس قادیانی رسالہ میں جو کچھ ہمارے جد امجد کریم، پیر بیعت دھنی کے بارے میں لکھا ہوا ہے وہ بالکل سفید جھوٹ ہے، ہمارے پاس پیر صاحب کے ملفوظات ہیں اور ان کے فرزند رشید پیر صاحب خلافت دھنی مرحوم کے ملفوظات بھی موجود ہیں اور ان کے دوسرے رسالے بھی بہت موجود ہیں۔ مگر کسی رسالہ یا کتاب میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں ہے اور آج تک پیر صاحب مرحوم کے بہت سے مریدین و معتقدین موجود ہیں، مگر کسی سے بھی اس قسم کی کوئی بات معلوم نہیں ہوسکی۔ مذکورہ مفتری صاحب کے رسالہ سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ ایک مرتبہ حضرت پیر صاحب مرحوم ہاتھ میں عصاء لے کر حاضرین جماعت کو بلند آواز سے فرمایا کہ میں مرزا قادیانی کو اپنے دعویٰ میں سچا سمجھتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ!

کیا کوئی عقل سلیم رکھنے والا یہ بات تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوگا کہ اتنی بڑی مجلس میں پیر صاحب بیعت والے جیسا شخص ایک ایسی بات کردے، جس بات کا کسی کو کوئی پتہ بھی

نہ ہو؟ حضرت پیر صاحب بیعت والے ایسی شخصیت ہیں کہ ان کے معتقدین بے شمار موجود ہیں اور آج بھی ان کی کوئی بات چھڑتی ہے تو لوگوں کو رونا آجاتا ہے۔

ایسی شخصیت کی بات کا علم صرف نام نہاد عبداللہ عرب اور عبداللطیف کے علاوہ کسی کو بھی نہیں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اور نہیں تو کم از کم وہاں پر موجود حاضرین مجلس تو غلام احمد (قادیانی) کے معتقدین بن جاتے۔ بلکہ اس مجلس میں حضرت پیر صاحب کے فرزند رشید حضرت پیر صاحب خلافت دھنیؒ کا موجود ہونا بھی اس رسالہ پر افتراء سے معلوم ہوا ہے اور یہ بات بھی مذکور ہے کہ حضرت پیر صاحب خلافت دھنیؒ نے فرمایا کہ ہمارے والد صاحب نے تصدیق کردی ہے تو ہمیں بھی انکار نہیں۔

تو پھر آخر کیوں پیر صاحب خلافت دھنیؒ، غلام احمد قادیانی کے معتقد نہیں ہوئے؟ آخر انہوں نے اتنی سکوت کیوں اختیار کی؟ اتنی سکوت کہ ایسی کوئی بات بھی نہ جماعت کی طرف سے سننے میں آئی اور نہ ان کے فرزند رشید حضرت پیر صاحب خلافت دھنیؒ سے بھی اس قسم کی کوئی بھی بات منقول ہے؟ یہ بات تو اپنی جگہ لیکن حضرت پیر صاحب سے تو ایک ایسی بات منقول ہے کہ جو قادیانی دجال کے کذاب ہونے پر دال ہے، وہ بات رسالہ توحید میں شائع کی گئی ہے اور ہم بھی اس کو حضرت مرشد کریم پیر سائیں احسان اللہ شاہ صاحب المعروف پیر سائیں خلافت دھنیؒ کے جواب کو نقل کرتے وقت ذکر کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ پیر صاحب بیعت دھنیؒ کے پاس تمام کافی جماعت بیٹھی ہوتی تھی اور پیر صاحب کے ساتھ ان کا ایک مرید قاضی ومولوی فتح محمد نظامانی صاحب مرحوم بھی رہتا تھا اور حضرت پیر صاحب بیعت دھنیؒ کے فرزند رشید حضرت پیر صاحب خلافت دھنیؒ تو علم میں اپنی مثل آپ تھے تو پھر ایسے لوگوں کے سامنے یہ بات واضح کیوں نہیں ہوئی۔ بس پیر صاحب مرحوم نے قادیانی دجال کی تصدیق کی اور پیر صاحب خلافت دھنیؒ نے خاموشی اختیار کرلی اور ان کی تصدیق پر اپنی تصدیق ظاہر کردی، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

پیر صاحب حضرت بیعت دھنیؒ کی ملفوظات میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ شہد میں کہیں سے چوہا گر کر مرگیا تو حضرت پیر صاحب بیعت والوں نے فقہی روایت کے مطابق اس شہد کو ابال کر پھر استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ لیکن حضرت پیر صاحب خلافت دھنیؒ حضرت پیر صاحب بیعت دھنی کے بیٹے نے آکر کہا کہ یہ شہد پاک نہیں ہوسکتی تو

پیر صاحب نے تحقیق کر کے وہ شہد پھینکوا دی۔

یہ پورا قصہ ملفوظات میں مذکور ہے تو سوچنے کی بات ہے کہ اگر شہد کی معمولی بات پر حضرت پیر صاحب خلافت دھنیؒ نے خاموشی اختیار نہیں کی، لیکن ایسی زبردست بات پر خاموش ہو گئے اور خاموشی بھی ایسی کہ پھر اس کے بارے میں کوئی گفتگو بھی نہیں ہوئی، یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔

اور دوسری بات کہ اگر پیر صاحب مرحوم نے مرزے کو مسیح موعود سمجھا اور اس کی تصدیق بھی کر دی تو پھر پیر صاحب ان کے پاس خود کیوں نہیں گئے۔ یا کم از کم اپنے بیٹوں میں سے کسی کو بھیجتے اور اپنی جماعت کو باقاعدہ اس کی اتباع کا حکم اور تاکید ضرور کرتے۔ لیکن افسوس قادیانی دجال وکذاب کے متبعین کا حال بھی کتنا عجیب ہے کہ وہ مرزا غلام احمد دجال کو سچا ثابت کرنے کے لئے کس طرح غلط بیانی اور افتراء پردازی سے کام لے رہے ہیں۔

فلعنة الله علی الکاذبین!

میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اگر پیر صاحبؒ مرزے کی تصدیق کرتے اور ایسی کوئی بات کہتے جو قادیانی کہہ رہے ہیں تو پیر صاحب خود بنفس نفیس مرزے کے پاس جاتے یا اپنے بیٹوں میں سے کسی کو مرزا غلام احمد کے پاس ضرور بھیجتے اور اپنی جماعت کو بھی تاکید کرتے۔ لیکن جب کوئی بات ہے ہی نہیں۔ بلکہ سوائے نام نہاد عبداللہ عرب اور عبداللطیف ان دو ناموں کے علاوہ کسی اور کا نام بھی نہیں لیا جاتا تو ظاہر ہے کہ یہ بات سراسر جھوٹ اور ڈھول کے سوائے کچھ بھی نہیں اور اس میں تھوڑی بھی صداقت نہیں ہے۔

ٹھیک ہے اگر یہ بات تسلیم بھی کی جائے کہ پیر صاحبؒ نے یہ بات فرمائی تھی تو پھر پیر صاحبؒ نے اپنی جماعت کو مرزے کے اتباع کا حکم کیوں نہیں فرمایا؟ اور اپنے بیٹوں میں سے کسی کو کیوں نہیں بھیجا؟ اور نہ ہی ان کے بیٹے پیر صاحب خلافت دھنیؒ سے سجادہ نشینی کے دوران اس قسم کی کوئی بات منقول ہے یا تو اس بات کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ پیر صاحبؒ یک دم اور جلد ہی معلوم ہو گیا کہ پہلی مرتبہ والا کشف غلط تھا۔ چونکہ کشف کوئی دلیل شرعی نہیں ہے کہ اس میں کوئی غلطی کا امکان نہ ہو۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیر صاحبؒ کو بعد میں کشف کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ پہلا کشف غلط تھا، صحیح نہیں تھا۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی دجال، کذّاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس لئے یک دم پیر صاحبؒ نے پہلی بات سے رجوع فرمالیا

اور جماعت کو حکم بھی نہیں دیا اور نہ ہی اپنے بیٹوں میں سے کسی کو مرزے کے پاس بھیجا۔ ورنہ ایسی بات تو پیر صاحبؒ جیسے اہل اللہ اور عالم ربانی کی طرف سے صادر ہونا بالکل بعید ہے کہ کسی بات کو صحیح سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں اور اس کی تعمیل کے لئے جماعت کو حکم نہ دیں۔

یہ جو کچھ لکھا گیا ہے علیٰ سبیل التنزّل ہے ورنہ میں تو اپنے رب تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ پیر صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان من الرحمٰن نے کبھی بھی ایسی بات نہیں فرمائی ہے، بلکہ یہ تو ان کی ذات اقدس پر بالکل صاف وصریح بہتان ہے۔ علاوہ ازیں جو بات ذکر کی گئی ہے۔ اسماعیل آدم کے نام سے یا مرزے کے حوالے سے وہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ یہ پیر صاحبؒ کی طرز تحریر کے بھی برخلاف ہے اور انہوں نے جو پیر صاحبؒ کے دستخط دکھائے ہیں وہ بھی جھوٹے ہیں۔ اس لئے کہ پیر صاحب کے دستخط اس طرح تھے بھی نہیں جس طرح رسالہ میں دکھائے گئے ہیں۔

ہم قادیانی دجال کے چیلوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنے افتراء کو ثابت کریں کسی ٹھوس ثبوت ودلائل کے ساتھ ورنہ اس غلط بیانی اور دروغ بازی سے باز آجائیں۔ اگر قادیانی دجال کے چیلے اپنی اس دعوے میں سچے ہیں تو پھر انہوں نے پیر صاحبؒ کا خط بعینہٖ فوٹو کاپی کر کے کیوں شائع نہیں کیا؟ تا کہ ساری دنیا دیکھتی اور سب کو معلوم ہو جاتا کہ واقعی یہ تحریر پیر صاحبؒ کی ہے یا نہیں۔ مگر یہ جھوٹ آخر کب تک چلے گا۔

حقیقت تو یہ ہے مرزے کے چیلوں کا مقصد حضرت پیر صاحبؒ کی شان کو نقصان پہنچانا ہے۔ اس لئے کہ ایک بات تو صاف ظاہر ہے کہ قادیانیوں کے افتراء کے مطابق جب پیر صاحب نے ایک بات کی تصدیق کی اور پھر اس کی خبر کسی کو نہ دی، الٹا اس خبر کو چھپایا، ظاہر نہیں کیا اور حاضرین مجلس کو بھی اخفاء کا حکم دیا۔ اس لئے کہ حاضرین مجلس میں سے کسی سے بھی یہ بات منقول نہیں تو اس پوری بات کا مطلب یہ ہوا کہ یا تو پیر صاحبؒ کا پہلا کشف غلط تھا یا پھر مرزے کو جھوٹا سمجھنے کے باوجود بھی دانستہ طور مرزے کی جھوٹی تصدیق کی اور پھر عام کی بدظنی کی وجہ سے اس تصدیق کو مخفی رکھا یا مرزے کو صحیح سمجھا۔ مگر علماء وصلحاء کی مخالفت کے سبب اخفاء کیا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر ہم تصدیق کو ظاہر کردیں تو ہم پر بھی کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہ آجائے۔

بہرحال قادیانیوں کی بات کا جو بھی احتمال لیا جائے۔ اس سے پیر صاحبؒ کی شان اقدس کو کافی نقصان پہنچتا ہے اور اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ نعوذ باللہ! پیر صاحبؒ

نے دانستہ طور پر تقیہ اختیار کیا اور حق بات کو چھپایا۔ کیا اہل اللہ کی یہ صفت ہو سکتی ہے اور اس صفت والے انسان کی بات کو اپنی صداقت کا دلیل قرار دیا جا سکتا ہے؟ **سبحٰنک ھذا بھتان عظیم!**

قادیانی دجال کے چیلوں کو شرم آنی چاہئے اور اپنی افتراء پردازی سے باز آنا چاہئے، کیا صداقت کا منوّر چہرہ بھی کبھی افترا پردازی کے اندھیروں میں چھپ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ درحقیقت اصل بات یہ ہے کہ پیر صاحب بیعت دھنیؒ پر قادیانی دجال وکذاب کی حقیقت ظاہر ہوگئی تھی کہ وہ جھوٹا ہے اور انہوں نے قادیانی کے جھوٹ کا پردہ چاک کیا تھا۔ جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گے تو وہ اس دروغ بازی سے اپنی عداوت اور اندر کی آگ بجھانے کے لئے ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ مگر جھوٹے کو کبھی بھی راستہ نہیں ملتا۔ **اللّٰھم اھدنا سوألصراط!**

اس افتراء کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس رسالہ میں قادیانیوں نے لکھا ہے کہ (ان پیر صاحب کے صاحبزادے نے کہا کہ جب میرے والد صاحب نے تصدیق کر دی ہے تو مجھے کوئی بھی انکار نہیں ہے) یہاں صاحبزادے سے مراد کون سا صاحبزادہ ہے یہ بات بالکل صاف نہیں ہے یہ بھی قادیانی دجال کے چیلوں کی ایک چالاکی ہے اور مکاری ہے جو مبہم صاحبزادہ ذکر کیا ہے مگر تاہم ہم اس کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ پیر صاحب بیعت والوں کے پانچ فرزند تھے۔

۱...... پیر صاحب خلافت دھنیؒ ظاہری عبارت (رسالہ کی عبارت) کا یہ تقاضا ہے کہ یہاں صاحبزادے سے مراد بھی پیر صاحب خلافت دھنیؒ ہیں۔ اس لئے کہ وہ عالم تھے اور اس کا کہنا کہ (میرے والد نے تصدیق کی ہے تو مجھے بھی کوئی انکار نہیں) تو یہ الفاظ اور تصدیق ایک عالم ہی کہہ سکتا ہے۔ اگر واقعی اس سے مراد حضرت پیر صاحب خلافت دھنیؒ ہی ہیں تو پھر تو یہ بات بالکل غلط ہے اور سراسر جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ ہمارے والد ومرشد کریم مرحوم (پیر سید احسان اللہ) نے اپنے والد پیر صاحب خلافت دھنیؒ سے پوچھا تھا تو انہوں نے پیر صاحب بیعت والوں سے اس کے بالکل برخلاف نقل فرمایا، جسے ہم بعد میں نقل کریں گے اور اس کے علاوہ دوسری کوئی بات فرمائی ہی نہیں۔ اس لئے یہ بات بالکل صاف وظاہر ہے کہ یہ (قادیانی) جھوٹ بول رہے ہیں۔

۲...... اور اگر صاحبزادے سے مراد دوسرا فرزند ہے۔ پیر صاحب میاں امام الدین صاحب تو یہ بات بھی غلط ہے۔ اس لئے یہ پیر صاحب مرحوم توٹھلّہ شریف رہتے تھے نہ کہ درگاہ پیر جھنڈہ شریف میں اور اگر مان بھی لیں کہ اس وقت جو گفتگو ہوئی وہ ان کی موجودگی میں ہوئی اور پیر صاحب میاں امام الدین شاہ صاحب نے یہ بات سنی تو یہ بات بھی صحیح نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ پیر صاحب مرحوم بھی نیک صالح اور باعمل تھے۔

اگر واقعی پیر صاحب بڑے نے اس طرح فرمایا اور پیر صاحب مرحوم نے تصدیق بھی کی تھی، یقیناً پیر صاحب مرحوم اس بات کوٹھلّہ شریف میں اپنی جماعت کے اندر ضرور پھیلاتے، اس لئے کہ اس جگہ ان کے بہت سے مریدین ومعتقدین ہیں، مگر وہاں پر تو بالکل کسی کو اس بات کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ آخر یہ کون سا اسرار ہے جو ایسی زبردست اور قابل اعتناء بات کے لئے صرف اور صرف دو لفظ تصدیق کے لئے بول کر بالکل چھوڑ دیا اور پھر اس کے بعد اس کے متعلق کوئی گفتگو ہی نہیں کی۔ قادیانی دجال کے چیلوں کو چاہئے کہ وہ اپنے عقل کا علاج کروائیں۔ کیا ایسی باتیں کوئی ہوش والا انسان کرسکتا ہے؟

۳...... اور اگر صاحبزادے سے مراد تیسرا فرزند پیر محمد حسین شاہ صاحب ہے تو وہ بھی جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو پھر بھی اس تیسرے فرزند کی تصدیق بھی قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ وہ تو عالم بھی نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں پیر صاحب موصوف اب تک حال حیات ہیں۔ یعنی اب تک زندہ ہیں اور موجود ہیں (اکتوبر ۱۹۵۴ء) خود اس سے یہ بات دریافت کی جاسکتی ہے۔ اگر قادیانی دجال کے کسی چیلے کو کوئی شک ہے تو وہ پیر صاحب محمد حسین شاہ صاحب سے خود جاکر پوچھے اور اس سے بھی ناکامی کے سواء کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

۴...... اور اگر پیر صاحب کے صاحبزادے سے مراد چوتھا فرزند پیر صاحب محبوب شاہ ہے تو یہ بات بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ پیر صاحب بھی عالم نہیں تھے۔ دوسری بات کہ وہ اس وقت بالکل چھوٹا تھا تو وہ اس قسم کی عبارت قادیانی دجال کی تصدیق کے لئے کیسے کہے گا۔ رسالہ کی عبارت سے تو ہر ذی عقل انسان یہ ہی سمجھے گا کہ اس بات کا کہنے والا کوئی عاقل، بالغ اور عالم ہے اور اس کے پاس اگرچہ انکار کرنے کی وجوہات بھی ہیں، مگر اپنے والد صاحب کے تصدیق کرنے کے بعد اپنے انکار کو ترک کردیا۔ کیا ایک چھوٹا بچہ جس کی عمر ابھی تک کھیل کود کی ہے اور اسے یہ بھی پتہ نہ ہو کہ انکار کے اسباب کون کون سے ہیں اور اسے یہ بھی خبر نہیں

کہ تصدیق کس بناء پر ہے تو وہ اس قسم کے الفاظ بول سکتا ہے؟ کم از کم میرے جیسے کم فہم آدمی کی سمجھ سے تو یہ بات بالکل بعید ہے۔ مگر چونکہ قادیانی دجال کے چیلوں کی دنیا بالکل نرالی ہے۔ اس لئے اگر ان کی بات ہمارے جیسوں کی سمجھ سے بعید ہے تو کوئی عجیب نہیں۔

۵...... اور اگر صاحبزادے سے مراد ان کے پانچویں فرزند پیر اسماعیل شاہ مراد ہیں تو یہ بھی سراسر غلط اور افتراء پردازی کا ایک مجموعہ ہے۔ اس لئے کہ اس صاحبزادے کی عمر بھی بالکل کم تھی اور ان کے لئے ایسی باتیں سمجھنے کی ابھی عمر نہیں آئی تھی اور دوسری بات کہ یہ صاحبزادے بھی عالم نہیں اور تیسری بات کہ یہ بھی اس وقت زندہ ہیں (اکتوبر۱۹۵۴ء) کسی کو شک ہو اور پوچھنا ہو تو روبرو دریافت کر سکتا ہے۔

مگر اس سب باتوں میں یہ بات سب سے زیادہ وزن دار ہے کہ جب پیر صاحب خلافت دھنیؒ کے بڑے فرزند اور عالم باعمل اور ایک اہل اللہ شخص تھے اور پیر صاحب بیعت والوں کی وفات حسرت آیات کے بعد ان کے جانشین بھی وہ ہی تھے۔ ان کو بھی یہ معلوم نہیں تھا، بلکہ انہوں نے تو اس کے برخلاف نقل کیا ہے۔ پھر تو یہ بات بڑے تعجب کی ہوئی کہ انہوں نے یہ بات اپنے فرزندوں میں سے کسی ایک کو بتائی۔ لیکن ان کے جانشین اور خلف رشید کو اس کے متعلق کوئی خبر نہیں رہی، حیرانگی کی بات ہے۔ یقیناً جھوٹے کو کبھی ہدایت نہیں ملتی۔

کذب قادیانی

آخر میں ایک چھوٹی سی عرض دوبارہ کر رہا ہوں کہ اسماعیل آدم کے متعلق جو خط (قادیانی) رسالہ میں نقل کیا گیا ہے وہ بھی بالکل جھوٹ ہے۔ اگرچہ اس کے متعلق پہلے بھی کچھ ذکر کیا ہے، پھر بھی کہتا ہوں کہ کیا یہ بات عجب خیز نہیں ہے کہ پیر صاحبؒ نے ایک نام نہاد اسماعیل آدم کو تو خط لکھا اور اپنا فتویٰ بھی دیا، لیکن اس کے علاوہ باقی دنیا اور ان کی جماعت اور ان کے فرزندان میں سے کسی کو بھی نہیں سنائی، جن لوگوں پر حق بھی تھا اور ایسی قابل اعتناء بات سے اپنے بیٹوں کو واقف کرنا پیر صاحب کا اوّلین فرض تھا جس طرح کہتے ہیں کہ: ’’خود رافضیحت دیگراں رانصیحت۔‘‘

اللہ اکبر! پیر صاحب بیعت والوں کا شان اس سے بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ قادیانی دجال کے چیلو! کچھ اپنے ہوش کو ٹھکانے لگاؤ۔ خواہ مخواہ اللہ کے ولیوں پر جھوٹ اور بہتان

لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کرو ورنہ یاد رکھو حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:''من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنته بالحرب''جس نے میرے دوست سے دشمنی کی تو اس کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں کہ اب تیسرے ساتھ میری جنگ ہے۔مطلب کہ ایسے بہتانوں سے انہیں اللہ تعالیٰ کے غضب کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر پیر صاحبؒ ایسے فرماتے تو یقیناً مرزے کے پاس ضرور جاتے۔

قادیانی دوسرا جھوٹ

باقی امریکا جانے سے عبداللہ عرب اور دوسرے دوستوں کے روکنے کی وجہ سے پیر صاحب کا نہ جانا (ان کے زعم کے مطابق کیونکہ ہم تو اس سارے واقعے کو سراسر جھوٹ سمجھتے ہیں) اس بات کو دلیل بنانا کہ پیر صاحب کو وہاں جانے سے بھی تکلیف سے بچنے کے لئے جماعت نے روکا تھا، یہ بھی غلط ہے۔کیونکہ امریکا جانے اور مرزے کے پاس جانے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔اس لئے کہ ان کے زعم باطل کے مطابق تو مرزا مسیح موعود تھا پھر چاہے کچھ بھی ہوتا پیر صاحب کو تو اس کے پاس ضرور جانا تھا پھر کیوں نہیں گئے۔چلو ٹھیک ہے، خود نہیں گئے تو اپنے بیٹوں میں سے کسی کو بھیجتے اور جماعت کو باقاعدہ اس کے بارے میں تبلیغ کرتے،مگر ایسا کچھ نہیں کیا کیوں؟

اسماعیل قادیانی؟

ایک درخواست اور کہ اسماعیل آدم بھی کوئی قادیانی معلوم ہو رہا ہے، جیسا کہ (قادیانی) رسالہ کا سیاق اس پر اچھی طرح سے دال ہے تو پھر ایسے شخص کی گواہی مخالف پر کیسے کارگر ہوگی۔قادیانی دجال کے چیلوں کو اتنی موٹی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی؟ اب میں اپنے رسالہ کو یہاں پر ختم کرتا ہوں۔

اور اس کے بعد حضرت پیر صاحب مرشد کریم خلافت دھنیؒ کا وہ جواب پیش کریں گے، جو قادیانی افتراء کے پردہ فاش کرنے کے لئے انہوں نے رسالہ توحید میں شائع کرایا تھا اور جس کے نقل کرنے کا میں نے اس رسالہ کی ابتداء میں وعدہ بھی کیا تھا۔وہ پیش خدمت ہے۔

قادیانی کذب

الحمدللہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبیّ بعدہ!

تمام عام وخاص مسلمانوں کو معلوم ہے کہ بہت عرصے سے قادیانیت کا فتنہ ہندوستان میں چلتا آرہا ہے اور دوتین سالوں سے تو یہ منحوس تحریک اور دیسی خانہ ساز نبوت کی تبلیغ کے اثر نے صوبہ سندھ میں بھی اپنا دامن پھیلایا ہے، صوبہ پنجاب کے کچھ شوریدہ سر اور سندھ کے کچھ لوگ جو پیٹ کے بھوکے ہیں اور انہوں نے چند پیسوں پر ایمانی نعمت کو بیچ دیا ہے اور انہوں نے ''خزی الدینا والاٰخرۃ'' کو قبول کر کے سادہ مسلمانوں کے ایمانی خزانے کو لوٹنے کے لئے ایک پنجابی نبی کی نبوت کو تسلیم کرانے کے لئے تبلیغ کررہے ہیں، چنانچہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ میں ایک ٹریکٹ ''ظہور امام الزمان'' کے نام سے ہمیں ملا جسے دیکھنے کے بعد ہم اس بات پر مجبور ہوگئے کہ چند سطریں لکھ کر اس میں لکھے ہوئے بہتان کی حقیقت سے عام مسلمانوں کو آگاہ کریں اور جو جھوٹ ہمارے مرشد کریمؒ کے مبارک نام پر لگایا گیا ہے اور اس کی حقیقت سے آگاہ کریں۔

ٹریکٹ کے (ص۲) پر پیر رشید الدین صاحب المعروف پیر صاحب جھنڈے والے کی گواہی سے تقریباً ڈیڑھ صفحہ صریح جھوٹ اور افتراء سے بھرے ہوئے نظر آئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے علی الاعلان لکھتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ جو بھی بات (ص۶،۷،۸) پر لکھی ہوئی ہے وہ محض جھوٹی اور قادیانی جماعت کی بکواس ہے۔

قادیانی جماعت کا جھوٹ

ہمارے حضرت، مرشد کریم، جد امجدؒ کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ پیر صاحب نے مرزا قادیانی کے بارے میں استخارہ کیا اور انہیں استخارہ میں مرزے کے بارے میں الہام ہوا کہ ''از ماست'' (یہ بندہ ہماری طرف سے ہے) ''در عشق ما دیوانہ شدہ است (ہمارے عشق میں پاگل ہوگیا ہے) اور ''ھو صادق، ھو صادق، ھو صادق'' (وہ سچا ہے، وہ سچا ہے، وہ سچا ہے) جو محض بہتان ہے۔ **سبحٰنک ھٰذا بھتان عظیم!**

اور نہ ہی اسماعیل آدم کو مرشد کریم نے کوئی ایسا خط بھی لکھا تھا اور نہ ہی خود انہوں نے یہ گواہی دی اور نہ ہی ایسا کوئی ارشاد فرمایا۔ جس طرح اس جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے ہم

مذہب نے دوسرے بھی بہت سارے جھوٹ اور بہتان اور گندگی اپنے کتابوں میں لکھی ہے، بالکل اسی طرح یہ جھوٹ بھی ہمارے جدامجد نوراللہ مرقدہٗ پر مرزے کے حواریوں نے لگایا ہے۔

ہم مرزائی جماعت کو چیلنج کرتے ہیں کہ جو دستخط حضرت جدّ امجد کے ٹریکٹ میں درج ہے، وہ جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ حضرت جدّ امجد کے سینکڑوں مکتوبات آج بھی ان کے معتقدین کے پاس موجود ہیں اور بہت سے مکتوبات ہمارے مکتبہ عالیہ میں موجود ہیں، مگر کسی بھی خط میں آپؒ نے اس طرح دستخط نہیں کئے اور نہ ہی ان کے دستخط کرنے کا طریقہ ایسا تھا۔ بلکہ ان کے دستخط کرنے کا طریقہ وہ ہے جو جماعت کے خطوط میں موجود ہے اور ان کے دستخط کے ساتھ مہر مبارک بھی ہوتی تھی۔

ہمارے والد ماجد مرشد ومربی حضرت پیر صاحب رشداللہ شاہ صاحب، صاحب اللواء الرابع جو کہ ہمارے جدّ امجدؒ کے فرزند رشید، عالم باعمل اور کامل ومکمل اور ان کے جانشین بھی تھے۔ ان سے ہم نے خود اور جماعت والوں نے زبان فیض ترجمان سے کئی مرتبہ سنا تھا اور وہ اپنے والد ماجد حضرت پیر صاحب بیعت دھنی سے نقل کرتے تھے کہ: ’’ہم نے قادیانی شخص مرزا غلام احمد کے لئے استخارہ کیا تھا جس میں ہمیں سمجھایا گیا کہ اس مرزے کے ساتھ مذاق اور استہزاء کیا گیا ہے اور اس نے اس کو سچ سمجھ لیا ہے۔‘‘

آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ استہزاء کافروں کے ساتھ کرتے ہیں، جس طرح فرمایا کہ: ’’اللّٰہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون (البقرۃ:۱۵)‘‘ ﴿اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں، حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں۔

ان کے استخارہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزے کے ساتھ شیطانی تلاعب ہے نہ کہ حقانی تناسب۔ اس لئے ایمان والوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ مرزے اور اس کے متبعین سے دور رہ کر اپنے ایمان کو محفوظ رکھیں، کیونکہ ان سے پرہیز کرنا واجب ہے جس طرح قرآن پاک میں وارد ہے کہ: ’’فاحذرھم قاتلھم اللّٰہ انّٰی یؤفکون (المنافقون:۴)‘‘ ﴿یعنی بچتا رہ ان سے، گردن مارے ان کی اللہ تعالیٰ (ہلاک کرے) کہاں پھرے جاتے ہیں۔﴾

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح قادیانی جماعت کا امام ضال ومستہزیٔ ہے۔ اسی طرح اس کی جماعت پر بھی اس طرح استہزائیت غلبہ کرگئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیت کریم سے مذاق واستہزاء کرتے ہیں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اورآیت کریم:’’قل اباﷲ واٰیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن (توبہ:۶۵) ‘‘اے نبی ﷺ تو کہہ دے کہ کیااﷲتعالیٰ اوراس کے حکموں اوراس کے رسول کے ساتھ تم استہزاء کرتے تھے۔

کے مصداق بن کر خلق خدا کو گمراہ کررہے ہیں۔ اے ایمان والو! ہوشیار ہوکر سنبھل کر چلو، ایسا نہ ہوکہ شیطان کے جال میں پھنس کر رحمت الٰہی سے محروم ہوجاؤ۔ ان قادیانیوں سے ہرگز گفتگو مت کرنا اور نہ ہی ان کے ساتھ بیٹھنا۔ ایسے لوگوں کی مجلس سے اﷲتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن پاک میں منع فرمایا ہے۔ فرمایا:’’وقد نزّل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم اٰیات اﷲ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدو ا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذاًمثلھم (النساء:۱۴۰) ‘‘﴿اوراﷲتعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے تمہارے اوپر کتاب میں کہ جب تم اﷲتعالیٰ کی آیات پر انکار اور ہنسی کرتے ہوئے سنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ دوسری بات میں مشغول ہوجائیں۔ نہیں تو تم بھی انہیں کے جیسے ہوجاؤ گے۔﴾

اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی ہوشیار ہوکر اپنے آپ کو آیت کریمہ:’’واِمّا ینسینّک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین (الانعام:۶۸) ‘‘﴿اور اگر تجھ سے شیطان بھلادے تو مت بیٹھنا ظالموں کے ساتھ یاد آجانے کے بعد۔﴾ کا مصداق بنائیں گے اوران قادیانیوں شیاطین الانس کے’’زخرف القول غروراً‘‘ کی طرف ہرگز کان نہیں لگائیں گے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اگر حضرت جدّ امجد کو استخارہ میں قادیانیوں کے ٹریکٹ میں لکھے ہوئے جھوٹ کے مطابق جواب ملتا تو پھر وہ خود مرزے کی بیعت کرتے اوراس کے بعد اس کے بھائیوں اور بیٹوں میں سے کسی نے آج تک اس کی بیعت نہیں کی۔ ہمارے آباء واجداد اور ہم شروع سے لے کر آج تک اسی عقیدہ پر ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی خادع، کاذب، غلط مدعی اور ایک چالباز تھا اور دعوائے نبوت میں مسیلمہ کذاب سے بھی بازی لے گیا ہے اوراس کے الہام اوراس کی تحریریں اور تصنیفات گوزشتر سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

ہم ان چند سطروں کے لکھنے پر اس لئے مجبور ہوئے کہ جو جھوٹ قادیانی جھوٹوں نے ہمارے کامل بزرگوں پر لگایا ہے وہ صرف ان کی خانہ ساز نبوت کی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ چونکہ ہم

اس وقت ان کے مسند پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمارے اوپر ان کا حق ہے کہ ان کے نام پر جو جھوٹ بولے گئے ہیں، ان کی حقیقت سے مسلمانوں، معتقدین اور دوستوں کو آگاہ کریں۔

حضرت مرشد و مربی حضرت پیر صاحب بیعت دھنیؒ کو جس شخص نے دیکھا ہوگا اور صحبت کی ہوگی۔ ان کے حال کی اسی کو خبر ہوگی۔ قادیانی مردودوں کو کیا خبر، وہ کیا جانیں ان کے بارے میں۔ جب اس دیسی نبی کے قلم سے اور زبان سے انبیاء کرام علیہم السلام بھی نہیں بچے، تو اگر اس کی امت مفسدہ نے ہمارے مرشد کریم پر بہتان لگایا تو یہ کوئی نئی اور عجیب تو نہیں ہوئی۔ سندھ کے اسلامی رسائل وجرائد سے ہماری پرزور استدعا ہے کہ ہمارے اس مضمون کو اپنے اخبارات اور رسالوں میں شائع کر کے ہمیں شکریہ کا موقع دیں اور ان کا ہم پر یہ احسان ہوگا۔

’’ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمةً انّک انت الوهّاب (آل عمران:۸) ونعوذبک من شرّ فتنة المسيح الدجال‘‘

منقول از رسالہ توحید جنوری ۱۹۳۵ء مطابق شوال ۱۳۵۴ھ

الراقم الحروف العبد الحقیر لعل محمد عفی اللہ عنہ بحسب الحکم جناب مستطاب حضرت پیر صاحب احسان اللہ شاہ صاحب اللواء الخامس دامت برکاتہم

ابھی میں اپنے اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور اپنے تمام دوستوں عزیزوں اور معتقدین کو پرزور استدعا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کا انصاف کی نظر سے مطالعہ کریں اور قادیانی جماعت کے فریب میں آکر اپنے ایمانی خزانہ کو برباد مت کریں۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین!

’’اللّٰهم فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغيب والشهادة رب كل شئ واشهد ان لا اله الا انت وحدک لا شريک لک وان محمداً عبدک ونبيک. ربنا اٰمنا بما انزلت واتّبعنا الرّسول فاكتبنا مع الشاهدين. وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه وصفيّه خاتم النّبيين وشفيع الذنبين سيدنا محمد وعلىٰ اٰله واصحابه اجمعين. وانا العبد الاوّاه ابو روح الله محب الله شاه عفا الله عنه وعافاه عنه الذين لا منتهاه‘‘

۱۳ر صفر المظفر ۱۳۷۴ھ/۱۲ر اکتوبر ۱۹۵۴ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی

ترجمہ قرآن مجید
کی
تاویلات باطلہ کا نمونہ
(حصہ اوّل)

ماسٹر غلام حیدر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی مدعی نبوت کی جماعت قادیانی نے حال ہی میں قرآن مجید کے دو ترجمے اردو، انگریزی شائع کئے ہیں۔ ان مرزائی ترجموں کی نسبت ہمارے رئیس العلماء فخر الامراء حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب شروانی حسب ذیل ارقام فرماتے ہیں:

کلام مجید کے دو نئے ترجمے

کلام مجید کے پارہ اوّل کے دو ترجمے حال میں قادیان سے اس پارٹی کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں، جو قادیانی فرقے کی گرم پارٹی خیال کی جاتی ہے۔ ایک ترجمہ اردو کا ہے اور ایک انگریزی کا۔ یہ پرچے عمدہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ چھاپے گئے ہیں، نوٹ بھی کثرت سے درج ہیں۔ انگریزی ترجمہ کا اہتمام خصوصاً قابل لحاظ ہے۔ ٹائپ ایسا عمدہ ہے کہ کسی استاد نسخ کا قلم معلوم ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ساری خوبیاں صرف اہتمام طبع پر ختم ہو جاتی ہیں۔ مضامین کے اعتبار سے اس طرح معانی قرآنی کی تحریف کی گئی ہے، جو معنی کلام مجید کے عہد رسالت سے آج تک سمجھے گئے تھے وہ غلط قرار دے کر خلاف سیاق قرآنی نئے معنی اپنے فرقہ کی تائید میں اختراع کر کے درج کئے گئے ہیں۔

مثلاً (فاتحہ:۷) میں ’’غیر المغضوب علیھم‘‘ کی تفسیر میں آج تک مفسرین نے یہ سمجھا تھا کہ مغضوب علیہم سے (وہ لوگ جن پر غضب نازل ہوا) یہود مراد ہیں۔ اس جدید ترجمہ میں لکھا ہے کہ وہ مسلمان مراد ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لائیں اور اس طرح مغضوب میں داخل ہو جائیں۔ (ملاحظہ فرمائیں ص۲)

(بقرہ:۴) میں ’’وبالاخرۃ ھم یوقنون‘‘ سے مراد تمام مفسرین کے نزدیک عالم آخرت ہے۔ اس پر کثرت سے آیات قرآنی شاہد ہیں (جیسا کہ خود ترجمۂ جدید میں تسلیم ہے) لیکن ترجمہ قادیانی میں بتلایا گیا ہے کہ ’’الآخرۃ‘‘ سے مراد قادیانی مرزا صاحب ہیں۔ اس کی بابت ایک لفظ نہیں لکھا ہے کہ الآخرۃ کا موصوف مقدر لیا ہے، جس سے ادّعائی معنی کی تائید ہوتی۔ فاتحہ:۶،۷ کے الفاظ: ’’انعمت علیھم غیر المغضوب‘‘ کی تفسیر میں لکھا

ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ نبی ہونے کی دعا مانگے۔ ظاہر ہے کہ دعا اسی کے لئے مانگی جائے گی جو ممکن الحصول ہو۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر مسلمان نبی ہوسکتا ہے۔

اس طرح نبوت کا دروازہ نہایت فیاضی کے ساتھ کشادہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ کلام مجید نے بالا علان ختم نبوت کا اظہار فرمادیا ہے۔ (جمعہ:۲) ''**ھو الذی بعث فی الامیین**'' الایۃ کے معنی عام مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ حضرت سرور عالم ﷺ کی رسالت آپ کے معاصرین اور بعد کے آنے والوں کے لئے یکساں تھی۔ یہی عامہ مسلمین کا عقیدہ ہے۔ مگر نیا ترجمہ بتلاتا ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے رسول نہ تھے، بلکہ وہ شخص ہے جو آپ کی محبت میں اور فرماں برداری میں فنا ہوکر صاحب وحی ہوگا اور یہ کہ اس شخص کا نام مرزا اعلام احمد خان قادیانی ہے۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ مذہب قادیانی کے ظہور کے بعد حضرت سرور عالم ﷺ کی رسالت کا (معاذ اللہ) خاتمہ ہوچکا۔ دریافت طلب لطیفہ یہ ہے کہ عہد صحابہ کے بعد سے ظہور قادیانی تک مسلمان کس کی رسالت میں رہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ ترجمے اسی قسم کے ادّعائی مضامین اور بلادلیل دعوؤں سے بھرے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے واسطے سراسر مضر ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس مضمون کو عام مسلمانوں تک پہنچائے۔ مسلمان ایڈیٹروں سے بالتخصیص ہماری درخواست ہے کہ اس ریویو کو اپنے اپنے اخبارات میں طبع فرمائیں، تاکہ مسلمان مالی اور دینی نقصان سے محفوظ رہیں۔

زیادہ افسوس انگریزی ترجمہ کا ہے۔ انگریزی صحیح ترجمہ کی جیسی ضرورت ہے ظاہر ہے۔ یہ ترجمہ ظاہری اہتمام کے لحاظ سے قابل تحسین ہے، لیکن افسوس ہے فرقہ بندی کے سامان نے اس کو بالکل بیکار کردیا اور ویسا ہی غلط رہا، جیسے پہلے ترجمہ سیل وغیرہ کے ہیں۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ انگلستان میں اسلامی تحریک کو اس ترجمہ سے نقصان پہنچے گا اور وہاں کی پبلک اس کے بے دلیل دعوؤں کو پڑھ کر خود اسلام کو بے دلیل دعویٰ خیال کرنے لگے گی۔ اس کے علاوہ یہ بھی اندیشہ ہے کہ (جس طرح بعض صاحبوں کو پہلے بھی گمان تھا) یہ خیال عام نہ ہوجائے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کا مقصود درپردہ قادیانی عقیدہ کی اشاعت ہے۔ ہم کو امید ہے کہ خواجہ صاحب موصوف اور مولوی صدر الدین صاحب جلد اس امر کا اعلان فرما دیں گے کہ وہ ان عقائد کے مؤید نہیں اور انگلستان کی پبلک کے سامنے وہ صرف عام اسلامی مطالب کی اشاعت کررہے ہیں، نہ مخصوص فرقۂ قادیان کی۔ (شروانی)

تردید ترجمہ قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد ﷲ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ. امابعد!

یہ ترجمہ زیرنگرانی مرزابشیرالدین محمود صاحب (ولد مرزاغلام احمد قادیانی) خلیفہ ثانی مرزا قادیانی معہ فوائد تفسیریہ اردو انگریزی میں علیحدہ علیحدہ کچھ عرصہ سے شائع ہونا شروع ہوگیا ہے۔ اس وقت پہلا پارہ اردو میں ہمارے سامنے ہے، جس کے دیباچہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس ترجمہ وتفسیر کی بنیاد چار (۴) مأخذ ہوں گے۔ اول خود قرآنی آیات۔ دوم صحیح احادیث۔ سوم لغت۔ چہارم تاریخ۔ لہٰذا اس ریویو میں ہم بھی پابندی اصول پیش کردہ مترجمین انکا تعاقب کرنا چاہتے ہیں اور ناظرین کو دکھلانا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مقرر کردہ اصولوں کو کہاں تک نباہا ہے اور کہاں تک اپنی ذاتی رائے سے کام لیا ہے۔

اردو اور انگریزی تراجم ایسے عمدہ کاغذ پر طبع ہوئے ہیں کہ دیکھ کر دل خوش ہوجاتا ہے، باقی لکھائی، چھپائی، صفائی اور طرز ترتیب بھی قابل تعریف ہے۔ ہم نے جدید خیالات کے دیگر تراجم معہ تفسیری نوٹوں کے دیکھے ہیں، جن میں انکار معجزات وغیرہ کا تو ضرور پایا جاتا ہے۔ مگر قادیانی ترجمہ میں گو ایسے تراجم سے ایک حد تک مشابہت ہے، لیکن ایک نرالی خصوصیت یہ ہے کہ مرزاقادیانی کو نبی اور مسیح موعود ثابت کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے، اس کی ہم بھی داد دیتے ہیں۔ اس سے پہلے ہم کو شیعی تراجم اور تفاسیر میں اسی قسم کی کوشش بحق اہل بیت دیکھ کر جو حیرت پیدا ہوئی تھی، اس کو قادیانی ترجمہ نے (خدا مترجموں کا بھلا کرے) بالکل دور کردیا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جہاں سوائے اہل سنت فرقہ کے قرآن شریف کا ترجمہ کسی غیر فرقہ کے بس میں آیا، وہاں اس نے اپنے خیالات اور عقائد کے واسطے آیات قرآنی کو ذریعہ اظہار بنالیا۔

اہل سنت کی جس قدر تفاسیر سلف وخلف کی دیکھو ان میں عقائد کے متعلق بہت کم ٹھوکر لگتی ہے۔ گو بعض فروعات میں اختلاف ہے۔ لیکن جب اہل سنت کے سوائے کسی غیر فرقہ کا ترجمہ ہاتھ میں لو تو تمہارے عقائد کو ایک ایسی ناگہانی ٹھیس لگتی ہے کہ اس سے سنبھلنا مشکل ہوجاتا ہے۔

اس موقعہ پر ایک قابل توجہ امر کا ذکر کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے سید صدیق حسن خان مرحوم بھوپالوی نے ایک کتاب بنام ''اکسیر فی اصول التفسیر'' فارسی زبان میں طبع کرائی تھی، جس میں اس نے کل تفاسیر کے نام کو معہ کیفیت درج کر دیا تھا۔ اس میں ہر زمانہ کی تفسیر کا ذکر ہے اور تعداد سینکڑوں تک پہنچ جاتی ہے اور ان میں اہل سنت کی جس قدر تفاسیر ہیں، ان میں مشترکہ خصوصیت یہ ہے نہ تو پیغمبری معجزات کی الٹ پلٹ تاویل کی گئی ہے نہ مسیح علیہ السلام کے معجزات کو مسمریزم وعمل الترّاب کہا گیا ہے، نہ ملائکہ کے ارضی وسماوی الگ الگ اجسام قرار دیئے گئے ہیں۔ نہ احیاء موتیٰ فی الدنیا سے انکار ہے۔ نہ مسیح علیہ السلام کا رفع ونزول تاویلی ڈھنگ پر ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، نہ مسئلہ نبوت بعد آنحضرت ﷺ ثابت کیا ہے، نہ فناء النار کو تسلیم کیا ہے۔

غرض عقائد کے بارہ میں اہل سنت کی کل تفاسیر متفق ہیں اور کیوں؟ صرف اس واسطے کہ انہوں نے قرآن کو اوّل تو قرآن کی مدد سے سمجھا۔ پھر صحیح احادیث سے قرآن پر تدبر کیا، پھر آثار صحابہؓ سے مدد لی (کیونکہ وہ زیر تعلیم نبوی رہ چکے تھے) پھر عربی صرف ونحو اور لغت اور تاریخ سے بھی فائدہ اٹھایا۔

کتاب اتقان فی علوم القرآن مصنفہ جلال الدین سیوطیؒ (جس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے) کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے کہ قرآن شریف کے متعلق کس کثرت سے علماء سلف نے تصانیف لکھی ہیں، مگر غیر اہل سنت کے فرقہ نے اپنے خیالات وعقائد کی محبت میں ان کل تفاسیر کو بیکار سمجھ کر اپنا الگ ترجمہ اور تفسیر بنانے میں سعی بلیغ کی ہے اور اہل سنت کے عقائد کو خوب صدمہ پہنچایا ہے۔ اس وقت ہم کو صرف قادیانی ترجمہ وتفسیر کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور ہم بذریعہ آسان طریق ''قال، اقول'' کے ناظرین کو دکھلائیں گے کہ جن چار اصول (قرآن وصحیح حدیث، لغت، تاریخ) کی بناء پر یہ ترجمہ شائع کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے، ان کو کہاں تک ملحوظ رکھا گیا ہے اور اس کے واسطے ہم ادب سے معافی کے خواستگار ہیں۔

(۱) **قال:** (ترجمہ پارہ اوّل مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ص۳،۴) ''قرآن کریم نے **انعمت علیهم** کی تفسیر (نساء:۶۹) میں خود فرما دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ منعم علیہ گروہ سے مراد نبییّن اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔ ایسا ہی مائدہ کی آیت (۲۰) میں نعمت کے

ذیل میں مقام نبوت اور حصول مملکت کو بیان فرمایا ہے۔غرض اس دعا کے ذریعے ہر ایک مسلمان کا فرکھا گیا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات جن میں نبوت بھی ہے۔اللہ تعالیٰ سے طلب کرے کوئی اور مذہب اپنے متبعین کے لئے ایسی اعلیٰ منزل مقصود تجویز نہیں کرتا۔''

اقول: بے شک منعم علیہ گروہ کی تفسیر آپ کی پیش کردہ آیت ہے جس کو ہم بنابر تصدیق یہاں لکھ دیتے ہیں۔''**ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیین والشھدآء والصالحین وحسن اولئک رفیقا**''اب مطلب بالکل صاف ہے کہ اے میرے مولیٰ مجھ کو بھی اپنے منعم علیہ گروہ کے اس راستہ پر چلا جس پر وہ چلے ہیں۔مگر اس آیت کے کس خفیہ پہلو سے آپ نے نکال لیا کہ ہم کو نبوت بھی عطاء کر۔آپ نے اپنے مولیٰ کی رحمت اور مذہب اسلام پر جو حسن ظن اس تفسیر میں ظاہر کیا ہے، وہ ہر طرح قابل داد ہے۔

مگر صاحبان! آپ نے بوجہ نظر انداز کرنے دیگر آیات قرآنی واحادیث صحیحہ کے غیر مذاہب والوں کو اور بالخصوص اہل سنت کو ہنسی کرنے کا موقعہ دیا ہے۔وہ اگر آپ سے سوال کر بیٹھیں کہ اچھا ہم نے تسلیم کر لیا کہ آپ کا خدا ایسا ہی وسیع رحمت والا اور اسلام دیگر ادیان سے بڑھ کر اپنے متبعین کے واسطے منزل مقصود تجویز کرتا ہے۔مگر آپ براہ مہربانی از روئے تاریخ یا کسی اور قابل اعتبار شہادت سے ثابت کر دیں کہ واقعی اگر آپ کے خدا نے اس دعا سے نبوت عطاء فرمانے کا وعدہ کر لیا تھا تو محمد ﷺ کی نبوت کے عہد میں اور بعد ازاں تیرہ سو برس تک کیوں اس وعدہ کو پورا نہ کیا؟

خلفاء اربعہؓ جن کے ہاتھوں سے ہم کو قرآن پہنچا اور جو اللہ اور رسول کے سب سے زیادہ مطیع تھے، جن میں پہلے دو خلیفوں کو اب تک یہ فضیلت حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مزار شریف میں مدفون ہیں اور بعد ازیں تابعین اور تبع تابعین اور ہزار اولیاء کبار جن میں جناب پیر عبدالقادر جیلانی صاحبؒ بھی داخل ہیں، کیوں خلعت نبوت سے محروم رہے؟ کیا وہ اپنی نمازوں میں ''**انعمت علیھم**'' نہیں پڑھا کرتے تھے؟ ہاں وہ سب کامل مطیع اللہ اور رسول کے تھے اور اگر حسب تفسیر قادیانی، اللہ کا کوئی وعدہ نبوت کا اس دعا میں داخل ہوتا تو وہ بوجہ اولیٰ نبوت کے مستحق ہوتے۔مگر چونکہ ان کے حق میں نبوت کا عطاء ہونا ثابت نہیں۔اس واسطے نتیجہ نکلا کہ اس دعا میں نبوت کا ملنا بالکل باطل تفسیر بالرائے ہے۔

دیگر مذاہب کے لوگ آپ کی ایسی لغو تفسیر پر ہنس کر کہیں گے کہ قادیانی جماعت کے خدا کے وعدے ہی وعدے ہوتے ہیں، مگر وہ ایفاء کی پروا نہیں کرتا اور ایسے خدا کی باتوں پر اعتبار کرنا فضول ہے۔اب ناظرین کے سامنے ہم سات آیات قرآنی پیش کرتے ہیں جو خاتم النّبیین والی آیت کی گویا تفسیر ہیں۔

''وما ارسلنا قبلک الا رجالاً (الحج:۷)''

''وما ارسلناقبلک من المرسلین (الفرقان:۲۰)''

''وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک (فاطر:۴)''

''ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک (الزمر:۶۵)''

''مایقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک (حم السجدة:۴۳)''

''ما ارسلنا من قبلک فی قریة (الزخرف:۲۳)''

''واسئل من ارسلنا من قبلک (الزخرف:۴۵)''

اس قبیل کی آیات اور بھی قرآن کریم میں جابجا ملتی ہیں، جن سے جدید نبوت کا سلسلہ بعد آنحضرت ﷺ بالکل مسدود ہے اور اگر بعد میں نبوت کا کسی مطیع مومن باللہ ورسول کو ملنا صحیح ہوتا تو قرآن شریف میں کم ازکم ایک آیت ہی ''من بعدک'' کے الفاظ سے نازل ہوجاتی۔جب ایسا نہیں تو ''انعمت علیهم'' میں بجز نبوت ہرسہ باقی مراتب صدیقین، شہداء، صالحین کا وعدہ اور وفا قیامت تک قائم ہے، جس کو ہم سب جانتے ہیں۔

باقی رہا احادیث صحیحہ سے باب نبوت کا مسدود ہوجانا پایہ ثبوت کو پہنچ جانا۔سو علم حدیث کے ماہروں کو اس بارہ میں کافی تعداد احادیث کی معلوم ہے، جو صحاح ستہ میں درج ہیں، ایسی کل احادیث یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں، صرف متفقہ علیہ ایک حدیث (بخاری ومسلم ہردو کی) ہم (مشکوٰۃ ج۴، باب مناقب علی) سے نقل کردیتے ہیں۔جو تشریعی وغیرتشریعی ہر دوقسم کی نبوت کا باب مسدود کرنے میں حکم ناطق رکھتی ہے۔﴿سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واسطے علیؓ کے کہ تیری نسبت مجھ سے ایسی ہے، جیسی ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے ہے۔مگر صرف اس قدر فرق ہے کہ میرے بعد نہیں ہے پیغمبر﴾

اب ہم قادیانی مترجمین سے باادب ہوکر دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے جو

اصول قرآن وحدیث کو مدنظر رکھنے کا دیباچہ میں مقرر کیا تھا وہ صرف دلوں کو خوش کرنے کے واسطے تھا یا عمداً آیات مذکورہ وصحیح حدیث کو نظر انداز کر کے عدم قرآن فہمی پر دوسروں کو ہنسایا۔

اب رہی سورہ مائدہ کی ۲۰ آیت جس سے آپ نے انعمت میں حصول نبوت ومملکت بھی نکالا ہے۔ سو اس کو ہم یہاں پیش کر کے بعد میں کچھ عرض کریں گے، کیونکہ آپ نے صرف حوالہ پر اکتفاء کیا۔ مگر ہم کو اس جگہ بنا بر تصدیق وفیصلہ اس کا لکھنا ضروری ہے۔

''واذ قال موسیٰ لقومه یاقوم اذکروا نعمة الله عیکم اذ جعل فیکم انبیآء وجعلکم ملوکاً واٰتاکم مالم یوت احداً من العالمین''

بے شک اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معرفت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو اپنی نعمت یاد دلائی، جو بصورت حصول مملکت ونبوت ان کو عطا ہوتی رہی۔ مگر اس سے نبوت کا پہلو بعد خاتم النّبیین ﷺ کے نکالنا ایک بے سود کوشش ہے، جس کی تکذیب بیان ماسبق سے کافی طور پر ہو چکی ہے۔ نبوت بے شک نعمت ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اس عہدہ کو بعد حضرت ﷺ کے بدوں مرزا قادیانی کے کسی اور مؤمن کو بھی دینے کے واسطے آمادہ ہے یا نہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل آمادہ نہیں۔

کیونکہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے بعد آنحضرت ﷺ کے اس نعمت کو بند کر دیا ہے اور قرآنی آیات واحادیث صحیحہ بھی اس کی مصدق ہیں۔ ہاں! کوئی خود بخود نبی بن بیٹھے تو وہ حدیث ''ثلاثون دجالون'' کے تحت میں آئے گا نہ خدائی حکم کے تحت میں۔ ہم کو اس آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حصول مملکت بیشک نعمت الٰہی میں شامل ہے، جس کا عمل درآمد اس امت میں بالخصوص جاری رہے گا۔ جیسا کہ ہمیشہ جاری رہا ہے۔

لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی اوران کے ہر دو خلیفوں کو اس نعمت کا اہل نہ سمجھا، کیونکہ وہ علیم وحکیم ہے۔ خدا جانے اگر ان کو یہ نعمت بھی ملتی تو غیر احمدیوں سے کیا سلوک کرتے، ابھی تک تو نوبت بایں حد رسیدہ است کہ مرزا قادیانی کی رسالت کے منکر کا فر قرار پا چکے ہیں۔ اس مسئلہ میں لاہوری جماعت نے واقعی بڑے تدبر اور قابلیت سے اپنا الگ مسلک اختیار کر لیا ہے۔ اگرچہ باقی عقائد میں وہ قادیانی جماعت کے ہم آہنگ ہیں۔

اس وقت مرزا قادیانی کے کچھ اشعار ایک کاغذ پر چھپے ہوئے ہمارے زیر نظر ہیں، جن کو ہم بنا بر ضیافت طبع ناظرین نقل کر کے ادب سے دریافت کرتے ہیں کہ قادیانی ترجمہ میں ان کو کیوں نظر انداز کیا گیا ہے۔ ہاں! مرزا قادیانی کی بعض تحریرات خود اس کے برخلاف بھی ہیں۔ پس احمدی لٹریچر کے مطالعہ کرنے والے کے واسطے قطعی فیصلہ کرنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی کس تحریر پر اعتماد کیا جائے۔

ابیات مرزا صاحب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت رابرو شد اختتام
اقتدائے قول او درجان ماست — ہرچہ ز و ثابت بود ایمان ماست
معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آن مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

(ضمیمہ سراج منیر ص ح، ط، خزائن ج۱۲ ص۹۵،۹۶)

اس اشعار کی پیشانی پر یہ سرخی ہے (حضرت مسیح الزمان اور آپ کی جماعت کا مذہب) اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود اور آپ کی جماعت ان اشعار کی کہاں تک مصداق ہے۔ جب ان کی تفسیر قرآن اور عقائد کی ایک محقق پڑتال کرتا ہے تو وہ بے ساختہ اس طرح کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ اشعار مسلمانوں کو محض قابو رکھنے کی خاطر ہیں اور بس۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں۔ اس کا ثبوت اس مضمون میں کسی قدر پیش ہو چکا ہے اور کسی قدر آئندہ بھی حسب موقعہ ان شاءاللہ ہوگا۔

ان اشعار کا خلاصہ اردو میں لکھ دینا نہایت ضروری ہے، تاکہ وہ آئندہ بوقت ضرورت حجت اور ثبوت کا کام دے سکے۔

خلاصہ اشعار

ہم بفضل خدا مسلمان ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے امام و پیشواء ہیں۔ وہ کل مخلوق اور انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں اور ان کے وجود پر ہر قسم کی تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا

خاتمہ ہوچکا ہے۔ آپ کا جو قول صحت کی حد کو پہنچ جائے، اس پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا ہمارا عین ایمان ہے۔ آپ کے کل معجزات حق ہیں اور ان کا منکر ملعون ہے اور گزشتہ انبیاء کے معجزات مندرجہ قرآن پر بھی ہمارا جان ودل سے ایمان ہے اور جو ان سے انکار کرے وہ زمرہ اشقیاء میں داخل ہے۔

(۲) قال: (ص۴) ’’قرآن شریف اور احادیث کے رو سے ثابت ہوتا ہے کہ ’’مغضوب علیهم‘‘ کا کامل نمونہ یہود ہیں۔ الیٰ آخرہ! اسی طرح آیات قرآن کریم اور احادیث سے یہ بھی ثابت ہے ’’ضالین‘‘ کا بڑا نمونہ نصاریٰ ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بے جا محبت کر کے صراط مستقیم سے منحرف ہوگئے۔ الیٰ آخرہ! اس چھوٹی سی سورت کی آخری آیت چونکہ ایک عظیم الشان پیش گوئی پر مشتمل ہے، اس لئے خاص توجہ کے قابل ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض رکھا گیا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ سے دعا کرے کہ اسے یہودی اور مسیحی ہونے سے بچائے۔ لیکن مشرک ہونے سے بچنے کی دعا نہیں سکھائی گئی۔

حالانکہ یہ سورت پہلے مکہ میں نازل ہوئی تھی اور مکہ میں اسلام کے بڑے دشمن مشرک تھے۔ یہودیوں اور مسیحیوں سے ابھی مقابلہ پیش نہ آیا تھا۔ پس اگر یہ انسانی کلام ہوتا تو اوّل تو صرف مشرک بننے سے بچنے کی ہی دعا سکھائی جاتی۔ ورنہ مشرکین کا ذکر سب سے اوّل کیا جاتا۔ لیکن ان میں مشرکین کا ذکر بالکل نہیں، صرف یہود ونصاریٰ کا ذکر ہے، جس میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ مشرکین عرب کا مذہب بالکل نابود ہوجائے گا اور مسلمانوں کو ان میں شامل ہونے کا خطرہ بالکل نہ ہوگا

لیکن اس کے برخلاف ایک مسیح کی آمد کا وعدہ تھا اور اس کے انکار کی وجہ سے ان کے یہودی ہوجانے کا خطرہ تھا اور دوسری طرف مسیحیت نے غلبہ حاصل کرنا تھا اس لئے صرف یہودی اور مسیحی بننے سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی۔ مکہ سے مشرکین کے بالکل نابود ہوجانے کی طرف اشارہ کرنا اور مسلمانوں کے یہودی (یعنی منکر مسیح اور مسیحی ہونے کے خطرہ سے اطلاع دینا ایک زبردست پیش گوئی ہے جو صاحب بصیرت کے لئے اسلام کی صداقت روشن کرنے کے لئے کافی ہے۔ وہ مسیح جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور اس کا نام میرزا غلام احمد ہے، جو قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب ملک ہند میں پیدا ہوئے۔‘‘

اقول: بے شک ’’**مغضوب علیہم**‘‘ بموجب حدیث یہود ہیں اور ’’**ضآلّین**‘‘ نصاریٰ ہیں۔ مگر جو باقی تاویل خانہ زاد آپ نے اس کے متعلق بیان فرمائی ہے، اس کے واسطے آپ کے پاس کون سی حدیث یا آیت ہے۔ ایسے مسائل عظیمہ کے استخراج کے واسطے کسی آیت یا صحیح حدیث کی شہادت نہایت ضروری ہے ورنہ اس کی مثال وہی ہے کہ جب مولوی عبداللہ چکڑالوی سے پوچھا گیا کہ آپ چونکہ حدیث کے منکر ہیں اور پھر نماز میں رکعت معینہ کے پابند بھی ہیں۔ براہ مہربانی ہم کو مطلع فرماویں کہ کس آیت کے رو سے ایسا کرتے ہیں۔

جس کا انہوں نے یہ جواب دیا کہ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ: ’’**جاعل الملائکۃ رسلاً اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلاث ورباع** (فاطر:۱)‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیغام دینے والا مقرر کیا، جن کے دو دو، تین تین اور چار چار پر ہیں۔ اب ذرا غور سے سنئے۔ جب اللہ تعالیٰ منعم علیہ گروہ کے راستہ پر چلنے کی دعا بذریعہ ’’**انعمت علیہم**‘‘ کے مسلمانوں کو سکھلائی تو ساتھ ہی اپنی حکمت بالغہ سے یہود ونصاریٰ کو منعم علیہ گروہ سے علیحدہ کر دیا تاکہ مسلمانوں کو آئندہ یہ مظنّہ نہ رہے کہ اہل کتاب اب بھی منعم علیہ گروہ میں شامل ہیں۔ اگرچہ اہل کتاب سے مکہ میں مسلمانوں کو سابقہ نہ پڑا تھا۔ مگر ان کو معلوم تھا کہ یہ ہم سے پہلے مورد انعامات الٰہی ہو چکے ہیں۔

چونکہ ان کی حالت بوقت نزول قرآن بگڑ چکی تھی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان کا علیحدہ ذکر ساتھ ہی کر دیا اور ایسے جامع ومانع دو الفاظ ’’**مغضوب علیہم**‘‘ اور ’’**لا الضآلّین**‘‘ استعمال فرمائے جو اپنے اندر یہود اور نصاریٰ کو بھی شامل کرتے ہیں اور کفار اور مشرکین کو بھی اور قرآن کریم کی اعلیٰ فصاحت اور بلاغت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ خود قرآن شریف نے یہود اور نصاریٰ کو مشرک اور کافر فرمایا ہے۔ پس آپ کی ساری من گھڑت تاویل ’’**ھباءً منثوراً**‘‘ ہوگئی۔ اب چند آیات قرآن کی پیش کر کے ’’**مغضوب علیہم**‘‘ اور ’’**ضآلّین**‘‘ کا مصداق مشرکین اور کافرین کو ثابت کرتے ہیں۔

۱...... ’’**لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم** (مائدۃ:۷۲)‘‘

۲...... ’’**وبکفرھم وقولھم علیٰ مریم بھتانا** (النساء:۱۵۶)‘‘

۳…… ’’ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیداً (النساء:۱۱۶)‘‘

۴…… ’’وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (جمعہ:۲)‘‘

۵…… ’’لا تتولّو قوماً غضب اللہ علیھم (ممتحنہ:۱۳)‘‘

۶…… ’’بل الظّالمون فی ضلال مبین (لقمان:۱۱)‘‘

۷…… ’’ان الشرک لظلم عظیم (لقمان:۱۳)‘‘

۸…… ’’وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ذلک قولھم باافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انیٰ یؤفکون (توبہ:۳۰)‘‘

۹…… ’’ثم انکم ایھاالضآلّون المکذّبون لاٰکلون من شجر من زقوم (واقعہ:۵۱،۵۲)‘‘

مذکورۃ الصدر کے نو مقامات قرآن شریف سے نکال کر لکھ دیئے گے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو علاوہ مغضوب اور ضالین کے مشرک اور کافر بھی فرمادیا ہے اور مشرکین کو مغضوب اور ضالین بھی۔ پس اندریں حالت مشرکین وکافرین کے راستہ سے بچنے کے واسطے علیحدہ الفاظ کا استعمال کرنا بلاغت فرقان کے برخلاف تھا۔ ان ہر دو الفاظ (مغضوب اور ضالین) سے قرآن نے بیک کرشمہ دوکار) بلاغت کا عجیب نکتہ ظاہر کیا تھا۔ جس کو بوجہ عدم تدبر اور تقلید شخصی کے قادیانی جماعت نے خواہ مخواہ کھینچ تان کر کچھ کا کچھ بنادیا۔

پھر قادیانی مفسرین نے ایک اور غضب ڈھایا ہے کہ ان الفاظ سے مرزا قادیانی کو مسیح موعود بتلا کر مسلمانوں کو متنبہ کرنے کی پیش گوئی گھڑلی ہے کہ کہیں وہ بھی نصاریٰ اور مسیح موعود کے انکار سے یہودی صفت نہ بن جائیں۔ اب بعد حضرتﷺ کے اہل اسلام سے جو گروہ نصاریٰ میں شامل ہوئے ہیں، انہوں نے شامت اعمال سے قرآنی تعلیم پر غور اور تدبر نہ کیا اور اب بھی بعض پیر پرست اور قبر پرست مسلمان کم وبیشتر ضرور ہیں اور یہودی مشرب سے بھی مشابہ ہوں گے۔ مگر جو مشابہت یہود اور نصاریٰ سے قادیانی جماعت کو ہے وہ اظہر من الشّمس کمال کو پہنچ چکی ہے۔ جس کی نظیر اس سے پہلے ہرگز نہیں مل سکتی۔ یہ بہتان نہیں، مگر واقعات اس کے شاہد ہیں۔

اب سنئے: (۱) پاک تثلیث کس نے ایجاد کی؟ (۲) اپنے آپ کو خدائے تعالیٰ کی ولدیت سے کس نے منسوب کیا؟ (۳) اپنے آپ کو خدا دیکھنا اور زمین وآسمان کا پیدا کنندہ کس نے ظاہر کیا؟ (۴) عکسی تصویر کے جواز کا فتویٰ کس نے گھڑا۔ (۵) یہود ونصاریٰ کی طرح غیرمرزائی مسلمانوں پر ’’لن یدخل الجنة‘‘ کا ناطق حکم کس نے جاری کیا۔؟ (۶) بہشتی مقبرہ بنا کر جنت بخشنے کا ٹھیکہ کس نے لیا؟ (۷) دینی مناظرہ کا بار بار اعلان وچیلنج دے کر اہل کتاب کی طرح ’’لاتغلوا فی دینکم غیر الحق‘‘ کا مصداق کون بنا؟ (۸) اپنی مرزا پرستی میں اکثر احادیث صحیحہ سے کون منکر ہوا؟ غرض کہاں تک طوالت دی جائے۔

اب یہود سے اس قادیانی جماعت کی مشابہت کا پورا فوٹو ناظرین معاینہ کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر کی تحقیر کس نے کی:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

کا شعر بنا کر اپنی جماعت سے اس کا ورد کرایا؟ قرآن شریف کو ان کی بدچلنی کا مصداق کس نے بنایا؟ کہ اسی واسطے ان کو (حصوراً) نہ فرمایا کہ وہ فاحشہ عورتوں سے خلا ملا رکھتا اور ان کی حرام کی خرچی کا تیل ملتا تھا۔ ان کے معجزات عطیۂ الٰہی کو مکروہ اور مسمریزم اور عمل الترب کا لقب دے کر یہود کی طرح اس آیت کا صحیح اور پورا پورا مصداق کون بنا؟ ’’فلما جآء ھم بالبیّنات قالوا ھٰذا سحر مبینٌ (صف:۶)‘‘ ہم کو زیادہ طوالت دینے کی گنجائش نہیں۔ اب آخر میں ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ مذکورہ یہودی صفات کی مصداق کون سی جماعت ہے، قادیانی جماعت یا اہل سنت جماعت؟

کیا قادیانی جماعت براہ مہربانی بتلاسکتی ہے کہ اہل سنت جماعت سے بھی کبھی کسی نے اس قسم کے کلمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے؟ اب باقی رہا اس امر کا فیصلہ کہ آیا مرزا صاحب قادیانی وہی مسیح موعود ہیں، جن کی آمد ثانی قرآن میں مجملاً واشارتاً مذکور ہے اور احادیث صحیحہ میں صراحتاً۔

سو اس میں تیرہ سو سال تک سلف اور خلف کے قریباً کل علماء متفق ہیں کہ جس مسیح موعود کا وعدہ اخیر زمانہ میں آنے کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ وہی اصل نبی اللہ بنام عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں، نہ بروزی یا تمثیلی۔

اس کے متعلق ہم تقلیدی طور پر ہرگز کچھ لکھنا پسند نہیں کرتے اور ہم خالق ومولیٰ کو حاضر ناظر جان کر قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلہ پر کئی سال تک مختلف ذریعوں سے تحقیق کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ لہٰذا اس میں سے مختصراً کچھ حصہ اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ شاید اس سے کسی اہل قبلہ کو فائدہ پہنچ کر ہم کو ثواب حاصل ہو۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!**

اس تحقیقات کے واسطے ہمارا مأخذ اوّل قرآن شریف ہے، پھر احادیث صحیحہ، پھر انجیل، پھر آثار صحابہؓ، پھر لغت اور عربی گرامر (صرف ونحو) مگر ہر ایک مأخذ کی پوری تشریح کی اس مضمون میں گنجائش نہیں۔ البتہ ہم ایسی طرز میں اس مسئلے کا بیان کریں گے جو ناظرین کی دلچسپی اور یقین کا موجب ہوگا۔

۱...... عیسیٰ ابن مریم اور مسیح ابن مریم کا نام قرآن شریف میں قریباً بیس دفعہ مذکور ہے اور قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کا نام ابن مریم کی شمولیت سے اس کثرت سے ملحق ہونا ضرور کسی حکمت کی بنا پر ہے۔ کیونکہ قرآن کی بلاغت لاثانی ہے اور بلاغت ہر فضول امر کو رد کرتی ہے۔ بوقت نزول قرآن نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث بہت مدت سے اس سے پہلے قائم ہو چکا تھا۔ لہٰذا حکمت الٰہی نے مسلمانوں کے واسطے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم پڑھنے کی قید ایسی لازمی کر دی، جیسی کلمہ توحید کے ساتھ محمد رسول اللہ کی۔ گو قرآن میں تثلیث کی تردید علیحدہ بھی موجود ہے، مگر اس مختصر نام (عیسیٰ ابن مریم) سے ہر دفعہ تثلیث کے عقیدہ کو زائل کیا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے جو بحکم ''**ما ینطق عن الھویٰ** (النجم:۳)'' قرآن شریف کے مفسر اور مبین ہیں، اپنی احادیث میں اسی قرآنی محاورہ اور اسلوب کو مدنظر رکھا اور اب مقام غور ہے کہ احادیث میں جس جس پیغمبر کا نام لے کر حضرت ﷺ نے ذکر فرمایا ہے وہ تو سب وہی قرآنی پیغمبر ہی بلاریب وبلاتاویل مسلم وقبول ہوں۔ مگر عیسیٰ ابن مریم صرف اکیلا ہی قرآنی پیغمبر نہ سمجھا جائے، بلکہ تمثیلی وتاویلی پیغمبر۔ عیسیٰ ابن مریم اسم علم ہے جس کی تاویل ازروئے علم معانی غیر ممکن ہے۔ لہٰذا احادیث میں بھی عیسیٰ ابن مریم وہی قرآنی عیسیٰ ابن مریم رہے گا نہ اس کا غیر۔

۲...... حضرت ﷺ نے اس طریق سے آئندہ یقین اور تحقیق اور تدبر کا راستہ بالکل

صاف کر دیا۔ جس سے محققان اہل سنت نے پورا فائدہ اٹھایا۔ مگر یہ باریک نکتہ جن کے ذہن میں نہ آیا، انہوں نے درحقیقت سخت ٹھوکر کھائی اور مسیح ابن مریم کے اصالتاً نازل ہونے کو خلاف قانون قدرت جان کر بالکل رد کر دیا۔ دراں حالیکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کا ایک نشان قائم کر دیا۔ ''وانہ لعلم للساعۃ'' زخرف:۶۱ میں موجود ہے۔ اس آیت کے ماقبل بھی عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور مابعد بھی عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اسی واسطے جمہور اہل سنت کے مفسرین نے اس آیت کی ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیر کر اور احادیث پر تدبر کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ آپ ہی اصالتاً اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے تاکہ قیامت کا ایک نشان قائم ہوں، کیونکہ قیامت کے کچھ اور بھی نشانات خلاف قانون قدرت آپ کے وقت سے کچھ پہلے اور کچھ بعد واقعہ ہونے والے ہیں، جن کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔

پس کوئی وجہ قوی نہیں کہ ہم اس قرآنی اور نبوی پیش گوئی کو خلاف قانون قدرت کہہ کر رد کر دیں۔ احادیث میں آپ کا خاص زمانہ آپ کا مشن اور آپ کے نزول کا اثر اور نتیجہ جو مذکور ہے، اس کو کسی طرح بھی ہم مرزا قادیانی سے منطبق نہیں پاتے۔

۳...... عیسیٰ ابن مریم برخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام کے ایک نشان الٰہی ہیں اور قرآن میں ان کو آیۃ اللہ فرمایا گیا ہے اور یہ لفظ کسی اور نبی کے واسطے نہیں آیا اور اگرچہ اس لفظ میں ان کی والدہ مریم بھی شامل ہیں۔ مگر اس جگہ ہم نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آیت اللہ ثابت کرنا ہے۔

سب سے اوّل: ان کا بے باپ کے پیدا ہونا۔ دوم: شیرخوارگی میں کلام کرنا۔ سوم: رفع مع جسم۔ چہارم: نزول مع جسم یعنی ان کا وجود سارا ہی آیت اللہ ہے اور اہل اسلام سے نیچری تو سرے سے ہی کسی ایسے فعل کا وقوع تسلیم نہیں کرتے، جو خلاف قانون قدرت ہو اور نیچری فرقہ بھی فرقۂ معتزلہ کی ایک شاخ ہے۔ قرآن مجید میں جس قدر خوارق عادت مذکور ہیں، اہل سنت کے علماء اور مفسرین نے بلاچون وچرا تسلیم کر لئے ہیں۔ اسی طرح احادیث صحیحہ میں بھی جو معجزات کا ذکر مذکور ہے ان پر بھی کوئی جرح قدح نہیں کی۔

اور اسلام کے تہتر (۷۳) فرقوں میں صرف یہی فرقہ بحکم رسول اللہ ﷺ ''ما انا علیہ واصحابی'' صراط مستقیم پر ہے۔ باقی فرقوں میں ضرور کچھ نہ کچھ افراط وتفریط ہے

اور اہل سنت کا گروہ سواد الاعظم ہے۔ جس کی پیروی کا حکم حضرت ﷺ نے دیا ہے۔ ''اتبعوا السواد الاعظم ''یعنی اے دین اسلام کا کلمہ پڑھنے والو! جس طرف کثیر گروہ کو دیکھو اس طرف کو اختیار کرو۔ لہٰذا ہم کو ایک نہایت قلیل فرقہ نیچری سے اس وقت کوئی بحث نہیں۔

ہم کو فرقہ قادیانی پر کمال حیرت وتعجب ہے کہ باوجود تسلیم کرنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بن باپ کے ان کو ان کے باقی نشانات ہونے سے بالکل انکار ہے۔ خواہ وہ کوئی نشان قرآن کریم کی نص سے ثابت ہو، خواہ حدیث صحیح سے۔ لہٰذا یہ فرقہ بھی نیچری فرقہ کی ایک شاخ ہے اور مسلک اہل سنت سے الگ ہے۔ یہ فرقہ اس آیت کا مصداق ہے ''افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (بقرۃ:۸۵) ''یعنی اے یہود کیا تم ایک حصہ کتاب کا مانتے ہو اور ایک حصہ سے انکاری ہو۔

قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے ''بل رفعہ اللہ الیہ (النساء:۱۵۸)'' کی عجیب عجیب تاویلات کر کے اس فرقہ نے جسمانی رفع کا انکار کر دیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی ابتدائی حالت بالکل اہل سنت کے مطابق تھی، اس لئے انہوں نے بھی اس وقت کی تصنیف براہین میں حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع ونزول جسمانی کو باقی جمہور اہل سنت کی طرح تسلیم کر لیا تھا۔

مگر بعد ازیں قدرت الٰہی نے ایسا پلٹا کھایا کہ ان کو مثیل مسیح موعود بننے کا خیال پیدا ہوا اور بعد چندے عین مسیح موعود بننے کا اور آخر نبی اللہ بننے کا، بلکہ سوائے حضرت ﷺ کے (اور یہ بھی مصلحتاً) کل دیگر انبیاء ومرسلین سے فائق ہونے کا اور اگرچہ اپنی مطلق فضیلت سے حضرت ﷺ کو عقل مندی سے مستثنیٰ تو کر دیا مگر قدرت کو چونکہ منظور تھا کہ مرزا قادیانی کو ''اضلہ اللہ علیٰ علم '' کا مصداق بنائے اس واسطے ان کا قلم نہ رک سکا، پر نہ رک سکا اور اپنی کتاب ازالہ (ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳) میں لکھ ہی دیا کہ: ''حضرت ﷺ کو بوجہ عدم موجودگی نمونہ کے دجال کی حقیقت پورے طور پر منکشف نہ ہوئی ہو تو کچھ تعجب نہیں۔'' درحالیکہ معراج کی رات حضرت ﷺ نے دجال کو بچشم خود دیکھا تھا۔ (مشکوٰۃ باب ذکر الانبیاء)

پس اب راستہ بالکل صاف ہے کہ ایسے شخص کے قلم اور دماغ سے جو برآمد ہو، اس کو ہم اہل سنت کے سلامت ومحفوظ مسلک کے طریق پر قرآن اور حدیث کی کسوٹی پر رکھیں گے۔ اگر موافق ہے تو خیر ورنہ ہم کو ایسے شخص سے کیا واسطہ؟ وہ جانے اور اس کا خدا۔ بلحاظ

اہل سنت ہونے کے حسب مقدور مالی وقلمی وزبانی خدمت امت مرحومہ کی مہذبانہ اور شریفانہ طریق پر کرنا ہمارا فرض اور عین ایمان ہے۔

۴...... اہل سنت کے کل مفسرین بوجہ بحث الفاظ توفی اور رفع اگرچہ کیفیت توفی ورفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں کم وبیش مختلف ہیں۔ مگر آخری نتیجہ جس پر وہ پہنچے ہیں اور جس پر ان کے عقیدہ کی بنیاد ہے وہ سب کا یہ مشترکہ نتیجہ ہے کہ رفع جسمانی تھا نہ محض روحانی۔ کیونکہ رفع روحانی جب ہر ایک صادق مومن کو بھی حاصل ہوسکتا ہے تو پھر ایک مقرّب نبی کے واسطے ان خاص الفاظ کا استعمال ضرور کسی ایسی مصلحت کے واسطے تسلیم کرنا پڑتا ہے جو اسرار الٰہی میں داخل ہے۔ اس جگہ جب ہم ’’ماقتلوہ وما صلبوہ (النساء:۱۵۸)‘‘ کے ساتھ ’’اذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبیّنات (المائدۃ:۱۱۰)‘‘ شامل کر کے غور وتدبر کرتے ہیں تو بے شک یہ ماننا پڑتا ہے کہ آپ کو واقعی سولی پر چڑھانے کی نوبت ہی نہ پہنچی تھی۔ کیونکہ پھر ’’کففت‘‘ والی آیت جس کو قرآن شریف نے نعمت میں داخل کیا ہے، نعمت کی بجائے زحمت ہو جاتی ہے اور اللہ کی نعمت پر یہ بدگمانی جائز نہیں۔

قادیانی تفسیر کہ آپ کو سولی سے جکڑ کر میخیں بھی ٹھونک دی گئیں، مگر وہ مرے نہ تھے۔ ہرگز صحیح نہیں۔ قادیانی بناء کا مأخذ اسلامی نہیں ہے۔ کیونکہ ہر دو آیات مذکورہ ہم کو اس تاویل کے رد کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ سو الحمدللہ کہ اہل سنت کا کوئی مفسر اس تاویل کا قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر رکھا جانے کی نوبت پہنچی تھی۔ انجیل برنباس میں بھی رفع جسمانی ہی لکھا ہے اور جس کو اس پوری کیفیت کا ملاحظہ منظور ہو وہ اس انجیل کو ضرور دیکھے۔

۵...... سورۂ رعد:۳۸ ’’ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ‘‘ ﴿یعنی اے محمد ﷺ آپ سے پہلے جس قدر رسول ہم نے دنیا میں بھیجے ہیں، سب کو بیویاں اور اولاد عطا کی ہے﴾ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں داخل ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ بھی صاحب زوجہ واولاد ہیں۔ لیکن تاریخ اور انجیل اور احادیث ہرسہ اس امر سے انکاری ہیں۔

اب نہ تو قرآن شریف جھوٹ کہتا ہے اور نہ مذکورہ ہرسہ ماخذ۔ پس تطبیق کی کوئی آسان اور قابل تسلیم راہ اختیار کرنے سے یہ عقدہ حاصل ہوسکتا ہے اور بس۔ قرآن اکثر

آئندہ یقینی واقعات کو ماضی میں بیان کرتا ہے۔ مثلاً ’’فاذا نفخ فی الصور. فیومئذوقعت الواقعه. وانشقت السمآء (الحاقۃ:۱۳تا۱۶) وقال الانسان مالها (الزلزال:۳)‘‘ وغیرہا۔ پس ہم ازروئے احادیث ’’لقدارسلنا ‘‘والی آیت سے صرف مسیح علیہ السلام کو مستثنیٰ کریں گے۔ باقی مرسلین کو زیرعمل آیت کے بحال رکھیں گے۔ جیسا کہ جمعہ:۹ ’’اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الیٰ ذکر الله‘‘ کی تعمیل سے مسافر، غلام، بیمار وغیرہ کو حدیث شریف نے مستثنیٰ کردیا ہے۔

پس اہل سنت نے حدیث سے فائدہ اٹھا کر اپنے عقائد کو صحیح وسلامت رکھا۔ مگر اسلام کے دوسرے فرقوں نے اس کی پروانہ کی۔ سبحان اللہ! ادعا تو یہ ہے کہ ہم اپنی تفسیر میں احادیث صحیحہ کو مدنظر رکھیں گے، مگر جب دیکھا کہ اس مسئلہ میں احادیث صحیحہ کی طرف رخ کرنے سے ہمارا بنایا قلعہ مسمار ہوجاتا ہے۔ جھٹ کہہ دیا کہ قرآن مقدم ہے یا حدیث ہم تو قرآن کے برخلاف کسی حدیث کو خواہ وہ صحیحین کی کیوں نہ ہو، قبول کرنے کو تیار نہیں۔ یہ ہے اس جماعت کا عقیدہ۔

مولوی چکڑالوی کو بھی اس قسم کی ٹھوکر لگی تھی، جس سے وہ مرتے دم تک نہ سنبھل سکا اور اپنی نماز اور تفسیر اور چند دیگر کتب بطور صدقہ جاریہ کے اپنی روح کو ہمیشہ کے لئے ثواب دلانے کی خاطر چھوڑ گیا۔

اس موقعہ پر ہم سب سے اول صحیح مسلم کے باب تمتع سے تین احادیث کا خلاصہ درج کر کے قادیانی جماعت سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ کے مسیح موعود ان کا مصداق ہوئے؟

خلاصہ ان احادیث کا یہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم ’’مقام روحا‘‘ سے (مقام درمیان حرمین شریفین) حج کے واسطے احرام باندھیں گے۔ باقی احادیث ہم بطور شواہد کے بیان کریں گے۔ جس سے ناظرین کو اگر خدا نے چاہا اور قادیانی جماعت کو بھی جو چکڑالوی مسلک کا ایک حصہ اپنے عقائد میں رکھتی ہے، روشن ہوجائے گا کہ مسیح علیہ السلام سری نگر[۱] میں مدفون نہیں، بلکہ رسول کریم ﷺ کے مقبرہ میں مدفون ہوں گے اور نکاح بھی کریں گے اور صاحب اولاد بھی ہوں گے۔ کیونکہ اس آیت کے نمبر کے شروع میں جو آیت نقل کی گئی ہے اس کا عمل درآمد

۱؎ مرزاصاحب پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر گلیل میں بتاچکے ہیں، پھر کشمیر میں بتاتے ہیں اور ان کے مرید برابر آمنا وصدقنا کہہ رہے ہیں۔ اس جماعت کو خدا تعالیٰ ہی سمجھائے تو سمجھائے۔

بفرمان خدا ضرور پورا ہو کر رہے گا، خواہ قادیانی جماعت رفع ونزول کی تاویلات سے دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے۔

دیکھو مشکوٰۃ شریف ’’باب نزول عیسیٰ علیہ السلام‘‘ فصل سوم کی آخری حدیث اور باب فضائل سید المرسلین فصل دوم کی آخری حدیث جو قول اس صحابی کا ہے جو علم تورات کا ماہر تھا، یعنی عبداللہ بن سلام جو حضرت ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا تھا۔ چوتھا گوشہ بنابر قبر مسیح علیہ السلام قریب حضرت صدیقؓ وعمرؓ ہنوز خالی رکھا ہے۔ بعض قادیانی اشخاص نے اس حدیث کی رو سے حفر قبر نبی ﷺ کا الزام دے کر اہانت نبوی پر استدلال کیا ہے۔ مگر چونکہ اس جماعت کا مسلک اہل سنت سے الگ ہے اس واسطے ہم کو ان کی تاویلات مضر نہیں۔

تیسری حدیث: مندرجہ کنز العمال باب نزول مسیح علیہ السلام کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ پس آپ اجازت فرمائیں کہ آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جگہ کی نسبت میرا کچھ اختیار نہیں، وہاں تو سوائے میری قبر اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی قبر کے کسی کے گنجائش نہیں۔

چوتھی شہادت: طبرانی اور ابن عساکر اور رئیس المحدثین امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی کہ عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ﷺ اور صاحبین کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ثالث) بذیل آیت ’’ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (النساء:۱۵۹)‘‘

شہادت پنجم: حجج الکرامہ میں مذکور ہے کہ ابن عساکر نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوگی اور اسی جگہ آپ کا جنازہ ہوگا اور حجرہ رسول اللہ ﷺ میں مدفون ہوں گے۔ (مشکوٰۃ باب نزول المسیح) میں بخاری کی نزول والی حدیث کی تفسیر کا مصداق حضرت ابوہریرہؓ نے اس آیت کو فرمایا جس پر کسی صحابی نے جرح اور انکار نہ کیا۔ ’’ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیداً (ایضاً)‘‘

ان مذکورہ احادیث وشواہد سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہنوز زندہ ہونے اور پھر اخیر زمانہ میں نازل ہونے اور کئی سال کے بعد فوت ہو کر مقبرہ آنحضرت ﷺ میں مدفون ہونے

پر اہل سنت کا تو ایمان ہے۔ باقی اسلام کے نیچری فرقہ اور دیگر فرقہا جو کچھ لکھیں اور کہیں ان کی قلم اور منہ کو کون روک سکتا ہے۔ جو شخص قبر مسیح علیہ السلام کے متعلق کامل تحقیق کا فائدہ حاصل کرنا چاہے وہ دفتر الہادی سیالکوٹ (پنجاب) سے ایک چھوٹا سا رسالہ بنام ''الخبر الصحیح عن قبر المسیح'' (مندرجہ احتساب قادیانیت ج۱۹ ص۲۱-۴۸) طلب کر کے چاروں قبور کا نقشہ معہ باقی پوری توضیح اور اعتراضات وجوابات ملاحظہ کرلے۔ ہاں مصنف یا کاتب سے اس کتاب میں عبداللہ بن سلام کی حدیث کے حوالہ میں سہو ہوگیا ہے۔ پس اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بجائے باب اسماء النبی ﷺ کے باب فضائل سید المرسلین (فصل دوم میں) دیکھنا چاہئے۔

شہادت ششم: مندرجہ (مشکوٰۃ شریف) بنام ''الرحمۃ المھداۃ الیٰ من یرید زیادۃ العلم علی احادیث المشکوٰۃ'' کے (ص۴۷۷) پر ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن مسعود نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ میں معراج کی رات ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملا اور قیامت کے متعلق ذکر کیا تو یہ امر ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا گیا۔

پس انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر یہ امر موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ کیا گیا۔ پس انہوں نے بھی اس بارہ میں اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ پھر اخیر یہ امر عیسیٰ علیہ السلام پر ڈالا گیا، جس نے کہا کہ اصل علم تو اللہ کے سوائے کسی کو نہیں۔ مگر میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ جب دجال نکلے تو میں نازل ہوں گا۔ پس وہ مجھ کو دیکھ کر سیسہ کی طرح پگھل جائے گا اور اللہ اس کو ہلاک کر دے گا۔ حتیٰ کہ پتھر اور درخت بھی یہ کہے گا کہ اے مسلم میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے۔ الیٰ اخرہا۔ اس حدیث کو جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر ''درمنثور'' میں لکھا ہے۔ غرض اس قسم کی احادیث کثرت سے صحیح احادیث کی شواہد کتب احادیث وتفاسیر میں موجود ہیں، جن کی کوئی کہاں تک تاویل کر سکے گا۔

ہفتم: آؤ اس مسئلہ کے متعلق انجیل مقدس کی بھی ذرا ورق گردانی کریں اور اگرچہ وہ محرف بصورت ترجمہ کے ہے۔ مگر اس مسئلہ کے متعلق اس میں کافی مواد موجود ہے۔ جو مذکورۃ الصدر مضمون کا بڑا مؤید ہے۔ (انجیل متی باب۲۴، آیت۲۳، ۲۷) اس وقت اگر کوئی تم سے کہے دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا، کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں

کو بھی گمراہ کرلیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے، تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندھ کر پچھّم تک دکھائی دیتی ہے، ویسے ابن آدم کا آنا ہوگا۔

قریباً یہی بیان انجیل کے ایک دو اور مقامات میں بھی مذکور ہے۔ مگر ہم کو یہ دکھانا منظور ہے کہ اسلامی احادیث کا مصداق صرف عیسیٰ ابن مریم بذات خود ہوگا نہ کوئی غیر۔ اس انجیلی بیان کو جو مطابقت احادیث سے ہے، وہ قابل تسلیم ہے۔ بلکہ اس میں ہم کو ایک اور فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جھوٹے نبی مدعیان نبوت بھی آئیں گے اور سب سے بڑھ کر جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے نبی نشانات اور عجیب کام بھی دکھلاسکیں گے۔ جس کے سبب برگزیدہ لوگ بھی گمراہ ہوجائیں گے۔ جیسا قادیانی مسیح کے وقت ہم نے بچشم خود دیکھ لیا ہے کہ بعض علماء کو بھی سخت ٹھوکر لگ گئی۔

متفق علیہ حدیث (مشکوٰۃ باب الملاحم) کا خلاصہ یہ ہے: ’’ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قریباً تیس (۳۰) جھوٹے دجال پیدا نہ ہوچکیں اور ہر ایک ان میں اپنے آپ کو خدا کا رسول خیال کرے گا۔

اب بعض نے انجیل کی اس پیش گوئی پر جو اعتراض کیا ہے اس کو رفع کرنا ضروری ہے۔ اس انجیل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کاذب انبیاء ایسے نشان بھی دکھلائیں گے۔ جن کے سبب سے برگزیدہ بھی گمراہ ہوجائیں گے۔ یعنی اس کی بیعت میں شامل ہوجائیں گے۔ پس جب یہ صحیح ہے تو صادق اور کاذب نبی کا معیار کیا ہوا، کیونکہ ہر دو قسم کے نبیوں سے نشانات ظاہر ہوسکتے ہیں۔

جواب تو صاف اور آسان ہے، جس کو اس امت کے فقہاء نے (جزاھم اللہ خیراً) مدت سے مقرر کردیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل تو حضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ کے بعد جو دعویٰ نبوت کا کرے وہ دعویٰ ہی سرے سے غلط ہے اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھلائے، جب بھی جھوٹا نبی ہے۔ کیونکہ دجال کو بھی بطور امتحان ازروئے احادیث صحیحہ بہت سے نشانات عطاء کئے جائیں گے۔ مثلاً کسی کو قتل کر کے زندہ کردے گا۔ دوزخ اور بہشت کا نمونہ اپنے ساتھ لائے گا، ابر کو برسائے گا، زمین سے سبزہ اگائے گا، ویرانوں سے خزانے

نکالے گا۔ وغیرہ! (مشکوٰۃ باب العلامات) اسی وجہ سے حضرت ﷺ نے بھی مدعیان نبوت کو دجال فرما کر گویا تفسیر کر دی کہ دجال کی طرح ان کے بھی نشانات ہوں گے۔ اے میری امت کے مسلمانوان کے فریب میں مت آنا۔

دوسرا معیار یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے اقوال وافعال کی پوری پابندی کوملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ پس یہ دیکھا جائے کہ آیا وہ کوئی قول برخلاف حدیث کے تو نہیں کہتا۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن اور حدیث ہی ایک کامل معیار ہے، جس سے صادق اور کاذب میں تمیز ہوسکتی ہے۔ ذیل کی مثالوں پر غور کرنے سے راستہ بالکل صاف ہوجاتا ہے۔

ا...... حضرت ﷺ (جن کی شان میں ''مایـنطق عن الهوىٰ (النجم:۳) '' قرآنی شہادت ہے) فرمائیں کہ میرے بعد باب نبوت مسدود ہو چکا ہے۔ خلفاء ہوں گے۔ مگر ایک مدعی نبوت کہتا ہے کہ میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

ب...... حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اس وقت نازل ہوں گے جب قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر نصاریٰ کے قبضہ میں آجائے گا اور مسلمان پھر اس کو فتح کر لیں گے اور نماز کے واسطے صف بندی ہو رہی ہوگی۔ پھر دجال ان کو دیکھ کر جائے گا۔ یہاں تک کہ بالکل مرجائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزہ پر اس کا خون رکھ کر سب کو دکھلائیں گے۔

مگر مسیح قادیانی نصاریٰ کے پادریوں کو دجال کہتا ہے اور کہتا ہے کہ مسیح موعود آچکا در درحالیکہ مسیح موعود خود مر چکا ہے اور اس کا دجال برابر اپنے فرائض میں مشغول ہے۔ حالانکہ مرزا کا یہ کہنا کذب اور افتراء ہے۔

ج...... حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح ابن مریم بعد نزول کے نکاح کرے گا اور صاحب اولاد ہوگا اور مدینہ منورہ میں فوت ہو کر میرے حجرے میں مدفون ہوگا۔ مگر قادیانی مسیح کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم کشمیر میں فوت ہو کر سرینگر میں مدفون ہے۔ لیکن ایک بات اس حدیث کے متعلق ایسی ہے کہ وہ قطعی فیصلہ کن ہے۔ وہ یہ کہ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷ حاشیہ) میں مرزا قادیانی نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرلیا ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر وہ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کے ساتھ حدیث میں نکاح کی قید ضرور کوئی خاص وقعت رکھتی ہے۔ ورنہ نکاح کرنا ایک

معمولی بات ہے اور اس نکاح سے ان کی مراد یہ تھی کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح سب رکاوٹوں کو دور کر کے آخر ہو کر رہے گا۔ اگر نہ ہوا تو میں کاذب سے کاذب کہلانے کا مستحق ہوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے محمدی بیگم سے نکاح نہ ہوا۔ حتیٰ کہ قادیانی مسیح فوت ہوگیا۔

اب مقام غور ہے کہ پہلے تو اپنی مسیحیت منوانے کے واسطے اسی حدیث سے حجت قائم کی، جب ناکامی ہوئی تو دنیا جانتی ہے کہ اس کے متعلق کیا کیا عجیب اور خندہ آمیز تاویلات کا دفتر سیاہ کیا گیا۔ ایک صادق نبی کی پیش گوئی ہرگز نہیں ٹلتی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کی بابت جو پیش گوئی (حقیقت الوحی اشتہار خدا سچے کا حامی ہو ص۲، خزائن ج۲۲ ص۴۱۱) میں کی بڑی تعلّی سے درج ہے کہ میری زندگی میں ہلاک ہوگا، بالکل پوری نہ ہوئی۔

اسی طرح ایک مشہور (اشتہار تبصرہ، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۵) کی پیش گوئی بھی ضائع ہوگئی۔ اس اشتہار کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا کہ ہر احمدی اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کردے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری والی پیش گوئی کا بھی یہی حشر ہوا۔ (دیکھو کتاب الہامات مرزا مندرجہ احتساب قادیانیت ج۸ ص۱۴۵،۹) بہت سی پیش گوئیوں کا پہلو دوہرا اور مہمل رکھا اور جیسا موقعہ ملا ان کی تاویل کر دی۔ اکثر ایسی پیش گوئیاں مدبران سلطنت اور اپنے اپنے کام کے ماہر بھی پیشگی بتلا دیتے ہیں، جو بہت سی صحیح ثابت ہوتی ہیں اور بعض دفعہ غلط بھی۔ لہٰذا یہ معیار مرزا قادیانی کے حق میں کچھ مفید نہیں۔

د...... حضرت ﷺ تو ابن مریم کی بابت فرماتے ہیں کہ وہ مقام ’’روحا‘‘ سے احرام باندھ کر حج بھی کریں گے۔ کیا اس پیش گوئی کے مصداق کبھی مرزا قادیانی ہوئے؟ وہ تو وہاں جانے سے ہمیشہ خائف رہے۔ پھر دعویٰ اور دلیری بھی قابل غور ہے، اپنے شعر میں جس کی نقل اس سے پہلے ہو چکی ہے فرماتے ہیں:

ہر چہ زو ثابت بود ایمان ماست

اب ان کی جماعت بتلاوے کہ نمبر (ا، ب، ج، د) میں جو کچھ بتلایا گیا ہے کیا وہ جھوٹ ہے یا صحیح حدیث ہے۔ اگر جھوٹ ہے تو جو قواعد موضوع حدیث پرکھنے کے محدثین نے وضع کئے ہیں۔ ان کے معیار پر ان احادیث کو موضوع یا ضعیف یا ناقابل حجت ثابت کردے۔ مگر ایک اصول محدثین کا مدنظر رکھنا پڑے گا۔ یعنی ضعیف حدیث بھی قابل حجت ہو جاتی ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک! تو یہ کہ جمہور کا عمل اس پر ثابت ہو جائے یا وہ کسی صحیح حدیث کی مؤید یا شاہد ہو۔ (ازالہ ص۱۵۱، خزائن ج۳ ص۱۷۷) میں مرزا قادیانی نے ایک مسئلہ بعض علماء سلف کا لکھا ہے کہ محدثین کی بعض ضعیف یا موضوع احادیث ان کے نزدیک صحیح ہیں اور جلال الدین سیوطی کے واسطے یہاں تک مبالغہ کیا گیا ہے کہ وہ عالم کشف میں خاص حضرت ﷺ سے بعض احادیث کی صحت دریافت کر لیتے تھے۔‘‘ یہ مسئلہ محدثین کے نزدیک بالکل من گھڑت ہے۔ کیونکہ شارع کی طرف اس کے متعلق کوئی نص وارد نہیں۔ کیونکہ واقعات اس کی صریح تکذیب کر رہے ہیں۔

کیونکہ جلال الدین سیوطیؒ ایک بڑے پایہ کے عالم اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اورانہوں نے احادیث کی بھی چند کتابیں لکھی ہیں۔ کبیر، اوسط، صغیر۔ مگر ہر ایک میں محدثین کی طرح سلسلہ روایت کا ہی قائم رکھا ہے اور کوئی باب ان احادیث کا نہیں باندھا۔ جن کی صحت انہوں نے حضرت ﷺ سے بذریعہ کشف دریافت کی ہو۔

صحابہؓ بھی بعد حضرت ﷺ کے بوقت ضرورت کسی حدیث کی صحت کا محض دوسرے کسی صحابی کی شہادت پر ہی فیصلہ کرتے۔ اگر کشفی صحت کا مسئلہ صحیح ہوتا تو وہ ضرور اس سے فائدہ اٹھاتے۔ حضرت عمرؓ کے کشف کا یہ حال تھا کہ مدینہ شریف کی مسجد میں اپنے ایک لشکر کے سردار کو جو نہاوند کے غزوہ پر گیا ہوا تھا، بلند آواز سے فرمایا ’’یا ساریۃ الجبل‘‘ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف رخ کرو۔ اس آواز کے پہنچنے کی اور اس کی تعمیل کرنے کی بدولت دشمن پر فتح یاب ہونے کی تصدیق بعد میں ہوگئی۔ دیکھو (مشکوٰۃ شریف باب الکرامات)

لہٰذا جب نہ صحابہؓ نے نہ اہل بیت نے نہ تابعین نے نہ تبع تابعین نے اس میں من گھڑت مسئلہ سے فائدہ اٹھایا، نہ محدثین نے جو ہر طرح اپنے مابعد کے علماء اور صوفیا کرام سے ہر امر میں فائق تھے تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ شرعی حجت نہیں ہوسکتا اور الہام اور کشف کی صحت کا معیار بھی قرآن اور حدیث کے سوا اور کچھ نہیں۔ ورنہ شریعت لڑکوں کا کھیل ہو جائے گی اور جو مسئلہ کسی کو مفید نظر آئے گا، الہام یا کشف کو اس کا شاہد بنا لے گا۔

دوسرا یہ امر نہایت ہی لغو ہے کہ ایک پیغمبر تبلیغی مسائل میں بعد اپنی وفات کے مکلّف ہو، تصوف یا اس قسم کی تصانیف میں اکثر موضوع احادیث بھی مندرج ہیں۔ لہٰذا مذکورہ

مسئلہ بھی اسی قبیل سے ہے اور شرعی حجت نہیں ہوسکتا۔ حضرتﷺ کو اللہ تعالیٰ الہام فرمائے کہ تیرے بعد سلسلہ نبوت بند ہے اور جو اپنے آپ کو نبی خیال کرے، اس کا ادّعا جھوٹا ہے۔

اور عیسیٰ بن مریم ہی اصل نبی بطور نشان قیامت اخیر زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے اور بیت اللہ شریف کے حج کے واسطے مقام ''روحا'' سے احرام باندھیں گے اور مدینہ شریف میں فوت ہوکر حجرہ نبوی میں مدفون ہوں گے۔ مگر تیرہ سو سال کے بعد اسی صادق مصدوق ''وما ینطق عن الھویٰ '' کا خدا تعالیٰ ایک امتی کو بالکل اس کے برخلاف الہام کردے۔ ایسا خدا ہرگز خدا نہیں ہوسکتا جو پہلے دین اسلام کو ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدۃ:۳) '' کی آیت سے فخر بخش کر ہمیشہ تک قطعی فیصلہ کردے۔

مگر ایک امتی کو تیرہ سو سال کے بعد اس کے برخلاف الہام کردے۔ جو مؤمن ہے وہ تو اس آیت کا مصداق ہے ''فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکّموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (نساء:۶۵) '' یعنی اے پیغمبر قسم ہے تیرے رب کی ان کا ایمان ہی کوئی نہیں جو اختلافی امور میں تجھ کو اپنا حکم نہ بنائیں اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس کو بلا چون وچرا تسلیم نہ کریں۔

اب ناظرین غور کریں کہ قادیانی نبی اور مسیح نے حضرتﷺ کے فیصلہ کو قبول کیا۔ یا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ تھلگ بنا کر کلمہ گو مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔ یاحتیٰ کہ جن کو حضرتﷺ نے مسلمانی کلمہ پڑھوایا تھا، ان کو کافر کہہ دیا اور کیوں؟ صرف اس واسطے کہ انہوں نے حسب فرمودہ جنابﷺ مرزا قادیانی کو نہ نبی تسلیم کیا نہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔

اب ناظرین مرزا قادیانی کے اس شعر کو پڑھیں کہ وہ اور اس کی جماعت کہاں تک اس کی مصداق ہے۔ کون بتلائے کہ ایسے اشعار بنا بر عمل کرنے کے تھے یا مسلمانوں کو قابو کرنے کے واسطے۔ تجربہ اور مشاہدہ خود شاہد ہیں کہ ایسے شعر کس لئے لکھے گئے:

اقتدائے اقوال او درجان ماست　　ہرچہ زو ثابت ایمان ماست

(ضمیمہ سراج منیر ص ح، خزائن ج۱۲ ص۹۵)

ہشتم: اس نمبر میں ہم مرزا قادیانی کا اپنا فیصلہ دکھانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو

بخوبی ثابت ہو جائے کہ مرزا قادیانی باوجود اس قدر محنت اور تحریر کے یقین کے کس مرتبہ کو پہنچے تھے۔

ا...... نزول مسیح کا عقیدہ ہمارے ایمانیات کا جزو نہیں۔

(ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)

ب...... ایک کیا بلکہ دس ہزار مسیح آ سکتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۹۵، خزائن ج۳ ص۲۵۱)

ج...... ممکن ہے کہ وہ احادیث کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہی ظاہری جلال کے ساتھ نازل ہو۔ (ازالہ ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

د...... جو آنے والا مسیح موعود تھا وہ میں ہی ہوں، مجھ پر ایمان نہ لانا موجب غضب خدا ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۶، خزائن ج۲۲ ص۵۰۰ ملخص)

ہ...... ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسی نے میرا نام نبی رکھا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

مذکورہ پانچ مختلف بیانات مندرجہ (ازالہ) اس وقت کے ہیں جب مرزا قادیانی نے براہین والے اپنے نزول مسیح کے عقیدہ کو رد کرنے کی تجویز کی تھی۔ مگر جس نتیجہ پر اس قدر ہاتھ پاؤں مار کر پہنچے، اس کو ان کے الفاظ خود مذبذب ثابت کر رہے ہیں۔ پھر کسی غیر کا پورے یقین سے ان کو نبی اور مسیح موعود نہ ماننا قابل الزام نہیں۔ مگر ان کی خاص جماعت ضرور ذیل کی حدیث کی ایک زندہ مثال موجود ہے۔

''ابی درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تیرا دوست رکھنا کسی چیز کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے''۔ (مشکوٰۃ باب المفاخرۃ والعصبیۃ) یعنی تجھ کو بے جا دوستی اور محبت میں حق و باطل کی تمیز بالکل نہیں رہ سکتی۔ ہاں! اس نمبر میں ایک امر کا اظہار باقی ہے کہ مرزا قادیانی کے اس لفظ پر کسی اہل سنت کے کم علم مسلمان کو غلط فہمی نہ ہو جائے کہ نزول مسیح کا عقیدہ ہماری ایمانیات کا جزو نہیں۔ سو واضح ہو کہ نزول مسیح کا عقیدہ بے شک اہل سنت کی ایمانیات کا جزو ہے۔

جیسا کہ اہل سنت کی عقائد کی کتب میں بصراحت لکھا ہے۔ مثلاً فقہ اکبر ابوحنیفہؒ اور غنیۃ الطالبین جناب پیران پیر صاحبؒ میں۔ اگر یہ مسئلہ عقائد میں شامل نہ ہوتا تو حضرت ﷺ

اس کو اس قدر وضاحت سے نہ فرماتے یہ مسئلہ متشابہات سے بھی خارج ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ ازالہ میں اس پر مجملاً ایمان لانے کی ہدایت درج ہے۔

اب قادیانی جماعت سے کون پوچھے کہ یہ مسئلہ اگر ایمانیات کی جزو نہیں اور اس پر مجملاً ایمان لانا ہی کافی ہے تو پھر قادیانی مرزا قادیانی کو عین مسیح موعود احادیث والا نہ ماننے سے آدمی خدا کا مغضوب کس طرح ہوسکتا ہے اور اگر واقعی ایسا ہی عقیدہ ہونا چاہئے تو پھر مرزائی کتب میں اس کی توضیح وتشریح اس قدر کیوں ہے اور قادیانی جماعت ہر وقت وفات مسیح کے ہی مشغلہ میں کیوں مصروف ہے۔ کیا مرزا قادیانی نے کسی اور متشابہ مسئلہ پر اس قدر تصانیف لکھیں یا ان کی جماعت نے اس میں اس قدر دلچسپی یا مصروفیت کا ثبوت دیا؟ قلم سے لکھ دینا یا منہ سے کہہ دینا اور اس پر عمل نہ کرنا اس آیت کا مصداق بننا ہے ''لم تقولون ما لاتفعلون (الصف:۲)''

(۳) قال: (ص۴) ''اس چھوٹی سی سورت کا نام فاتحہ ہے اور یہ عجیب امر ہے کہ (مکاشفات باب۱۰ آیت۲) میں اس سورۃ کا نام اور اس کی آیات کی تعداد بطور پیش گوئی مرقوم ہے۔ مترجم نے پیش گوئی کی اصل حقیقت سے ناآشنا ہونے کے باعث لفظ ''فتوحہ'' کا ترجمہ کھلی ہوئی کتاب کیا ہے۔ اس پیش گوئی میں جو گرج کی ساتھ آوازوں کا ذکر ہے اس سے مراد اس سورت کی سات آیات ہیں۔ مسیحی مصنّفین بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ مکاشفات کے مذکورہ بالاحوالہ میں مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق پیش گوئی ہے۔

اور یہ بات بالکل درست ہے، حضرت مسیح موعود نے سورۂ فاتحہ کو ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھا۔ آپ نے عربی اور اردو میں اس پر تفاسیر لکھیں۔ اپنے دعاوی پر اس سورت میں سے دلائل پیش کئے۔ اپنی تقریروں اور تحریروں میں متواتر اس کا حوالہ دیا اور اس سورت کو دعا کا بہترین نمونہ قرار دے کر اپنے پیروؤں کو اس کے پڑھنے کی نہایت زور کے ساتھ تاکید فرمائی۔ آپ نے اس چھوٹی سی سورت سے وہ موتی نکالے اور وہ نکات معرفت ظاہر فرمائے، جو آپ کی آمد سے پہلے کسی کے وہم میں بھی نہ آئے تھے۔ حتی کہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے زمانہ تک یہ سورت مقفّل کر کے رکھی ہوئی تھی۔ جیسا کہ مکاشفات میں لکھا ہے کہ نبی کو ایک آسمانی آواز نے کہا ''بادل کے ان سات رعدوں سے جو بات ہوئی اس پر مہر کر رکھ اور مت لکھ۔''

اقول: مکاشفات میں اس سورت کے نام اور سات آیات سے قادیانی جماعت کا استدلال کرنا رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کے سوائے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا اور علم حدیث کی لاعلمی یا عدم یقین احادیث صحیحہ کا صریح ثبوت ہے۔ دیکھو حدیث ذیل۔

(مشکوٰۃ فضائل القرآن فصل دوم)

’’روایت ہے کہ ابن عباسؓ سے کہ جس وقت بیٹھے ہوئے جبرائیل علیہ السلام نزدیک حضرت ﷺ کے سنی جبرئیل نے آواز دروازہ کھلنے کی اوپر کی طرف سے پس اٹھایا سر اپنا۔ پس کہا جبرئیل نے کہ یہ دروازہ آسمان کا آج کے دن ہی کھولا گیا ہے اور اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ پس اترا اس دروازہ سے ایک فرشتہ، پس کہا جبرئیل نے یہ فرشتہ سوائے آج کے دن کے کبھی زمین پر پہلے نہیں اترا، پس فرشتہ نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور کہا آپ کو دونوروں کی خوشخبری ہو جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں اور کسی نبی کو آپ سے پہلے نہیں ملے۔ یعنی سورۃ الحمد اور خاتمہ سورۃ بقر۔ الیٰ اخرہ!‘‘

یہ حدیث ابن عباسؓ نے حضرت ﷺ سے سن کر بیان کی اور ایسی احادیث مرفوع کا حکم رکھتی ہیں کہ اس میں صحابی کے اجتہاد کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ مکاشفات میں یوحنّا کو فرشتہ نے سات گرج کی آوازوں میں ایک امر کی اطلاع دی اور ممکن ہے کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی آمد ثانی ہی کی بابت کہا ہو۔ مگر اس بیان سے سورۃ فاتحہ اور اس کی سات آیات سے مراد لینا من گھڑت تاویل ہے، جس کی تکذیب کے واسطے (صحیح مسلم) کی مذکورہ حدیث کافی ہے۔

حضرت ﷺ سے پیشتر سورۃ الحمد یا فاتحہ والا دروازہ ہی کسی نبی پر نہیں کھولا گیا اور نہ کوئی فرشتہ ہی اس سورت کو لا سکا تو یوحنّا نے کس طرح اس سورت کو لے کر محفوظ کر لیا۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ فرشتہ نے یوحنّا کو کہا تھا، اس کو فاتحہ سے کوئی تعلّق نہیں۔ یہ صرف ’’حبک الشئ یعمی ویصمّ‘‘ کی مثال ہے۔ جس سے قادیانی ترجمہ بھرا پڑا ہے۔

اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ مکاشفات مذکورہ میں مسیح کی آمد ثانی کی پیش گوئی ہی نکلتی ہے تو قادیانی جماعت کو یہ ہرگز مفید نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خود مسیح نے بڑے جلال سے دوبارہ آنے کی نسبت (انجیل متی باب۲۴، آیت ۲۳،۲۷) میں اطلاع دی ہے اور یہ تنبیہ بھی کردی ہے کہ آخری زمانہ میں کاذب مسیح اور کاذب نبی بہت آئیں گے۔ بلکہ اپنے نشانات

سے برگزیدوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ احادیث صحیحہ اور انجیل ہر دو سے ہم ابھی ماقبلی نمبر میں بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ آمد ثانی میں اصلی ابن مریم علیہ السلام ہوگا نہ اس کا غیر۔

حضرت ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کا اﷲتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا از روئے نصوص کے منقطع ہو چکا ہے اور اس میں حکمت الٰہی جو پوشیدہ ہے، اس کی ساری مصلحت تو اسی خبیر وعلیم کو ہی معلوم ہے، جس نے ایسا کرنا پسند فرمایا ہے۔ مگر جس قدر اﷲتعالیٰ نے بحکم ’’**لایحیطون بشیٔ من علمه الا بما شآء** (البقرة:۲۵۵)‘‘ اپنے برگزیدہ بندوں کو جتلا دیا ہے وہ یہ ہے کہ خاتم المرسلین کی بعثت برخلاف کل سابقہ مرسلین کے کافۃ للناس ہے اور دین اسلام ہر طرح پر ’’**الیوم اکملت لکم دینکم** (المائدة:۳)‘‘ کے مطابق کامل ہو چکا ہے۔

اگر قیامت تک بھی دنیا کے کل فلاسفر اور مدبر انسانی بہتری اور ترقی کے واسطے خواہ وہ تمدنی، خواہ اخلاقی، خواہ روحانی تجاویز کر کے کیسے ہی اعلیٰ اصول اور قواعد مرتب کریں، جب بھی اسلامی دائرہ سے باہر ہرگز نہیں جاسکیں گے۔ آج کل ہی بعض متمدن اور مہذب اقوام کا جائزہ تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کئی باتوں میں اسلامی قوانین کے پابند ہیں۔ اگرچہ بظاہر اس کو تسلیم نہ کریں۔ انسان کی تمدنی اور اخلاقی ضروریات دن بدن اسلامی سکہ کو قبول اور رائج کر رہی ہیں۔

پس اندریں صورت جدید نبی کے ذمہ باقی کیا رہ گیا۔ اسلام کامل، نبی کامل، کتاب کامل۔ پھر حضرت ﷺ کے بعد سلسلہ مجددین کا اور جماعت حقہ کا ہمیشہ قائم ہے۔ ہر زمانہ میں درس قرآن وحدیث جاری ہے۔ جب کسی اہل ہوا نے سر اٹھایا، سینکڑوں قلمی خنجر لے کر اس کے مقابلہ کو موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانہ میں ملت واحد اسلام ہی اسلام رہ جائے گا۔ ’’**ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا** (النساء:۱۵۹)‘‘ وہ حضرت ﷺ کی نبوت کی تصدیق اہل کتاب کے سامنے اصالتاً فرمائیں گے اور یہود پر روشن ہو جائے گا کہ مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوئے، نہ صلیب پر چڑھائے گئے تھے اور نصاریٰ تثلیث کے عقیدہ سے اور کفارہ کے اعتقاد سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوں گے۔

اﷲتعالیٰ کو منظور تھا کہ اپنے حبیب ﷺ کی وقعت اور عظمت کو جسے اہل کتاب نے

تسلیم نہ کیا تھا معرفت اسی مسیح کے جس نے ’’یأتی من بعدی اسمہ احمد (الصف:۶)‘‘ کی پیش گوئی کی تھی، ان سے منوائیے اور نزول مسیح کو باقی آیات قیامت کا بحکم ’’وانہ لعلم للساعۃ (الزخرف:۶۱)‘‘ ایک زندہ مثال پیش کر کے مادہ اور سائنس پرست دنیا کو خرق عادت امور پر اپنی قدرت اور اختیار ظاہر کرے، کیونکہ ان کے نزول کے وقت دنیا ساری قریباً مادہ پرستی میں غرق ہوئی ہوگی۔ حتیٰ کہ مسلمان بھی جو کہتے ہیں کہ دنیا میں مردہ زندہ نہیں ہوسکتا اور مسیح علیہ السلام کا رفع ونزول جسمانی خلاف قانون قدرت ہے۔ اپنی آنکھوں سے اس امر کا مشاہدہ کریں گے۔

پھر دیگر علامات قیامت تدریجاً خرق عادت کے طور پر واقع ہونی شروع ہوجائیں گی۔ جیسا کہ قرآن کریم نے ’’یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفساً ایمانھا لم تکن اٰمنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا (الانعام:۱۵۸)‘‘ میں مجملاً اور رسول اللہ ﷺ نے مفصلاً بیان فرمادی ہیں۔

قادیانی جماعت سورہ فاتحہ میں تو کیا ہر ایک آیت قرآنی اور ہر ایک قدرتی واقع سے اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنے کی کوشش کریں، تو ان کو حق حاصل ہے۔ مگر اہل سنت تو مسیح موعود اسی عیسیٰ ابن مریم کو مان چکے ہیں جس کو یہود نے سولی پر چڑہانا چاہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حسب فرمان ’’وجیھا فی الدنیا والاخرۃ (آل عمران:۴۵) واذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدۃ:۱۱۰)‘‘ ان کے ہاتھوں پڑنے سے صحیح سالم بچا کر آسمان[۱] پر اٹھا لیا اور حسب احادیث صحیحہ حضرت ﷺ سے معراج کی رات میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا اپنے واسطے یہ عہد بھی بتلادیا تھا کہ دجال کی موت میرے ہاتھ سے قرار پاچکی ہے۔

اور حضرت ﷺ نے ان کا مقام ’’روحا‘‘ سے احرام باندھ کر حج بیت اللہ شریف کا کرنا، نکاح کرنا، صاحب اولاد ہونا، مدینہ منورہ میں فوت ہوکر آپ ﷺ کے مقبرہ شریف میں پاس صاحبین کے مدفون ہونا معہ دیگر حالات وواقعات کے ہم کو ایسا وضاحت سے بتلادیا ہے

۱؎ نوٹ: جس مسیح علیہ السلام کی شان میں ’’وجعلنی مبارکاً این ما کنت (مریم:۳۱)‘‘ آیا ہے قادیانی جماعت اس کو سولی پر چڑہاتی اور میخیں بھی ان کے ہاتھوں اور پیروں میں ٹھونکتے ہیں۔ قرآنی معارف اسی قسم کے اس جماعت کے اور بھی بہت ہیں جو اس کتاب بھی ناظرین ان شاء اللہ دیکھیں گے۔

کہ ہم مسیح ابن مریم قرآنی کے سوائے کسی غیر کو مسیح موعود قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ نشانات مسیح موعود کے ایسے ہیں کہ ہمارے واسطے ہر ایک خیالی تاویل کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ یہ قادیانی جماعت ہی کی جرأت ہے کہ احادیث صحیحہ غیر قابل تاویل کی اور عیسیٰ ابن مریم اسم علم ہونے کی حیثیت سے غیر قابل تاویل ہونے کی مطلقاً پرواہ نہ کر کے جس کو چاہیں مسیح موعود بنالیں۔

قادیانی جماعت کہتی ہے کہ مرزا قادیانی نے اس چھوٹی سی سورت سے وہ موتی نکالے اور وہ نکات معرفت ظاہر فرمائے جو آپ کی آمد سے پہلے کسی کے وہم میں بھی نہ آئے تھے۔ ہاں بے شک اس سے پہلے کسی نے ایسی وہمی اور من گھڑت تفسیر سورہ فاتحہ کی ہرگز نہیں کی۔ جب کوئی نیا خیالی مفسر دیگر موتیوں اور نکات معرفت کے بعد اس صورت سے اپنے دعویٰ مسیحیت کو بھی ثابت کرنے کو اتر آتا ہے تو بفضل خدا وہ موتی اور نکات معرفت بھی مشتبہ ہو کر قابل قدردانی نہیں رہتے۔

یہ جماعت ’’لا تغلوا فی دینکم (النساء:۱۷۱)‘‘ کی ایسی مصداق ہے کہ بات بات میں فخر، تعلّی اور چیلنج کا ادعاء ان کا اصلی اصول ہو گیا ہے اور اہل سنت کے مقابل یہ جماعت کسی میدان میں آج تک فتح یاب نہیں ہو سکی۔ یہ جماعت چونکہ سوائے مرزا قادیانی کی تفسیر کے سلف کی تفاسیر سورہ فاتحہ کا مطالعہ تو کجا نام تک بھی نہیں جانتی۔ اس واسطے وہ اگر قادیانی تفسیر کی مدح میں بے خود نہ ہو تو کیا کرے۔ بہت سی عربی تفاسیر اس سورت کی موجود ہیں اور اردو میں بھی اور یہ جماعت اگر اصل موتی اور معارف دیکھنا پسند کرے تو عربی دان کے واسطے ہم ’’اعجاز البیان فی تاویل ام القرآن‘‘ اور اردوخواں کے لئے ’’مظہر العجائب‘‘ بالفعل پیش کر دیتے ہیں۔ یہ ہر دو تفاسیر تین یا ساڑھے تین روپے کی مطبع نولکشور لکھنؤ بک ڈپو سے مل سکتی ہیں۔

باقی عربی و اردو تفاسیر اس سورت کی اگر کوئی صاحب مطالعہ کرے تو اس کے شوق اور فرصت پر منحصر ہے۔ مثلاً ابن جریر، ابن کثیر، درمنثور، فتح البیان، تفسیر رحمانی عربی میں اور تفسیر حقانی، اعظم التفاسیر، ترجمان القرآن اردو میں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مذکورۃ الصدر تفاسیر قادیانی جماعت کے واسطے موجب دلچسپی نہیں ہوں گی۔ کیونکہ ان کے مصنفین اہل سنت ہیں اور اس واسطے ان کو اہل سنت کی پابندی کا حتی الوسع بڑا پاس رکھنا پڑا ہے۔

ان تفسیر میں یہ نہیں ہے کہ اصول میں تو وعدہ کریں کہ احادیث صحیحہ کو مدنظر رکھا جائے گا مگر ''حبک الشئ یعمی ویصم'' کے مصداق ہوکر اپنے وعدہ کو بالکل فراموش کردیں۔ ہاں! ان سب تفاسیر میں ایک بڑا نقص قادیانی جماعت کو ضرور بے لطف کردے گا کہ انہوں نے کسی آیت سے کسی فرد امت مرحومہ کو مسیح موعود ثابت کرنے کی جرأت یا کوشش نہیں کی۔

اگر ناظرین مرزا قادیانی کی فصاحت اور بلاغت کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو ''ابطال اعجاز مرزا'' چند آنوں میں مولوی عبداللطیف موضع راج پور ڈاک خانہ سبور ضلع بھاگلپور سے طلب کریں۔

(۴) قال: یہ سورۃ قرآن کریم کا دیباچہ ہے اور علاوہ اور ناموں کے اس کا نام ''ام الکتاب'' بھی ہے۔ کیونکہ اس میں قرآن کریم کی کل تعلیم کا خلاصہ درج ہے۔

(ص۴ باب۲)

اقول: قادیانی مفسرین نے جو کچھ اوپر لکھا ہے بالکل صحیح ہے اور قرآن شریف کی سورۃ حجر:۸۷ والی ''ولقد اٰتینٰک سبعامن المثانی والقرآن العظیم'' کے مطابق یہ مطلب درست ہے۔ مگر چونکہ جماعت قادیانی اپنے آپ کو آیت ''وآخرین منھم لما یلحقوا بھم (الجمعہ:۳)'' کا مصداق سمجھ کر صحابہؓ کی ہمسری کی مدعی ہے۔ اس لئے ہم کو اس سورت کے بہت سے ناموں میں سے ایک نام ''سورۂ شفا بھی ظاہر کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ صحابہ اس سورت کو سانپ اور بچھو کے کاٹے پر اور دیوانہ پر پڑھ کر اچھا کردیا کرتے تھے۔ دیکھو ان واقعات کو۔ (مشکوٰۃ باب الاجارہ)

قادیانی جماعت نے جو کچھ اس سورت کی تعریف میں لکھا ہے اس میں کسی کو کلام نہیں، مگر چونکہ اس نے اس سورت کے سربمہر اسرار کا ٹھیکہ مرزا قادیانی کے نام محدود کردیا ہے اور آیت مذکورہ کا مصداق اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے، اس لئے یہ سوال بے جا نہیں کہ کبھی مرزا قادیانی نے یا ان کی جماعت نے صحابہؓ کی طرح سانپ یا بچھو کے ڈنگ پر یا کسی دیوانہ پر اس سورت کے وسیلہ کامیابی عندالضرورت حاصل کی ہے یا نہیں یا اب جماعت سے کوئی مرد میدان بننا پسند کرے گا؟

(۵) قال: ’’وبالاخرۃ ھم یوقنون‘‘ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم ہے کہ جب وہ موعود آئے اس کو قبول کریں۔ (ص۱۳ ابقیہ فوائد متعلقہ ص۲)

اقول: اجی صاحبان! مسیح موعود اہل سنت مسلمانوں کا جو ہے اس پر وہ تو ہمیشہ سے ایمان رکھتے ہیں اور بوقت نزول بھی ان نشانات کو دیکھ کر جو حضرت ﷺ نے بتلا دیئے ہیں۔ان شاء اللہ! ایمان لائیں گے۔آپ صاحبان نے دیباچہ میں چار اصول کو اپنی تفسیر میں مدنظر رکھنے کا وعدہ فرمایا تھا۔یعنی آیات، احادیث صحیح، لغت اور تاریخ کا جس کی پابندی کو آپ بار بار توڑ چکے ہیں۔جیسا ہم اس سے پہلے ثابت کر چکے ہیں۔

اور’’وبالاخرۃ ھم یوقنون‘‘ کی تفسیر میں جو گوہر افشانی آپ نے فرما کر مرزا قادیانی کو مسیح موعود یقین کرنے کا استدلال کیا ہے اور باقی کل مسلمانوں کو یہ قطعی فیصلہ بطور حکم ناطق سنا دیا ہے۔اس کے متعلق ہم کافی روشنی اس سے پہلے ڈال چکے ہیں۔مزید بیان کی ضرورت نہیں، صرف اس قدر اشارہ کافی ہے کہ جب لیلیٰ کا ایک اونٹ گم ہوگیا تو مجنوں ایک مور کو جنگل سے پکڑ لایا اور جب لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ مور کا اونٹ سے کیا تعلق ہے تو بولا کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ اس کے پروں پر جابجا اونٹ کے قدموں کے نشان موجود ہیں۔

آپ بھی مجنوں کی طرح آیت آیت میں اپنے محبوب قادیانی کو دیکھیں، بلکہ ہر برگ وشاخ میں دیکھیں تو یہ آپ کے اس عشق کا ثبوت ہے۔جس کا’’حبک الشئ یعمی ویصم‘‘ میں اشارہ ہے اور آپ کے اسی قبیل سے چند معارف اور موتیوں کی آب وجھلک اہل سنت کی ضیافت طبع کی خاطر پیش کر کے ہم بتلانا چاہتے ہیں کہ اے اہل سنت تم نے معتزلہ اور شیعہ اور چکڑالوی تفاسیر اور تاویلات کو دیکھا ہوگا۔ذرا لگتے ہاتھ قادیانی تفسیر کا بھی ملاحظہ کرلو۔آزادی کا زمانہ تو بے شک ہے مگر آخری دینی اعتقادات بھی تو کچھ چیز ہیں، جو کسی آزادی کی قربان گاہ پر قربان کردینے سے صرف خیالی اعتقاد رہ جاتے ہیں جو اعتقاد الہام اور نبوت کے چشمہ سے نہیں لیا جاتا وہ ہرگز صحیح نہیں ہوتا۔

کیونکہ بنی آدم کے اذہان اور عقول قدرتاً مختلف واقع ہوئے ہیں، لہٰذا دینیات میں صرف الہام اور نبوت ہی ایسا چشمہ ہے جو گمراہی سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور’’ان الدین عند اللہ الاسلام۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران:۱۹،

۸۵) '' نے جہاں کے کل ادیان کو اس واسطے منسوخ کر دیا کہ سب چشمے جو کسی وقت صفا اور پاک تھے، اب بالکل مکدّر ہو گئے ہیں اور اب وہ انسان کی تمدنی، اخلاقی، روحانی ضروریات اور ترقی کے مدارج میں کماحقہ دستگیری کرنے سے قاصر ہیں۔ اسلام اور اس کی الہامی کتاب معہ احادیث صحیحہ قیامت تک تحریف اور اہل ہوا کے حملوں سے محفوظ ہیں اور اسلام کے ۷۳ فرقوں میں اہل سنت کا گروہ ہر زمانہ میں سواد الاعظم موجود رہا ہے۔

پس سلامتی کا راستہ حضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق صرف ''اتبعوا السواد الاعظم '' ہے۔ یعنی اسلامی عقائد میں حزب اعظم کی پیروی کرو۔ یہ فرمان نبوی مدنظر رکھنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے اور یہی طریق قرآن شریف میں ''سبیل المؤمنین'' کے نام سے موسوم ہے۔ بعض فرقے باوجود قرآن کی عبارت سمجھنے کے اس میں ایسی تاویلات کرتے ہیں کہ قرآن کی دیگر آیات اور احادیث صحیحہ اس کو رد کر دیتے ہیں اور اس کا نام معارف قرآن رکھتے ہیں۔

اب اسی آیت ''وبالاخرۃ هم یوقنون (البقرۃ:۴) '' کی ہم تشریح کرتے ہیں، جس کے رو سے قادیانی جماعت اپنے مسیح موعود پر مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم کرتی ہے۔ لفظ آخرت کا قرآن شریف میں قریباً ۹۸ دفعہ مذکور ہے۔ صرف ایک دفعہ اپنے حقیقی معنی ومراد سے متجاوز ہو کر ماقبل کے معنی پیدا کرتا ہے۔ دیکھو ''ما سمعنا بهٰذا فی الملة الاخرۃ (ص:۷) '' یعنی ہم نے یہ بات گزشتہ ادیان میں نہیں سنی۔ باقی ۹۷ مواقع ایسے ہیں کہ ان میں دوسرے جہاں کے سوائے اور مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ ہر موقعہ پر لفظ آخرت کے ساتھ قرآئن ایسے ہیں کہ غیر مراد کی طرف جانے سے مانع ہیں۔

اور جس طرح ان ستانوے (۹۷) مواقع میں سے ''وهم بالاخرۃ هم یومنون '' چند بار واقع ہوا ہے۔ اسی طرح بطور اعتقادی اصول کے سورہ بقر کے شروع میں ''وبالاخرۃ هم یؤقنون '' مذکور ہے لہٰذا جس تاویل کو خود قرآن کریم کے ستانوے (۹۷) مواقع رد کرتے ہیں وہ تاویل باطل ہے۔

قادیانی مفسرین اپنے مسیح موعود کو منوانے کے لئے ایسے بے صبر اور از خود رفتہ ہو رہے ہیں کہ ''بالاخرۃ هم یوقنون '' میں بجائے آخرت پر ایمان لانے کے اصول

اعتقادری کو مدنظر رکھنے کے مرزا قادیانی پر مسلمانوں کا ایمان لانا نہایت ضروری اور مقدم سمجھتے ہیں، خواہ ایمان بالآخرت چولہے میں پڑے۔ مگر مرزا قادیانی کو مسلمان مسیح موعود مان لیں۔

جب مرزا قادیانی ایک دفعہ فیصلہ ازالہ میں فیصلہ کر چکے ہیں کہ نزول مسیح کا مسئلہ ایمانیات کا جزو ہی نہیں، تو پھر تعجب ہے کہ ان کی جماعت اور سب کام کاج چھوڑ کر ہر وقت اسی مسئلہ میں کیوں مصروف ہے۔ مگر جماعت کو بھی آخر وہی طریقہ اختیار کرنا پڑا ہے جو ان کے پیشواء نے اختیار کیا۔ نہ پیشواء اس اصول کے پابند رہے نہ ان کی جماعت۔ اس واسطے غیر مرزائی مسلمان تو ان کی تحریروں سے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ کون سی صحیح اور کون سی غلط ہے۔ ہاں! ان کی جماعت آپس میں کرے تو کرے۔ مگر وہ بھی بعض اعتقادی مسائل میں ناگفتہ بہ تفریق کی مصداق ہورہی ہے۔

(۶) قال: (ص۳۹، فوائد متعلقہ ص۱۰) یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آدم کو دکھ دینے والی ہستی کا نام اس آیت میں شیطان رکھا گیا ہے اور ابلیس کا ذکر تک کر دیا گیا ہے اور یہ بات اسی مقام سے مختص نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں بھی قرآن میں انکار سجدہ اور تکبر کا ذکر آیا ہے وہاں ابلیس کا ذکر آیا ہے اور جہاں کہیں آدم کو شجرہ کے کھانے کی ترغیب دینے والے کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں اس کا نام شیطان رکھا ہے، ابلیس نہیں رکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان کوئی اور شے ہے اور ابلیس کوئی اور الخ۔

چنانچہ اس بات کی تصدیق قرآن کریم کی آیت سے بھی ہوتی ہے کہ ’’**ان عبادی لیس لک علیھم سلطان** (الحجر:۴۲)‘‘ یعنی میرے بندوں پر تجھے کبھی غلبہ نہ ہوگا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس کو خداتعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندوں پر کوئی تصرف نہیں۔ پس آدم کو دکھ میں ڈالنے والا ابلیس نہ تھا، بلکہ کوئی اور شخص جس کا صفاتی نام اللہ تعالیٰ نے شیطان رکھا۔‘‘

اقول: ابلیس کا مادہ بلس ہے جس کے معنی نہایت ناامیدی کے سبب غم کے ہیں مثلاً ابلس اور شیطان کا مادہ شطن ہے (بعد) یعنی دوری ہے۔ مثلاً بئر شطون چاہ عمیق (مفردات راغب) چونکہ شیطان بھی رحمت الٰہی سے دور ہے اس واسطے اس کا یہ نام ہوا۔ بے شک یہ صحیح ہے کہ شیطان ایک صفاتی نام ہے۔ مگر قادیانی تفسیر کہ ابلیس کوئی اور شئے ہے اور شیطان کوئی اور وجود، قرآن سے لاعلمی کی صریح دلیل ہے۔

’’**ان عبادی لیس لک علیهم سلطان** ‘‘ کی آیت سے یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ابلیس کو خداتعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندوں پر کوئی تصرف نہیں۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ اس آیت کا حصہ مابعد غت ربود کردیا ہے۔ جس سے اس کا گمراہ کرنا بعض حالات میں بالکل ممکن ہے۔ جس حصہ کو قادیانی مفسرین نے عمداً چھوڑ دیا ہے وہ یہ ہے ’’**الا من اتّبعک من الغاوین** ‘‘ یعنی اے ابلیس تجھ کو میرے خالص بندوں پر کوئی غلبہ نہ ہوگا۔ لیکن ان پر تیرا داؤ چل جائے گا جو تیری مرضی کے تابع ہو جائے گا، گمراہوں سے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے واسطے بھی ’’**وعصیٰ آدم ربه فغویٰ** (طٰہ:۱۲۱)‘‘ کے آخیر میں وارد ہو چکا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ابتدائی حالت کا نام ابلیس تھا پھر اس کی کرتوتوں کے سبب اسی کا نام شیطان ہوگیا۔ ایک ہی فرد کے نام بسبب مختلف صفات کے مختلف ہو جاتے ہیں۔ قادیانی تفسیر میں یہ عجیب عبارت قابل اعتراض ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں انکار سجدہ آدم علیہ السلام اور تکبر کا ذکر آیا ہے، وہاں ابلیس کا ذکر آیا ہے اور جہاں آدم علیہ السلام کو شجرہ کھلانے کی ترغیب دینے والا وجود ہے وہاں شیطان مذکور ہے۔ لہٰذا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ وجود ہیں۔

صاحبان! آپ کے اس بیان سے دو وجود ہرگز نہیں بن سکتے، کیونکہ قرآن مانع ہے۔ دیکھو آیت ’’**ولقد صدّق علیم ابلیس ظنه فاتبعوه الا فریقاً من المؤمنین** (السباء:۲۰)‘‘ یعنی ابلیس تو نے بوقت ملعون ہونے کے جو یہ گمان کیا تھا۔ ’’**لا حتنکن ذریّته الّا قلیلاً** ‘‘ وہ گمان اس کا اس قوم پر صادق ہوگیا۔ اب بتلائے وہی آدم کے سجدہ سے انکار والا یہ ابلیس ہے یا کوئی غیر اور کیوں بہ سبب اپنی کرتوت کے یہاں بجائے شیطان کے ابلیس کہا گیا۔ اب آپ کو مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن میں ابلیس کو شیطان اور شیطان کو ابلیس بھی کہا گیا ہے، جس پر آپ صاحبان نے بالکل تدبر نہ کرنے کے سبب سے دو علیحدہ وجودوں کا من گھڑت مسئلہ بنالیا ہے اب قطعی فیصلہ کے واسطے ہم قرآن شریف سے دو ذیل کی آیات نقل کر کے ثابت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ابلیس اور شیطان دو وجود نہیں ہوں گے، بلکہ واحد وجود۔ گو اس کے لشکر اور مرید شیاطین بھی ہوں گے۔ جن کو دنیا میں اس نے بہکایا ہوگا جب قیامت میں یہ ایک ہی وجود قرار پاچکا ہے تو دنیا میں آپ کی باطل تاویل سے دو علیحدہ وجود کیسے ہو سکتے ہیں۔

ا...... (ابراہیم:۲۲)’’وقال الشیطٰن لمّا قضی الامر‘‘ باقی قرآن سے دیکھو۔

ب...... (شعراء:۹۴،۹۵)’’فکبکبوا فیھا ھم والغاوٗن. وجنود ابلیس اجمعین‘‘(سارا موقعہ سے دیکھو)

ایک بات قابل بیان ہے کہ ابلیس درحقیقت جنّ تھا جس کی مصدّق یہ آیت ہے ’’کان من الجّن ففسق عن امر ربّہ (الکھف:۵۰)‘‘ پھر اسی کو’’ان الشیطان کان للرحمن عصیاً (مریم:۴۴)‘‘ نافرمانی اور شرارت کی وجہ سے شیطان کہا گیا۔

جنّات تین قسم کے ہیں۔ایک تو متشابہ بملائک۔دوم شریر بنام شیاطین۔سوم متوسط بنام جنّ (مفردات راغب) جب تک آدم میں روح داخل نہ ہوئی تھی اس وقت بموجب نص قرآن ابلیس ملائک میں شامل تھا اور حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنّت میں پیدا کر کے چھوڑ دیا، جب تک چاہا۔پس شروع کیا ابلیس نے پھرنا ان کے گرد دیکھتا تھا کہ یہ کیا ہے۔پس دیکھا ان کے وجود کو اندر سے خالی پہچانا کہ یہ پیدا کیا گیا ہے غیر مضبوط یعنی بھوک سے بے قرار ہو جایا کرے گا۔ (مشکوٰۃ باب بدأالخلق،فصل اوّل)

اس حدیث سے اور خود قرآن کے ان مواقعہ سے جہاں ملائک آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم کئے گئے تھے،متواتر ابلیس کا نام ہی ثابت ہوتا ہے،مگر جب سجدے کے انکار کے سبب وہ ملعون ہوگیا تو ملائک کے زمرہ سے نکالا گیا اور پھر اپنی اصلی جبلّت پر آ گیا اور اس وقت ذیل کے الفاظ اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کہے:

’’لئن اخّرتن الی یوم القیامۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلاً (بنی اسرائیل:۶۲) قال انظرنی الیٰ یوم یبعثون. قال انّک من المنظرین. قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم. ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجدوا اکثرھم شاکرین. قال اخرج منھا مذؤماً مّدحورا. لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین (الاعراف:۱۴تا۱۸)‘‘

اب اس کے بعد شرارتوں پر اتر آیا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اسی ابلیس کو شیطان کا خطاب دے کر ذکر کیا۔حتیٰ کہ قیامت کے دن بھی اس کو اسی لقب سے بیان کیا

’’وقال الشیطان ‘‘ چنانچہ احادیث بھی اسی امر کی مثبت ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اس کو شرارتوں کے سبب سے شیطان ہی کہا ہے۔ (مشکوٰۃ باب الوسوسہ)

مگر ایک عمدہ ثبوت اس امر کا کہ جس کا کلام سراپا بلاغت سے مملوّ ہے۔ جب قوم سبا نے گمراہ ہوکر ناشکری کی تو اس نے ابلیس استعمال فرمایا اور شیطان نہ کہا۔ کیونکہ اس وقت اس امر کو بتلانا مطلوب تھا کہ ابلیس نے بوقت لعنت جوظن کیا تھا کہ میں ہر طرح اور طرف سے آکر آدم زادہ کو گمراہ کروں گا وہ درست نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے گزشتہ اقوال کا مختصر الفاظ میں ایک فوٹو کھینچ دیا ہے اور اصلی فوٹو میں شیطان کہنا بلاغت کے منافی تھا۔ پس قادیانی مفسرین کی تاویل کہ قرآن میں جہاں کہیں آدم کے سجدہ سے انحراف یا تکبّر کا ذکر ہے، وہاں ابلیس کا ذکر ہے اور جہاں اس کی بری ترغیب کا ذکر ہے وہاں شیطان مذکور ہے۔ بالکل قرآن کی عدم فہمی کی دلیل ہے۔

اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا’’فکبکبوا فیھا ھم والغاوٗن. وجنود ابلیس (الشعراء:۹۴، ۹۵) ‘‘ یہاں بھی شیطان کا اصلی نام بتلانا مطلوب ہے اس واسطے ابلیس کہا گیا تا کہ معلوم ہوجائے کہ ابتداء میں اس نے گمراہ کرنے کا عہد کیا تھا اور اب جو اس کا تابع ہوا ہے دوزخ میں اس کے ہمراہ جائے گا۔ اتنا تو سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں گمراہی کے ہر طرف سے آدم زاد کے واسطے جال بچھانے کا عہد تو ابلیس ہی ابتدا میں کرے۔ مگر بعد ازیں بھلا مانس بن کر اور عدالت الٰہی میں استعفا داخل کر کے گمراہی کا مشن کسی غیر وجود کے سپرد کردے۔

پس ابلیس اصلی نام ہے اور شرارتوں کے سبب اسی کا نام شیطان ہے اور دو وجود جو کہتا ہے وہ قرآن کے علم سے بے بہرہ ہے۔ ابلیس آدم زاد کو بھی گمراہ کرتا ہے اور جنات کو بھی اور ابلیس معہ شریر جنات کے شیاطین ہیں۔ سانپ کو بھی بوجہ موذی اور شریر ہونے کے قرآن میں شیاطین کہا ہے۔ اسی طرح ہر شریر کو بوجہ صفت شرارت کے شیطان بولا جاتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ وہ کیا چیز ہے۔ سو قرآن نے خود بتلا دیا ہے’’کان من الجن (الکھف:۵۰) خلق الجانّ من مارج من نّار (الرحمٰن:۱۵) ‘‘اور ایک آیت اس طرح ہے ’’والجانّ خلقناہ من قبل من نّار السموم (الحجر:۲۷)‘‘

ان آیات نے جن کی خلقت کو انسانی خلق سے صاف متمیّز کردیا ہے۔ ملائک کی طرح ان کی ہستی پوشیدہ ہے متشکل بھی ہوسکتے ہیں اور اس وقت نظر بھی آسکتے ہیں۔ حدیث شریف میں لکھا ہے تم میں سے ہر ایک پر اس کا ہم نشین فرشتوں سے اور جنّوں سے معیّن کیا گیا ہے۔ مگر میرا جنّ مسلمان ہوگیا ہے مجھ کو برائی کا حکم نہیں کرسکتا۔ دوسری حدیث ''شیطان انسان کے خون میں سرایت کرسکتا ہے۔'' (مشکوٰۃ باب الوسوسہ فصل اوّل) ان احادیث سے نفس امارہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ الحمدللہ!

عام وساوس ڈالنے والا شیطان خنّاس کہلاتا ہے۔ (سورہ ناس) وضو میں وساوس ڈالنے والا شیطان ولہان کہلاتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب سنن الوضوء فصل دوم) نماز میں وسوسہ ڈالنے والا شیطان خنزب کہلاتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب الوسوسہ) شیطان کو معہ اس کے حزب کے طاغوت بھی کہا گیا ہے۔ ''**والذین کفروا اولیاء هم الطّاغوت** (البقرۃ:۲۵۷)'' ابلیس کو عزازیل، حارث اور اجدع بھی بولا جاتا ہے۔ جنّات سے جو زیادہ شریر ہوتا ہے اس کو عفریت کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں بھی ہوتے تھے، جس کا قرآن شاہد ہے۔ ''**قال عفریت من الجن** (نمل)'' حضرت ﷺ نے بھی ایک دفعہ نماز کے اندر ایک عفریت جنّ کو پکڑ لیا تھا۔ جب اس نے آپ کی نماز میں خلل انداز ہونا چاہا تھا۔ مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے لحاظ سے چھوڑ دیا ورنہ اس کو مسجد کے ستون سے جکڑ دیتے تاکہ لوگ دیکھتے۔ (حدیث متفق علیہ مشکوٰۃ باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ و مایباح منہ)

قرآن میں سورہ جنّ، حضرت ﷺ سے قرآن سن کر بعض کے ایمان لانے کا بھی ذکر اسی سورت میں ہے۔ جنّات ضرور بھی پہنچا سکتے ہیں۔ جس کا قرآن شاہد ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا تھا ''**انی مسّنی الشیطان بنصب وعذاب** (ص ۴۱)'' انسان کو حواس باختہ بھی کردیتے ہیں، جس کی قرآن اس آیت میں تصدیق کرتا ہے۔ ''**الذین یاکلون الرّبوا لا یقمون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المسّ** (البقرۃ:۲۵۷)''

انجیل بھی آسیب جنّ کی مصدّق ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جنّ نکالے۔ دیکھو (متی باب ۸ آیت ۲۸، ۳۳) (مرقس باب ۵، آیت ۱،۲) (لوقا باب ۸، آیت ۲۶، ۳۹) شیطان ہر بنی آدم کو بوقت پیدائش کے اپنی دو انگلیوں سے اس کے ہر دو پہلوؤں میں چوک دیتا ہے (مشکوٰۃ

باب بدأ الخلق فصل اول) جنات بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ خوراک ان کی ہڈی اور لید اور کوئلہ یا گرا ہوا لقمہ ہے انسان کے ہاتھ یا دستر خوان سے۔ (مشکوٰۃ باب آداب الخلاء، باب الاطعمہ)

جنات کے تین صنف ہیں۔ اوّل قسم کے پردار جو ہوا میں اڑتے ہیں اور دوم بعض سانپوں اور کتوں کی شکل میں۔ سوم وہ جو منزل میں اترتے اور کوچ کرتے ہیں۔
(مشکوٰۃ باب مایحل اکلہٗ ومایحرّم اور باب ذکر الکلب)

اس مسئلہ کو اس قدر طوالت دینا ایک نیک ارادہ کی بنا پر ہے۔ جس سے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بہت سے مسلمانوں کو فائدہ ہوگا، بشرطیکہ وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے کلمات پر یقین رکھتے ہیں اور مادہ پرستی ان پر غالب نہیں۔ ابلیس، شیطان اور جنّ پر ایسا کامل مضمون بدون توفیق اللہ تعالیٰ کے لکھا جانا ممکن نہ تھا۔

اخیر میں ہم مفسر حقانی ﷺ کی ایک حدیث صحیح نقل کرتے ہیں، جس میں ابلیس ہی کو شیطان کہا گیا ہے۔ اب ’’نہ اس پر بھی کوئی سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے‘‘ ’’عن سمرۃ بن جندبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لما حملت حواء علیہا السلام طاف بها ابلیس وکان لا یعیش لها ولد فقال سمّیه عبدالحارث فانه یعیش فسمّته فعاش وکان ذالک من وحی الشیطان وامره‘‘ (اخرجہ الترمذی، تلخیص الصحاح مترجم ج اوّل ص۱۷۰)

(۷) قال: ’’هٰذه الشجرة‘‘ شجرہ کی تعیین اللہ تعالیٰ نے نہیں کی۔ اس لئے ہم کسی خاص شجر کی تعیین تو نہیں کر سکتے لیکن بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم کا درخت تھا۔ کیونکہ اس کے کھانے انسان کو نیک وبد کا علم حاصل ہوگیا۔ مگر قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کے کھانے سے آدم اور اس کی بیوی ننگے ہوگئے اور یہی بات درست ہے وغیرہ۔ اس بات میں بائبل اور قرآن کریم متفق معلوم ہوتے ہیں کہ وہ درخت حقیقی درخت نہ تھا۔ بلکہ درخت سے مراد اور کوئی شے ہے۔ کیونکہ معرفت کا درخت یا وہ درخت جس کو کھا کر انسان کی کمزوری ظاہر ہو کوئی موجود نہیں۔ پس درخت سے مراد کوئی اور شے ہے۔

اور چونکہ لغت عرب میں شجر لڑائی کو بھی کہتے ہیں جیسا کہ خود قرآن کریم میں بیان ہے۔ ’’فلا وربک لا یؤمنون حتّی یحکموک فیما شجر بینهم (النساء:۶۵)‘‘ یعنی تیرے رب ہی کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہ بنیں گے۔ جب تک کہ تمہیں

اپنے جھگڑے میں حکم نہ بنائیں۔ اس آیت میں شجر لڑائی کے معنی میں آیا ہے وغیرہ۔ اس لئے اس شجرہ سے مراد ناپسند باتیں اور مکروہ خیالات ہی ہو سکتے ہیں۔‘‘ (ص۳۹)

اقول: اچھا صاحبان! بائبل نے تو اس درخت کو علم کا درخت بتلا دیا، مگر قرآن کریم نے کہاں اور کس طرح بتلایا کہ وہ حقیقی درخت نہ تھا۔ یہ تو صرف آپ کی من گھڑت تاویل ہے کہ چونکہ فلاں آیت میں شجر کے معنی لڑائی کے ہیں، اس واسطے اس شجر سے مراد ناپسند باتیں اور مکروہ خیالات ہی ہو سکتے ہیں۔ آپ کو لفظ ہٰذا بھی ساتھ لے کر یہ معنی کرنے چاہئیں تھے نہ کہ صرف ’’شجرہ‘‘ کے۔ اب آپ کے خیال کے مطابق یہ معنی ہوئے ’’اس قریب کی لڑائی سے بچو۔‘‘ اس وقت کون سی لڑائی اور کس کے درمیان جاری تھی۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے لفظ ہٰذا کا قریبی اشارہ کر کے آدم اور ان کی بیوی کو جانے سے منع فرمایا تھا؟ آپ نے ’’فاکلا منھا ‘‘ کی آیت میں جو فعل ’’اکل‘‘ ہے اور جس کے معنی حقیقی طور پر کھانے کے ہیں نظر انداز کر دیئے۔ ’’لاٰ کلون من شجر مّن زقّوم‘‘ کا قرینہ بھی بھول گئے اور نہ کوئی مثال دے کر ثابت کیا کہ لڑائی اور مکروہ خیالات میں مشغول ہونے کو فعل ’’اکل‘‘ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

چکڑالوی مولوی کے بھی آپ نے تاویلات میں کان کتر ڈالے۔ قرآن شریف میں بحالت اسم یہ لفظ ’’شجر‘‘ اور کبھی ’’شجرہ‘‘ پوری چھبیس (۲۶) دفعہ مذکور ہے اور اگر ایک دفعہ کا یہ لفظ متنازعہ فیہ ترک کیا جاوے، جب بھی باقی پچیس (۲۵) رہ جاتے ہیں اور ان کل پچیس مواقعہ پر بدوں خاص درخت کے جس کو انگریزی میں ’’ٹری tree‘‘ بولتے ہیں اور کوئی معنی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیا اپنی پیش کردہ لغت کی بنا پر ان میں بھی وہی معنی کر سکتے ہیں جو آپ نے ’’ھٰذہ الشجرۃ ‘‘ میں کئے ہیں۔ کیا لغت اسی محل کے واسطے کارآمد ہے یا کہیں دیگر مواقعہ پر بھی مفید ہو سکتی ہے۔

بندگان خدا! لغت کا اشارہ تو شہادت کے طور پر بعد میں کرنا موزوں ہوتا ہے، جب باقی قرائن سے فراغت ہو جائے۔ لیکن اس جگہ پورے پچیس (۲۵) قرائن قرآنی کو معہ لفظ ہٰذا کے بالکل نظر انداز کر دینا اور محض لغت کی پناہ لینا ایک ایسا فعل ہے، جس کو اہل علم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسا درخت جب موجود نہیں، جسے

کھانے سے معرفت یا کمزوری پیدا ہوجائے تو ضرور کوئی دیگر چیز ہے، درخت حقیقی نہیں ہوسکتا۔ آپ کو جس امر کا علم نہ ہو تو کیا اس کے وجود سے بھی انکار کردینا لازم ہے؟

آپ علم نباتات سے ماہر نہیں، ورنہ درختوں اور بوٹیوں میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب خواص رکھتے ہیں۔ یونانی حکمت میں تو قریباً سارا مدار ہی ان پر ہے۔ ذرا کسی حکمت کی کتاب کو دیکھو تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین آجائے گا کہ کیا کیا تاثیرات ان کے استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ ذرا بھنگ کی ایک مٹھی کسی کو کھلا کر دیکھ لو کپڑے اتار کر ناچنے نہ لگے تو ہمارا ذمہ۔ نہیں معلوم آپ کو کس خیال نے ایسی تاویل پر مجبور کیا۔ اگر آپ درختوں اور بوٹیوں کے خواص کی طرف توجہ کرتے تو ''ھٰذہ الشجرۃ'' کو بھی اپنے صحیح اور حقیقی معنی پے بے شک محمول کرتے۔ کسی لفظ کو اس کی حقیقی مراد سے اس وقت نکالا جاتا ہے، جب کوئی قرینہ بالکل نظر نہ آئے اور اہل علم واہل سنت کا یہی اصول ہے۔

قادیانی مفسرین کی عدم قرآن فہمی کا اس سے اور زیادہ ثبوت کیا ہوگا کہ ''فاکلا منہا فبدت لہما سواٰتہما (طٰہٰ:۱۲۱)'' اور ''فلمّا ذاقا الشجرۃ بدت لہما سواٰتہما (الاعراف:۲۲)'' کو اپنی تاویل میں پس پشت ڈال دیا اور لفظ ''ھٰذ'' اور الف لام معرفہ کو دھکے دے کر قرائن کے بالکل برخلاف تاویل ٹھونک دی۔ گویا یہ ظاہر کرنا ان کو مطلوب ہے کہ جب اس تاثیر والا کوئی درخت دنیا میں موجود نہیں تو پھر وہ چیز درخت نہ تھا۔ چلو ہماری تاویل درست ہے۔ ہماری جماعت تو چون وچرا کرنے کی نہیں اور غیروں کی ہم کب ماننے لگے۔ دیباچہ میں قرآن کی باقی آیات کو مدنظر رکھنے کا وعدہ توڑ دینا اس جماعت کا اصول ہوچکا ہے۔

اچھا صاحبان! اگر آدم اور حوّا کے کپڑے واقعی نہیں اترے تھے تو ''طفقا یخفصان علیہما من ورق الجنۃ (طٰہٰ:۱۲۱)'' کس غرض کے واسطے فرمایا گیا؟ جب کپڑوں کا اترنا ثابت ہوا تو درخت کا حقیقی درخت ہونا ثابت ہوا۔ جس کی تاثیر سے ان کے بدن سے کپڑے اتر گئے اور قادیانی مفسرین کی خیالی اور باطل تاویل شجرہ کی رفوچکر ہوگئی۔

(۸) قال: ''اہبطوا'' جمع کا صیغہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت آدم اور حوّا کی نسل ہوگئی تھی۔'' (ص۳۹)

اقول: یہاں آپ نے اپنی تاویل کا ثبوت عربی گرامر سے جو پیش کیا ہے وہ بالکل غلط ہے، اگر ''**اھبطوا**'' جمع کا صیغہ ہے، تو اس کے ماقبل تین وجودوں کے سوا چوتھا وجود اس حکم کا مورد ثابت نہیں ہوتا۔ ایک آدم، دوسری حوّا، تیسرا شیطان۔ جب یہ صریحاً جمع کے خود کفیل ہیں تو آدم کی اولاد کو قبل از وقت ہی جمع کی خاطر فرض کر لینا محض عدم تدبر کا ثبوت ہے۔ آپ کا کسی کے گھر میں اولاد دیکھ کر خوش ہونا واقعی ایک محمود اور فیاضانہ عادت ہے، جس کی ہم بھی داد دیتے ہیں۔ مگر قبل از وقت ہی بلا قرینۂ ماقبل دیکھنے، آپ نے ذرا تعجیل کو کام فرمایا (اعراف:۱۳) میں آپ نے اس آیت: ''**قال فاھبط منھا فما یکون لک ان تتکبّر فیھا**'' وغیرہ کو کیا دیکھ لیا تھا۔ جس میں ابلیس کو بھی خدا نے یہ حکم فرمایا تھا۔ آپ کی پیش کردہ آیت میں یہی ابلیس (بنام صفاتی اسم شیطان) بھی داخل ہے جیسا اس کے موقعہ ماقبل سے ثابت ہے۔ جب آپ کی پیش کردہ آیت کے بعد ہی ''**اھبطوا منھا جمیعاً** (البقرۃ:۳۸)'' بھی وارد ہے، تو پھر شیطان کو آپ مستثنیٰ کر کے جمع کی خاطر آدم کی اولاد کو خواہ نخواہ کیوں پیشگی داخل کرتے ہیں۔

ہاں! ''**ولکم فی الارض** (الاعراف:۲۴)'' اور ''**فامّا یاتینکم** (البقرۃ:۳۸)'' والی آیات میں وہ اولاد ضرور داخل ہے جو بعد ہبوط کے پیدا ہوگی۔ کیونکہ قرآن شریف میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن میں خطاب اولاد سے ہے۔ مگر اس میں ان کے باپ دادے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح خطاب باپ سے ہوتا ہے اور اس میں اس کی اولاد بھی شامل ہوتی ہے۔ اسی طرح پیغمبر سے خطاب ہوتا ہے اور اس کی امت بھی شامل ہوتی ہے۔

مگر ہبوط سے پہلے ہی آدم علیہ السلام کو صاحب اولاد فرض کر لینا قرآن کو ٹھیک نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔ قرآن شریف میں آدم اور ابلیس کے ہبوط کا پانچ دفعہ ذکر آیا ہے۔ دو دفعہ تو بصیغہ جمع سورۂ بقرہ میں اور ایک دفعہ بصیغہ جمع سورہ اعراف میں۔ ایک دفعہ بصیغہ واحد صرف ابلیس کے واسطے سورۂ اعراف میں اور ایک دفعہ محض تثنیہ یعنی آدم اور حوا کے واسطے سورہ طٰہٰ میں۔ جہاں ہر سہ دفعہ جمع میں ہبوط ہے۔ وہاں ماقبل آدم علیہ السلام ان کی بیوی اور شیطان کا ہی ذکر ہے اور جہاں واحد میں ہبوط مذکور ہے، وہاں صرف مخاطب ابلیس ہے۔ کیونکہ اس وقت

وہ سجدہ سے انکاری تھا۔ لہٰذا اصلی نام سے ہبوط کے واسطے وہ مورد خطاب ہوا۔ جب آدم اور ان کی بیوی کو بہکایا اس وقت اس کا نام شیطان ہو کر ہبوط کے مشترکہ حکم میں شامل ہوا۔ بہر صورت واحد اور جمع کے صیغوں میں اس کا ہبوط ثابت ہے، مگر آدم کے ہاں اولاد کا ہونا قبل از ہبوط بالکل ثابت نہیں۔

(۹) قال: (ص۴۰) ’’ولکم فی الارض مستقرّ ومتاعٌ الیٰ حین (الاعراف:۲۴) ‘‘اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ کوئی شخص آسمان پر نہیں جا سکتا۔ پس قرآن کریم ان لوگوں کو غلطی پر بتاتا ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری زندہ آسمان پر قرار گزیں ہیں۔‘‘

اقول: جناب! اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع الی السماء سے قطعاً استدلال کرنا یہ ثابت کرنے کے مساوی ہے کہ مفسر حقانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جو کچھ فرمایا ہے وہ صحیح نہیں۔ یا یوں کہنا درست ہے کہ انہوں نے بھی قرآن کو ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھا تھا۔ جمہور اہل سنت کا سلف اور خلف میں اس کے متعلق جو عقیدہ ہے اس کو ہم نمبر۳ میں اور اس سے پہلے بھی ظاہر کر چکے ہیں کہ وہ محض احادیث صحیحہ اور آیات قرآنی کی بنا پر ہے اور آپ کے مرزا قادیانی بھی اس عقیدہ سے بچ نہ سکے۔ مگر جب ان کو خود کچھ بن بیٹھنے کا خیال پیدا ہوا، جھٹ صحیح احادیث کو رد کر دیا اور جہاں تک ان سے ہو سکا تاویلات کا وہ دروازہ کھول دیا، جو ان سے پہلے برابر بند چلا آتا تھا۔

مگر پھر بھی اس قدر احادیث باقی ہیں کہ کسی تاویل کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام ’’روحا‘‘ سے حج کے واسطے احرام باندھنا، نکاح کرنا، صاحب اولاد ہونا، مدینہ منورہ میں فوت ہو کر آپ کے حجرہ شریفہ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کے مابین مدفون ہونا وغیرہ۔ جن کی گزشتہ اوراق میں کافی وضاحت سے تشریح ہو چکی ہے۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

انجیل برنباس میں اس جسمانی رفع کی کیفیت کا مشرح حال درج ہے اور جو کچھ اہل سنت کا عقیدہ اس بارہ میں ہے کہ آپ کو صلیب پر پہنچنے کی نوبت ہی نہ آئی تھی، برابر اس کی تصدیق وہاں موجود ہے۔ آپ نے جو آیت ’’ولکم فی الارض مستقرّ ومتاعٌ

الی حین (الاعراف:۲۴) '' پیش کر کے اس سے عدم امکان رفع جسمانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت قائم کی ہے اس سے آپ کی قرآن فہمی معلوم، اس آیت کو بطور اصول اور شہادت کے پیش کرنا رفع جسمانی غیر ممکن ہے، آپ کی قرآن کریم سے عدم واقفیت کی صریح دلیل ہے۔

دیکھو قرآن کریم میں ''وبدء خلق الانسان من طین. ثم جعل نسله من سلالة من ماء مّهين (سجدہ:۷،۸) انا خلقنا الا نسان من نطفة امشاج (دھر:۲) '' ہر دو آیات میں جو اصول اللہ تعالیٰ نے آدم کی نسل کو نطفہ مرکبّہ سے پیدا کرنے کا ابتداء میں قائم کیا تھا، پھر خود ہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پیدا کرنے میں کیوں توڑ دیا؟ اس اصول کے عملدرآمد سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حضرت مسیح کو بالکل مستثنیٰ کر دیا۔

اسی طرح ان کو آپ کی پیش کردہ آیت کے اصول سے مستثنیٰ فرمایا ''لله الامر من قبل ومن بعد (روم:۴) '' اور باقی آیات کو مدنظر رکھ کر قرآن شریف کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں۔ بعد قائم کرنے ایک اصول کے پھر اس سے کسی کو مستثنیٰ کر دینا صاف اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ بعض اصول اور معلومہ قوانین فطرت میں قرآن اور رسول ﷺ کے مستثنیٰ افراد کو ہمیشہ مدنظر رکھنا مناسب اور محمود ہے، ورنہ نیچری مذہب کی تقلید لازم آئے گی۔ جس میں کوئی واقعہ خلاف معلومہ قانون قدرت مسلم نہیں اور یہ مذہب بھی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔

اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قادیانی جماعت بھی انہی نیچری عقائد کی طرف جھک پڑی ہے۔ ہم اہل سنت اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور وہی صراط مستقیم پر چلا سکتا ہے۔ جس کو چاہے۔ ہم اہل سنت تو مانتے ہیں کہ پیش کردہ آیت کا عملدرآمد کچھ تو رفع جسمانی سے پہلے واقع ہوا اور بعد نزول جسمانی کے پورا پورا ہوگا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں ثابت ہے۔ اب آپ خدا لگتی کہو کہ قرآن کو اہل سنت نے ٹھیک سمجھا یا آپ کی جماعت نے۔ ایمان سے کہئے قرآن سلف کی غلطی بتلاتا ہے یا آپ کی؟

(۱۰) قال: (ص۴۱) ''وهم فيها خالدون '' خلو کے معنی ہیں ایک لمبا عرصہ رہنا دیکھو کلیات ابی البقاء (یعنی خلود کے اصل معنی ایک لمبا عرصہ تک رہنے کے ہیں، خواہ ہمیشہ رہیں یا نہ رہیں) یہ معنی نہیں کہ وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اسلام دائمی عذاب کا قائل

نہیں۔ بلکہ وہ دوزخ کو ایک شفاخانہ کی طرح قرار دیتا ہے جس میں لوگ اصلاح کے لئے داخل کئے جائیں گے۔ اسلام کا خدا غیظ اور کینہ کے طور پر انتقام نہیں لیتا بلکہ وہ سزا کی یہ وجہ بیان فرماتا ہے کہ انسان کی اصلاح ہو جائے۔ جب یہ بات حاصل ہو جاتی ہے تو عذاب ٹل جاتا ہے، اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ ''دوزخ پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں کوئی دوزخی نہ رہے گا اور نسیم اس کے دروازے ہلائے گی۔''

اقول: آپ صاحبان نے غیر دائمی عذاب کے ثبوت میں ایک مجروح حدیث پیش کر دی ہے، جس کا نہ تو مأخذ بیان کیا نہ سلسلہ روایت۔ ہاں ہم کو معلوم ہے کہ آپ نے یہ ترجمہ اسی حدیث کا کیا ہے، جس کو ہم مرزائی لٹریچر میں بہت دفعہ پڑھ چکے ہیں اور وہاں ہی جب مأخذ اور سلسلہ روایت معدوم ہو تو آپ کہاں سے لاسکیں۔ ایسے ضروری عقیدہ کے واسطے سب سے اول قرآنی شہادت کی ضرورت ہے، پھر احادیث صحیحہ کی پھر لغت کی۔

مگر آپ نے افسوس ہے کہ لغت کو اول درجہ پر رکھا اور بطور شہادت کے ایک مجروح حدیث پیش کر دی، جس کا سر نہ پیر اور بہت آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کو جو اس مسئلہ پر صحیح اور پوری پوری روشنی ڈالتی ہیں، نظر انداز کر کے عقائد اسلام میں ایک خطرناک رخنہ پیدا کر دیا ہے۔ آپ نے دیباچہ میں اپنی تفسیر کے متعلق چار اصول مقرر فرمائے تھے کہ اول خود قرآن کریم، دوم حدیث صحیح، سوم لغت، چہارم تاریخ۔ مگر عمل کرنے کا جب موقعہ آیا تو اس مسئلے کو جو عقائد اسلام کی ایک جزو لاینفک ہے آپ نے محض لغت اور ایک مجروح حدیث سے (جس کا پتہ ندارد ہے) ثابت کر کے فرما دیا کہ اسلام دائمی عذاب کا قائل نہیں۔ ہم تو دیباچہ میں آپ کے اصول اربعہ پڑھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ مگر چونکہ آپ کا کسی قرارداده اصول پر قائم نہ رہنا ہم کو معلوم تھا اس واسطے ہم کو اسی وقت یہ یقین پیدا ہو گیا تھا کہ یہ جماعت اپنے اصول اربعہ پر بعد میں ہرگز قائم نہ رہے گی، لیکن محض بقدر قلیل۔

آپ فرماتے ہیں کہ خدا سزا کی یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ انسان کی اصلاح ہو جائے، جب یہ بات حاصل ہو جاتی ہے تو عذاب ٹل جاتا ہے، مگر نہایت افسوس ہے کہ آپ نے وہ آیت نہ لکھی جس سے آخرت میں اللہ تعالیٰ سزا کے ذریعہ سے اصلاح کا وعدہ فرماتا ہے۔ سزا سے اصلاح کا امکان تو دنیا یعنی دارالعمل میں ہے نہ کہ آخرت میں جو دارالجزاء ہے۔ دیکھو

آیت:’’ولقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فاخذنا ھم بالبأساء والضرّاء لعلّھم یتضرّعون (الانعام:۴۲)‘‘جس کا تعلق محض حیات دنیا تک محدود ہے۔ آپ قیامت تک ان شاءاللہ قرآن شریف سے کوئی ایسی آیت پیش نہیں کر سکیں گے جو آخرت میں اصلاح کے امکان پر دلیل یا نص قائم ہو سکے۔

اب آپ پہلے اس امر پر بخوبی غور کریں کہ رب العالمین نے کفار اور مشرکین کے بارہ میں جن کی اصلاح کا اس دنیا میں ثبوت نہ مل سکے، کیا سلوک مقرر کر رکھا ہے تو آپ کو پھر دوسرے جہان میں اللہ تعالیٰ کے ان سے سلوک کرنے میں ایک اصول کے معلوم کرنے میں سہولت ہو جائے گی۔ جن امتوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بسبب کفر اور شرک کے ہلاک اور تباہ کر دیا، ان کے حالات کو قرآن میں ہم بھی پڑھتے ہیں اور آپ بھی اس لئے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ مگر جب ان کی اصلاح کے واسطے جو شفاخانہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں معرفت انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائبوں کے کمال رحمت اور ہمدردی سے مفت کھول رکھا تھا اور جس میں داخل ہونا سب روحانی امراض سے شفا پانا ایک یقینی بات تھی، اس سے انہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ تکذیب اور استہزاء سے کام لیا تو کیونکر ممکن ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ پھر آخرت میں ان کو ایک اور موقعہ اصلاح کا دے۔ آخرت تو یوم الدین اور یوم الجزاء ہے وہاں تو اعمال کا مکافات ہے اور بس۔

دوسرے جہاں کو بھی آپ نے اصلاح اور شفاخانہ بنا دیا مگر اس کے ثبوت میں نہ کوئی آیت ہی لکھی نہ حدیث صحیح اور جو مجروح حدیث بلاماً خذ اور روایت پیش کی وہ سراسر دیگر آیات اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔’’الذین کفروا لھم نار جھنم لا یقضیٰ علیھم فیموتوا (فاطر:۳۶)‘‘ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ان پر ہلکا ہوگا ہم ہر ناشکرے کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور وہ دوزخ میں چلاّتے رہیں گے کہ اے رب ہمارے ہم کو یہاں سے نکال لے تو پھر ہم اچھے کام کریں گے۔ جیسے کام پہلے کرتے تھے پھر نہیں کریں گے (پروردگار فرمائے گا) کیا ہم تو نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اگر کسی کو سوچنا منظور ہوتا تو وہ اس میں سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تم نے نہ مانا اب اپنے کئے کا مزہ چکھتے رہو۔ نافرمان لوگوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منکروں سے آخرت میں اپنے سلوک کرنے کا ایک عمدہ اصول پیشگی بتلا دیا ہے۔ ایسے لوگوں کو ناشکرے اس واسطے فرمایا کہ جو روحانی اصلاح کا شفاخانہ اس نے دنیا میں اپنی رحمت سے کھولا ہوا تھا تادم حیات انہوں نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا وہ عذاب میں چلاّئیں گے کہ کاش موت ہی آ کر ان کو اس دکھ سے نجات دے مگر اللہ تعالیٰ صاف یہ جواب دیتا ہے کہ اے ناشکرو تم نے ساری زندگی ضائع کی اور سرمو اصلاح کی طرف رخ نہ کیا، اب اپنی کرتوت کا مزہ چکھو تمہاری مدد کی اب کوئی سبیل نہیں۔ قرآن میں ایسے لوگوں کے بارہ میں یہ بھی آیا ہے ’’**ربّنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون. قال اخسؤا فيها ولا تكلّمون** (المؤمنون:۱۰۷، ۱۰۸)‘‘ یعنی اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال اگر ہم نے پھر ایسا کیا تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ (اللہ فرمائے گا) اسی میں پھٹکارے رہو اور مجھ سے مخاطب مت ہو۔ ’’**لا يفتّر عنهم وهم فيه مبلسون. وما ظلمناهم ولكن كانوا هم الظالمين** (الزخرف:۷۵، ۷۶)‘‘ یعنی ان پر عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہوں گے اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ آپ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے تھے۔

ان جوابوں سے کیفیت قادیانی شفاخانہ کی جو ظاہر ہے وہ قابل تشریح نہیں، کیونکہ ان آیات کے الفاظ میں اشارہ تک بھی پایا نہیں جاتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مریضوں کو دوزخ سے نجات دے گا، بلکہ یہ حکم ہو چکا ہے کہ عذاب بالکل ہلکا نہ ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ ہم سے کلام ہی مت کرو۔ پس وہ بحالت ناامیدی اس میں پڑے رہیں گے۔ رحمت الٰہی نے اگلے جہان میں دوزخ کو جو مشرکین اور کفار کا شفاخانہ بنایا ہے۔ اگر اپنے مریضوں سے ایسے ہی کلمات سے مخاطب ہوگا تو ایسے شفاخانہ کی نسبت تو دنیاوی شفاخانے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ جہاں ان ڈور (داخل شدہ) مریضوں کو دو وقت دوائی بھی ملتی ہے اور ڈاکٹر بھی دلاسہ اور امید بہتری کی دلاتا رہتا ہے۔ کیا خدائی شفاخانہ اس سے بھی گیا گزرا ہے کہ نہ مریض کی مزاج پرسی ہے نہ صحت یاب ہونے کی توقع دلائی جاتی ہے۔

اگر مریض کے چیخنے اور چلاّنے پر ڈاکٹر صاحب کچھ فرماتے بھی ہیں تو یہ کہ تم ظالمو! اسی میں بحالت یاس پڑے رہو۔ نہ تو تمہاری خود پیدا کردہ سزا میں ہم کو تخفیف منظور ہے اور نہ

یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل تمہارے واسطے کھلی ہے۔ قادیانی مفسرین کے شفاخانہ کی تصویر پوری تو قرآن شریف میں درج ہے۔ مگر یہاں چندالفاظ اس کے متعلق لکھ دینا کافی ہے۔

ساء ت مصیراً (براٹھکانہ) ''شرّ ماب. (خراب جائے رہائش) بئس المهاد. بئس الرفد المرفود. بئس الورد المورود. بئس القرار. شرّمكانا. عذاب مقيم. عذاب اخزىٰ. عذاب الاكبر. انها ترمى بشرر كالقصر. شجرة الزّقوم. غسلين. لظّى. نزاعة للشّوىٰ. ساء ت مرتفقاً. عذاب غليظ. ماءٍ صديد. يتجرّعه ولا يكاد يصيغه. ثياب من نّار. الحميم يصهر ما فى بطونهم والجلود. ولهم مقامع من حديد. وغیرہ۔

اس کتاب میں پوری تصویر اس قادیانی شفاخانہ کی اتارنا مشکل ہے۔ البتہ اگر قادیانی مفسرین بیان کرتے کہ بعض افراد سے بھی بسبب کثرت کبیرہ گناہوں کے ایک محدود عرصہ تک دوزخ میں رہیں گے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر متوجہ ہوگی اور وہ آخرکار جنت میں داخل ہوں گے، تو یہ ان کا بیان احادیث صحیحہ کے بالکل مطابق ہوتا ہے۔ جن سے صحاح ستہ بھری پڑی ہیں۔ (مشکوٰۃ باب الشفاعۃ، باب الحشر، باب صفۃ النار، باب صفۃ الجنۃ) میں ان سب احادیث صحیحہ کو یکجا بسہولت جو چاہے دیکھ سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے انصاف سے نہایت بعید ہے کہ جو کچھ بھی حصہ ایمان کا دنیا سے لے کر فوت ہو خواہ کیسا ہی گناہ گار ہو اس کو دائمی عذاب میں مبتلا رکھے۔ حتی کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا، اس کو بھی شفاعت اور رحمت الٰہی آخر دوزخ سے نجات دے گی۔ صرف وہی دوزخ میں رہ جائیں گے جن کی بدقسمت ان کو اللہ تعالیٰ کی قسم پورا ہونے کی خاطر دوزخ میں چھوڑ دے گی۔ ''ولكن حقّت كلمة العذاب علىٰ الكافرين (الزمر:۷۱)'' کی طرف حدیث صحیح نے بطور تفسیر کے اشارہ کردیا۔ بعد دخول فى النار والجنة کے موت مابین جنت ودوزخ کے ذبح کی جائے گی اور ندا ہوگی کہ اے اہل جنت اور اہل النار اب تم کو موت نہیں آنے کی۔

پس بعد ازیں اہل جنت کو از حد بیش خوشی ہوگی اور اہل نار کو از حد غم پر غم۔ (مشکوٰۃ فصل اوّل، باب الحوض والشفاعۃ) یہ ندا آخری فیصلہ کے بعد ہوگی۔ جب آدمی بسبب ذرہ بھر

ایمان کے بھی دوزخ سے نکل کر جنت میں جا چکیں گے۔ ہاں جنہوں نے مرتے دم تک توحید سے منہ پھیر کر شرک سے توبہ نہ کی اور کفر اور شرک میں فوت ہوگئے، ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کے انصاف اور جلالت نے کوئی سبیل نجات اور معافی کی نہیں رکھی اور اللہ تعالیٰ کے اس قانون پر قرآن کریم اور بعد ازیں احادیث صحیحہ ہر دو شاہد ہیں اور اہل سنت کا الحمدللہ یہی عقیدہ ہے۔ پہلے ہم اس عقیدہ کی صحت پر قرآن شریف کی بعض آیات پیش کرتے ہیں۔ بعد ازیں احادیث صحیحہ۔

قرآن شریف کی آیات

۱…… ''ان الذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ ثمّ ماتوا وھم کفّارٌ فلن یغفراللہ لھم (محمد:۳۴)''

۲…… ''ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثمّ اٰمنوا ثمّ کفروا ثمّ ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفرلھم ولالیھدیم سبیلاً (النساء:۱۳۷)''

۳…… ''ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفرما دون ذالک لمن یشآء (النساء:۴۸)''

۴…… ''ان الذین کذّبوا باٰیٰاتینا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السمآء ولا یدخلون الجنّة حتّی یلج الجمل فی سمّ الخیاط. وکذالک نجزی المجرمین (الاعراف:۴۰)''

اب بعد ازیں ان آیات کو ہم لکھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے باوجود ارحم الراحمین ہونے کے رسول رحمۃ للعالمین اور مومنین کو مشرکین اور کفار کے واسطے طلب مغفرت اور جنازہ سے روک دیا ہے۔ یعنی جب علامات شرک اور کفر کھلے طور پر کسی کے معلوم ہوجائیں۔ دنیا میں جب ایسے لوگوں کے واسطے مغفرت اور سفارش کا دروازہ بند کردیا تو آخرت میں ان کی اصلاح کا کیوں انتظام کرنے لگا۔ یہ آپ کے قرآن اور احادیث سے بے خبری کی دلیل ہے۔

۱…… ''استغفرلھم اولا تستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرّةً فلن یغفراللہ لھم ذلک بانھم کفروا باللہ ورسولہ (توبہ:۸۰)''

۲…… ''ولا تصلّ علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ. انھم

کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون (توبہ:۸۴)‘‘

۳…… ’’ماکان للنبیّ والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ماتبین لھم انھم اصحاب الجحیم (توبہ:۱۱۳)‘‘

۴…… ’’ماکان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃٍ وعدھا ایاہ فلمّا تبین لہ انہ عدوّللہ تبرّء منہ (توبہ:۱۱۴)‘‘

احادیث صحیحہ

۱…… ’’ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ایسے حال میں ملیں گے کہ اس کے چہرہ پر غبار اور سیاہی ہوگی۔ پس اس سے ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کیا تجھ کو میں نے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر۔ پس ان کا باپ ان سے کہے گا کہ آج کے دن تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ میرے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تو مجھ کو قیامت کے دن رسوا نہ کرے گا۔ پس میرے باپ کی رسوائی سے اور کونسی رسوائی سخت تر ہے کہ وہ تیری رحمت سے بہت دور ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے بہشت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ الخ!‘‘

(بخاری، مشکوٰۃ باب الحشر)

۲…… ’’حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومن کو نزدیک کر کے اپنے کنف (کنارہ) سے اس کو ڈھانک لے گا۔ پس فرمائے گا کہ کیا تو اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے، پس مومن کہے گا کہ ہاں پہچانتا ہوں میں اے رب میرے۔ یہاں تک کہ اللہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور مومن گمان کرے گا کہ میں ہلاک ہوا۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ ڈھانکا میں نے ان گناہوں کو تجھ پر دنیا میں اور بخشوں گا ان کو تیرے لئے آج کے دن۔ پس دیا جائے مومن اپنی نیکیوں کا نامہ۔ مگر کافر اور منافق کو خلائق کے روبرو یہ ندا دی جائے گی کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا۔ خبردار ہو ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ باب الحساب)

۳…… (مشکوٰۃ باب حوض والشفاعۃ) میں ایک متفق علیہ طویل حدیث سفارش کے بعد لکھا ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ فرشتے بھی سفارش کر چکے، نبی بھی کر چکے اور مومن بھی کر چکے اور اب ارحم

الراحمین کی باری ہے۔ پس لے گا ایک مٹھی دوزخ والوں سے اور نکالے گا دوزخ سے ایک جماعت کو کہ نہیں کی کوئی بھلائی وغیرہ۔

محدثین نے جو علم حدیث کے صرّاف اور ماہر ہیں انہوں نے جنت کافروں اور مشرکوں پر از روئے قرآن ودیگر احادیث صحیحہ کے قطعاً حرام ہونے کے اس حدیث کی اس طرح تطبیق دی ہے کہ یہ لوگ اعمال صالحہ سے بالکل خالی اور کورے ہوں گے۔ مگر توحید کی صرف تصدیق کم وبیش ان کے دلوں میں ضرور ہوگی۔ بیشک اعمال کی ضرورت ہے کہ ان کے طفیل انسان بالکل ہی دوزخ میں نہ پڑے۔ مگر بدوں اعمال کے دوزخ میں پڑنے کا احتمال ضروری ہے اور یہ بات پہلے ہی کوئی نہیں بتلا سکتا کہ بحکم ''**ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشآء** (النساء:۴۸)'' آیا وہ شخص ''**لمن یشآء**'' کے تحت میں قبل از دخول نار آجائے گا یا دوزخ میں ایک مدت تک رہ کر نجات پائے گا۔

ہاں! اس میں کوئی شک نہیں کہ قلیل ایمان والا بھی آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا خواہ شفاعت سے خواہ ارحم الراحمین کی اپنی باری میں۔ ایسے شخص کے دل میں تصدیق کم وبیش بیشک موجود ہے۔ صرف بے پرواہی اعمال سے اس کی ثابت ہے اور ہم آیات کو اس پر شاہد لاتے ہیں کہ دوزخ میں دو قسم کے لوگ داخل ہوں گے۔ ایک تو تکذیب کرنے والا اور اصلاح سے منہ موڑنے والے، جن کا ذکر اس آیت میں ہے ''**لا یصلٰھا الا الاشقیٰ. الذی کذب وتولیٰ** (اللیل:۱۵،۱۶)'' یعنی دوزخ میں وہی داخل ہوگا جس نے تکذیب کی اور اصلاح سے منہ موڑا۔

سوا ایسے افراد کے واسطے آیات قرآن شریف اور احادیث صحیحہ نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جنت ان پر حرام ہے اور قرآن کریم کی دو سورتوں میں ''خالدین'' کے بعد ایسے لوگوں کے واسطے بنابر تفصیل لفظ ''ابداً'' بھی آیا ہے۔ مثلاً ''**الا طریق جھنم خالدین فیھا ابداً** (النساء:۱۶۹) **ان اللہ لعن الکافرین واعدّ لھم سعیراً خالدین فیھا ابداً** (الحزاب:۶۴،۶۵)''

دوسری قسم کے وہ لوگ دوزخ میں جائیں گے جن کے اعمال بد اس قدر زیادہ ہوں گے کہ دوزخ سے ابتداء میں بچ نہ سکیں گے گو ایمان قدر قلیل ضرور ان میں ہوگا۔ احادیث صحیحہ جو قرآن کی مبیّن اور مفسّر ہیں ضرور آچکی ہیں کہ دوزخ میں بدوں کفّار اور

مشرکین اور منافقین کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ قلیل ایمان والوں تک بھی آخر دوزخ سے نجات ہو جائے گی۔ مگر چونکہ عقائد میں نص قرآن کی بھی شہادت ضروری ہے۔ اس واسطے وہاں سے بھی کوئی نص پیش ہونی چاہئے۔ خواہ وہ مجمل ہی ہو۔

آیت: ’’**فامّا الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق. خالدین فیها ما دامت السمٰوٰت والارض الّا ماشاء ربک انّ ربّک فعّال لما یرید** (هود:۱۰۶، ۱۰۷)‘‘

میں عبارت النص ایسی واقع ہوئی ہے کہ کل احادیث صحیحہ کی جن میں قلیل الایمان والوں کو بھی آخر میں نجات ہوگی، صاف اور کھلی تصدیق ہے۔ ہاں اگر کوئی اہل ہوا، اس آیت سے شیطان اور کفّار اور مشرکین اور سب کے واسطے دوزخ میں کسی وقت خلاصی پانے کا استدلال کرے تو یہ اگرچہ خدائے تعالیٰ پر اس کا حسن ظن ہے مگر ایسا حسن ظن جو برخلاف اس قدر آیات اور احادیث صحیحہ کے ہو وہ بہر صورت مردود ہے۔ ایسا عقیدہ (۱) پیدائش عالم و (۲) بعثت انبیاء علیہم السلام و (۳) نزول کتب سماوی و (۴) یوم الدین کی حکمت ومراد کو درہم برہم کر دیتا ہے اور اسلام میں مسئلہ کفارہ کی طرح گستاخانہ جرأت کا مؤید ومعاون ہو جاتا ہے۔

ہم تسلیم کرتے کہ حضرت خواجہ ابن عربی اور حافظ ابن قیم اور ایک آدھ اور نے بھی اس آیت سے شیطان تک عام نجات کا مسئلہ نکالا تھا، جس کو جمہور اہل سنت کے علماء نے بالکل ردّ کر دیا، بلکہ امام شوکانی خاتم المحدثین نے اس مسئلہ کے بطلان پر خاص ایک رسالہ لکھا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی ابن عربی کے بعض خیالات کا جو نص کے خلاف تھے ایک علیحدہ کتاب میں زبردست رد لکھا اور یہ تحقیق شدہ امر ہے کہ اہل سنت کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں۔ چنانچہ عقائد کی کتب سے ظاہر ہے اور نہ جمہور علماء اہل سنت نے اس کو بوجہ صریحاً برخلاف ہونے آیات قرآن واحادیث صحیحہ کے قبول کیا۔

اس کی بحث مجملاً تفسیر ابن کثیر، فتح البیان، جامع البیان اور ہدیۃ المہدی حصہ اول میں ہے اور اخیر میں اس مسئلے کو ضعیف البناء اور مردود قرار دیا ہے۔ اب اس زمانہ میں قادیانی جماعت نے پھر اس متروک اور مردود مسئلہ کو اپنے عقائد کی جزو لاینفک قرار دے کر دوسرے مسلمانوں کو بھی بگاڑنے کا ذمہ اٹھالیا ہے اور فرماتے ہیں کہ اسلام دائمی عذاب کا قائل نہیں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اجی صاحبان! اسلام نہ فرمایئے بلکہ اپنی جماعت کا نام بے شک لیجئے۔ اسلام نے اس بارہ میں جو کچھ بتلایا ہے وہ ہم ابھی ایسی تفصیل سے آیات اور احادیث صحیحہ پیش کر کے ثابت کر چکے ہیں کہ ایک سعید روح ان شاء اللہ ہم کو تا مرگ، دعاء خیر سے یاد کرتی رہے گی۔ آپ خواہ اس کو قبول کریں خواہ نہ کریں، ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ آپ کو ایسے عقیدہ میں چونکہ کفارہ کے مسئلے کا مزہ اور لطف حاصل ہوتا ہے۔ بے شک اس کو نہ چھوڑیئے جس طرح طبیعت چاہے جرأت اور بے باکی سے قرآن کی تاویلات کیجئے، احادیث صحیحہ کو ردّ کیجئے۔ آخر ایک دن یوم الدین ہو کر ہی رہے گا اس وقت سب کچھ روشن و آشکارا ہو جائے گا۔

زندگی محدود عذاب محدود کا جواب

ایک دفعہ ایک غیر مسلم نے ایک مسلمان عالم پر یہ اعتراض کیا کہ مسلمانوں کا بہشت اور دوزخ غیر منصفانہ اصول پر بنا ہے۔ کیونکہ دنیا کی چندروزہ محدود زندگی کے نیک و بد اعمال کے عوض ہمیشہ کے واسطے غیر محدود عرصہ تک بہشت اور دوزخ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ مسلمان عالم نے کہا آپ کے یہاں بھی جزاء وسزاء کا کوئی انتظام بعد الموت ہے یا نہیں۔ وہ بولا جی ہاں! ہے تو سہی مگر وہ مدامی غیر محدود عرصہ تک تمہاری طرح نہیں، بلکہ جب بہشت اور دوزخ میں آدمی موت کے بعد ایک محدود عرصہ تک جزاء اور سزا کو بموجب اپنے محدود نیک و بد اعمال کے حاصل کر لیتا ہے تو اس کو وہاں سے دوسرا جنم لینے کے واسطے نکالا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا منصف ہے اور وہ کیونکہ منصف رہ سکتا ہے اگر محدود عمل کے عوض غیر محدود جزاء اور سزا دے۔

مسلمان عالم نے جواب دیا خدا تعالیٰ صرف بعد الموت کی زندگی میں ہی منصف ہے یا دنیا کی اس محدود زندگی میں بھی وہ اس صفت سے موصوف ہے۔ غیر مسلم نے جواب دیا بے شک اس دنیا میں بھی وہ ایسا ہی منصف ہے جیسا بعد الموت کی زندگی میں۔ پھر مسلمان عالم نے کہا کہ ایک بیج سے درخت اگا کر اللہ تعالیٰ غیر محدود عرصہ تک پھل دے دیتا ہے اور کسان کو ایک مٹھی اناج سے غیر محدود اناج بخشتا ہے۔ شائد اس طرح آپ کے نزدیک وہ منصف نہیں رہ سکتا۔

اگر اس طرح کے انتظام سے دنیا میں وہ منصف رہ سکتا ہے تو بعد الموت کے انتظام میں وہ کیونکر بے انصاف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نیت اور ارادہ کو خوب جانتا ہے اور جو محدود حیات اس نے انسان کو دنیا میں عطاء فرمائی ہے۔ اگر اس نے اس میں عمدہ اصلاح کرلی ہے تو کیوں اس کو غیر محدود عرصہ تک بہشت میں جگہ نہ دے گا۔ کیونکہ ایمان باللہ وایمان بالآخرت انسان کی طرف سے اپنے خالق کے حضور میں مدامی غیر محدود عرصہ کے واسطے ایک عہدنامہ ہے۔

اور اگر انسان کو اس زندگی میں محدود حیات ملتی ہے تو اپنے عہد پر قائم رہنا اس کی نیت اور ارادہ میں ایک غیر محدود عرصہ کو شامل کرلیتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا ایسے آدمی کو مدامی بہشت عطاء فرمانا عین انصاف ہے۔ اسی طرح انسان کی اس حالت پر قیاس کرلینا چاہئے جو اپنی ساری حیات دنیا میں ہرگز ارادہ تک بھی اصلاح کے نزدیک نہیں آتا۔ لہٰذا ایسے آدمی کے واسطے مدامی دوزخ کا ملنا انصاف کے برخلاف نہیں۔ اس جواب کی معقولیت سے وہ معترض لاجواب ہوکر کہنے لگا کہ میں آئندہ اس مسئلہ پر مزید غور اور توجہ کروں گا۔

قادیانی مفسرین کا مبلغ علم

نمبر۱۰ میں جس کو ہم ابھی نقل کر چکے ہیں اور جس کا جواب بھی تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ قادیانی مفسرین فرماتے ہیں (اسلام کا خدا غیظ اور کینہ کے طور پر انتقام نہیں لیتا)

ناظرین! اس جماعت کی بے باکی اور علم کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے گھر کا وظیفہ خور ملاّ سمجھ رکھا ہے کہ جس مسئلہ کو چاہا اس سے منوالیا۔ یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کو بھی معطل کرنے لگ گئی ہے۔ اگر ایسی بے باکی کے سبب آسمان بھی ٹوٹ پڑے تو کچھ تعجب نہیں۔ غضب اور انتقام اللہ تعالیٰ کی صفات میں داخل ہیں، جن کے قرآن اور احادیث مصدّق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شک کل صفات مخلوق سے نرالی ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ان دو صفات کو استعمال فرماتا ہے تو معمول علیہ پر ان کا اثر کیا ہوتا۔ جواب صاف ظاہر ہے۔ دیکھو آیات ذیل اور قرآن کھول کر ان آیات کے ماقبل اور بعد بھی غور کرو تو معلوم ہوجائے گا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور انتقام سے کیا اثر اور نتیجہ پیدا ہوا۔ آیا مطلق ہلاکت اور تباہی کا یا کچھ اور۔ آخرت کا احوال بھی اسی اصول کے تابع ہے۔

۱...... ’’فقد بآءَ بغضب من الله (الانفال:۱۶)‘‘
۲...... ’’کمن بآء بسخط من الله (آل عمران:۱۶۲)‘‘
۳...... ’’فبآؤا بغضب علی غضب (البقرة:۹۰)‘‘
۴...... ’’وعلیهم غضب ولهم عذابٌ شدیدٌ (الشوریٰ:۱۶)‘‘
۵...... ’’ومن یحلل علیه غضبی (طٰهٰ:۸۱)‘‘
۶...... ’’واتبعوا فی هذه لعنةً ویوم القیامة. بئس الرفد المرفود (هود:۹۹)‘‘

سورۃ فاتحہ میں ہر روز ’’غیر المغضوب علیهم‘‘ پڑھا جاتا ہے۔ یہود اور مشرکین اور کفّار مغضوب علیہم ہیں۔ قرآن شریف میں تمام حالات مندرج ہیں جو دنیا میں ان لوگوں پر بسبب غضب الٰہی کے گزرے اور آخرت میں آئندہ گزریں گے۔ اب اللہ تعالیٰ کی صفت انتقام کی مثالیں قرآن شریف سے لکھی جاتی ہیں۔

۱...... ’’والله عزیزٌ ذوانتقام (آل عمران:۴)‘‘
۲...... ’’الیس الله بعزیز انتقام (الزمر:۳۷)‘‘
۳...... ’’فانّا منهم منتقمون (الزخرف:۴۱)‘‘
۴...... ’’انا من المجرمین منتقمون (السجدة:۲۲)‘‘
۵...... ’’فانتقمنا من الذین اجرموا (الروم:۴۷)‘‘
۶...... ’’فلما اٰسفونا انتقمنا منهم فاغرقناهم اجمعین (الزخرف:۵۵)‘‘
۷...... ’’الم نهلک الاولین ثمّ نتبعهم الاٰخرین کذلک نفعل بالمجرمین (المرسلات:۱۶تا۱۸)‘‘ وغیرہ!

یہ ہر دو صفات ’’غضب‘‘ اور ’’انتقام‘‘ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایسی ہی قابل الایمان ہیں، جیسی اس کی صفات رحمٰن اور رحیم۔ بیشک اللہ تعالیٰ غیظ اور کینہ سے بالکل پاک ہے۔ کیونکہ یہ ہر دو محض انسانی صفات ہیں۔ مگر غضب اور انتقام خدائے تعالیٰ کی جلالی صفات ہیں اور ان سے انکار کرنا عدم قرآن فہمی کی دلیل ہے۔ واقعی وہ ان صفات کو عمل میں نہیں لاتا، مگر اس وقت کہ جب کسی طرح سے بھی انسان اصلاح کے قوانین سے فائدہ نہ اٹھائے ہیں اور یہ عین انصاف ہے۔

تکذیب کرنے والے''ولکن کانوا انفسھم یظلمون (النحل:۱۱۸)''
کا خود مصداق ہوکر دنیا اور آخرت ہر دو میں (جیسا ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں) غضب اور انتقام الٰہی کے مستحق اور مورد ہو جاتے ہیں۔ جو مجروح حدیث قادیانی مفسرین نے اردو میں پیش کی ہے وہ مشہور نہیں اور مشہور حدیث کا اگر مأخذ اور سلسلۂ روایت نہ بھی لکھا جائے، تو چنداں قابل اعتراض نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا تلاش کر لینا یا کسی سے دریافت کر لینا ممکن ہے۔ مگر حدیث پیش کردہ اس قبیل سے ہرگز نہیں یہ جرح اور شذوذ سے مطعون ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کے مضمون سے صریحاً سرتاپا برخلاف ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ترجمہ اس حدیث کا عربی میں یہ ہے''لیأتی علیٰ جھنم زمان ونسیم تصفق ابوابھا ولیس فیھا احد''محدثین اور علماء نے اس کو صحیح حدیث تسلیم نہیں کیا اور دوسری احادیث صحیحہ سے تطبیق دینے کی خاطر اس کے اخیر یہ جملہ ایزاد کیا ہے''ولیس فھا احد من الموحّدین''یعنی آخر جہنّم میں اہل توحید سے کوئی بھی نہ رہے گا۔

سبحان اللہ! قادیانی مفسرین کو کامل اختیارات ہیں ردّ کریں تو احادیث صحیحہ کو بھی ردّ کردیں اور جب اپنا مقصد مطلوب ہو تو مجروح اور موضوع احادیث کو پیش کردیں۔ پس جب ان کی یہ حالت ہے تو کسی مسئلہ میں ان سے فیصلہ کرنا ممکن نہیں۔ اس جگہ ان کے علمی خزانہ سے دو اور موضوع احادیث بھی پیش کی جاتی ہیں تاکہ ناظرین کو واضح ہو کہ ان کے معارف کا کیا پایہ ہے۔

۱...... ''اگر من ایں مشت خاک رانہ بخشم چہ کنم۔'' یہ حدیث بزبان فارسی گویا فردہ حضرت ﷺ یہ جماعت تسلیم کرتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ فارسی زبان بھی جانتے تھے۔ اس حدیث کو مرزا قادیانی اپنی کتاب ''حقیقت الوحی'' (ص۱۸۹ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۹۶) میں مسئلہ فناء النار کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ خواہ قرآن اور تاریخ اس بات کی تردید کریں۔ مگر اس جماعت نے قبول کرلیا ہے کہ حضرت ﷺ فارسی میں بھی کلام فرمایا کرتے تھے۔

۲...... ''کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھناً''یعنی ملک ہند میں ایک کالے رنگ والا نبی ہوا ہے جس کا نام کاہن تھا۔ (چشمہ معرفت ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

''مگر لطف یہ ہے کہ ان ہر دو احادیث کا نہ مأخذ، نہ سلسلۂ روایت اس جماعت کو تقلید شخصی کے سبب تحقیق سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔''

(۱۱) قال: (ص۵۰)''واذ فرقنا بکم البحر (البقرۃ:۵۰)''اس آیت میں اس معجزہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس وقت دکھایا جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر شام کی طرف لے جارہے تھے اور ان کو واپس لے جانے کے لئے فرعون اپنے لشکروں سمیت انکا تعاقب کر رہا تھا۔ بائبل میں اس کا ذکر (خروج باب۱۴، آیت ۲۱ تا ۳۰ میں ہے) قرآن کریم میں یہ واقع علاوہ اس آیت کے آیت ۲۳ سورت ۲۶) اور آیت ۸۰ سورت ۲۰) میں بھی بیان ہوا ہے وغیرہ۔ اس واقعہ کے سمجھنے کے لئے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق تمام معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور کسی انسان کا ان میں دخل اور تصرف نہیں ہوتا۔

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اٹھانا اور سمندر پر مارنا صرف ایک نشانی کے لئے تھا نہ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یا عصا کا سمندر کے سمٹ جانے میں کوئی دخل تھا۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کے الفاظ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ سمندر کے دوٹکڑے ہوگئے تھے اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نکل گئے تھے۔ بلکہ قرآن کریم میں اس واقعہ کے متعلق دو لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔

ایک ''فرق'' اور ایک ''انفلق'' کا جن کے معنی جدا جدا ہو جانے کے ہیں۔ پس قرآن کریم کے الفاظ کے مطابق اس واقعہ کی یہی تفصیل ثابت ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل کے گزرنے کے وقت سمندر جدا ہو گیا تھا یعنی کنارہ سے ہٹ گیا تھا اور جو خشکی نکل آئی تھی اس میں سے بنی اسرائیل گزر گئے تھے اور سمندر کے کنارں پر ایسا ہو جایا کرتا ہے۔

چنانچہ نپولین کی لائف میں لکھا ہے کہ جب وہ مصر پر حملہ آور ہوا وہ بھی اپنی فوج کے حصہ سمیت بحر احمر کے کنارہ کے پاس سے جذر کے وقت گزرا تھا اور اس کے گزرتے گزرتے مدّ کا وقت آگیا اور وہ مشکل سے بچا۔ اس واقعہ میں معجزہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایسے وقت میں سمندر کے سامنے پہنچایا جب کہ جذر کا وقت تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ اٹھاتے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت پانی گھٹنا شروع ہو گیا۔ لیکن فرعون کا لشکر

جب سمندر داخل ہوا تو ایسی غیر معمولی روکیں اس کے راستہ میں پیدا ہوگئیں کہ اس کی فوج بہت سست رفتار سے بنی اسرائیل کے پیچھے چلی اور ابھی سمندر میں ہی تھی کہ مدّ آ گئی اور دشمن غرق ہوگیا۔

چنانچہ اس خیال کی تائید قرآن کریم کے الفاظ ’’**فکان کلّ فرق کالطود العظیم** (الشعراء:۶۳)‘‘ بھی کرتے ہیں جن کے یہ معنی ہیں کہ جب سمندر ہٹا تو ہر ایک ٹکڑا ایک اونچے ریت کے ٹیلے کی طرح ہوگیا، اب ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا یہ منشاء ہوتا کہ سمندر دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا تو کل کا لفظ جو نکرہ مفرد پر آیا ہے کبھی استعمال نہ ہوتا۔ پس کل کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اس موقعہ پر سمندر پھٹا نہ تھا۔ بلکہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔ وغیرہ!‘‘

اقول: اس واقعہ کو معجزہ بتلا کر جو تاویل آپ نے کی ہے وہ اس کو معجزہ کی تعریف سے قطعاً خارج کر دیتی ہے۔ بندگان خدا! اس واقعہ کے متعلق معجزہ کا لفظ اگر بالکل ہی استعمال نہ کرتے تو کم از کم نیچری تفسیر سے تطبیق ہو جاتی۔ کیونکہ اس تفسیر کا مقتضیٰ یہی ہے کہ خلاف قانون قدرت کوئی واقعہ ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ کے مسیح موعود کی آخری تصنیف (ضمیمہ چشمہ معرفت ص۴۲، خزائن ج۲۳ ص۴۱۱،۴۱۲) ہے۔ شق القمر کی بحث میں وہاں آپ معجزہ کی تعریف یہ لکھتے ہیں کہ چاند نہیں پھٹا تھا۔ ایسے عذرات فضول ہیں۔ اگر قانون قدرت کے خلاف امر نہ ہو تو پھر وہ معجزہ ہی کیوں کہلائے۔

غرض شق القمر کو آپ کے مسیح موعود نے معجزہ یعنی واقعہ خلاف قدرت تسلیم کر لیا ہے۔ ہم نے تو صرف خلاصہ لکھا ہے، پوری بحث آپ اس کتاب میں بچشم خود دیکھ لیں اور انصاف کریں کہ آپ کا مسلک معجزہ کے بارہ میں کیا ہونا چاہئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کو نپولین کے واقعہ سے زیادہ وقعت آپ نہیں دیتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اٹھانا اور سمندر پر مارنا صرف ایک نشانی کے لئے تھا نہ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یا عصا سمندر کے سمٹ جانے میں کوئی دخل تھا اور قرآن کریم کے الفاظ کی اس تاویل باطل کی تائید میں تشریح آپ نے بدوں حوالہ وشہادت لغت کے شروع کر دی ہے۔

آپ بتلایئے کہ اگر عصاء موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کوئی خارق عادت فعل ظاہر کرنے کی خصوصیت نہیں بخشی تھی تو ’’**اذهب انت واخوک بایاتی** (طٰہٰ:۴۲) **والق ما فی**

یمینک تلقف ما صنعوا (طٰہٰ:۶۹) ''وغیرہ افعال اس عصا سے کیوں ظہور میں آئے، عصا تو اسی صورت میں آیۃ اللہ ہوسکتا ہے کہ اس سے خارق عادت افعال صادر ہوں، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر شاہد ہوں۔ آپ کے خیال میں عصا کوئی معجزہ نہ تھا۔

اس کی وجہ ہم بفضل خدا ایسی تاڑ گئے ہیں کہ ہمارے باقی ناظرین اس کی ضرور داد دیں گے۔ گویا آپ غیظ میں آ کر ہم کو جو دل چاہے کہہ دیں۔ آپ کے مسیح موعود نے چونکہ دعویٰ کر دیا ہے کہ مجھ کو سوائے حضرت ﷺ کے باقی کل انبیاء بڑھ کر نشان عطا کئے گئے ہیں۔ اس واسطے آپ کی جماعت ہمہ تن اس کوشش میں مصروف ہے کہ کسی نبی کا معزہ سرے سے بننے ہی نہ دو۔

شروع کتاب میں اس جماعت اور اس جماعت کے ہادی کے عقائد کے متعلق جو چند اشعار مرزا قادیانی کی تحریر سے نقل کئے تھے۔ اس موقعہ پر صرف دو شعر ازاں جملہ لکھے جاتے ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم اور ثابت ہو کہ اس قسم کی باتیں وہ لوگوں کو صرف قابو رکھنے کی خاطر لکھدیا کرتے تھے۔ مگر درحقیقت ان کا جو عقیدہ تھا وہ ان کے ''قال نمبر ۱۱'' سے پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہا ہے:

معجزات انبیائے سابقین آنچہ در قرآن بیانش بالیقیں
بر ہمہ از جان ودل ایمان ماست ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست

(ضمیمہ سراج منیر ص ط، خزائن ج۱۲ ص۹۶)

اب کون پوچھے کہ موسیٰ علیہ السلام کو عصا جب آیت اللہ کر کے عطاء ہو تو ''نپولین کے مدّ وجزر'' کو اس واقع سے کیا نسبت ہے۔ مدّ وجزر تو قانون قدرت میں داخل ہے، جس کو علم طبعیات والے بخوبی جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ درحقیقت قادیانی مفسرین کی غرض یہ ہے کہ کسی نبی کا معجزہ بننے ہی نہ دو۔ مبادا کوئی کل کو یہ نہ کہہ دے کہ اجی صاحبان! تمہارے مسیح موعود تو کل انبیاء پر اپنی فضیلت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم کو عصا موسیٰ یا ید بیضاء والا ہی کوئی معجزہ ان کا دکھلا دو۔ قادیانی مفسرین نے نہایت ہی معقول انتظام سوچ لیا کہ چلو معجزات پر ہی پانی پھیر دو۔ ''نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی''

''فکان کل فرق کالطّود العظیم (الشعراء:۶۳) ''کے معنی اور مطلب سمجھنے میں آپ نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ سلف کے دو سو مفسرین میں سے دو چار مفسروں کے تو

یہ معنی ثابت کردو جو آپ نے کئے ہیں۔ کیا وہ قرآن کی لغت سے بے بہرہ تھے؟ سلف کی کتب سے آپ کے مسیح موعود نے بہت نفع اٹھایا اور آپ نے بھی۔ اب ناشکری کے مرض میں آپ کو ان کی مٹھاس بھی کڑوی معلوم ہونے لگی۔ لفظ کل اس جگہ مفرد کے واسطے ہرگز نہیں آیا۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کے بارہ راستوں سے جو سمندر پھٹ کر ہر دو طرف ایک پہاڑ عظیم کی طرح پانی کا ڈل نظر آتا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے۔

آپ نے قرآن کو سمجھنے میں بدوں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مکتب کے کسی اور باخبر استاد کے آگے شاگردی کا زانو تہ نہیں کیا۔ اسی واسطے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائے چلے جاتے ہو اور پھر لطف یہ کہ ان کا نام قرآنی معارف رکھتے ہو۔ سمندر کا ہٹ جانا نہیں، بلکہ پھٹ جانا مراد ہے۔ ہٹ جانے میں آپ کو مدوجزر مطلوب ہے اور قرآن کے رو سے ہم اہل سنت کو عصائے موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ثابت کرنا مطلوب ہے۔

اچھا صاحبان! (دخان:۲۴) میں اسی واقعہ کے متعلق جو آیت: ’’واترک البحر رھواً ‘‘ آئی ہے اس کو بھی آپ نے دیکھا تھا یا نہیں؟ جس کا مفہوم ہم بتلاتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال آیا کہ اپنے عصا سے سمندر کا پانی پھر ملا دیں تاکہ فرعون پیچھے آ ہی نہ سکے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ جب فرعونی کچھ خشک حصہ عبور کر چکیں تو پھر پانی کے پاٹ ملا دیئے جائیں تاکہ سب غرق ہو جائیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کی نجات پانی کو ملا دینے میں سوجھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو درمیان میں ان کو غرق کر دینے سے بنی اسرائیل کو ان کے شر کے پورے طور پر باامن کر دینا منظور تھا۔

کیونکہ جو طریق نجات کا بنی اسرائیل کے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خیال کیا تھا اس میں پھر بھی یہ یقینی احتمال تھا کہ فرعونیوں کو اگر سمندر سے گزرنے کا اب موقعہ دشوار ہے تو پھر انتظام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ’’واترک البحر رھواً (ایضاً)‘‘ کا حکم دیا۔ عبارت النص ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس آیت میں بدوں اس کے جو ہم نے لکھا ہے اور مراد ہو ہی نہیں سکتی۔

دریا کو تھما ہوا بدستور بحال خود چھوڑ دینے کا حکم الٰہی ایک لطیف بلاغت اپنے اندر رکھتا ہے جو صریحاً معجزہ کا ثبوت ہے نہ کہ مدّ وجزر کا۔ اس آیت نے صاف بتلا دیا کہ پانی جس طرح اوّل دفعہ بذریعہ معجزہ کے پھٹا تھا۔ دوسری دفعہ بھی اس کا اسی طریق سے مل جانا

ممکن اور آسان تھا۔ اب یہاں مسئلہ اتفاق کا جو مدّ وجزر میں ہوتا ہے بالکل کافور ہوجاتا ہے اور عنان اختیار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں رہ جاتی ہے۔

بائبل کا جو حوالہ آپ نے اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے وہ آپ کی تاویل کا ہرگز معاون نہیں، اس کی مطابقت زیادہ تر قرآن شریف کی آیت ''**کالطّود العظیم** (الشعراء:۶۳) '' سے ہے۔ کیونکہ بائبل میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل دریا کے بیچ میں سوکھی زمین پر ہوکے گزر گئے اور ان کے داہنے اور بائیں پانی کی دیوار تھی۔ یہ پانی کی دیوار پانی کا ڈل تھا جو ہر دو جانب بن گیا تھا اور اگر سمند ہٹ کر جزر کی صورت پیدا کرتا تو ہر دو جانب پانی کی دیوار یا قرآن شریف کے بموجب ایک کوہ عظیم کی طرح سے پانی کے ڈل عین سمندر کے بیچ میں کیونکر قائم ہوجاتے۔

آپ پہلے معجزہ تسلیم کر کے پھر اپنی ماڈی تاویل سے رک نہ سکے۔ آپ نے ارادہ کیا تھا کہ معجزہ کا لفظ اڑا دینے سے ناحق بدظن پیدا ہوجائے گا۔ چلو اس معجزہ پر ایسا رنگ چڑھادو کہ معجزہ بھی بنا رہے اور اصل مقصد بھی نکل آئے۔ انگلی کو چیر کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہا تھا۔ مگر راز فاش ہوگیا اور آپ کی بنی بنائی مادی تاویل دھڑام سر کے بل گر کر چور چور ہوگئی۔

(۱۲) قال: (ص۵۴) ''**ثمّ بعثنا کم من بعد موتکم** (البقرة:۵۶) '' آیت ماقبل کے ساتھ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے ذلّت اور تکلیف کے بعد تمہاری حالت کو ترقی دی اور تمہیں معزز بنایا۔ پہلی آیت کے الفاظ ''**وانتم تنظرون** '' درانحالیکہ تم دیکھتے تھے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مردے نہیں تھے۔ وغیرہ۔ اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقعی مر چکنے کے بعد زندہ ہوگئے تھے۔ کیونکہ قرآن اس خیال کو کہ مردہ زندہ ہوسکتا ہے صاف طور سے باطل ٹھہراتا ہے۔ (ص۵۵)

اقول: آپ نے یہاں بھی اپنی عادت کو فراموش نہیں کیا کہ بدوں قرینہ کے موت کے معنی ذلّت اور تکلیف کے کردیئے اور بعثت کے معنی حالت ترقی کے اور جو قرینہ آپ نے ''**وانتم تنظرون** '' کا اس آیت سے چسپاں کیا وہ بے جا دخل در معقولات ہے۔ ناظرین! ''**وانتم تنظرون** '' کا تعلق ذرا قرآن شریف کھول کر دیکھنا کہ ''**فاخذتکم الصاعقة وانتم تنظرون** '' کی آیت سے ہے۔ یا ''**ثمّ بعثنا کم من بعد موتکم** '' کے ساتھ ہے۔

جو چھ مثالیں آپ نے موت کے چھ معنوں کی مفردات راغب سے بیان کی ہیں، ان میں صاف صاف وہ قرائن موجود ہیں جو موت کے مختلف معنوں پر گواہ کا کام دے رہے ہیں، مگر جو معنی آپ نے موت اور بعث کے اس آیت میں کئے ہیں، ان کا کون سا قرینہ یہاں موجود ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی اس قدر پتہ تو ضرور ہے کہ بدوں قرینہ ہمارے معنی قابل اعتراض ہوں گے چلو کسی جگہ سے قرینہ لے کر اس جگہ ٹانک دو تاکہ عدم قرینہ کا اعتراض وارد نہ ہو۔

مگر کیا اگر آپ کی جماعت میں سے کوئی اعتراض نہ کرے گا تو اسلامی دنیا میں سارے ہی تقلید شخصی میں مست اور بے خود ہو رہے ہیں کہ قرآن شریف کے مطالب کو آپ برابر حسب ہوائے نفس کرتے چلے جائیں اور وہ خاموش بیٹھ کر تماشا پڑے دیکھیں۔ کسی سلف کے مفسر نے اگر آپ کی طرح اس آیت کے معنی لکھے ہیں تو آپ پیش کریں، کیا وہ سارے ہی بے علم ہیں یا ان میں کوئی قابل اعتماد بھی ہے؟ پھر اور غضب کی بات آپ نے یہ لکھ دی کہ قرآن مردہ کا اس دنیا میں زندہ ہونا باطل ٹھہراتا ہے۔

اجی صاحبان! قرآن تو اس عقیدہ کو ہرگز باطل نہیں ٹھہراتا بلکہ نیچری فرقہ یا آپ لوگ باطل ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ آپ بھی اسی فرقہ کی ایک شاخ ہیں۔ آپ اگر قرآن سے ایک دو آیات اپنے عقیدہ کی گواہ لکھ دیتے تو ہم غور کر کے آپ کو جواب دیتے۔ ہاں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ عام قانون قدرت میں ایسا خارق عادت فعل نہیں ہوا کرتا اور نہ کسی کی اپنی خواہش سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ جابر صحابیؓ کے قصہ میں معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی اپنی خواہش سے بعد موت کے دنیا میں واپس آنا غیر ممکن ہے۔ مگر اﷲتعالیٰ کی اپنی مرضی سے یہ فعل بالکل ممکن ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ نمبروار بیان کی جاتی ہیں۔

۱...... حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ ’’**قال انّٰی یحی ہذہ اﷲ بعد موتہا فاماتہ اﷲ مائۃ عام ثمّ بعثہ** (البقرۃ:۲۵۹)‘‘ اس جگہ بھی موت اور بعث بلاقرینہ ہے۔ لہٰذا حقیقی موت اور جی اٹھنا مراد ہے۔ اس کو آپ کے مسیح موعود نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔

(ازالہ ص۳۶۵، خزائن ج۳ ص۲۸۷)

۲...... ’’واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ (البقرۃ:۲۶۰)‘‘ اس جگہ بھی خلیل اللہ علیہ السلام بنا بر اطمینان کیفیت احیائے موتی بچشم خود قبل از قیامت دیکھنے کی عرض کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ایک طریق بتلا کر انہی کی معرفت اس فعل کو دکھلا کر ان کا اطمینان کر دیتا ہے۔ بعض نے جو یہ تاویل کی ہے کہ بدون کئے کے خلیل اللہ کا اطمیان ہوگیا تھا۔ یہ تاویل بالکل مردود ہے۔ کیونکہ جس تجربہ کا خلیل کو امر ہوا تھا، اس کو معمولی عقل والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ حصول اطمینان کا سوال کرے خلیل اللہ اور اللہ تعالیٰ اس کو محض لونڈوں کو بہلانے کی طرح ایک بات کہہ کر ٹال دے۔

تفسیر اتقان فی علوم القرآن (نوع ۴۷) میں حضرت ابن عباسؓ کی نسبت یہ لکھا کہ انہوں نے ’’اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ (ایضاً)‘‘ والی آیت کی بابت بعض صحابہؓ سے دریافت کیا تو ابن عمرؓ نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے قول ’’بلیٰ‘‘ کے ساتھ اس سے راضی ہوگئے تھے۔ ابن عباس نے کہا بس یہی بات شیطانی وسوسہ ہے جو دل میں عارض ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ رئیس المفسرین ہیں۔ کیونکہ ان کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے حصول فہم قرآن کی خاص دعا فرمائی تھی۔

۳...... ’’الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثمّ احیاھم (البقرۃ:۲۴۳)‘‘ اس آیت میں بھی موت اور حیات کے ساتھ کوئی اور قرینہ موجود نہیں، جس کے رو سے دیگر معنی سوائے حقیقی معنوں کے صحیح ہوسکیں۔

۴...... قصہ حوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابی کا۔ (کہف:۶۱) ’’فاتخذ سبیلہ فی البحر سرباً‘‘ اس قصہ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ایک صحابی کے ہمراہ روٹی اور مچھلی زادراہ لے کر حضرت خضر کی تلاش میں چلے تھے۔ ایک مقام پر جو مطلوب تھا، مچھلی اچھل کر پانی میں چلی گئی۔ مگر ان کو آگے چل کر بھوک لگی تو اپنے یار سے خوراک کا وہ توشہ طلب کیا تو پھر اس نے مچھلی کا عجیب قصہ سنایا۔ پھر ہر دو لوٹ کر اسی جگہ واپس آگئے۔

اس قصہ سے اس قدر تو معلوم ہورہا ہے کہ روٹی کے ساتھ بھنی یا تلی ہوئی مچھلی کا سالن ہوا کرتا ہے نہ زندہ مچھلی کا۔ کیونکہ گھر سے چلے وقت روٹی اور سالن کا انتظام آسانی سے ممکن ہے، مگر سفر میں دشوار ہے اور مچھلی اگر زندہ پکڑی جائے، جب بھی ایک قلیل عرصہ میں مرجاتی ہے۔ درحالیکہ یہاں تو اس قسم کا احتمال بھی نہیں، کیونکہ روٹی کے واسطے وہ بطور سالن

کے ہمراہ لی گئی تھی اور اس صورت میں کوئی باعقل اور ذی ہوش اس مچھلی کو زندہ یقین نہیں کرسکتا۔ پس یہ سب قرائن ثابت کرر ہے ہیں کہ مردہ مچھلی زندہ ہوگئی تھی۔

۵…… ''انّی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انّی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابریٔ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ (آل عمران:۴۹)'' اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پانچ معجزات کا ذکر کرتے ہیں جوانہوں نے اپنی نبوت کے ثبوت میں قوم کے آگے پیش کئے اور ان پانچوں کا نام آیۃ بتلایا اور یہ قرآن شریف کی بلاغت کا ایک باریک نکتہ ہے کہ پانچوں نشانات کو واحد لفظ آیۃ سے ظاہر کیا تاکہ وہ پانچوں معجزات ایک ہی قبیل سے منجانب اللہ تعالیٰ قرار پائیں اور ان میں کسی مادّی تاویلات کا جوان پر رنگ چڑھایا گیا ہے اس سے ایک مؤمن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

اور کسی نبی کے معجزہ کی ایسی درگت اور اہانت نہیں کی گئی جو حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کی گئی ہے۔ پرندوں کے معجزہ کو تو مسمریزم، عمل التراب، ولایتی کھلونوں کی طرح بولنے والی چڑیوں کے برابر بتلایا گیا ہے۔ جو مسیح علیہ السلام یوسف نجّار سے کچھ ہنر سیکھ کر بنالیا کرتا تھا اور اس کام کو نہایت مکروہ اور قابل نفرت بتلا کر آیۃ اللہ کی مدّ سے ایسا خارج کردیا ہے جیسا قادیانی تحریرات اور ان کے ہر دو خلیفوں نے اہل قبلہ اہل کلمہ مسلمانوں کو قادیانی مسیح سے عدم بیعت کے سبب اسلام وایمان سے خارج کردیا ہے۔ کون پوچھے کہ میاں صاحبان جب قرآن اس نشان کو معجزہ بنام آیت اللہ فرماتا ہے تو تم کس باغ کی مولی ہو کہ اس قدر گستاخ ہوکر اس پر مادّی اور کسبی رنگ چڑھاتے ہو۔

معجزات انبیاء سابقین آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست

(ضمیمہ سراج منیر ص ط، خزائن ج۱۲ ص۹۶)

اب اللہ تعالیٰ کے آگے فریاد ہے کہ تو ہی قادر ہے اور تیرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے، تو جلد فیصلہ کرتا کہ یہ جماعت تیرے رسول ﷺ کی امت کو آئندہ گمراہ نہ کرے۔ اپنے منہ سے یہ جماعت کیا کہتی ہے اور اس کا فعل بالکل اس کے برعکس ہے۔ احیائے موتی بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا ''آیت اللہ باذن اللہ'' تھا جس کو مادّی اسباب یا تاویل سے کوئی تعلق

نہیں اور نہ اس جگہ کوئی قرینہ موجود ہے جس کے رو سے موت وحیات کے مجازی معنی لئے جائیں۔ ہاں! کوئی دلیر جس کے دل سے خشیت اللہ کافور ہو جائے اس کو آیت اللہ کی مد سے بالکل خارج کر کے بقول مرزا قادیانی اشقیا کے زمرہ میں خود داخل ہو جائے تو اس کی مرضی۔

(۱۳) قال: (ص۵۵) ’’**وانزلنا علیکم المن والسلوٰی** (البقرۃ:۵۷) ’’نزول کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے، جہاں مادی اسباب کا تعلق نہ ہو۔ مسیح کے لئے بھی نزول اسی لئے آیا ہے کہ وہ آسمانی حربوں سے مسلح ہوگا۔‘‘

اقول: جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانی عطاء شدہ معجزات (آیۃ اللہ) کو مادی رنگ چڑھانے میں خوف الٰہی نہیں رکھتا۔ اس کی حرب کے اوزار آسمانی بن رہے ہیں۔ ہاں! اصل مسیح ابن مریم علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو اپنے ساتھ اسباب تبلیغ ونشانات بھی آسمانی ہی لائیں گے، جن کے ذریعہ ایک ہی دین ہو جائے گا اور یہ برکت الٰہی مسیح قادیانی کو نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ انہوں نے عدم بیعت والے اہل قبلہ مسلمان بھائیوں کو اسلام سے خارج کر دیا۔ سبحان اللہ! یہ آسمانی حرب کے اوزار کیا ہی خیر اور برکت والے ہیں۔

(۱۴) قال: (ص۵۷) ’’**واذ استسقیٰ موسیٰ** (البقرۃ:۶۰) ’’اس واقعہ کا ذکر خروج (باب ۱۷، آیت ۱، ۷) اور (گنتی باب ۲۰) میں ملاحظہ ہو۔ ’’**فقلنا اضرب بعصاک الحجر** (ایضاً) ’’پہاڑوں میں بعض جگہ سطح زمین کے ساتھ ساتھ پانی کا چشمہ بہتا ہے اور ذرا سی ٹھوکر سے باہر نکل کر بہہ پڑتا ہے۔ اللہ نے الہام کے ذریعہ بتلا دیا کہ فلاں جگہ پانی ہے اپنا عصا مار کر فلاں پتھر کو توڑ دو اس کے نیچے پانی نکل آئے گا۔‘‘

اقول: قادیانی مفسرین! اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ عطا فرمائے۔ جب اللہ تعالیٰ عصائے موسیٰ علیہ السلام کو آیت اللہ مقرر کر چکا تو پھر اس کے فعل پر ہر بار مادّی رنگ چڑھانا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تکذیب کر کے آیت ’’**ولٰکنّہ اخلد الی الارض واتّبع ھوٰہ** (الاعراف:۱۷۶) ’’کا مصداق ہونا نہیں تو اور کیا ہے جو مادّہ کی قدامت کے قائل ہیں۔ ان کا ضروریہ اصول ہے کہ جہاں کچھ نہیں ہوتا وہاں سے کچھ برآمد بھی نہیں ہوتا۔

مگر افسوس! آپ بھی اسی اصول کی طرف جھک پڑے ہیں اور اس بات پر ایمان نہیں لاتے کہ خود عصائے موسیٰ علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے مطلوبہ تاثیر اور قدرت رکھ دی تھی اور جہاں پانی نہ ہو وہاں سے بھی وہ پانی جاری کر سکتا تھا۔ اگر سطح زمین کے ساتھ ساتھ پہاڑوں

میں پانی کا چشمہ بہتا ہے تو وہاں سے پانی نکال لینا ایک معمولی بات ہے۔ قرآن اور بائبل کے کس لفظ سے آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ فلاں جگہ پانی ہے۔ فلاں جگہ کا بتلانا ہی اگر واقعی امر تھا تو اللہ تعالیٰ نے جان بوجھ کر کیوں ظاہر نہ کیا، عصا بھی کوئی لوہے کا بنا ہوا تھا کہ اس سے پتھر ٹوٹ سکتا تھا یا وہ پتھر خود انڈے کے چھلکے کی طرح یا مٹی کے برتن کی طرح پتلا اور نازک تھا کہ لکڑی کی سوٹی لگتے ہی ٹوٹ گیا۔

آپ کہتے ہیں کہ ہمارا مسیح آسمانی حربوں سے مسلح ہے۔ کیا آسمانی ہتھیار کی یہی خاصیت ہے کہ آپ کو مادیات کی طرف جھکا کر معجزات سے منکر کرادیا؟ اگر سائنس دانوں کے اعتراض رفع کرنے کی خاطر آپ اس قسم کی مادّی تاویلات کرتے ہیں تو پھر نیچری مفسر کی طرح وجود معجزہ کا سرے سے انکار ہی کیوں نہیں کر دیتے؟ یہ کیا طریق ہے جو آپ نے اختیار کر رکھا ہے؟

(سرمۂ چشم آریہ اور چشمۂ معرفت) مرزا قادیانی کی آخری کتاب کھول کر پڑھو کہ خلاف قانون قدرت افعال کو کس زور سے ثابت کر کے ان کا نام معجزہ بتلایا گیا ہے اور شق القمر کے معجزہ کو (ضمیمہ چشمۂ معرفت ص۴۲، خزائن ج۲۳ ص۴۱۱، ۴۱۲) میں خلاف قانون قدرت بتلا کر معجزہ ثابت کیا گیا ہے۔ جب شق القمر آیت اللہ ہو کر خلاف قانون قدرت فعل ممکن ہے تو عصائے موسیٰ آیۃ اللہ ہو کر اگر خلاف قانون قدرت فعل کرے تو آپ کے پیٹ میں کیوں درد ہونے لگے؟

مگر حیف ہے ایسے بے اصول مسلک پر کہ ایمان بھی ہے اور انکار بھی۔ پھر شق القمر کو خارق عادت فعل تسلیم اور ثابت کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی سے بالکل انکار ہے اور کیوں؟ اس لئے کہ یہ فعل خلاف قانون قدرت ہے۔ ''افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (البقرة:۸۵)'' کا مصداق آپ کی جماعت سے بڑھ کر مسلمانوں میں شائد ہی کوئی اور فرقہ ہوگا۔

''فانفجرت منه اثنتا عشرة عیناً (البقرة:۶۰)'' یعنی اس پتھر سے بعد ضرب عصا بارہ چشمے جاری ہوگئے، اس قسم کا نتیجہ بدوں معجزہ تسلیم کرنے کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ آپ کی مادی تاویل سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ الہام سے موسیٰ علیہ السلام کو پتہ لگا کہ فلاں جگہ عصا مارنے سے پتھر ٹوٹ جائے گا اور وہاں سے پانی برآمد ہوگا۔ آپ بتلائیں کہ ایک جگہ

سے بارہ چشمے الگ الگ کیونکر جاری ہو سکتے ہیں اور اگر لکڑی کی سوٹی کو بارہ دفعہ علیحدہ پتھروں کے مقامات پر توڑنے کی خاطر استعمال کیا جائے تو کوئی عقل مند باور نہیں کر سکتا کہ وہ عصا جوں کا توں سالم بچ رہا ہے اور پتھر، روئی یا کوئی ایسی نرم چیز نہیں ہوتی کہ اس سوٹی سے بارہ جگہوں میں الگ الگ ٹوٹ پھوٹ بھی جائے اور پھر وہ سوٹی بالکل سلامت رہے۔

آپ کی تاویل میں بہت مصیبت کا سامنا ہے۔ بندگان خدا! عصا کو آیۃ اللہ مان لو تو ایمان بھی سلامت اور عصا بھی سلامت ورنہ ایمان اور عصا ہر دو حوالہ بخدا۔ خبردار! آپ کہیں ''قالوا سمعنا وعصینا (البقرۃ:۹۳)'' کے مصداق نہ ہو جائیں۔

(۱۵) قال: (ص۵۹) ''یقتلون النّبیین (آل عمران:۲۱)'' کے یہ معنی نہیں ہیں کہ بنی اسرائیل نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ وغیرہ! چنانچہ لغت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کبھی مارنے کے سوائے اور معنوں میں بھی آتا ہے۔ وغیرہ!''

اقول: ہاں! بے شک لفظ قتل اور معنوں میں بھی آتا ہے جیسا آپ فرماتے ہیں یعنی لعنت ارادہ قتل۔ وغیرہ! مگر اس جگہ قرینہ دیگر معنی کا معاون ہو جاتا ہے۔ اس جگہ تو ساتھ ''بغیر الحق'' بھی شامل ہے اور قرآن کریم میں بالعموم قتل کے ساتھ ''بغیر الحق یا الّا بالحقّ'' اگر شامل ہو تو اس سے بالضرور مراد حقیقی قتل سے ہوتی ہے نہ غیر۔ ''ولا یقتلون النّفس الّتی حرّم اللہ الّا بالحقّ (الفرقان:۶۸) وقتلھم الانبیآء بغیر حقٍ (آل عمران:۱۸۱)'' وغیرہ!

بے شک نبی صاحب کتاب یا صحیفہ یا صاحب معجزات، قتل سے مامون اور محفوظ رہے ہیں۔ مگر سویم قسم کے نبی کے مقتول ہونے میں اللہ تعالیٰ کو حجت کے واسطے عذاب یا ہلاکت کے پورا کرنا مطلوب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ سویم قسم کے سب انبیاء ہی قوم کے ہاتھوں سے قتل ہو جائیں۔ بلکہ اگر وہ بعض ہوئے بھی تو اسی قسم سے ہوئے، جو نہ صاحب کتاب، نہ صاحب معجزہ تھے۔

بائبل اس امر کی شاہد ہے (انجیل متی باب ۱۴، آیت ۱، ۸، مرقس باب ۶، آیت ۲۵، ۲۹، تاریخ ابن خلدون، تاریخ کامل، تاریخ ابوالفداء) پس آپ کا چوتھا اصول تفسیر میں تاریخ کو ملحوظ رکھنے کا محض زبانی ہے نہ عملی۔ ایک آدھ تاریخ نہیں، بلکہ پوری پانچ ہیں اور ابھی تورات باقی ہے۔ (سلاطین اوّل باب ۱۹، آیت ۱۰، ۱۴، سلاطین اوّل باب ۱۸، آیت ۴) یہ کل کی کل تواریخ ردّی

اور آپ کے معنی صحیح! جو امر مختلف تواریخ کے ذریعہ پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے وہ مقدم یا آپ کی تاویل؟ لہٰذا لغت کے رو اس جگہ قتل کے وہ معنی صحیح ہیں جو حقیقی قتل پر دال ہوں نہ غیر۔

ایک عجیب لطف کی بات بھی آپ کو سنا دیتے ہیں کہ تم زیادہ باعلم یا تمہارا مسیح موعود؟ ازالہ کھول کر (ص۴۱۲،۴۱۲، خزائن ج۳ ص۳۱۴) پڑھو کہ یحییٰ نبی کا شہید ہونا وہاں کیوں تسلیم کیا گیا ہے۔ افسوس! جس جماعت کو اپنے گھر کی بھی پوری خبر نہیں وہ دنیا کو اور اپنی جماعت کو قرآن شریف سمجھانے کا بیڑا اٹھا رہی ہے۔ اپنا مقصد نکلنا ہو تو انجیل اور تورایت وغیرہ سب کچھ پیش ہو جاتا ہے۔ مگر جب مطلب فوت ہوتا نظر آ جائے تو دنیا کے صفحہ سے تاریخ، انجیل وتورات بلکہ اپنے مرشد وہادی کی تحریر بھی ایسی نابود ہو جاتی ہے کہ گویا اس کا وجود کبھی تھا ہی نہیں۔ یہ ہیں اس جماعت کے معمولی کرشمے اور پھر دعویٰ یہ کہ قرآنی معارف ہمارے سوا کوئی سمجھ نہیں سکتا۔

(۱۶) قال: (ص۶۲،۶۳) ''**رفعنا فوقکم الطور** (البقرۃ:۶۳)'' بعض لوگوں نے دھوکا کھایا ہے اور اس کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ پہاڑ کو بلند کر کے بنی اسرائیل کے سر کے اوپر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ!

اقول: اچھا صاحبان! اس آیت کا صحیح مطلب سمجھنے میں اگر بعض نے دھوکا کھایا ہے تو ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ کی اس عبارت سے بلاریب ثابت ہو رہا ہے کہ اکثر نے اس کا مطلب صحیح سمجھا ہے۔ مگر پھر آپ ہی اس کی تشریح کرنا شروع کر دیا اور رفع اور فوق کے معنوں کی مثالیں دے کر ثابت کر دیا کہ یہود کو طور کے نیچے کھڑا کیا گیا تھا یہ تو آپ کی تاویل ہے۔ جس کی شہادت آپ نے توریت سے بھی لکھ دی۔

اگر اس آیت کے معنی اکثر (بقول آپ کے) اوروں نے بھی آپ ہی کی طرح سمجھے تھے تو کم از کم دس کا نام اور حوالہ تو بطور تصدیق کے لکھ دینا چاہئے تھا۔ مگر آپ لکھتے کیا، سوائے نیچری اور چکڑالوی مشرب کے۔ اگر سلف کے پانچ معتبر مفسرین سے بھی آپ اپنے معنی ثابت کر دیں تو ہم آپ کے معنی تسلیم کر لیں گے۔ ورنہ یوں سمجھا جائے گا کہ بدوں آپ کے یا مذکورہ دو جدید فرقوں کے تیرہ سو سال تک ان راسخون فی العلم نے بھی اس آیت کے صحیح معنی نہیں سمجھے، جن کے آپ رہین منّت ہیں۔

گو تسلیم نہ کریں، عربی لغت کے ہی وہ ماہر نہ تھے، بلکہ قرآن فہمی کے کل لوازمات

سے وہ باخبر تھے۔ وہ توریت اور انجیل سے بے خبر نہ تھے۔ مگر جہاں توریت اور انجیل کو قرآن اور حدیث صحیح کے مطابق پاتے اس وقت بے شک اس پر اعتماد کرتے ورنہ الگ رہتے۔ لغت کے بارہ میں ان کا یہ مسلک تھا کہ سب سے اول قرآن کی دوسری آیات اور احادیث صحیحہ کو ٹٹولتے۔ پھر بعدازاں قرینۂ ماقبل اور بعد کی طرف متوجہ ہوتے۔ جب ان کے مطابق مقصود مل جاتا تو لغت کے شاذ معنوں پر ہرگز توجہ نہ کرتے، بلکہ ان لوازمات اور قرائن کے مطابق لغت کے صرف وہ معنی لیتے جو حسب مواقعہ چسپاں ہوتے۔

اب آپ سنئے آیت زیر بحث کے سلف کے مفسرین نے دیگر آیات مدنظر رکھ کر کیا معنی اور مطلب سمجھے۔ مگر آپ نے محض شاذ لغت اور محرف کتاب کو اپنا معاون بنایا اور کیوں؟ صرف اس واسطے کہ کہیں خلاف قدرت فعل قرآن میں ثابت نہ ہو جائے اور یہ علم محض اسی علیم وخبیر کو ہے کہ آیا آپ نے سائنس دانوں کے اعتراض رفع کرنے کی خاطر ایسا مطلب اس آیت کا بیان کیا یا واقعی آپ بھی مادیات کے غلام ہو چکے۔ اب آپ کا اگر پہلا خیال ہے تو کیا مادّہ اور سائنس پرستوں کو اس طریق سے قرآن شریف کلام الٰہی منوالیں گے؟

اگر دوسری بات صحیح ہے تو آپ کے اسلام کا خدا حافظ! بہرصورت قرآن شریف میں خارق عادت افعال موجود ہیں، جس طرح نیچر میں بھی موجود ہیں۔ مثلاً بجائے پانچ انگلی کے انسان کی چھ انگلیاں، ایک سر کی بجائے دوسر۔ بعض ختنہ شدہ پیدا ہوتے ہیں۔ بعض کی مقعد بالکل بند ہوتی ہے۔ غرض اور بھی اس طرح کے کرشمے مشاہدے سے ثابت ہیں۔ اگر قرآن خدا کا کلام ہے تو نیچر اس کا فعل ہے اور جب کلام اور فعل ہر دو میں مطابقت صحیح ثابت ہوئی تو اہل سائنس اور مادہ کی خاطر ہم کو ایک صحیح واقعہ کے الٹ پلٹ کرنے کی ہرگز کوئی ضرورت اور مجبوری نہیں۔

اب اس آیت کو ہم لکھتے ہیں جو آیت زیر بحث کی پوری مفسر ہے اور جس کو آپ نے بالکل نظرانداز کر کے اپنا پہلا اصول دیگر آیات کی امداد حاصل کرنے کا اپنے ترجمہ کے دیباچہ میں مقرر کیا تھا، بالکل توڑ تاڑ کر پھینک دیا ہے۔ وہ آیات جو آیت زیر بحث کی مفسّر ہے یہ ہے: ’’واذ نتقنا الجبل فوقھم کانہ ظلۃٌ وظنّوا انہ واقعٌ بھم (الاعراف:۱۷۱)‘‘ یعنی اس وقت کو یاد کرو جب کہ ہم نے پہاڑ کو ان پر سائبان کی طرح اٹھایا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ہم پر گرنے کو ہے۔

اس آیت میں لفظ رفع کی تفسیر نتق سے کی گئی۔ دیکھو مفردات راغب پھر جو ابہام لفظ نتق میں تھا۔ اس کو ظلّہ سے تشبیہ دے کر دور کیا۔ پھر بعد ازاں اس ساری کیفیت کے واقعی اور حقیقی اثر کو ’’وظنّوا انه واقعٌ بهم (ایضاً)‘‘ سے مطلب کو ایسا صاف کر دیا کہ ایک عربی سمجھنے والے کو اس کی بلاغت اور لطافت کی داد دینی پڑتی ہے۔ چھتری یا سائبان جس طرح سروں پر ہوتا ہے وہ اور طرز ہے اور کسی چیز کے نیچے یکسو ہو کر کھڑا ہونا بطرز دیگر ہے اور جب تک سائبان کی طرح بالکل ان کے سر پر وہ پہاڑ جھک نہ پڑتا، یہود کو اس کے فی الفوران پر گرنے کا گمان کیونکر ہو سکا تھا؟ آپ تو اس آیت میں بھی بیسیوں ادھر ادھر کی تاویلات کر دیں گے۔ مگر جو راسخون فی العلم قرآن کو خوب جانتے ہیں، ان کے معنی صحیح ہیں اور آپ کے معنی خود دوسری مفسّر آیت نے ایسے ردّی کر دیئے۔ جیسے ڈیڈ لیٹر آفس میں ایک لاوارث خط کو ردّی کر دیتے ہیں۔ اب بتلایئے اس آیت کے سمجھنے میں آپ لوگوں نے دھوکا کھایا کہ دوسروں نے؟

(۱۷) قال: ’’چنانچہ وہ مسیح موعود پیدا ہو چکا ہے اور اس کے اور پیروؤں کو اللہ عالٰی خارق عادت نشانات سے خوف وحزن سے بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ان کے مقابلہ میں شرمسار کرتا ہے۔‘‘ (ص۶۲)

اقول: مسیح موعود کو خوف وحزن سے ایسا بچایا کہ لیکھرام کے قتل کے بعد گورنمنٹ سے اپنی امان اور حفاظت کے واسطے بڑی منّت وسماجت سے درخواست کر دی۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ میں خوف وحزن ایسا مفرور ہوا کہ عدالت میں عدم حاضری کے واسطے سفارش سول سرجن صاحب کی ضرورت پڑی۔ اس مقدمہ کے وقت عدم حزن اور خوف کا اس سے بڑھ کر اور کیا نشان اور ثبوت ہوگا کہ چہرہ بالکل اتر گیا اور دم بدم شربت، دودھ اور برف کی ضرورت ہوئی اور فرد جرم لگنے سے شروع ہو کر اپیل کے وسیلہ بمہربانیٔ حاکم رہا ہونے تک حالت خوف اور حزن سے جو امن اور اطمینان اس مسیح موعود کو نصیب ہوتا رہا دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

جب سر پر کچھ خوف آ پہنچا جھٹ گورنمنٹ کو اپنی اور اپنے والد کی خدمات کا لمبا چوڑا مراسلہ ارسال کر دیا۔ خارق عادت نشان سے یہ مسیح موعود ایسے بے خوف تھے کہ طاعون اور زلزلوں کا مقابلہ گھر چھوڑ کر باہر خیموں میں بڑی دلیری سے کرتے۔ ان کی جماعت سے

مبلغ تین سو روپیہ نقد جیت کر ان کا دشمن مولوی ثناء اللہ امرت سری بڑا شرمسار ہوا۔ مرزا قادیانی کے چیلنج پر جب مولوی ثناء اللہ قادیان جا پہنچا اور ان سے بالمواجہ مناظر کرنا چاہا تو مرزا قادیانی نے مناظرہ سے انکار کر دیا اور اپنی چار دیواری کے اندر چھپ کر اس کے باہر مولوی ثناء اللہ کو بڑا شرمسار کیا۔

مخدوم العصر حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو چیلنج دیا کہ وہ قادیانی کے ساتھ مناظرہ کریں اور قرآن مجید کی کسی آیت کی ان کے مقابلہ میں بزبان عربی تفسیر لکھیں۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب حسب وعدہ بمقام لاہور ڈیڑھ دو ہفتہ ہزارہا علماء سمیت قادیانی کا انتظار کرتے رہے کہ آئیں اور آکر تفسیر لکھیں۔ مگر ان کو خدا نے خوف وحزن سے ہی نہیں بچایا بلکہ اپنی طرف سے سپیشل آرڈر بھی بھیج دیا کہ نہ لاہور جاؤ نہ مناظرہ۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کی بابت اور مولوی ثناء اللہ کی بابت یہ پیش گوئی کر کے کہ یہ جھوٹے میری زندگی میں ہلاک ہو جائیں گے۔ اپنی ناگہانی موت سے ان ہر دو کو بڑا شرمسار کیا۔ محمدی بیگم جس سے اس مسیح موعود کا نکاح آسمان پر پڑھا جا چکا تھا باوجود سخت چارہ جوئی کے اور ہاتھ پاؤں مارنے کے بالکل ہاتھ نہ آئی اور آسمانی نکاح خوانوں کو بڑا شرمسار کیا۔

ابھی بہت واقعات اس قسم کے ہیں، مگر نمونہ کافی پیش ہو چکا ہے۔ قادیانی مسیح اور ان کی جماعت ہمیشہ بوجہ مدح سرائی وعنایت گورنمنٹ کے سلامت رہی ہے نہ بوجہ اپنی کرامت کے۔

(۱۸) قال: (ص۶۷)’’واذ قتلتم نفساً (البقرۃ:۷۲)‘‘ گو اس آیت میں قرآن کریم نے اس نفس کی تعیین نہیں کی جسے قتل کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ نفساً نکرہ کر کے استعمال کیا گیا ہے اور نکرہ عظمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ پس ہمیں الفاظ سے اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ اس جگہ کسی عظیم الشان قتل کا ذکر ہے اور اس خیال کی اس بات سے بھی تائید ہو جاتی ہے کہ بنی اسرائیل نے گو ہزاروں قتل کئے تھے۔ مگر ان میں سے صرف ایک کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقتول کوئی بڑا آدمی ہے جس کا قتل ایک ایسی حیثیت رکھتا ہے کہ اس کے بدلہ میں بنی اسرائیل کو بہ حیثیت قومی سزا دی جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم کر دیا جائے۔

اور چونکہ انبیاء کا ہی ایک ایسا وجود ہے کہ جن کو دکھ دینے کی سزا میں قومیں خدا تعالیٰ کے فضل سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس حد تک بھی اس مقتول کی تعیین ہو جاتی

ہے کہ وہ کوئی نبی تھا اور نبیوں سے پھر کوئی ایسا نبی تھا کہ جس کے قتل پر اختلاف بھی ہوا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں واقعہ قتل بیان کرنے کے بعد یہ بھی بتایا گیا کہ پھر تم نے اس میں اختلاف کیا۔ اب اس قدر تعیین ہو جانے کے بعد ہمیں اس مقتول کی شخصیت کے معلوم کرنے میں کوئی مشکل نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ نبی جسے بنی اسرائیل نے بہ حیثیت قوم قتل کیا ہے اور جس کے قتل کے متعلق ان میں اختلاف ہوا ہے۔ سوائے حضرت مسیح علیہ السلام کے اور کوئی نہیں۔ پس اس آیت میں حضرت مسیح کے ہی قتل کا ذکر ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ''قتلتم'' سے اس آیت میں یہ مراد نہیں کہ تم نے مسیح کی روح اس کے جسم سے جدا کر دی کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے ثابت ہے۔ حضرت مسیح صلیب پر مرے نہیں۔ (آل عمران:۱۵۷) پس ''قتلتم'' سے مراد اس قدر ہے کہ تم نے اپنی طرف سے قتل کر دیا اور قتل کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا کہ بنی اسرائیل نے قتل میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا تھا۔ سولی پر لٹکانے کے بعد اور کون سی کسر قتل میں باقی رہ جاتی ہے۔

آگے یہ خداتعالیٰ کا فضل تھا کہ اس نے ان کو صلیب پر سے زندہ اتار لیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ''واللہ مخرج ما تکتمون'' میں یہ خبر دی ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب مسیح کے قتل کا واقعہ پورے طور پر کھل جائے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے ماتحت حضرت مسیح موعود نے یہ راز سربستہ آخر کھول دیا۔ (ص۶۸) وغیرہ وغیر۔

اقول: جو تاویل کی عمارت اس آیت کے متعلق قادیانی مفسرین نے کھڑی کی ہے اس کی نظیر جب سے سلف کے مفسّرین کا عہد شروع ہوا ہے کسی کے قلم سے تعبیر نہیں ہوئی۔ گویا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ فن تاویل میں گزشتہ راسخون فی العلم بھی ان کے مقابل طفل مکتب تھے اور جب تک علمی دائرہ میں آئندہ نسلوں کے مناظروں کے دنگل قائم رہیں گے۔ تب تک قادیانی مفسرین کی تاویل گری کا لطف محو نہیں ہوگا۔ اس آیت میں ''نفساً'' کو یہ لوگ عظمت ظاہر کرنے والا اسم نکرہ لکھتے ہیں۔ حالانکہ تنوین تنکیر کے واسطے بھی آتی ہے۔ ''یا رجلاً خذ بیدی'' یعنی ارے کوئی میرا ہاتھ پکڑو۔

مگر خیر ہم تھوڑی دیر کے واسطے تسلیم کر لیتے ہیں کہ ''نفساً'' سے یہاں مراد کوئی عظیم شخص ہے جس کو قادیانی مفسرین حضرت مسیح نبی اللہ مقرر کرتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس جماعت نے کبھی واقعی ان کی عظمت کو تسلیم کیا بھی یا محض اپنی مطلب براری کے واسطے اس

کی عظمت کو مان رہی ہے؟ ہاں خداتعالیٰ نے ان کو واقعی عظمت عطا فرمائی، جس کا قرآن مصدق ہے۔ دیکھو آیات ذیل: ’’وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین. ویکلم الناس فی المھد وکھلاً ومن الصّالحین (آل عمران:۴۵، ۴۶) وجاعل الذین اتّبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ (آل عمران:۵۵) اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلیٰ والدتک اذ ایّدتّک بروح القدس واذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدۃ:۱۱۰) وجعلنی مبارکاً این ماکنت (مریم:۳۱)‘‘

حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ شان ہم نے ساری بیان نہیں کی۔ کیونکہ قرآن کو سمجھنے والے مسلمان سب جانتے ہیں، مگر اس قادیانی جماعت کی تحریروں سے جو کچھ ہونا ثابت ہوتا ہے اس میں تحقیر آمیز الفاظ کی اس قدر بھرمار ہے کہ ایک صادق مومن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ان کے معجزات کی تحقیر ان کے چال چلن کی تحقیر، پھر قرآن شریف سے بھی سراغ نکالا گیا ہے کہ وہ حرام کار فاحشہ عورتوں سے ملا جلا رہتا اور ان کی خرچی کا تیل ملتا۔ اسی واسطے خدا نے مسیح کو یحییٰ کی طرح ’’حصوراً‘‘ نہیں کہا۔

اب کون پوچھے کہ میاں صاحبان! کیا جس کو اللہ تعالیٰ قرآن میں مقرب وصالح فرماتا ہے، آپ اسی خدا کے قرآن سے اس کو غیر صالح ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ ان کے معجزات کو جو آیت اللہ اور نعمت اللہ تھے ’’سحر مبین‘‘ یہود نے کہا تھا۔ واقعی ان معجزات میں خارق عادت کرشمہ تھا جبھی تو انہوں نے ’’سحر مبین‘‘ کا جملہ استعمال کیا تھا۔ کیونکہ اس وقت طب جالینوس کی بڑی شہرت تھی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسے نشانات عطا فرمائے کہ طب جالینوس ان کے آگے خیرہ ہوگئی۔

یہ وہی مثال ہے جس طرح عرب کی فصاحت وبلاغت کا دعویٰ توڑنے کے واسطے حضرت سید الکونین ﷺ کو قرآن شریف عطاء کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کی شان میں ’’وجیھاً فی الدنیا والاٰخرۃ (آل عمران:۴۵) واذ کففت بنی اسرائیل عنک. جعلنی مبارکاً این ما کنت (المائدۃ:۱۱۰)‘‘ وغیرہ فرماتا ہے۔ مگر یہ بے باک جماعت ان کو سولی پر چڑھاتی ہے اور ان کے ہاتھ پاؤں میں آہنی میخیں ٹھونک کر خوب ذلیل کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ’’ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (النساء:۱۵۷)‘‘ فرما کرسولی پر چڑھنے اور قتل ہونے کی تردید فرماتا ہے۔ مگر یہ جماعت ’’اذ قتلتم نفساً (البقرۃ:۷۲)‘‘ سے مقتول شخص مسیح علیہ السلام کو قرار دیتی ہے؟ اور پھر حقیقی قتل سے بچانے میں تاویلات گری کا فن خرچ کردیتی ہے۔ اب ان سے کون پوچھے کہ میاں صاحبان! تم نے اس مسیح کی اور اس کے معجزات کی اور اس کی نیک چلنی کی جب اس قدر پیٹ بھر کر تحقیر میں کوئی کسر باقی رہنے نہیں دی تو اب کس قلم اور منہ سے اس ’’اذقتلتم نفساً (ایضاً)‘‘ سے اسی مسیح کو ایک عظیم شخص اور نبی اللہ تسلیم کررہے ہو؟ اور پھر اس قتل کے راز کو ایک معمّا فرض کر کے اس کے کھولنے کا سہرا مرزا قادیانی کے سر باندھتے ہو:

تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

کا مصرعہ ان کا مصداق ہورہا ہے۔

چونکہ ایسی باطل اور من گھڑت تاویل کی شہادت تیرہ سو برس کے کسی مفسّر سے یہ جماعت پیش کرنے سے عاجز ہے، سو اس واسطے یوں نہ لکھے تو کیا کرے کہ اس راز سربستہ کو مسیح موعود نے آخر کھول دیا۔ گویا ’’الیوم اکملت لکم دینکم (المائدۃ:۳)‘‘ کی آیت حضرت ﷺ پر خدا تعالیٰ نے کچھ حصہ رازہائے سربستہ کا کھولنا تیرہ سو برس تک ملتوی فرمادیا تاکہ اس قفل کی کلید ایک امتی کے حوالہ کر کے قرآن شریف کا اصل مفہوم دنیا کو از سر نو بتلائے۔

ناظرین! پھر بھی کہو گئے کہ اس جماعت نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مرزا قادیانی سے اعلیٰ رتبہ دے رکھا ہے؟ قرآن شریف میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کوئی امر بیان کرنا مدنظر تھا، ہمیشہ ہر دفعہ ان کا نام ’’اسم علم‘‘ میں ظاہر کردیا ہے۔ حتیٰ کہ قریباً بیس دفعہ ان کا نام قرآن میں پایا جاتا ہے اور جہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو کسی فعل کا فاعل یا مفعول یا کسی ضمیر کا مرجع بنایا ہے، وہاں بالضرور ماقبل میں ان کا نام بطور اسم علم کے ظاہر کردیا ہے اور مسیح علیہ السلام کے بارہ میں قرآن شریف نے ہرگز احتمال ہی باقی رہنے نہیں دیا کہ بدوں مذکورہ طریق کے کسی اور طریق پر کوئی شخص ان کا نام تلاش یا قائم کرلے۔

مگر قرآن کے اس اصول کو قادیانی مفسرین نے سمجھا ہی نہیں۔ کیا وہ خدا تعالیٰ جس نے بیس دفعہ مسیح علیہ السلام کا نام قرآن میں ظاہر کیا ہے اس آیت میں بھول گیا؟ نہیں ہرگز

نہیں۔ یہ قادیانی مفسرین کی بے سمجھی اور بے باکی ہے کہ قرآن کے اصول کو ترک کر کے اپنی ہوا کی تابعداری اور تبعیّت اختیار کر لی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مرے نہیں۔ قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح سولی پر چڑھائے گئے اور میخیں ان کے ہاتھوں اور پیروں میں ٹھونکی گئیں۔ مگر وہ اس کے فضل سے بچ گئے اور ان کی روح جسم سے جدا نہ ہوئی۔

فضل الٰہی کی جو آپ نے تفسیر کی ہے وہ بالکل ان آیات کے برخلاف ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ان کے قابو میں نہ آنے کو ثابت کیا ہے۔ آپ کا ماخذ غیر اسلامی ہے۔ اس لئے وہ اگرچہ آپ کو مفید ہے مگر قرآن اس کی تکذیب کرتا ہے۔ جس کے واسطے ’’اذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدۃ:۱۱۰)‘‘ آیا ہے وہ صلیب پر چڑھائے جانے کے واسطے کیونکر یہود کے قابو میں آ سکتا ہے؟ جس کی شان ’’جعلنی مبارکاً این ما کنت (مریم:۳۱)‘‘ ہو وہ صلیب پر ہاتھوں اور پیروں میں میخیں ٹھونک کر اس آیت کا کیونکر مصداق رہ سکتا ہے؟ کیا ’’وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ (آل عمران:۴۵)‘‘ کا مقتضیٰ یہی ہے جو آپ نے سمجھا ہے؟

لفظ ’’صلبوا‘‘ کی مصدر صلب ہے جس کے معنی بنابر قتل صلیب پر چڑھانے یا لٹکانے کے ہیں۔ (دیکھو مفردات راغب) سلف کے دوسو مفسرین نے یہی معنی بیان کئے ہیں۔ کیا آپ نے دیباچہ میں جو وعدہ فرمایا تھا کہ ہم تفسیر میں دوسری آیات اور لغت کو مدنظر رکھیں گے اس کو پورا کیا؟ اگر اللہ تعالیٰ بجائے ’’صلبوا‘‘ کے ’’صلّبوا‘‘ بتشدید لام باب تفعیل سے استعمال کرتا تو آپ کے معنی بالکل صحیح ہو جاتے۔ کیونکہ اس لفظ میں مبالغہ داخل ہو کر آپ کے مقصد کو پورا کر دیتا۔ مگر افسوس! آپ لغت اور دیگر آیات کے برخلاف جبراً ایسے معنی کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں ایک بھی سلف کے مفسر نے نہیں کئے۔

کیا یہی سربستہ راز تھا جس کو مسیح موعود نے کھول دیا کہ نہ لغت کی پرواہ کی نہ ان آیات کی پرواہ کی جو مسیح علیہ السلام کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں۔ ’’ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:۵۴)‘‘ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ’’ولکن شبہ لھم (النساء:۱۵۷)‘‘ کی تدبیر سے ان کے سارے داؤ خاک میں ملا دیئے۔ یعنی

حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ دوسرے شخص پر ڈال دی اور ان کو بالکل بچا کر بجسد عنصری آسمان پر زندہ اٹھالیا۔ آپ کو بوجہ تقلید شخصی اور عدم استعداد تفہیم محاورات عربی ’’**شبّہ لھم**‘‘ اور ’’**شبّہ علیھم**‘‘ کا فرق معلوم نہ ہوسکا۔ اگر قرآن میں ’’**شبّہ علیھم**‘‘ ہوتا تو اس وقت آپ کے یہ معنی صحیح ہوتے کہ یہود پر حضرت مسیح علیہ السلام کا قتل مشتبہ ہوگیا۔

لیکن قرآن شریف کی ایسی باریکیوں اور بلاغت کو وہ سمجھے جس کو اپنی ذاتی غرض سے فرصت ہو۔ (دیکھو مفردات راغب) آپ نے ’’**اذ قتلتم**‘‘ کا تعلق ماقبلی قصہ ’’**ان اللہ یأمرکم ان تذبحوا بقرۃً** (البقرۃ:۶۷)‘‘ سے بالکل اڑا کر ایک نئی رام کہانی شروع کردی ہے اور بھولے ہوئے خدا کو ’’**اذ قتلتم نفساً**‘‘ کی جگہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام بتلا کر اس پر بہت ہی احسان کیا جس کا ثواب بدوں اس کے اور کون دے سکتا ہے۔

اب سنئے! اللہ تعالیٰ کو امتحان منظور تھا، ان کی طبیعت کے میلان کا جو وہ گائے سے بقول ’’**واشربوا فی قلوبھم العجل** (البقرۃ:۹۳)‘‘ ابھی تک رکھتے تھے اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا، مگر انہوں نے بڑی مشکل سے کہیں جاکر اس حکم کی تعمیل کی۔ اس وقت ایک قتل کا واقعہ بھی درپیش تھا۔ جس کا اصل قاتل معلوم نہ ہوسکا ’’**فادّارأتم فیھا**‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ اس کا قتل تم میں سے کوئی بھی تسلیم نہ کرتا، بلکہ ایک دوسرے کے ذمہ لگاتا۔ آپ کے معنی صحیح نہیں۔ جس طرح آپ نے ’’**شبہ لھم**‘‘ کے معنی سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اسی طرح اس محاورہ میں بھی۔

کیا تیرہ سو برس تک قرآن بدون آپ کے کسی عالم یا اہل زبان نے بالکل نہ سمجھا۔ آپ ’’**لا تغلوا فی دینکم** (النساء:۱۷۱)‘‘ کے بخوبی مصداق ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مذبوحہ گائے سے ان کو دو نشانات بتلائے۔ ایک تو مردہ گائے کے کسی عضو کو مقتول کی لاش کے کسی حصہ پر لگا دینے سے مقتول کا زندہ ہونا تاکہ وہ خود قاتل کا نام بتلائے اور دوسرا یہ بتلانا مطلوب تھا کہ ذبح بقر حیات روحانی ہے اور یہ امر اللہ تعالیٰ جب تک انہیں ظاہراً عملی صورت میں نہ دکھلاتے، ان کی موٹی عقلیں ہرگز یقین نہ کرتیں، کہ گوسالہ پرستی کے ترک میں حیات روحانی ہے۔ اس لئے ’’**کذالک یحی اللہ الموتیٰ ویریکم اٰیاتہ لعلکم تعقلون** (البقرۃ:۷۳)‘‘ میں ان ہر دو مذکورہ امور کی طرف اشارہ ہے آپ نے بدوں قرینہ کے ’’**یحی اللہ الموتیٰ**‘‘ کے حقیقی معنی سے تجاوز کیا۔ اسی طرح اضربوا کا مامور

ملائک کو بدون قرینہ کے قرار دے کر بالکل غلط اور باطل تاویل کردی ’’چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد۔‘‘

اگر کسی مفسر نے اس قصہ کے متعلق کچھ بلا صحیح سند کے لکھا ہے تو اس سے ہم کو کام نہیں، جس قدر خود قرآن شریف کے الفاظ ومحاورات اور قرآنی سیاق وسباق سے ہمارے مفہوم کی تائید ہوتی ہے وہ ایسی ہے کہ اس کی شہادت کل سلف کے مفسروں سے ثابت ہے۔ آپ نے اپنے مفہوم کی تائید میں کیا پیش کیا؟ صرف یہ کہ مسیح موعود نے اس رازسربستہ کو کھول دیا۔ اس طریق سے آپ نے کل سلف کے علم کو ردّی کردیا اور ’’لا تغلوا فی دینکم (النساء: ۱۷۱)‘‘ کے مصداق بنے۔

ناظرین! اللہ تعالیٰ ’’وما قتلوہ وما صلبوہ (النساء:۱۵۷)‘‘ فرما کر حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل اور ان کے صلیب پر لٹکائے جانے کی تردید فرمارہا ہے۔ مگر قادیانی جماعت ’’اذ قتلتم نفساً‘‘ سے ان کا قتل اور صلیب پر چڑھایا جانا اور ان کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں لگانا مان کر ’’انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ (ایضاً)‘‘ والی آیت کی مصداق ہورہی ہے۔ فقط!

معارف قرآنی کے ایک مدّعی کا ذکر

ازتاریخ مکہ مؤلفہ شیخ سید زینی دحلان (مطبوعہ مطبع خیریہ مصر ص۲۳۳)

خلاصہ ترجمہ

محمد عبدالوہاب نجدی کی یہ عجیب عادت تھی کہ علماء متقدمین کو نکات قرآنیہ سے ناواقف شمار کرتا تھا اپنے کارداروں کی طرف جو جاہل مطلق تھے یہ حکم لکھتا تھا کہ اپنی سمجھ کے مطابق اجتہاد کرلیا کریں اور جس طرح سے اپنے طریقہ کے واسطے مناسب جانیں اسی طرح سے حکم دے دیا کریں اور متقدمین کی کتابوں کی طرف کچھ التفات نہ کریں کہ ان میں حق وباطل ہر دو موجود ہیں اور اس کے نزدیک حق وباطل کا یہی معیار تھا کہ جو کچھ اس کی مرضی کے مطابق ہو وہ حق ہے۔ اگرچہ نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے برخلاف ہو اور جو بات اس کی خواہش کے برخلاف ہو وہ باطل ہے۔

اگرچہ نص جلی اور اجماع امت سے وہ بات ثابت ہو۔ لہٰذا مذاہب اربعہ کے علماء اس کے عقائد کی تردید پر متوجہ ہوئے اور اس کی علمیت کے امتحان کے لئے اس سے ایسے مسائل بھی دریافت کئے جن کا تھوڑے علم والا بھی جواب دے سکتا تھا، مگر وہ جواب نہ دے سکا۔ بعض ان علماء میں سے جنہوں نے اس کی تردید میں کتب لکھی ہیں ایک جیّد عالم ''محمد بن عفالق'' ہے انہوں نے اس کے رد میں ایک کتاب بنام ''**تہکم المقلدین بمدعی تجدید الدین**'' لکھی۔ اس کتاب میں کوئی مشکل مسائل اس سے دریافت کئے۔ منجملہ ان کے یہ سوال بھی تھا کہ سورۃ شریفہ ''**والعادیات**'' میں جو قصار مفصل سے ہے اور جس میں گیارہ آیات اور تقریباً چالیس کلمات ہیں۔ بیالیس وجوہ بلاغت موجود ہیں اور ان وجوہ کے سبب سے یہ کلام معجز ہے اور ان بیالیس وجوہ کے نام درج کئے اور لکھا کہ ان سب کی تعریف بیان کرو اور پھر ہر وجہ کا مقام اور ہر وجہ کی تعداد بیان کرو۔

علماء سلف نے یہ سب وجوہات اپنی تصانیف میں جو فنّ بلاغت قرآنیہ کے متعلق تصنیف ہوئی ہیں، بیان کی ہیں۔ لیکن تم اس بات کے مدعی ہو کہ وہ لوگ رموز قرآنی سے ناآشنا تھے۔ مجھ کو خدا نے ان سے زیادہ علم دیا ہے۔ اب زیادتی تو برکنار رہی جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں وہی بیان کردو۔ علاوہ ازیں وجوہات جو طرق تحدی کے اس سورت شریفہ میں ہیں وہ اور بھی ہیں تم ان سب کا اظہار کردو۔ مگر چونکہ اس کا علم ناقص تھا اس کا جواب نہ دے سکا۔

اس کے حقیقی بھائی سلیمان نے بھی اس کے عقائد کے ردّ میں ایک کتاب لکھی۔ اس فرقہ کا غلبہ ملک عرب پر ۱۲۴۳ھ سے ۱۲۵۰ھ تک رہا۔ (جس کو یہ کتاب میسر ہو اس قصہ کا پورا لطف حاصل کرے اور بلاغت کی پوری بیالیس رموزات کا آئینہ تو ذرا دیکھ لے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ قرآن شریف کی بلاغت میں کیا کیا جواہرات بھرے رکھے ہیں)

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ جب کوئی قادیانی جماعت میں داخل ہوا، اسی دن بلکہ اسی ساعت سے وہ قرآن کا مفسر بن جاتا ہے اور دوسروں کے علم کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اب ناظرین اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قادیانی مفسرین کی علمیّت کا اندازہ بخوبی کرسکتے ہیں کہ علم قرآن اور علم حدیث سے ان کو کس قدر حصہ ملا ہے۔ بالفعل بطور نمونہ کے صرف اٹھارہ تاویلات کا جواب لکھا گیا ہے۔ اگر آئندہ ضرورت محسوس ہوئی تو باقی حصے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ! تیار کئے جائیں گے۔ ورنہ اسی قدر کافی ہے۔

مؤرخہ ۲۹/نومبر ۱۹۱۶ء

بنمائے بصاحب ہنرے جوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

ہمارے مکرم دوست ماسٹر غلام حیدر صاحب گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ نے جو عموماً اہل بدعت وہوا کے عقائد باطلہ کے رد میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں، حال ہی میں یہ رسالہ بنام قادیانی ترجمہ کا رد لکھ کر فرض کفایہ ادا کر کے عنداللہ ثواب آخرت اور عندالناس دعائے خیر کا استحقاق حاصل کیا ہے۔ مرزا کے خلف الرشید گدی نشین نے بمقتضائے ؎

پدر اگر نتواند پسر تمام کند

اپنے ترجمہ قرآن میں وہ وہ تحریفات اور توجیہات باطلہ پیدا کی ہیں جن کی نسبت نہ تو کتاب اللہ اور نہ سنت صحیحہ اور نہ اجماع امت محمدیہ شاہد ہے اور نہ اصناع بیت یعنی صرف ونحو ولغت وغیرہ۔ بہرصورت یہ ترجمہ از سرتاپا افتراء علی اللہ اور افتراء علی الرسول کا صحیح مصداق ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ہرگز اس ترجمہ کو دیکھنے کا قصد نہ کریں۔ کیونکہ عام لوگوں کو ہرگز علم نہیں کہ کس خطرناک طریق سے مترجم مذکور نے رہزنی کر کے مسلمانوں کے ایمان کو غارت کرنا چاہا ہے۔ ماسٹر صاحب ممدوح نے اس کے رد میں جو جوابات اس رسالہ میں قلمبند کئے ہیں وہ سراسر عالمانہ اور محققانہ طریق پر مبنی ہیں اور استدلال کے صحیح ماخذ کو پیش کر کے ترجمہ مسطورہ بالا کا کامل طور پر قلع وقمع کر دیا ہے۔ اس رد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ماسٹر صاحب کی دینی معلومات اور قوت استدلال کس حد تک متین واقع ہوئی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ انصاف پسند مرزائی بھی ماسٹر صاحب کی اس محنت وجانفشانی کی داد دیں گے۔

بالآخر خاکسار بھی غیرت ایمانی کو مدنظر رکھ کر اس رد کی پوری تصدیق اور ترجمہ مذکور کی کامل تکذیب کرتا ہے۔ ''قل جاء الحق وذهق الباطل ان الباطل کان ذهوقا''

والسلام! فقط: خاکسار اصغر علی روحی

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حرز حقانی

از

حربۂ قادیانی

مولانا عبدالمجید خان قصوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

منشی احمد حسین قادیانی فرید آبادی نے ایک رسالہ المسمیٰ بہ ''حربہ احمدیہ'' لکھ کر پچپن سوالات میں جمہور اہل اسلام میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اسی ''حربہ احمدیہ'' سے وہ اپنی قادیانی جماعت میں ممکن ہے کہ کسی داد وآفرین کے مستحق سمجھے گئے ہوں، مگر ہماری رائے میں تو ان کے سوالات کا جواب لکھنا بھی ایک قسم کی داد ہے۔ جس کے وہ مستحق نہیں ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ نص وحدیث کے مبارک حوالوں سے عام مسلمانوں میں تفرقہ اور غلط فہمی پھیلانے کی کس طرح جرأت کی گئی اور پھر بھی وہ شخص قرآن وحدیث ماننے اور سمجھنے کا دعویٰ دار بنتا ہے۔ ہمارا ارادہ نہیں تھا کہ ایسے بے بنیاد سوالات کا جواب لکھنے سے خواہ مخواہ تضیع اوقات کی جاوے، مگر ہمارے سیدھے سادھے عام مسلمان بھائی قرآن وحدیث کے نام سے ''حربۂ احمدیہ'' کا شہد ملا زہر کھا کر اپنی عاقبت خراب کر سکتے ہیں۔ اس واسطے ہم ''حربہ احمدیہ'' کے سوالات کو بجنسہ نقل کر کے ان کی اصلیت وکجروی ظاہر کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں دست بدعا ہیں کہ مسلمانوں کو اس پرفتن زمانہ کی گمراہیوں سے اپنی پناہ میں رکھے اور کجروی کرنے والوں کو بھی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

یہاں ہم تردیدی والزامی جوابات لکھنے سے پہلے اس مختصر تمہید میں ایک تحقیقی مکالمہ ضروری سمجھتے ہیں اور مرزائی فرقہ کے عقائد کا لب لباب اور ''حربہ احمدیہ'' کا خلاصہ لکھ کر اس کی حقیقت پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں، تاکہ ناظرین کو نتیجہ نکالنا آسان ہو جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عمر کے ایک بڑے حصہ تک عقائد اجماع امت کے پابند رہے اور جو اسلامی روایات حیات مسیح کی نسبت از روئے نص وحدیث ان کو اپنے استاد ومشائخ سے پہنچی تھیں۔ ان پر یقین رکھتے رہے۔ چنانچہ تحصیل علوم کے زمانہ سے لے کر اس آغاز اشاعت بدعت تک انہوں نے کبھی بھی کسی تحریر وتقریر میں اپنی اس نئی تحقیق کا اعلان نہیں کیا۔

ہاں! جب اپنی عمر کے آخری حصہ میں ان کو عیسائی مذہب کے پادریوں اور آریہ مذہب کے مناظروں سے سابقہ پڑا تو اکثر پادری صاحبان مسیح علیہ السلام کی فضیلت جزوی ’’رفع الی اللہ‘‘ اور آسمان پر زندہ رہنے، قرب قیامت میں نزول فرمانے سے مرزا قادیانی کو قائل کرنے لگے کہ آپ کے حضرت پیغمبر صاحب ﷺ تو دنیا سے رحلت فرماگئے اور ہمارے مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ تو پھر کس کو فضیلت حاصل ہوئی۔

صرف اسی ایک معرکۃ الآراء مسئلہ سے مرزا قادیانی کی اس نئی زندگی کا دور شروع ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ارکان اسلام اور اصول مذہب سے قطع نظر کر کے مرزائی مبلغین حربۂ احمدیہ وغیرہ رسائل میں اب مذہب اسلام کا دارومدار محض حیات وممات مسیح علیہ السلام پر رکھتے ہوئے، تیرہ سو سال کے اجماع امت سے نکل کر اس نئے عقیدے کی اشاعت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے نہ معجزے دکھائے، نہ باذن اللہ مٹی کے پرندے بنا کر انہیں پھونک مارنے سے وہ پرندے اڑنے لگے، نہ کوڑھی ان کے مس کرنے سے اچھے اور اندھے سوجاکھے ہوگئے، نہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہودیوں کے پنجۂ ظلم سے بچا کر آسمان پر اٹھائے گئے۔

بلکہ حسب تحقیق مرزا غلام احمد قادیانی سری نگر کشمیر میں دفن ہوگئے اور مرزائی صاحبان ان کی قبر دکھانے کو تیار ہیں۔ اسلامی ارکان واصول عقائد کو چھوڑ چھاڑ کر مرزائی گروہ صرف مندرجہ بالا خیالات کی اشاعت ہی مذہب اسلام تصور کرتی تھی اور ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت سرور عالم ﷺ کے زمانہ مبارک سے اب تک قرآن کے اصلی مطلب کو نعوذ باللہ! کوئی امام ومجتہد، فقیہ ومحدث نہیں سمجھ سکا۔ یہ حقیقت قرآن تو وحی کے ذریعہ سے مرزا قادیانی پر ہی منکشف کی گئی ہے۔ اس موضوع میں ہم تنقیح ذیل کا تصفیہ ضروری سمجھتے ہیں۔

۱...... آیا مرزا قادیانی سے پہلے بھی کسی امام ومجتہد محدث ومجدد نے قرون اولیٰ سے لے کر مرزا قادیانی کے استاد ومشائخ تک حیات مسیح علیہ السلام سے انکار کیا؟

۲...... کیا جزوی فضیلت سے کسی شخص کو افضلیت کا حق حاصل ہوسکتا ہے؟

۳...... اجماع امت سے انحراف کرنا اور اصول دین کے بجائے فروعی مسائل کو رکن مذہب قرار دے کر نئے فرقہ کی بنیاد ڈالنا، نبوت کا دعویٰ کرنا، خود ہی مسیح علیہ السلام موعود اور مہدی آخرالزمان بن جانا، ان سب باتوں کے علاوہ یہ عقیدہ دنیائے اسلام کے روبرو پیش کرنا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ آیا یہ باتیں انسان کو دائرہ اسلام سے تو خارج نہیں کرتیں؟

تنقیح اوّل کا بار ثبوت بذمہ فرقۂ قادیانی ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ آج تک اپنے عقیدے کی تائید میں کسی اکابر ملت اور امام کا قول پیش نہیں کر سکے۔ ہاں! التباس جوابیٔ رسالہ میں ہم اجل صحابہ کرام حضرات شیخینؓ سے لے کر علمائے متأخرین تک روزمرہ مرزائیت اور حیات مسیح میں بے شمار اقوال پیش کرتے ہیں جو ملاحظہ ناظرین سے گزریں گے۔

دوسری تنقیح کا حل: فضیلت جزوی سے مسیح علیہ السلام کو برتری وافضلیت مل جانے کے اندیشہ سے مرزاغلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین فرقہ قادیانی نے رفع اللہ اور حیات مسیح سے انکار کر دیا اور اس نئے عقیدے کو ہی جزو اسلام قرار دیا، حالانکہ یہ فکر باطل تھا۔

دلیل اوّل: جب کہ فرشتے قیامت تک زندہ آسمانوں پر موجود رہیں گے اور انبیاء علیہم السلام دنیا سے رحلت فرما کر اس زمین میں آرام فرما رہے ہیں تو کیا مرزائی لوگ فرشتوں کا رتبہ انبیاء علیہم السلام سے برتر سمجھنے لگیں گے۔ حالانکہ یہ وہم باطل ہے اور عقیدہ مسلمۂ اسلام یہ ہے کہ فرشتوں سے نبیوں کا درجہ بلند ہے، تو پھر زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے سے مسیح علیہ السلام کو حضرت سردار انبیاء علیہ التحیۃ والثنا پر کس طرح فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

دوسری دلیل: سونگھنے کی طاقت انسان کے مقابلہ میں مور و مگس کو زیادہ عطاء ہوئی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صاف چٹیل میدان میں آدمی رفع حاجت کے لئے بیٹھتا ہے۔ جہاں کہیں مکھی کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا، مگر فضلۂ انسانی پر اچانک مکھی آ بیٹھتی ہے اور جہاں کہیں کھانا رکھا جاتا ہے۔ اکثر چیونٹیاں جمع ہوتی ہیں۔ حالانکہ تھوڑی فاصلہ پر کھڑا ہوا انسان دونوں چیزوں سے بے خبر ہوتا ہے تو کیا اس جزوی فضیلت سے انسان پر مور و مگس جیسی ادنیٰ مخلوق بھی فضیلت پا سکتی ہے۔

تیسری دلیل: اکثر لق ودق جنگلوں میں جہاں پانی کا پتہ چلانا مشکل ہوتا ہے تو اکثر یہ اشرف المخلوقات انسان کسی اونچی جگہ یعنی پہاڑ کی چوٹی یا سب سے بلند درخت کی اونچی شاخوں پر چڑھ کر دیکھتا ہے کہ کہیں زاغ وزغن اڑتے دکھائی دیں اور وہاں ضرور پانی کا سہارا ہوگا۔ یا کسی جگہ مردار جانور تھوڑے فاصلہ پر پڑا ہو تو اس پانی کے چشمہ کی طرح اس مردار سے بھی انسان بے خبر ہوتا ہے۔ مگر چیل اور گدھ بے شمار فضائے آسمان سے اڑ اڑ کر وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ فضیلت جزوی انسان کو زاغ وزغن اور چیل اور گدھ کے درجہ سے بھی گرا دے گی۔

چوتھی دلیل: ایک عوت اپنے بچہ کو تسلی بخش دودھ پلانے پر بھی قادر نہیں، اکثر بچے ماں کے دودھ کے علاوہ چوپایوں کے دودھ اور دوسری اغذیہ سے پرورش پاتے ہیں، اس کے مقابلہ میں ایک بھینس اپنے بچہ کی پرورش کرنے کے ساتھ اس قدر دودھ دے سکتی ہے، جس پر ایک کنبہ کے سب آدمیوں کی ضرورت پوری ہوسکتی ہے۔ تو کیا یہ جزوی فضیلت افضلیت کا سبب ہوسکتی ہے۔

پانچویں دلیل: طاؤس وہما کا دل کش رنگ، باز وعقاب کی بلند پروازی، جنگلی ہرن کی چشم آہو، درندہ جانور شیر کی شجاعت، فیل وشتر مرغ کی قامت وجسامت، شہد کی مکھی کا شہد کی سی شفاء للناس آب حیات جنگل کی تلخ وبدمزہ جڑی بوٹیوں سے بنانا۔ بیّا ایک چھوٹا سا پرندہ ہوتا ہے اس کا گھونسلا بنانا، مچھلی، مینڈک وغیرہ آبی جانداروں کا پانی میں ایک عرصہ تک بغیر ہوا کے زندہ رہنا۔ حشرات الارض کا زمین کے اندر زندگی بسر کرنا، رشتہ نامی ایک کیڑے جاندار کا آگ میں زندہ رہنا اور اسی طرح مخلوق الٰہی میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ جاندار کا خاص خاص کمالات میں گوئے سبقت لے جانا۔ کیا افضلیت کا سبب ہوسکتا ہے۔ حالانکہ انسان ضعیف البنیان ان کمالات میں عاجز ودرماندہ ہے۔ کیا کوئی آدمی اب تک شہد بنانے پر قادر ہوسکا۔ ہرگز نہیں، تو پھر ایسی جزوی فضیلت سے افضلیت کا اندیشہ کرنا اور اسی ایک خطرہ سے پچپن سوالات لکھ ڈالنا حماقت نہیں؟

چھٹی دلیل: ایک آدمی سائنس کا ماہر ہے، دوسرا جمناسٹک وورزش میں کمال رکھتا ہے، تو یہ دونوں آدمی کیا کسی سکول کے ہیڈ ماسٹر بنائے جانے کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ہیڈ ماسٹری کے لائق تو وہی آدمی ہوسکتا ہے جو جملہ علوم میں دستگاہ کامل رکھتا ہو۔ خواہ ایک علم سائنس میں اس سائنس دان سے اور ایک ورزش کے فن میں اس ورزش ماسٹر سے فائق نہ ہو۔ تاہم اسی ہیڈ ماسٹر کو ان جزوی کمالات والے ماسٹروں کا نگراں حال اور افسر انچارج تسلیم کرنا پڑے گا۔ ان روزمرہ کے معاملات ہم اس کلیّہ کا مشاہدہ کررہے ہیں، جزوی فضیلت خاص خاص اللہ تعالیٰ کے بندوں کو عنایت ہوئی۔ اگر ید بیضا موسیٰ علیہ السلام کو ملا، تو دم عیسیٰ اور رفع اعلیٰ مسیح علیہ السلام کے حصہ میں آیا۔ حسن یوسف علیہ السلام کو دیا گیا تو لحن داؤدی حضرت داؤد علیہ السلام کا ملکہ راسخہ ہوگیا۔ مگر ان جملہ کمالات صوری ومعنوی کے سرچشمہ اور فضائل کلی کے مجموعہ صرف اللہ تعالیٰ کے محبوب سرور عالم ﷺ ہی ٹھہرے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

افسوس ہے کہ اس ذراسی بات سے جس کو معمولی سطحی خیال کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے، فرقہ قادیانی کو کانسا فکرواندیشہ لاحق ہے۔ جس کی وجہ سے فضیلت جزوی کو معیار افضلیت قراردے کر اجماع امت کے مسلمہ عقیدہ حیات مسیح سے انکار کر بیٹھے۔

تیسری تنقیح کا فیصلہ ہر ذی فہم اہل بصیرت پر آسان ہے کہ جب کوئی شخص تیرہ سو سال کے مسلمہ اجماع امت کی تحقیق کے خلاف ایک بدعت صریحہ سے اسلام میں رخنہ اندازی کرے اور حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت ووحی کا دعویٰ کرے، وہ اہل اسلام کے نزدیک کس خطاب کا مستحق ہے، یہ امر کسی توضیح کا محتاج نہیں ہے۔ ہر شخص جس کو فکر سلیم عطاء کی گئی ہے اور ہٹ دھرمی اور ضد وجہالت سے اس کا دامن پاک ہے، وہ خود فیصلہ کرلے گا کہ فرقہ قادیانی اب مسلمانوں کے ان بہتر (۷۲) فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جو سواداعظم سنت والجماعت سے منحرف ہوکر عالم وجود میں آئے ہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد ہم اس فرقہ کے سوالات کا جواب لکھتے ہیں۔ **واللہ الموفّق ونعم المعین!**

عبدالمجید خان قصوری عفا اللہ عنہ

سوال نمبر۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی کریم رحمۃ للعالمین ہیں: ’’**وما ارسلناک الا رحمة للعالمین** (الانبیاء:۱۰۷)‘‘ لیکن آپ کا دین آخر زمانہ میں موسوی مسیح علیہ السلام کی مدد کا محتاج ہو تو نبی کریم علیہ السلام افضل ہوئے یا جناب مسیح علیہ السلام؟

جواب: اوّل تو سائل نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے سوال میں ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ نہیں لکھا۔ یہ بے ادبی بھی جو شقاوت وکجروی کا باعث بن گئی ہے۔ اسی آیت مبارکہ میں تفضیل کا سوال اٹھانا کس قدر بے ربط اور بے معنی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک سوال میں آیت قرآنی محض عوام کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈالنے کے لئے لکھ دی گئی ہے۔ ورنہ ’’**اکملت لکم دینکم** (المائدۃ:۳)‘‘ کا فرمان صریح شاہد عدل ہے کہ دین محمدی اب کسی اور کی مدد کا محتاج نہیں رہا۔ اب کوئی کاذب نبی وحی کا دعویٰ کرے تو باطل ہے۔

ہاں! تبلیغ شریعت حقہ کے لئے خلفاء امام ومجدد اسی جناب رحمۃ للعالمین ﷺ کی اتباع سے اس امت مرحومہ کی ہدایت ورہبری فرماتے رہیں گے اور اسی سلسلہ میں حضرت مہدی علیہ الرضوان تشریف لاویں گے اور قرب قیامت میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی بحکم باری

تعالیٰ آسمان سے نزول فرما کر شریعت محمدیہ ﷺ سے امام مہدی علیہ الرضوان کی اعانت فرمائیں گے اور اسی وجہ سے نماز میں برعایت پاس ادب رحمۃ للعالمین ﷺ آپ کے سچے جانشین امام برحق حضرت مہدی علیہ الرضوان کی اقتداء فرمائیں گے۔ اس پر سلف سے خلف تک جمہور اہل اسلام کا اتفاق رہا ہے۔

پھر فضیلت مسیح کی، آپ کس طرح ثابت کر سکتے ہیں اور محض اعانت اور تبلیغ ہی افضلیت کا سبب ہوسکتی ہے، تو مرزا غلام احمد قادیانی کے فوت ہو جانے کے بعد آپ جو تبلیغ مذہب قادیانی کر رہے ہیں اور شاید اس طرح آپ اپنے مذہب کو اپنی اس تبلیغ کا محتاج بھی سمجھتے ہوں، تو کیا آپ کو مرزا قادیانی پر بھی فضیلت حاصل ہوگئی۔ اگر آپ نے اس جواب کا جواب نہ لکھا تو پھر کیا یہ ماننے کے لئے آپ تیار ہوں گے کہ محض سیدھے سادھے عام مسلمانوں کو قرآن کریم کی آیت لکھ کر اپنے عقائد باطلہ منوانے کا تہیہ کر چکے ہو اور خلق خدا کو گمراہ کرنے کے لئے ضمیر فروشی سے کام لے رہے ہو۔

سوال نمبر۲: رحمۃ للعالمین سے بھی بڑھ کر رب العالمین ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کو ابن مریم کا محتاج سمجھنا انہیں شریک خدائی ٹھہرانا نہیں تو اور کیا ہے۔

جواب: نہ کسی سچے مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ! آنحضرت ﷺ ابن مریم علیہ السلام کے محتاج ہیں اور نہ حضور ﷺ کا دین مبارک کسی کا محتاج ہے۔ اگر آپ کا یا آپ کے مذہب کا یہ عقیدہ ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قادیانی مذہب آپ کی تبلیغ اور اشاعت حربہ جات کا محتاج ہے تو اپنی تحریر کے مطابق آپ خود آلہ شرک اور قادیانی گروہ مشرک ٹھہرتا ہے۔ ہم مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ سب خدائی، خدا تعالیٰ کی محتاج ہے اور تبلیغ وترویج شریعت حقہ جملہ اولیاء کاملین وعلماء راسخین اتباع سنت اور جناب رحمۃ للعالمین ﷺ کی تابعداری سے کرتے رہے ہیں اور اس تابعداری کو بھی آپ کی کوئی منطق احتیاج اور شرک ثابت کر سکتی ہے تو پہلے اپنے ماتھے سے مذکور الصدر شرک کا ٹیکہ دھونے کی کوشش کریں۔

سوال نمبر۳: قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کا اقرار موجود ہے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں۔ ''قل انما انا بشر مثلکم (الکھف:۱۱۰)'' اور حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ میں خدا کا بندہ ہوں ''انی عبداللہ الی آخرہ (مریم:۳۰)'' پس کتاب اللہ کی رو سے دونوں بشر اور بندے ہیں پھر جو لوگ مسیح علیہ السلام کو خدائی کاموں میں شریک کریں یعنی ان کو

پرندوں کا خالق، مردے جِلانے والا، علم الغیب وغیرہ مانیں وہ توحید اسلام کے دوست ہوئے یا دشمن۔

جواب: دونوں آیتوں کے مطابق اہل اسلام ان دونوں بزرگزیدہ حضرات کو اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول سمجھتے ہیں، مگر ساتھ ہی مسیح علیہ السلام نے باذن اللہ تعالیٰ مٹی کے پرندے بنا کر اڑا دیئے اور مردے زندہ کئے اور وحی نازل ہونے پر غیب کی باتوں سے اللہ کے بندوں کو آگاہ کیا۔ اگر اس پر آپ کا ایمان نہیں ہے تو آپ قرآن کی صاف اور روشن آیات سے انکار کرتے ہیں اور قرآن کا منکر باتفاق جمہور علماء اسلام کافر ہے۔

اگر آپ کے مسیح موعود مرزا قادیانی سے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح مندرجہ بالا معجزات صادر نہیں ہوئے تو آپ نے قرآن کریم کی آیات بینات سے انکار کر دیا اور رکیک تاویلات سے کام لینے لگے کہ مسیح نے بھی ہمارے مرزا قادیانی کی طرح مردہ دلوں میں جان ڈالی تھی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے: ’’انی قد جئتکم بآیة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله. وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله وانبئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لآیة لکم ان کنتم مؤمنین (آل عمران: ۴۹)‘‘ ترجمہ: کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں لے کر آیا ہوں کہ تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل کا سا بناؤں پھر اس میں پھونک ماروں تو وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگے اور خدا ہی کے حکم سے مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا اور مردوں کو زندہ کردوں اور جو کچھ تم کھا کر آؤ یا جو کچھ تم نے اپنے گھروں میں سینت رکھا ہے تم کو بتادوں، اگر تم میں ایمان ہے۔ تو بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے نشانی ہے۔

یہ ہے وہ آیت مبارکہ جس پر اہل اسلام کا ایمان ہے آپ اس صاف اور صریح آیت قرآنی سے انکار کرتے ہیں اور اپنے اس سوال میں پرندوں کے باذن اللہ مٹی سے بن جانے اور مردے زندہ ہونے، علم الغیب کی خبر دینے کو سچا نہیں مانتے اور مسیح کے ان معجزات کو توحید کا دشمن سمجھتے ہیں۔ پس آپ کا یہ عقیدہ دو حال سے خالی نہیں یا تو آپ کو اس آیت مبارکہ کا علم نہیں ہے یا دانستہ گمراہی کی تبلیغ کر رہے ہیں اور آیات صریحہ سے انکار کر کے کفر کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سوال نمبر۴: رسول عربی ﷺ تمام نوع انسان کے لئے خدا کے پیغمبر ہو کر آئے حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ امت محمدیہ کی اصلاح وہدایت آخری زمانہ میں اس نبی کے ذریعہ کرائی جائے جو صرف بنی اسرائیل کے واسطے مخصوص تھا۔

جواب: اس سوال سے تو آپ مرزا غلام احمد قادیانی پر اعتراض کر رہے ہیں کہ وہ دعویٰ مثیل عیسیٰ اور مسیح علیہ السلام موعود ہونے کا کرتے تھے اور پھر سارے جہاں کی ہدایت کا بیڑہ اٹھاتے تھے، جب مسیح کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل (آل عمران:۴۹)'' اور مسیح علیہ السلام تو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ اس حکم خداوندی کی رو سے تو ان کے مثیل ہونے کے دعویدار مرزا قادیانی کو اور مثیل مسیح کے شاگردان مبلغین آپ سے بزرگواروں کو کہیں فلسطین کے یہودیوں میں جا کر اپنا زہر آلود وعظ شروع کرنا چاہئے تھا۔ اہل اسلام بنی اسماعیل میں آپ کو آپ ہی کے قول کے مطابق تفرقہ ڈالنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے، اپنے کام سے باز آؤ توبہ کرو ورنہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور مثیل مسیح علیہ السلام نہ کہو۔

سوال نمبر۵: رسول کریم ﷺ ۶۳ سال کی عمر پا کر فوت ہوگئے، مگر حضرت مسیح اب تک زندہ ہیں تو بتاؤ دونوں میں بڑھ کر کون ہے۔

جواب: حضرت رسول کریم ﷺ حیات النبی ہیں، آپ ''فوت ہوگئے'' لکھ کر اپنے عقیدہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بے شک مرگئے اور ان کے شاگردوں میں سے اکثر زندہ ہیں اور عمر بھی زیادہ پاچکے ہیں تو وہ تو سب ضرور آپ کے نزدیک مرزا قادیانی سے افضل بن گئے ہوں گے۔ پھر خضر علیہ السلام کا زندہ ہونا اور اصحاب کہف کا واقعہ تو قرآن شریف میں بالتفصیل موجود ہے نہ آپ نے خضر علیہ السلام کی حیات سے انکار کیا نہ اصحاب کہف کو مردہ مدفون بتلایا، نہیں معلوم پادریوں کے ستائے ہوئے آپ مسیح علیہ السلام کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو۔

جب خضر علیہ السلام اور اصحاب کہف کا بقید حیات بحالت غیبت واستغراق قیامت تک موجود ہونا اور فرشتوں کا زندہ آسمانوں پر تسبیح وتقدیس میں لگا رہنا مسلم ہے اور ان میں سے کسی کو بھی سرور عالم ﷺ سے افضلیت کا حق حاصل نہیں تو مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر

اٹھائے جانے سے آپ کو افضیلت کا اندیشہ کیوں لگا ہوا ہے ایسے لچر اعتراضات پر کیا آپ کا ضمیر آپ کو ملامت نہیں کرتا۔

سوال نمبر۶: خدا کا پیارہ کون ہوا وہ جسے جسم سمیت اٹھالیا یا وہ جسے کفار کے مظالم کا شکار ہونے کے لئے زمین پر ہی چھوڑ دیا، خدا نے کس کے لئے زیادہ غیرت دکھلائی اور تمہاری غیرت کیا کہتی ہے۔

جواب: یہ عقیدہ باطلہ صرف قادیانی گروہ ہی کا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو معاذ اللہ! کفار کے مظالم کا شکار ہونے کے لئے چھوڑ دیا۔ افسوس ہے کہ کوئی عیسائی وہ حربہ استعمال کرسکتا ہے جس کو آپ سے نام نہاد مسلمان کام میں لا رہے ہیں۔ اہل اسلام ہی نہیں بلکہ مخالفین اسلام بھی اس امر پر متفق ہیں کہ عرب کے جاہل جنگو خونخوار و بد اطوار لوگوں کو قابو میں کر لینے اور اپنا مطیع و منقاد بنانے میں رسول عربی ﷺ نے جو اعجاز دکھایا اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔

اور جس درّ یتیم، اللہ تعالیٰ کے پیارے کا مخالف سارا عرب، مشرکین مکہ، یہود ونصاریٰ اور خود آپ کا خاندان بھی خون کا پیاسا ہو اور پھر ایسے زمانہ بدعملی میں جہاں کہ کوئی باقاعدہ نظام سلطنت بھی نہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور آنحضرت ﷺ کا سارے عرب پر نصرت وغلبہ حاصل کر لینا محض تائید غیبی تھی اور آنحضرت ﷺ کی الوالعزمی کا بیّن ثبوت ہے۔ آپ اس امن اور آزادی کے زمانہ میں مسیح علیہ السلام اور حضور سرور عالم ﷺ کی شان میں دل کھول کر گستاخیاں کررہے ہیں۔ اگر اس زمانہ جاہلیت عرب کی بدعملی کے وقت لب کشائی کی جرأت کرتے تب حقیقت معلوم ہوتی۔

رہا آسمان پر اٹھالئے جانے سے افضلیت کا غلط استدلال، اس کی نسبت ہم دیباچہ میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور آپ سے بھی انصاف چاہتے ہیں کہ فرشتے جو زندہ آسمانوں پر موجود ہیں اور انبیاء علیہم السلام دنیا سے رحلت فرما کر زمین پر آرام فرمارہے ہیں تو کیا آپ کے نزدیک فرشتے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو مر گئے اور زمین میں عام انسانوں کی طرح دفن کر دیئے گئے۔ آپ فرشتوں سے افضل تصور کریں اور افضل الرسل سرور کائنات ﷺ کی نسبت مسیح علیہ السلام کو محض آسمانوں پر اٹھائے جانے کی وجہ سے افضل تصور کرنے کا فکر واندیشہ کرتے رہیں۔

سوال نمبر۷: مسیح علیہ السلام کے اگر ہزاروں برس درمیانی چھوڑ بھی دیں تب بھی ۳۳ سال واقعہ صلیب تک ۴۰ سال دوبارہ آ کر اپنا ڈنکا بجائیں گے یہ دونوں مل کر ۷۳ سال ہوئے اور رسول کریم ﷺ نے ۶۳ سال کی عمر پائی۔ پس خدا نے جو فرمایا کہ زمین پر زیادہ وہی ٹھہرنے پاتا ہے جو نافع الناس ہو تو رسول عربی زیادہ نافع الناس ہوئے یا مسیح علیہ السلام ناصری۔

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی تو چند سال اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے فوت ہوگئے اور شیطان لعین ابتدائے آفرینش سے اب تک موجود ہے، اب بتلائیں زیادہ دنوں کون ٹھہرا اور فضیلت دونوں میں کس کو حاصل ہے اور کیا قادیانی گروہ میں اکثر آدمی مرزا قادیانی کی عمر سے زیادہ عرصہ تک زندہ موجود نہیں رہے تو کیا ایسے معمر لوگ مرزا قادیانی سے افضل ہیں اور نوح علیہ السلام تو نوسو (۹۰۰) سال تک اللہ تعالیٰ کی توحید کا وعظ فرماتے رہے آپ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے محض پادریوں کی لے دے سے تنگ آ کر مسیح علیہ السلام کے ہی خلاف زہر اگلنا شروع کردیا۔

اور نافع الناس تو وہ ہیں جو صرف ۲۳ سال میں دنیا کی کایا پلٹ دیں اور وہی افضل الرسل ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے باوجود اعجاز مسیحائی (جس کا قرآن شاہد ہے خواہ آپ منکر بھی ہوں) مردے جلائے، اندھے اور جذامی بھلے چنگے کر دیئے۔ باذن اللہ تعالیٰ لوگوں کو غیب کی خبریں بھی سنائیں۔ مگر صرف بارہ حواری ایمان لائے اور ان میں سے بھی ایک نے تو وقت پڑنے پر معمولی تعارف سے انکار کردیا۔

اب آپ ہی بتلایئے خیر الناس اور نافع الناس کون ہے اور فضیلت اس معلم کے لئے زیبا ہے جس نے صرف ۲۳ سال میں عرب کے جاہل وجنگجو لوگوں کی تربیت فرما کر ان کو سارے جہان کا اتالیق بنادیا۔ یا وہ معلم افضلیت کے لائق ہے کہ جو صرف ۱۲ اشخاص کو ۳۳ سال میں راہ راست پر لاسکا اور ان بارہ میں سے بقول اہل اناجیل سب کے سب راہ راست پر قائم نہ رہ سکے۔ آپ کا طرز استدلال آپ کو ایسے ناروا الفاظ لکھتے ہوئے مسلمان کہلانے کی کس طرح اجازت دیتا ہے؟ اپنے اس طرز کلام سے توبہ کریں ورنہ فضیلت مسیح کو آیات قرآنی میں ڈھونڈنے کے بجائے کسی پادری کی شاگردی کرنی چاہیئے۔

سوال نمبر۸: رسول عربی کو تو نرغۂ اعداء سے تنگ آ کر پہاڑوں کی غاروں

میں جا کر چھپنا پڑا اور ہجرت کر کے جان بچانی پڑی اور مسیح علیہ السلام ناصری اٹھا لئے گئے دونوں میں کس کا درجہ بلند ہوا۔

جواب: جب کسی دو معلموں کی لیاقت وفضیلت کا اندازہ لگانا ہوتا ہے تو ان کی زیر درس جماعت طلبہ کا امتحان لیا جاتا ہے اور افضلیت کا سہرہ اسی استاد یگانہ روزگار کے سر بجتا ہے جو اپنی تربیت وصحبت سے اپنی جماعت طلبہ کو ایسا راسخ العقیدت، پاکباز، وفا شعار اور کمالات ضروری ومعنوی کا بہترین نمونہ بنادے کہ اس کے شاگرد امتحان میں سب کے سب کامیاب ہو جائیں۔

جب ۳۳ سالہ وعظ ونصائح اور بے شمار خرق عادات معجزات کے باوجود بھی مسیح علیہ السلام پر صرف بارہ حواری ایمان لائے اور امتحان کے وقت وہ بھی سب کے سب اپنی صداقت پر بقول ان کے متبعین کے قائم نہ رہ سکے۔ بخلاف ان کے ہمارے سرکار دو عالم ﷺ نے صرف ۲۳ سال میں عرب کی خونخوار مغرور وجاہل قوم کو ان کی رسم وعادات، جہالت وضلالت دور کر کے استاد زمانہ بنا دیا۔ آپ کے جان نثار صحابہ کرامؓ کا استقلال، ان کی وفا، ترک وطن، دنیا بھر کی مصیبتیں جھیلنا مگر آپ کا ساتھ نہ چھوڑنا۔

یہ باتیں کیا منصف مزاج آدمی کے نزدیک آپ کی افضلیت کی ایک روشن دلیل نہیں ہے اور یہ امتحان پورا نہ ہوتا، اگر آپ کو ہجرت کا حکم بارگاہ الٰہی سے نہ ملتا۔ کیونکہ انسان کے لئے سب سے زیادہ سخت ہجرت وجلاوطنی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے اعزواقارب، مکانات، باغات، مراسم وعادات، دنیا ومافیہا سب کچھ آپ کے ساتھ ہو کر چھوڑ دیا۔ اپنی جانیں آپ کے قدموں پر نثار کر دیں۔ یہ ان کا ایثار محض ہجرت سے آزمایا گیا۔

اور دوسری طرف انصار نصرت شعار کا درجہ ان کی وفا شعاری کی وجہ سے بلند فرمایا گیا، دنیا کی تاریخ میں کوئی قوم عقد مواخات کا نمونہ پیش نہیں کر سکتی آج تک کسی مذہب وفرقہ کے لوگوں میں ایثار ومحبت کا اتنا گہرا رنگ نظر نہیں آتا کہ انصار نصرت شعار کی طرح کسی قوم نے اپنے ہم مذہب آنے والے مہاجرین کے لئے ورثہ اور ترکہ میں حقیقی بھائیوں کی طرح شرکت اور املاک وجائداد میں برابر کا حصہ واجب قرار دیا ہو، حتیٰ کہ دو بیوی رکھنے والے انصاری نے ایک عورت کو طلاق دے دی کہ وہ کسی مہاجر بھائی سے شادی کر لے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا ایثار ومحبت ہجرت کے بغیر کس طرح جانچا جاتا؟ یہی وجہ ہے

کہ علماء اسلام کے نزدیک خواہ کوئی مہدی ہونے کا دعویٰ کرے یا مسیح علیہ السلام موعود بننے کا مدعی ہو، سب دعوے باطل ہیں، جب تک کہ وہ ان بزرگوار صحابہؓ کی متابعت قول وفعل میں ثابت نہ کر سکے۔

سوال نمبر۹: رسول کریم ﷺ تمام نسل انسان کے لئے اور جہان کے لئے مبعوث ہوئے جیسا کہ اوپر کے حوالوں سے ظاہر ہے مگر آپ کی زندگی میں تو اسلام تمام دنیا پر پھیلا نہیں اور آخر زمانہ مین پھیلے گا تو تمہارے خیال کے نزدیک مسیح علیہ السلام ناصری کے طفیل تو اسلام کے اصلی اور بڑے مربی ومحسن وہ ہوئے یا نبی کریم ﷺ؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے خلفیہ اوّل تو سارا پنجاب تو کیا اپنا گھر بھی اپنا پیرو نہ کر سکے۔ اب آپ سے قادیانی کرم فرماؤں نے تبلیغ مرزائیت سے اپنا مذہب سارے جہان میں پھیلانے کا دعویٰ کیا ہے تو کیا آپ مرزا قادیانی سے افضل ہیں۔ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح علیہ السلام چونکہ دیگر ائمہ وکاملین کی طرح باتباع شریعت محمدیہ ﷺ ترویج ملت کے لئے نزول فرمائیں گے۔ اس لئے برتری کا وہم بالکل لغو اور بے بنیاد ہے اور یہ خیال آپ کا مسیح علیہ السلام کی افضلیت تلاش نہیں کرتا، بلکہ شاید حربہ جات کی اشاعت سے آپ کو کہیں مرزا قادیانیت پر افضلیت سمجھنے کے لئے مجبور نہ کردے۔

سوال نمبر۱۰: دین محمدی ﷺ کو خواہ مخواہ بدنام کرنا اور درپردہ نصاریٰ کے عقائد باطلہ کو تقویت پہنچانا کیا رسول عربی کی محبت اور اسلام اسی کا نام ہے۔

جواب: دین محمدی ﷺ تو وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے لے کر خلفائے راشدین، ائمہ مجتہدین، تابعین، تبع تابعین، اولیائے کاملین اور علمائے راسخین حال تک مسلسل چلا آیا۔ جمہور امت کا اس پر اجتماع رہا۔ یہی سواد اعظم مذہب سنت والجماعت ہے۔ آپ فرمایئے اس جماعت اسلام سے مل کر آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی جونئی وحی اور نئی نبوت کے دعویدار بنے اور مسیحیت، مہدیت کے بھی آپ ہی ٹھیکہ دار بن گئے۔ پھر آپ ان کے اس نئے عقیدے کی تبلیغ میں اتنی سرگرمی وسعی فرمارہے ہیں کیا یہ رسول عربی ﷺ کی محبت اور اسلام اسی بدعت کا نام ہے یا اپنے مسیح موعود قادیانی کی اتباع میں افضلیت مسیح کا سوال اٹھا کر نصاریٰ کے عقائد باطلہ کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔

سوال نمبر۱۱: رسول عربی نے جو ہزاروں لاکھوں مردے زندہ کئے، اندھوں کو سوجاکھا بنادیا۔ اس کا تم ذکر نہیں کرتے مگر مسیح کے احیاء موتی کی دلالت میں بڑا جوش دکھاتے ہو، آخر اس میں کیا بھید ہے؟

جواب: ہم تو مسیح علیہ السلام کے کارنامے بھی اس نور محمدی ﷺ کے طفیل ظہور پذیر مان رہے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشانی میں انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح جلوہ افروز تھا وہی نور مبارک نوح کی کشتی کا طوفان سے نجات دہندہ تھا، اسی نور محمدی ﷺ کی برکت سے موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر بحر قلزم سے پار اتر گئے، اسی نور پاک کے طفیل مسیح علیہ السلام نے باذن اللہ معجزے دکھلائے۔ پس اس لحاظ سے جس نبی کا معجزہ اور جس ولی کی کرامت بیان کی جائے وہ سب رسول عربی، سرور انبیاء ﷺ کی افضلیت کا اظہار ہے۔ آپ فرمائیں بقول سوال نمبر۳ کے آپ نبی کے معجزات احیاء موتی سے انکار کر کے کون سے اسرار قادیانی میں منہمک ہیں۔

سوال نمبر۱۲: رسول کریم تو یہ فرماتے ہیں ''لو کان موسیٰ عیسیٰ حیین لما وسعهما الا اتباعی'' اگر موسیٰ عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کرنی پڑتی۔ مگر تم جو اس کے برخلاف آنحضرت ﷺ پر مسیح علیہ السلام کی فضیلت اپنے عقیدوں کے ذریعہ طرح طرح سے ثابت کرتے ہو تو بتاؤ جسے فضیلت ہو وہ اس کی اس جس پر اس کو فضیلت ہے کیوں پیروی کرنے لگا تھا اور کیا معاذ اللہ! یہ رسول عربی نے یونہی ڈینگ ہانک دی ہے۔ یا آپ کے ارشادات سے بڑھ کر تم لوگوں کے خیالات قابل قبول ہیں۔

جواب: اہل اسلام میں کوئی شخص بھی ایسا عقیدہ نہیں رکھتا کہ جس سے مسیح کی فضیلت ظاہر ہو سکے مسلمانوں کا تو مسلمہ عقیدہ ہے کہ افضل الرسل ﷺ دونوں جہان کے سردار ہیں اور مسیح علیہ السلام قرب قیامت میں نزول فرما کر آپ کی اتباع کریں گے اور آنحضرت ﷺ کے نائب اور سچے جانشین امام برحق حضرت مہدی علیہ الرضوان کی نماز میں اقتداء فرمائیں گے۔ آپ اپنے بے بنیاد سوال کے گستاخانہ الفاظ سے اہل اسلام کا فضول دل دکھا کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

سوال نمبر۱۳: نبی کریم تمہارے نزدیک فوت ہی نہیں ہوئے، بلکہ نبوت کا بھی خاتمہ کر گئے، مگر مسیح زندہ ہیں اور آخر میں بھی آن کے نبوت کریں گے۔ تو آپ کو حیات النبی کس منہ سے کہتے ہو؟

جواب: مسلمان آنحضرت ﷺ کو سچے دل سے خاتم النّبیین مانتے ہیں اور حیات النّبی جانتے اور کسی نبی کو بھی تمہاری طرح معاذ اللہ! مردہ تصور نہیں کرتے اور نہ آپ کی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کاذب نبی اور مدعی وحی کے قائل ہیں۔ آپ بتلائیں کہ تم آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین کس منہ سے کہتے ہو کہ جب نبوت کے دعویدار مرزا قادیانی پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ نبوت ختم ہوچکی، وحی آنی بند ہوگئی۔ اب تو اولیاء کرام پر الہام ہوتا ہے نہ کہ بذریعہ فرشتہ مقرب وحی نازل ہوتی ہے۔

سوال نمبر۱۴: مسیح علیہ السلام زندہ نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تو بہت سی آیات سے ثابت ہے۔ الیٰ اخرہ!

جواب: بہت سی آیات میں سے صرف ایک ہی آیت پیش کرنی چاہئے تھی جس سے وفات مسیح ثابت ہوتی۔ ایسے لغو بے دلیل سوال سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور جماعت اسلام میں تفرقہ ڈالنے سے تمہارے ضمیر مردہ ہوگئے ہیں۔ ثبوت رکھتے تو وفات مسیح پر پیش کرنا چاہئے تھا تم تو کیا خاک ثبوت دیتے لو ہم ان شاء اللہ ابھی حیات مسیح علیہ السلام قرآن کریم سے ثابت کریں گے۔

سوال نمبر۱۵: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار خدا تعالیٰ کے حضور یہ بتلاتا ہے کہ ان کی امت ان کے فوت ہوجانے پر گمراہ ہوئی: ’’**واذ قال اللہ.. الیٰ.. فلما توفیتنی (المائدۃ:۱۱۶، ۱۱۷)**‘‘ پس اگر نصاریٰ گمراہ ہیں تو عیسیٰ کی وفات بھی یقیناً ہوچکی نہیں تو کیا تم یہ ماننے کو تیار ہو کہ ان کی امت راہ راست پر ہے اور رسول کریم کی امت گمراہ ہے؟

جواب: بخلاف جمہور علماء اسلام چند گمراہ (۱) فرقہ معتزلہ اور بعض اہل بدعت خصوصاً ہمارے زمانہ کے (۲) سید احمد خان صاحب بر بنائے مفروضۂ قانون قدرت اور (۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مسیحیت منوانے کے لئے ’’**فلما توفیتنی** ‘‘ سے وفات مسیح علیہ السلام پر زور دیا ہے اور حالانکہ وفات وحیات مسیح کا مسئلہ نہ تو اصول اسلام میں داخل ہے نہ کسی عملی حکم کا بجالانا اس مسئلہ کی تحقیق سے وابستہ ہے۔

ہم فرقہ معتزلہ کے عقائد کا رد اس وقت ضروری نہیں سمجھتے اور پیغمبری اور ان کے لگ بھگ دے کر ملاحدہ جو عوام الناس کے سامنے مافوق العقل اور مخالف عقل کو ایک ہی صورت میں پیش کر کے بداعتقاد بنادیتے ہیں، وہ خرق عادات کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھتے۔

اس لئے وہ بھی ہمارے اس جواب میں مخاطب نہیں کئے جاسکتے۔ یہاں ہم صرف قادیانی فرقہ کو جو خرقہ عادات کا قائل ہے۔ مگر قرآن کریم کی آیات سے علماء اسلام کے خلاف ہمہ دانی کے دعویٰ میں غلط استنباط کر کے مرزا قادیانی کی مسیحیت کا فکرمند نظر آتا ہے اور ایسے مسئلہ کو ہی مذہب کا لب لباب اور مابہ الامتیاز بنا بیٹھا جو اصول اسلام میں بھی نہ تھا۔ کیونکہ جب تک مسیح علیہ السلام کو زندہ درگور علاقہ کشمیر میں ثابت نہ کریں، تو مرزا قادیانی کی مسیحیت کا کس طرح منوائی جاوے۔

پس مرزا قادیانی نے ''**فلما توفیتنی**'' کی تفسیر میں علماء اسلام کی جماعت سے خارج ہو کر ایسی ٹھوکر کھائی کہ ایک نئے فرقہ کی بنیاد اسی مسئلہ پر رکھ دی اور اسی وجہ سے اس گروہ کے مبلغین اصول اسلام، توحید ورسالت، مواعظ حسنہ کی تبلیغ کے بجائے صرف اس مسئلہ کی تبلیغ کو رکن مذہب سمجھنے لگے۔ ہم قرون اولیٰ سے لے کر علمائے متاخرین تک جمہور ائمہ کی تحقیق کا لب لباب پیش کرتے ہیں اور ''**فلما توفیتنی**'' کی تفسیر خود آیت قرآنی سے بھی تائیداً کر دیتے ہیں۔

لفظ ''توفی'' کے معنی لغت عرب میں استیفا (پورا لے لینے) اور قبض کے ہیں اور اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱...... توفی النوم۔ یعنی نیند کی حالت کو بھی توفی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مثلاً ''**ھو الذی یتوفکم باللیل**''

۲...... توفی الموت۔ مثلاً ''**قل یتوفکم ملک الذی وکل بکم**''

۳...... ''**توفی الروح البدن جمیعاً**'' یعنی روح اور بدن ہر دو کا قبض اور یہی معنی آیت: ''**انی متوفیک**'' میں مقصود ہیں۔

ان ہرسہ معانی مذکورہ بالا میں تفاوت ظاہر ہے کیونکہ توفی النوم میں روح قبض کی جاتی ہے، مگر بارادہ الٰہی پھر اس کا ارسال ہوتا ہے اور توفی الموت میں روح کو قبض کیا جاتا ہے، مگر اس میں قبل از قیامت پھر ارسال نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا پورا امساک ہوتا ہے اور توفی الرح والبدن کے یہ معنی ہیں کہ جسم معہ روح اٹھالیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ توفی کے یہ تینوں معنی مجازی ہیں۔ کیونکہ حقیقی معنی استیفا اور قبض کے ہیں، جو ہرسہ معانی مذکور بالا میں بطور قدر مشترک کے پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ آیۃ ''**یا عیسیٰ انی متوفیک**

ورافعک الیّ (آل عمران:۵۵) ’’میں جسم معہ روح کا قبض واستیفا مراد ہے اور اسی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے۔ ترجمہ: اے عیسیٰ ہم دنیا میں تمہارے رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالیں گے۔

۱...... امام سیوطیؒ کتاب الاعلام میں لکھتے ہیں: ’’وورد ت بہ الاحادیث وانعقد علیہ الاجماع‘‘ یعنی مسیح نازل ہوکر شریعت اسلامی کے مطابق حکم کریں گے اور اس امر کے متعلق احادیث صحیحہ ناطق ہیں اور امت مرحومہ کا اس پر اجماع ہے۔

۲...... شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ جو متأخرین کتاب وسنت کے جلیل القدر امام ہیں اور جن کی نسبت مرزا قادیانی کے خلیفہ اوّل حکیم نورالدین بھیروی کسی زمانہ میں ایسا راسخ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کے قول کو کالوحی سمجھا کرتے تھے وہ ارشاد فرماتے ہیں۔ دیکھو الکتاب جواب الصحیح کی (ج دوم ص۲۸۳، مطبوعہ مصر) ’’فانہ بذالک خرج عن حال اھل الارض الذین یحتاجون الی الاکل والشرب واللباس ویخرج منھم الغائط والبول والمسیح علیہ اسلام توفّاہ اللہ وھو فی السمآء الثانیہ الی ان ینزّل الارض لیست حالہ کحالۃ اھل الارض فی الاکل والشرب واللباس والنوم والغائط والبول ونحو ذالک‘‘

خلاصہ: مسیح علیہ السلام دوسرے آسمان پر ہیں اور وہ اپنے نازل ہونے تک وہیں رہیں گے اور ان کی حالت زمینی لوگوں کی طرح نہیں جو کھاتے، پیتے، سوتے اور بول وبراز وغیرہ کرتے ہیں۔ یعنی وہ باوجود جسمانی حالت کے ضروریات بشری سے پاک کر دیئے گئے ہیں اور اگر جسمانی حالت میں نہ ہوتے تو مذکورہ بالا ضروریات کی نفی کرنے میں مسیح کی کیا خصوصیت تھی۔ کیونکہ روحانی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام بلکہ عامہ اہل ایمان کی بھی یہی حالت ہے۔

۳...... یہی مذہب وہ ہے جس کو محقق المتاخرین حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی اختیار کیا ہے۔

تحقیق مزید اور لفظ رفع پر ایک سرسری نظر

یہ امر کہ رفع سے مراد روحانی رفع ہے نہ جسمانی۔ سیاق سباق قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ خصوصی مقام اس امر کا مقتضی ہے کہ یہود کے اس گمان باطل کو دفع کیا جائے جو یہ کہتے تھے کہ ہم نے مسیح کو مسلوب کر دیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ رفعہ اللہ الیہ سے

رفع جسمانی ہی مراد ہو، ورنہ یہود کے زعم باطل کی نفی نہیں ہوگی۔ اس امر کی تائید میں رفع سے جسمانی رفع مراد ہے۔ حتی کہ صحابہؓ کے نزدیک بھی رفع جسمانی معتبر تھا۔

۴...... حضرت عمرؓ کا جناب پیغمبر ﷺ کی وفات شریف پر قول ''انما رفع کما رفع عیسیٰ'' حجت ناطق ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے نہایت بے قراری کی حالت میں عام صحابہ کی تسکین خاطر کے لئے یہ فرمایا کہ جناب پیغمبر ﷺ نے رحلت نہیں فرمائی بلکہ وہ زندہ ہیں اور مسیح کی طرح اوپر اٹھا لئے گئے ہیں۔ اگر اس قول عمرؓ میں رفع سے روحانی رفع مراد ہوتا تو اس میں مسیح کی خصوصیت کیا تھی؟ اور مع ہذا عوام الناس کو رفع روحانی کہنے پر اطمینان دلانا کیسے متصور تھا۔

اور حضرت صدیق اکبرؓ کا بعد میں فرمانا کہ اے عمرؓ! ٹھہر اور لوگوں سے یوں خطاب کرنا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پاچکے ہیں تب ہی درست ہوسکتا ہے کہ جب کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کے قول سے یہی سمجھا تھا کہ حضور ﷺ مسیح علیہ السلام کی طرح بحیات جسمانی زندہ ہیں، ورنہ حضرت عمرؓ کے قول سے آپ نے نفی کس امر کی بابت فرمائی؟

اس تقریر سے صاف معلوم ہوگیا کہ جلیل القدر صحابہؓ مسیح کو بحیات جسمانی آسمان پر زندہ مانتے تھے نہ بحیات روحانی۔ جس میں تمام انبیاء اور دیگر اہل ایمان شریک ہیں۔

اب آپ ہی بتلائیں کہ مسلمان اجل صحابہ حضرات شیخینؓ کے اقوال کو سچا سمجھیں یا مرزا غلام احمد قادیانی کی تحقیق جدیدہ پر آپ کی طرح ایمان لے آئیں اور ائمہ اجل جن کے اقوال اوپر لکھے گئے ہیں۔ ان کو معتبر سمجھیں یا تیرہ سو سال کے بعد آپ کی عقیدت جدیدہ کو مان کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں۔

۵...... اسحاق بن بشیر اور ابن عساکر بروایت ابن عباس روایت کرتے ہیں ''قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السما'' ترجمہ: تب میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔

۶...... شیخ اکبر محی الدین ابن العربی فتوحات میں لکھتے ہیں: ''فانه لم یمت الی الآن بل رفعه الله الیٰ هذه السمآء روی ابن جریر وابن حاتم عن ربیع قال ان النصاری اتوا النبی ﷺ الیٰ ان قال الستم تعلمون ان ربنا حیٌّ لایموت وانّ عیسیٰ یاتی علیه الفناء'' یعنی مسیح علیہ السلام اب تک نہیں مرے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور ابن جریر، ابن حاتم بروایات ربیع راوی ہیں کہ نصاریٰ جناب پیغمبر علیہ السلام

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اثناء گفتگو میں آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا اس بات کو نہیں جانتے کہ ہم مسلمانوں کا خدا زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا اور مسیح علیہ السلام پر فنا عائد ہوگی۔

۷...... بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اور طبرانیؒ نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے ''قال یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللہ وصاحبیه فیکون قبرہ رابعاً'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم جناب پیغمبر ﷺ اور آپ کے ہر دو صحابہ کرامؓ حضرت صدیق اکبرؓ وفاروق اعظمؓ کے ساتھ مدفون ہوں گے اور آپ کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔

کیوں صاحب! اہل اسلام ہوکر آپ بخاری وطبرانی سے ائمہ اجل بزرگواروں کی تحقیق اور معتبر صادق ﷺ کی صحیح حدیث کو سن کر بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود کہنے کی جرأت کرو گے۔ آپ بتلائیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود تھے تو مر کر قادیان میں کیوں دفن ہوئے وہ حسب فرمان رسول اکرم ﷺ روضہ منورہ میں دفن ہوتے اور ان کی چوتھی قبر ہوتی۔ ''جاء الحق وزھق الباطل. ان الباطل کان زھوقا'' حق تو ظاہر ہوگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو مٹنے ہی والا تھا۔ اب بھی سمجھ جاؤ، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ باز آجاؤ ورنہ خدا اور اس کے رسول مقبول ﷺ کو نص وحدیث کی خلاف ورزی کر کے کیا منہ دکھاؤ گے۔

۸...... تفسیر درمنثور۔ امام سیوطیؒ میں بروایت حسنؒ مروی ہے۔ ''قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة'' یعنی رسول مقبول ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ مسیح علیہ السلام نہیں مرے اور وہ قبل از قیامت تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔ اے نام نہاد مسلمانو اگر تمہارا رسول خدا ﷺ پر ایمان ہے تو آنحضرت ﷺ کا فرمان سنو اور حیات مسیح ونزول مسیح پر مسلمانوں کی طرح ایمان لے آؤ۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ہی ایمان رکھتے ہو اور ان کی تحقیق جدیدہ کے روبرو احادیث صحیحہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے ہو تو مرزائی کہلاؤ اور مسلمان کہلانا چھوڑ دو جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر یقین نہ کرے اور اس کے خلاف کسی آدمی کا قول صحیح سمجھے وہ مسلمان کس طرح ہوسکتا ہے۔

سوال نمبر۱۶: عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اور بھی کوئی رسول زندہ ہے یا وہ اس فضیلت میں بے مثل ہیں اور کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا: ''ان مثل عنداللہ کمثل اٰدم''

جواب: یہ آیت یہود کے اس اعتراض کا جواب ہے جس سے وہ بے باپ کے پیدا ہوجانے پر مسیح کی نسبت گمان فاسد رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تردید اس لاجواب

استدلال سے فرماتا ہے۔''ان مثل عنداللّٰہ کمثل آدم '' بے شک مثال عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا فرما دیا، اسی طرح وہ مسیح کو بغیر باپ کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ یہ سوال آپ کر کے قادیانی گروہ کے بطلان میں ایک تیر جگر دوز کا کام کر رہے ہیں۔

بھلا فرمائیے جب عیسیٰ علیہ السلام کا آدم علیہ السلام کی طرح بے باپ کے پیدا ہونا قرآن کریم کی آیات مذکورہ بالا سے آپ ہی ثابت کر رہے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی دعویدار مسیح موعود بھی بے باپ کے پیدا ہوگئے تھے، اگر ان کے باپ تھے تو وہ مثیل عیسیٰ کیسے ہوئے۔ کیا اب بھی آپ ایک وہم باطل کی پیروی کرتے رہیں گے۔

سوال نمبر ۱۷: حضرت مسیح علیہ السلام کو ہزاروں برس کی زندگی کس غرض سے دی گئی۔ کیا اس واسطے کہ مردوں کے جلانے کی طاقت تو ان میں ہے ہی۔ پس آخر زمانہ میں جب کہ اسلام مردہ ہو جائے گا اسے بھی وہ زندہ کریں گے۔ جیسا کہ تم لوگوں کا عقیدہ ہے تو کیا حضرت عیسیٰ کی زندگی اب تک اسلام کی موت نہیں ہے۔

جواب: آپ کا یہ اعتراض کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ہزاروں برس کی زندگی کس غرض سے دی گئی۔ اسلام پر کوئی اعتراض نہیں نہ مسلمانوں پر کوئی الزام ہے یہ تو آپ خدا تعالیٰ کی جناب قدس میں گستاخی اور باز پرس کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ وہی اچھی طرح جانتا ہے کہ کیوں مرزا غلام احمد قادیانی فوت ہوگئے اور آپ اب تک کیوں زندہ ہیں اور کس وجہ سے مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے۔

ہاں! اسلامی عقیدہ سلف سے خلف تک یہ رہا ہے اور اس امر پر بحکم نص وحدیث اجماع امت ہوگیا ہے کہ قرب قیامت میں اسلام کے اندر بہتر فرقہ باطلہ پیدا ہو جائیں گے۔ جس طرح آپ کے گروقادیانی نے محض ایک ایک مسئلہ رفع آسمانی پر بخلاف عقائد متفق علیہ انحراف کر کے تیرہ سو سال کے بعد ایک جدید فرقہ کی بنیاد ڈالی اسی طرح سواد اعظم کتاب وسنت سے نکل نکل کر طبعی اور من گھڑت تاویلوں سے احکام وآثار کا غلط استدلال اختیار کریں گے اور اسلام میں تفرقہ ڈالنے کے لئے کوئی مسیح ہونے کا دعویدار بنے اور کوئی مہدی موعود کہلانے کا امیدوار رہے گا۔ اس گمراہی اور بدعت کو مٹانے اور عدل وانصاف کے ساتھ ترویج ملت حقہ کے لئے مسیح علیہ السلام اس نازک زمانہ قرب قیامت میں آسمان سے بحکم باری

تعالیٰ نزول فرمائیں گے۔ جیسا کہ ہم سوال نمبر۱۵ کے جواب میں احادیث صحیحہ اور اقوال ائمہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ پھر مسیح کانے دجال کو ماریں گے۔ آپ فرمادیں کہ آپ کے مسیح موعود مرزاغلام احمد قادیانی نے کون سے دجال کو مارا جو گدھے پر سوار خدائی کا دعویٰ کرتا پھرتا تھا۔ تمہاری سمجھ کو کیا ہوگیا تم صحیح اخبار کے خلاف کیوں گمراہی میں پڑ گئے۔

سوال نمبر۱۸: قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسانوں کا جینے مرنے کا ٹھکانہ زمین ہی ہے: ’’**منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارةً اخرىٰ** (طٰهٰ:۵۵)‘‘ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان نہیں تھے جو آسمان پر ہزاروں برس سے زندہ ہیں۔

جواب: آیت کریمہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس کے معنی جینے کا ٹھکانہ زمین ہی کے لئے جاسکتے ہوں افسوس ہے کہ کلام ربانی میں من گھڑت کھینچ تان کی دلبری کس طرح کی گئی ہے اور اس جگہ بھی اسی واسطے آپ نے اپنی عادت کے موافق آیت کے تحت ترجمہ نہیں لکھا بندہ خدا الفاظ قرآنی تو بالکل صاف ہیں کہ ہم نے اسی مٹی میں سے تم کو پیدا کیا ہے اور تم کو پھر اسی مٹی میں لوٹا کرلے جائیں گے اور آخر کار اسی مٹی میں سے تم کو نکال کھڑا کریں گے۔ اہل اسلام بھی مانتے ہیں کہ مسیح بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں وہ بھی اپنے وقت معینہ پر حسب تحقیق بالا آسمان سے نزول فرمائیں گے اور چالیس سال تک دنیا کو ملت محمدیہ کی تلقین فرما کر وفات پاجائیں گے اور مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے روضہ مطہرہ کے اندر دفن کردیئے جائیں گے۔ جیسا کہ بخاری سے اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ یہی منشاء آیت قرآنی ’’**منها خلقنكم وفيها نعيدكم**‘‘ کا ہے۔ یہ کیا ضروری ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی مسیحیت منوانے کے لئے قبل از وقت معینہ بخلاف اخبار صحیحہ ابھی فوت ہو جائیں یا اب سے ۱۹۲۱ء سال پیشتر فوت ہوکر کشمیر میں دفن کردیئے گئے۔ خدا کے لئے آیات قرآنی لکھ کر اپنے من گھڑت خلاصوں اور غلط ترجموں سے دنیا کو دھوکہ نہ دو۔

سوال نمبر۱۹: اگر مسیح علیہ السلام زندہ تھے تو رسول خدا نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر موسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کرنی پڑتی۔

جواب: اب تو آپ آیات وحدیث لکھنے کے بجائے دانستہ حیلہ حوالہ سے کام لینے لگے۔ اگر اصل حدیث لکھ دیتے تو آپ ﷺ کے حربہ کی قلعی کھل جاتی۔ اس میں کسی اہل اسلام کو شبہ نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اگر اب موجود ہوتے تو آپ کی ہی اتباع

کرتے۔ چنانچہ نزول مسیح علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ہی کی پیروی کریں گے۔ ہاں! آپ کے قادیانی مسیح موعود نے ایسا نہیں کیا۔ حضور پیغمبر صاحب ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور اب کسی پر وحی نازل نہیں ہوگی۔ مگر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے کلام کو وحی کہہ دیا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود میرے روضہ میں دفن کئے جاویں گے۔ (حدیث بخاری مندرجہ سوال نمبر۱۵) مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مسیح کشمیر میں دفن ہیں کیا یہی پیروی ہے۔

سوال نمبر۲۰: خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے چار وعدے کئے۔ (۱) وفات دینا (۲) اپنی طرف رفع فرمانا (۳) یہود کے ناپاک الزاموں سے بری کرنا (۴) ان کے ماننے والوں کو منکروں پر برتری بخشنا۔ (آل عمران:۵۵) ان میں سے آخری تینوں وعدے پورے ہوچکے کیا چوتھا وعدہ جو اصل میں سب سے پہلا تھا خدا کو یاد نہیں رہا یا اس کے پورا ہونے پر اسے معاذ اللہ قدرت حاصل نہ ہوئی۔

جواب: آپ نے دانستہ آیت قرآنی کو اس سوال میں بھی نہیں لکھا وہ آیت جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں یہ ہیں: ’’واذ قال اللّٰہ یٰعیسیٰ انّی متوفّیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ثمّ الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران:۵۵) ‘‘ترجمہ: اسی زمانہ میں (عیسیٰ علیہ السلام سے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ دنیا میں تمہارے رہنے کی مدت پوری کر کے ہم تم کو اپنی طرف اٹھالیں گے اور کافروں سے تم کو پاک کریں گے اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے، ان کو روز قیامت تک منکروں پر غالب رکھیں گے (یہ تو چاروں وعدے پورے ہوچکے ہیں) پھر تم کو ہماری طرف طرف لوٹ کر آنا ہے، تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے ہم ان میں تمہارے درمیان فیصلہ کردیں گے۔

معاملہ کس قدر صاف ہے چاروں وعدے پورے ہوچکے اور پھر لوٹ کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہونا باقی ہے۔ آپ کو لفظ ’’متوفیک‘‘ سے دھوکہ لگا ہے اس کی توضیح ہم سوال نمبر۱۵ کے جواب میں بالتفصیل کرچکے ہیں۔ یہاں ’’توفی الروح والبدن جمیعاً‘‘ مراد ہے۔ آپ بھول اور عدم قدرت کا لفظ اللہ تعالیٰ کی جناب قدس میں استعمال کر کے اس قدر دریدہ دہنی نہ کریں۔

شقاوت قلبی کا زیادہ تر سبب گستاخی اور سوئے ادب بھی ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امر حق نہیں سوجنا سچ ہے۔ ’’فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ‘‘ آنکھیں اندھی نہیں بلکہ ان لوگوں کے دل اندھے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب الجواب الصحیح میں آیت ’’بل رفع الله الیه ‘‘ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ ’’بیان ان الله رفعه حیّاً وسلّمه من القتل وبین انهم یؤمنون قبل ان یموت. ‘‘ یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ اٹھالیا اور قتل سے بچالیا اور اس امر کو ظاہر فرمایا ہے کہ اہل کتاب قبل از وفات مسیح پر ایمان لاویں گے۔

پھر لکھتے ہیں: ’’ولو مات لم یکن فرق بینه وبین غیره ‘‘ یعنی اگر مسیح علیہ السلام مرگئے ہوتے تو ان میں اور دیگر لوگوں میں فرق ہی کیا تھا۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ جس طرح مسیحؑ کی ولادت خرق عادات تھی آپ کا دنیا سے اٹھایا جانا بھی خرق عادات تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو ہر دو موقعہ پر کلام اللہ میں جھوٹا قرار دیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں: ’’فاثبت رفع الذی قالو انهم قتلوه وانما هو الناسوت فعلم انه هو الذی نفی عنه القتل وهو الذی رفع والنصاریٰ معترفون برفع الناسوت لکن یزعمون انه صلب وانام فی القبر اما یوماً او ثلاثة ایام ثم صعد الی السمآء ‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا میں اسی چیز (جسم) کا رفع ثابت کیا ہے جس کی نسبت یہود کو گمان تھا کہ انہوں نے اس کو قتل کردیا اور وہ مسیح کی جسمانیت سے مراد ہے۔ سو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قتل کی نفی جسم سے کی ہے اور اسی کو رفع حاصل ہوا اور اس امر کو نصاریٰ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مگر بعض ایک دن بعض تین دن قبر میں رہنے کے بعد رفع کے قائل ہیں۔ ان اختلاف کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم لوٹ کر ہماری طرف آؤ گے تو ہم فیصلہ کردیں گے۔

اس کے بعد شیخ الاسلام موصوف آیت: ’’وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ‘‘ کے ذیل میں لکھتے ہیں: ’’معناه قبل موت المسیح وقد قیل قبل موت لیهودی وهو ضعیف ‘‘ یعنی کوئی اہل کتاب نزول مسیح علیہ السلام کے بعد ایسا نہیں ہوگا جو مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائے گا۔ اب یہ لازم ہوا کہ مسیح علیہ السلام بجسد

عنصری نازل ہوں گے نہ یہ کہ ان کا کوئی مثیل آئے گا۔ ورنہ مسیح پر اہل کتاب کا ایمان لانا متصور ہوگا بلکہ ان کے مثیل پر جو منشاء قرآن کے بالکل خلاف ہے۔

اور یوں بھی قادیانی گروہ بتلائے کہ ان کے مسیح موعود تو فوت ہوگئے تو کیا سب اہل کتاب ان پر ایمان لاچکے ہیں اگر ایمان نہیں لائے تو ان کا دعویٰ غلط اور آپ کا عقیدہ باطل ہے یا نہیں؟ قرآن شریف کے احکام صریحہ کے سامنے مسلمان تمہارے حربوں کو کس طرح مان لیں اور ترکیب نحوی بھی اس امر پر دال ہے کہ مسیح موعود قادیانی نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور ان پر ایمان لایا جاوے گا۔

دیکھئے: ''لیؤمنن'' فعل مقسم علیہ ہے یعنی لام قسم اس پر داخل ہے اور نون ثقیلہ سے متصل ہے اور ایسی ترکیب زبان عربی میں ہمیشہ فعل مستقبل کے لئے استعمال ہوا کرتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اب جو یہودی اور نصرانی مرجاتا ہے وہ مومن بالمسیح نہیں ہے بلکہ آنے والے مسیح علیہ السلام پر سب ایمان لاویں گے اور بخیال آپ کے اگر مسیح کا نزول جسمانی آئندہ تسلیم نہ کیا جائے تو بتلائیے آپ کے مفروضہ مسیح کے کشمیر میں دفن ہونے تک کس قدر اہل کتاب ایمان لائے، لامحالہ آپ کو صداقت سے اعتراف کرنا پڑے گا۔ ورنہ ضد اور ہٹ دھرمی میں کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔

سوال نمبر۲۱: رسول کریم اور مسیح کا ذکر قرآن کریم میں ایک الفاظ میں ہے ''ما محمد الا رسول. قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)'' اور ''ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (المائدۃ:۷۵)'' کیا نعوذ باللہ! خدا کو بھی خبر نہ تھی کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں جو ان کو گزشتہ انبیاء میں شامل کردیا۔ اس کے کیا معنی کہ مسیح علیہ السلام کے قبل کے تو جملہ انبیاء فوت ہوگئے اور محمد ﷺ سے پہلے کے مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔

جواب: آپ نے اپنے سوالات کا نام حربہ سوچ سمجھ کر رکھا ہے۔ یہ حیلہ خوب نکالا کہ آیت لکھی تو معنی ندارد اور خلاصہ لکھ دیا تو اصل آیت غائب۔ اے اللہ کے بندے آیات الٰہی سے خود کجروی اختیار کرنا اور حیلہ حوالہ سے اوروں کو دھوکہ دینا اسلام کا شیوہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر وعتاب سے ڈر۔

’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل‘‘ کا ترجمہ لکھ دیا ہوتا پھر تلبیس کو گنجائش نہ ہوتی۔ اس آیت میں یہ کہاں فرمایا گیا ہے کہ سب انبیاء فوت ہوگئے یہاں تو نفس رسالت میں اتحاد نسبت کا اظہار ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی پہلے رسولوں کی طرح اللہ کے رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی پہلے رسولوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یہ مماثلت رسالت موت وحیات کا کس طرح فیصلہ کردیتی ہے۔ یوں تو آیۃ: ’’لا نفرّق بین احد من رسله‘‘ سے کیا آپ سب رسولوں میں درجہ اور رتبہ کا بھی فرق نہیں سمجھتے۔ وہ اتحاد ومماثلت نفس رسالت میں ہے کہ سب کا تبلیغ رسالت میں ایک ہی مقصد ہے۔ کھینچ تان سے بھی آپ موت عیسیٰ علیہ السلام ثابت نہ کرسکے، حالانکہ ہم نے بخوبی حیات مسیح علیہ السلام پر روشنی ڈال دی ہے۔

سوال نمبر۲۲: خدا تعالیٰ نے فنا اور موت سب کے لئے اٹل قرار دی ہے (الرحمٰن، آل عمران) کیا کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ مسیح علیہ السلام اس عالم گیر قانون سے مستثنیٰ ہیں۔

جواب: ہاں! اللہ تعالیٰ نے ’’کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربک ذوالجلال والاکرام (الرحمٰن:۲۶،۲۷)‘‘ فرمایا ہے۔ اس کلیہ سے مسیح بھی مستثنیٰ نہیں ہیں وہ بھی حسب تحقیق سوالات نمبر۱۵و۲۰ قرب قیامت میں نزول فرماکر چالیس (۴۰) سال تک زندہ رہیں گے اور پھر قانون قدرت کے مطابق وفات پاکر دفن کردیئے جاویں گے۔ ان آیات سے یہ استدلال کس قدر ناجائز اور بے ربط ہے کہ فنا اور موت سب کے لئے اٹل ہے تو مسیح علیہ السلام مرزائیوں کی خاطر ابھی کیوں نہ مرجائیں۔

بندے خدا تم موت مسیح علیہ السلام کسی آیت یا حدیث شریف اور کسی قول صحابہ وائمہ سے ثابت نہیں کرسکے۔ حالانکہ ہم حیات مسیح علیہ السلام ہر سوال کے جواب میں ثابت کرچکے ہیں اور تم نہ خضر علیہ السلام کی حیات سے انکار کرتے ہو، نہ اصحاب کہف کے واقعہ سے مکرتے ہو، نہ فرشتوں کو مردہ تسلیم کرتے ہو۔ جب اس قدر خدا کی خدائی زندہ ہے تو تم مسیح علیہ السلام کی ہی موت پر اس قدر زور کیوں دے رہے ہو کہ خواہ مخواہ آیات قرآنی کے غلط معنی اور خلاصہ لکھ کر عالمگیر قانون کا نفاذ قبل از وقت اپنی خواہش کے مطابق چاہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور یہ مکر وحیلہ کے حربہ اسلام پر نہ چلاؤ۔ اسلام تو پہلے ہی مکار اغیار کے نرغہ میں پھنس کر سچے مسیح علیہ السلام کی آمد کا انتظار کررہا ہے۔

سوال نمبر۲۳: مسیح زندہ تھے تو خدا نے رسول کریم سے یہ کیا فرمایا کہ ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو زندہ نہیں رکھا۔ ’’وما جعلنالبشر من قبلک الخلد افان متّ فهم الخالدون (الانبیاء:۳۴)‘‘ وہ کون سی زندی ہے جسے خدا بھی معاذ اللہ بھول جاتا ہے یا اس سے بے خبر ہے۔

جواب: آیت شریفہ: ’’وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد‘‘ کے لفظی معنی مکاری کی اجازت نہیں دیتے۔ اس واسطے ترجمہ نہیں لکھا گیا اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے معنی کلام اللہ شریف کے بدل دینے کی جرأت کی گئی ہے۔ اس آیت شریفہ کے معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کو ہمیشگی نہیں دی، یہ کون کہتا ہے کہ مسیح کو ہمیشگی ہے خدا کے بندے انصاف کا خون کر کے خدا تعالیٰ کی شان میں بھول اور نیچری جیسے مکروہ الفاظ لکھنے کی جرأت کرتا ہے اور پھر دعوائے مسلمانی۔ مطلب صاف، بات سیدھی نہ کوئی سدا رہا نہ رہے گا، مسیح بھی وفات پائیں گے، کسی کو انکار نہیں۔ پھر تم ۱۹۲۱ء سال پہلے کشمیر میں زندہ درگور کر کے اپنی مسیحیت منوانے کے لئے خلاف اجماع امت اللہ تعالیٰ کے کلام میں بھی کھینچ تان کیوں کرتے ہو۔

سوال نمبر۲۴: ’’کل نفس ذائقة الموت‘‘ کا قاعدہ کلیہ کیا وفات مسیح علیہ السلام پر زبردست دلیل نہیں۔

جواب: آپ کی لیاقت وتفقہ کا تو یہ حال ہے کہ ماضی اور مستقبل میں امتیاز نہیں اور دعویٰ ہمہ دانی میں اپنے پیش رووں سے بھی چار قدم آگے ہیں ’’کل نفس ذائقة الموت‘‘ ترجمہ: ہر جی موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ اگر آپ تھوڑی سی دیانت وراستبازی سے کام لیتے تو یہ ترجمہ لفظی اس آیت کے نیچے لکھ دیتے پھر ہم دیکھتے کہ آپ کے حربہ کی قلعی کھلتی ہے یا نہیں۔ اس دانستہ کجروی کا کیا علاج ہو کہ نہ کلیہ بیان ہو، نہ ترجمہ لکھا اور وفات مسیح پر پرزور دلیل کا خواب نظر آ گیا۔ اب تو آنکھ کھل گئی ہوگی اور اگر آپ اپنی ہٹ دھرمی سے ’’ختم اللہ علیٰ قلوبهم وعلیٰ ابصارهم‘‘ کے مصداق بن کر خود ہی اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں تو خلق خدا پر تو آپ کا یہ حربہ کارگر نہیں ہوسکتا۔

سوال نمبر۲۵: کس زور سے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا بنانے کی گندے عقیدہ کی تردید کی گئی ہے تو کیا آگے چل کر موت فوت کے عالمگیر قانون پر بار بار زور دینا مسیح کی وفات ثابت نہیں کرتا؟

جواب: واہ صاحب! آپ کے تدبر وتفکر کے کیا کہنے۔ تردید ہوتی ہے، خدا کے بیٹا بنانے کے گندے عقیدے کی اور آپ کی منطق اپنا داؤ چلاتی ہے۔ وفات مسیح علیہ السلام پر۔ خدا سے ڈرو اور آیات قرآنی میں اس طرح کھینچ تان نہ کرو۔

سوال نمبر۲۶: حضرت عیسیٰ کی تھوڑی سی زندگی یعنی صلیب دیئے جانے تک کا تو جگہ جگہ ذکر ہے مگر ہزاروں برس کی آسمانی زندگی کا قرآن مجید سے کہیں بھی پتہ نہیں چلتا، اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا خدا کا کلام معاذ اللہ! ایسا لایعنی اور اناپ شناپ ہوسکتا ہے۔

جواب: آپ کی دریدہ دہنی کی بھی کوئی انتہا ہے قادیانی مذہب خدا تعالیٰ پر بھی الزام عائد کرنے سے باز نہ رہا۔ آپ کا سوال کہ صلیب دیئے جانے تک کا ذکر تو جگہ جگہ ہے، آسمانی زندگی کا قرآن کریم میں کہیں بھی پتہ نہیں چلتا، اس کی وجہ خدا تعالیٰ سے دریافت کریں یا مرزا غلام احمد قادیانی سے پوچھی ہوتی، قرآن شریف میں تو کوئی اناپ شناپ لایعنی تذکرہ نہیں ہے۔ یہ تو آپ کی حربہ بازی اور حیلہ سازی ہے، لایعنی ہے۔ قرآن شریف پر اعتراض کرنے کی بجائے اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو قرآن شریف سے ہی وفات مسیح کی کوئی آیت لکھنی چاہئے، ان لایعنی حربوں سے کام نہیں نکلتا۔

سوال نمبر۲۷: جناب مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کا قرآن شریف میں ایک ساتھ بدیں الفاظ ذکر آتا ہے کہ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ ’’کانا یأکلان الطعام‘‘ اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اب تو مر چکے ہیں مگر جب جیتے تھے تب کھاتے تھے۔

جواب: ہم مسیح علیہ السلام کے کھانے کی بابت تو سوال نمبر۱۵ کے جواب میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے قول سے ثابت کر چکے ہیں کہ دنیا میں رہ کر جو کھانا تنوری کھاتے تھے وہ تو ’’رفع الی اللہ‘‘ کے بعد نہیں کھاتے۔ ہاں! اب تو نوری کھانا کھاتے ہیں جس کی نسبت مولانا روم فرماتے ہیں:

گر خوری یک لقمۂ از نان نور　　　خاک ریزیز بر سر نان تنور

مگر آپ کو تو نوری روٹی پر یقین ہی نہ ہو، پھر بھلا فرمایئے اصحاب کہف کی بابت آپ کا کیا عقیدہ ہے وہ پہلے غار میں جانے سے قبل کیا کھاتے تھے اور اب کیا کھاتے ہیں۔ اگر اب وہ کھانا پہلے جیسا نہیں کھاتے تو وہ بھی کیا تمہارے نزدیک مرگئے؟ پھر آپ آیت: ’’یرزقون، فرحین‘‘ کی کیا تفسیر کریں گے وہ کون سی فرحت والی...... روزی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اس کے ہاں دیئے جاتے ہیں۔

مسیح بھی جب یہاں زمین پر تھے تو اپنی ماں مریم صدیقہ کی طرح یہ کھانا کھایا کرتے تھے اور اب اصحاب کہف کی طرح نوری کھانا کھاتے ہیں اور وہ زندہ ہیں جیسے کہ ہم بہت کچھ وضاحت کے ساتھ اوپر ثابت کر چکے ہیں۔

سوال نمبر۲۸: اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کو فرمایا کہ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی جنہیں لوگ شریک خدائی ٹھہراتے ہیں، مرنے والے تھے۔’’انک میت وانہم میتون (الزمر:۳۰)‘‘ یہاں بھی دراصل وفات مسیح پر ہی زور دیا گیا ہے کیونکہ شروع سورۃ میں خدا کا بیٹا بنانے کا رد فرمایا گیا ہے۔ اگر مسیح زندہ تھے تو کیا خدا نے یونہی اپنے حبیب کو معاذ اللہ! بہکا دیا۔

جواب: اللہ تعالیٰ پر آپ بہکانے کا الزام لگا کر خود گمراہ ہوگئے وہ تو ہادیٔ مطلق ہے، بہکانا تو شیطان کا کام ہے یا آیت قرآنی کے آپ نے غلط معنی کر کے اس فرض کو اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ یہاں تک کہ یا تو آیت ہی نہ لکھی اور جو آیت لکھی تو معنی دانستہ نہ لکھے۔ کسی سوال میں معنی لکھ دیئے تو عوام کو بہکانے کے لئے دانستہ ترجمہ غلط لکھنے سے تبلیغ ضلالت کا نام محبت اسلام رکھ دیا۔

چنانچہ یہاں ’’انک میت وانہم میتون‘‘ کے معنی آپ لکھتے ہیں کہ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی جن کو لوگ شریک خدائی ٹھہراتے ہیں مرنے والے تھے۔ حالانکہ ’’میتون‘‘ کے معنی مرنے والے تھے نہیں چاہئیں بلکہ مرنے والے ہیں چاہئیں۔ آپ نے لفظ تھے سے صیغہ بدل کر وفات مسیح پر استدلال کیا۔ یہ اگر دانستہ حربہ چلایا تو سمجھ لو کہ مرزا غلام احمد قادیانی مرگئے اور تم کو مرنا ہے، مرنے کے بعد پتہ چل جائے گا کہ اس من گھڑت صریح غلط ترجمہ لکھ کر لوگوں کو گمراہ کرنے سے بارہ گاہ خداوندی میں کیا سزا ملتی ہے اور جو آپ کی استعداد علمی ہی اتنی ہے، تو اللہ تعالیٰ آپ کو توبہ کی توفیق عطاء فرماوے۔

سوال نمبر۲۹: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انبیاء کے اجسام ایسے نہیں بنائے

جو کھانا نہ کھائیں اور جن کو موت نہ آئے۔ ’’وما جعلنا هم جسداً لا يأكلون الطعام وما كانوا خالدين (الانبیاء)‘‘ مگر اس میں حضرت مسیح کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ حالانکہ ان ہی کی الوہیت اور ابنیت یعنی خدا کا بیٹا ہونے کا اس سورت میں جابجا رد فرمایا گیا ہے، کیا یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا کوئی قرینہ ہے یا وفات کا قطعی ثبوت ہے۔

جواب: آپ نے ’’وما كانوا خالدين‘‘ کا ترجمہ کیا ہے ’’اور جن کو موت نہ آئے‘‘ حالانکہ اہل اسلام کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مسیح علیہ السلام ہمیشہ ہمیشہ آسمانوں پر ہی رہیں گے وہ ہماری تحقیق مندرجہ جوابات بالا کے مطابق ایک روز اپنے وقت معینہ پر ضرور وفات پا جائیں گے۔ مگر جن کو موت نہ آئے، سے یہ کہاں لازم آ گیا کہ تمہاری مفروضہ میعاد تک ہی موت ضرور بضرور آ جاوے۔

سوال نمبر۳۰: ’’كل نفس ذائقة الموت (آل عمران:۱۸۵)‘‘ کی سنت قدیمہ یا عالمگیر قانون اور اٹل دستور ہے۔ پس یہاں سے مسیح علیہ السلام کی حیات نکلتی ہے یا وفات۔

جواب: آپ نے کسی آیت کا ترجمہ نہ لکھنے سے شاید یہ ہے غرض ملحوظ خاطر رکھی ہے کہ سیدھے سادے مسلمان آپ کے مفروضہ خلاصہ سے دھوکہ کھا کر گمراہ ہو جاویں ہم ’’كل نفس ذائقة الموت‘‘ کا ترجمہ لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ اس آیت کا ترجمہ ہے کہ ہر جاندار موت چکھنے والا ہے یہ تو نہیں فرمایا کہ ہر جاندار موت چکھ چکا۔ حکم خداوندی کے مطابق ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور حضرت مسیح بھی اپنے وقت معینہ پر وفات پائیں گے۔ پھر آپ کیوں وفات مسیح قبل از وقت پر اپنی ساری قوت منطق اور حیلہ سازی سے دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

سوال نمبر۳۱: مسیح علیہ السلام کے آسمان پر معہ جسم جانے کا ذکر سارے قرآن شریف میں کہیں ایک جگہ بھی دکھلا سکتے ہو؟

جواب: آپ مسیح کی وفات کا ثبوت دے دیتے مگر یہ تو ساری عمر کی حیلہ سازی وحربہ بازی بے سود رہے گی۔ اس میں تو آپ کے پیشرو بھی عاجز آ گئے تھے نہ وہ وفات مسیح ثابت کر سکے اور نہ آپ کر سکتے ہیں۔ ہم سے اگر حیات مسیح کا ثبوت چاہتے ہو تو ہم سوال نمبر۱۵ و۲۰ کے جوابات میں مدلّل ومفصل بحث کر چکے ہیں۔ مزید برآں یہاں بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تحریر وتحقیق سنداً پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب ’’الجواب الصحیح‘‘ میں فرماتے

ہیں:''فاللہ تعالیٰ ذکر ایمانهم به اذا نزل الی الارض فانه تعالیٰ کما ذکر رفعه الی اللہ لقوله انّی متوفیک ورافعک الیّ وهو ینزل الی الارض قبل یوم القیامة ویموت حینئذٍ اخبر بایمانهم به قبل موته''یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے مسیح پر ایمان لانے کا ذکر کیا ہے جب کہ وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت''متوفّیک ورافعک الیّ''میں آپ کے رفع کا ذکر کیا ہے اور وہ قبل از قیامت زمین پر نازل ہوں گے اور نازل ہونے کے بعد وفات پائیں گے تو اہل کتاب کے قبل از موت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے کی خبر دی ہے۔ عبارت مذکورہ بالا میں جملہ''یموت حینئذٍ''قابل غور ہے جس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں اور نزول بھی بجسد عنصری ہوگا۔

سوال نمبر۳۲: ''رفع الی اللہ''کے معنی جسم سمیت آسمان پر جانے کے لو تو کیا معاذ اللہ! تمہارے عقیدے میں آسمان ہی خدا ہے یا خدا ہی آسمان ہے اور سبع سموات کے معنی بھی سات خدا کرو گے۔

جواب: اب تو آپ دہریوں، پادریوں، نیچریوں کی طرح آزاد منطق سے کام لینے لگے۔ پھر مسلمان کہلانے سے کیا فائدہ اگر ایسے ہی لغو اور لچر سوالات کرتے ہو تو پھر آپ ''ثم استویٰ علی العرش''کے کیا معنی کریں گے۔ ہم''رفع الی اللہ''سے معہ جسم آسمانوں پر اٹھالیا جانا تحقیق شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، شاہ ولی اللہ صاحبؒ، شیخ ابن العربی، امام سیوطیؒ وغیرہ اکابر اسلام اور صحابہ کرامؓ کے اقوال سے اور احادیث صحیحہ بخاری، طبرانی وغیرہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تحقیق جدیدہ کے مطابق آپ''رفع الیّ''سے مسیح کا کشمیر میں دفن ہونا ہی مراد لیتے ہیں تو معاذ اللہ! کیا آپ کشمیر کی سرزمین کو اپنا خدا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ خواہ آسمانوں پر اٹھالئے جائیں یا کشمیر میں دفن کر دیئے جائیں۔''رفع الی اللہ''دونوں صورتوں میں یکساں ہے۔

اگر سرزمین کشمیر خدا نہیں بلکہ خدا کی مخلوق ہے اور آپ اس میں دفن ہونا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہو جانا تصور کرتے ہیں تو دوسرے آسمان پر اٹھالیا جانا بدرجہ اولیٰ''رفع اللہ'' ہوا اور کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے مر جانے پر ان کی نسبت یہ نہیں کہتے کہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا، حالانکہ وہ موضع قادیان کے ایک قطعہ زمین میں دفن کر دیئے گئے تو کیا

اس قبر کو بھی آپ خدا سمجھتے ہیں۔ اگر ایسے ہی اعتقاد کا نام مذہب مرزائی ہے تو آپ نام نہاد مسلمانوں سے بت پرست اچھے ہیں۔

سوال نمبر۳۳: اور نبیوں کی نسبت بھی قرآن میں لفظ رفع آیا ہے تو کیا وہ سب آسمان پر ہیں؟

جواب: اس سوال میں نہ کسی آیت کا حوالہ دیا گیا ہے نہ کسی حدیث کا۔ اس لئے کسی جواب کی ہی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہم یہاں اتنا لکھنا پھر بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ رفع سے کسی جگہ بلندی مرتبہ مراد ہے، کسی جگہ آسمان پر اٹھا لیا جانا بھی مراد ہے اور تیسری حالت اپنی طرف اٹھائے جانے سے وفات پا جانا بھی مراد ہوسکتا ہے۔ مگر مسیح کی نسبت باوجود اجماع امت اور صحابہ کرامؓ کے اقوال احادیث صحیحہ اور تحقیقات ائمہ کے ہوتے ہوئے پہلی دو حالتوں کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی مسیحیت منوانے کے لئے خواہ مخواہ وفات مسیح علیہ السلام پر زور دینا کیوں ارکان مذہب میں داخل کر لیا گیا ہے۔

سوال نمبر۳۴: تم جو بین السجدتین دن میں بیسیوں بار ''وارفعنی'' کی دعاء مانگتے ہو تو کیا معہ جسم آسمان پر اٹھائے جانے کی تمنا میں؟

جواب: جلسہ نماز کی دعا سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سری نگر کشمیر میں حسب تحقیق مرزا غلام احمد مدفون ہیں، اس جگہ میں ''وارفعنی'' سے بلندئ مرتبہ کی دعا مانگی جاتی ہے۔ سوال نمبر۳۳ کے جواب میں رفع کے تینوں معنی میں سے ایک بلندی مرتبہ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ آپ شعائر اسلام کو اپنے مفروضہ مفہوم کا پابند کرنا چاہتے ہیں؟

سوال نمبر۳۵: تیرہ سو برس سے کروڑ ہا مسلمانوں نے بے شمار مرتبہ یہ دعا مانگی ہوگی۔ مگر آج تک کوئی اس کا بدن خاکی سمیت اٹھایا گیا بھی گیا۔ کیا خدا معاذ اللہ! سنتا نہیں؟ یا وہ تم سے اس لفظ کے معنی سمجھنے کا ابھی تک محتاج ہے۔

جواب: آپ کے مسیح موعود مرزا قادیانی اپنی رفعت وشان کی دعا ہی نہیں کرتے رہے، بلکہ وحی کا دعویٰ کر کے اور بزعم خود مسیح ومہدی بن کر اپنے علوشان کا سکہ جاہلوں کے دلوں پر بٹھاتے رہے۔ مگر بالآخر لاہور میں اچانک اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آگئے۔ اگر وحی آتی تھی اور ان کے الہام سچے تھے تو قادیان چھوڑ کر لاہور کیوں چلے آئے تھے۔ مردہ لاش کو طویل سفر میں لے جانے سے بڑی دقت اور تکلیف ہوئی ہوگی۔

ہاں! تیرہ سو برس سے اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں اور مجدد و محدث پاک وجودوں کی دعائے ''وارفعنی'' ہمیشہ پوری ہوتی رہی ہے۔ وہ کاذب اور جھوٹے مدعیان نبوت کے مقابلہ میں حضرت صدیق اکبرؓ سے لے کر آج تک ہمیشہ فتح یاب ہوتے آئے ہیں۔ ان صدیقوں کے سامنے اڑ جانا ہی کاذبوں کی ہلاکت کا سبب ہوتا رہا ہے۔ یہی دعائے ''وارفعنی'' کا نتیجہ ظاہری ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کے اور بھی درجہ بلند فرمائے گا۔ یہاں بھی آپ رفع کے تیسرے معنی وفات پا جانا زبردستی سے منوانا چاہتے ہیں۔

تیرہ سو سال سے خاک بدہان گستاخ نہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بہرہ تھا، نہ کسی تفسیر کا محتاج تھا۔ وہ اپنے بندوں کی دعائے ''وارفعنی'' سنتا رہا اور ان کے درجہ بلند فرماتا رہا اور کاذب و باطل دعویداروں کو عبرتناک سزا دے کر رسوا کرتا رہا۔ بہت سے نبی کاذب اور مہدی کاذب ہو ہو کر ذلت و رسوائی سے مر گئے، خدا تعالیٰ کا مقرب بندہ قادیان نہیں بلکہ ملک میں سے ظہور کرنے والا ہے اور وہ ہم شکل حبیب مکرم ﷺ ہوگا۔ وہ امام برحق آنحضرت ﷺ کا سچا جانشین سید السادات ہے، وہ مغل یا پٹھان کسی غیر قریش اقوام میں سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ''لعنة الله علی الکاذبین'' جھوٹوں پر خدا کی لعنت اور ہٹ دھرموں کے لئے چاہ ضلالت جواب بھی نہ سمجھیں۔

سوال نمبر۳۶: کیا خدا مسیح کو زمین پر ہی یہود کے پنجے سے بچانے کی قدرت نہیں رکھتا جو مجبوراً آسمان پر اٹھانا پڑا۔

جواب: آپ کا اعتراض اسلام پر نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ پر ہے اس نے آپ کو ایسی گستاخیوں کی یہ سزا دی کہ راہ حق نہیں سوجھتی۔ وہ یہود کے پنجے سے بچانے سے پر قادر تھا اور اس نے اپنی حکمت بالغہ سے ''رفع الی السماء'' کے ذریعہ سے بچالیا وہ اس امر پر بھی قادر تھا۔ حالانکہ دنیا میں رہ کر تو انسان بھی اپنی حسن تدبیر سے اکثر شر دشمن سے بچ سکتا ہے، مگر آسمان پر اٹھائے جانے سے امن پالینا محض اس قادر مطلق کی ہی قدرت کاملہ پر منحصر ہے۔

اے نام نہاد مسلمان! تو ہی بتا کہ آنحضرت ﷺ کو ہجرت کا حکم اللہ تعالیٰ نے کیوں دیا کیا وہ معاذ اللہ کفار کی اذیت سے مکہ معظمہ میں رکھ کر اپنے حبیب کو بچالینے پر قادر نہ تھا ضرور تھا اور وہی تیرہ سال تک کفار کے شر سے بچاتا رہا۔ لیکن اس کی حکمت بالغہ ہی ہجرت کے لئے مقتضی ہوئی، جس کے بے شمار اسراروں میں سے ہم مختصراً کچھ ان جواب میں پہلے

ذکر بھی کر آئے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل دینے کا کیا حق ہے:

گل را چہ مجال است کہ گوید کلال کز بہر چہ سازی وچرا می شکنی

سوال نمبر۳۷: آخر زمانہ میں وہی مسیح علیہ السلام ابن مریم دوبارہ آئیں گے تو نبی ہونے کی حالت میں یا نبوت سے معزول ہوکر، اگر نبی ہوکر آئیں گے تو خاتم النّبیین کا خطاب جن معنوں میں تمہارے نزدیک نبی کریم کے لئے مخصوص ہے کیا آپ سے چھین کر جناب مسیح علیہ السلام کو مل جاوے گا۔

جواب: اس سوال سے آپ اپنے عقیدہ مرزائیت کا بطلان ثابت کررہے ہیں، آپ مرزا قادیانی کو صاحب وحی مسیح موعود مانتے ہیں تو پھر فرمایئے حضور رسول مقبول ﷺ کی شان خاتم النّبیین پر تمہارا کس طرح ایمان رہ سکتا ہے؟ معاملہ سارا حیات ووفات مسیح علیہ السلام کا ہے خواہ پچپن کے بجائے ایک ہزار پچپن سوال کریں جب تک وفات مسیح ثابت نہ کرسکو گے، تب تک نہ مرزا قادیانی کی مسیحیت قابل تسلیم ہوسکتی ہے، نہ مہدیت۔

کیونکہ اگر آنحضرت ﷺ کو آپ خاتم النّبیین تسلیم کرتے ہیں اور سلسلہ وحی کے آئندہ بند ہوجانے کے قائل ہوگئے ہیں تو پھر فرمایئے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت اور نزول وحی باطل ٹھہرے یا نہیں۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے بعد سب نبیوں کے سردار حضرت خاتم النّبیین ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور اب قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، یہی سچا اسلامی عقیدہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کسی شخص پر وحی نازل ہوگی۔ اس عقیدہ حقہ کی بناء پر قادیانی مذہب باطل ٹھہرتا ہے اور عقیدہ اسلام کی رو سے مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت ووحی کے جس قدر دعویدار ہوتے رہے وہ ہمیشہ کاذب کہلاتے رہے۔

مسیح کا نزول فرمانا اور حضرت کا زندہ موجود رہنا ختم نبوت میں کیا خلل ڈالتا ہے یہ بزرگوار تو ترویج ملت محمدیہ ﷺ کے لئے ہی زندہ ہیں اور آپ کی اتباع وپیروی کے لئے آتے ہیں۔ یہ آپ کی کٹ حجتی آپ کے تعصب کی وجہ سے ہے کوئی نیا نبی تو نہیں آیا، جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ سب کاذب تھے۔

سوال نمبر۳۸: اگر مسیح علیہ السلام نبوت سے معزول ہوکر آئے تو کیا قرآن مجید کی آیت: ’’وجعلنی نبیا. وجعلنی مبارکاً اینما کنت (المریم:۳۰، ۳۱)‘‘ اور عیسیٰ ابن مریم وجیہ الدینا والاخرہ یعنی جہاں بھی ہوں، خدا نے مجھے نبی ہی بنایا ہے، منسوخ ہوجاوے گی۔

جواب: عزل نبوت کو پہلے ثابت کرنا چاہئے تھا، اسلام کا تو یہ عقید ہے کہ وہ ۱۹۲۰ء سال پہلے بھی برگزیدہ نبی تھے اور اب بھی نبی ہیں اور قرب قیامت میں نزول فرما کر باتباع شریعت محمدی ﷺ اسی خلعت نبوت کے ساتھ جو ان کو اب تک حاصل ہے تشریف لائیں گے اور مکاروں، جاہلوں، بے دینوں، کاذبوں کے اختلافات مٹا کر دنیا کو اپنے عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

کیوں صاحب! کوہ طور سے واپس تشریف لانے پر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی نبوت میں آپ کون سے بزرگوار کی شان میں گستاخی عزل کی جرأت کر سکتے ہیں۔ اس سوال میں آپ نے ایک اور حربہ کارگر اپنے مذہب مرزائیت پر چلا دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو تو پیدائشی نبی اور مبارک وجود قرآن کریم کی رو سے آپ تسلیم کرتے ہیں، مرزا قادیانی جن دنوں مکتب میں استادوں اور اپنے ہم سبق طلبہ کی زجر وتوبیخ برداشت کر رہے تھے کیا آپ اس وقت بھی ان کو نبی اور مبارک وجود مان سکتے تھے۔ ’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘

سوال نمبر۳۹: محولہ بالا دونوں آیتوں کی رو سے مسیح کے لئے ہر حال میں نبی اور برکت والا ہونا لازمی ہے تو آسمان پر دو ہزار برس سے ان کی نبوت ومبارکی کیا ہو رہی ہے۔

جواب: آپ کے مرزا قادیانی دعویدار مسیحیت کے ذمہ اس سوال کا جواب دینا واجب ہے کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی سے پہلے ملک عدم اور ماں کے پیٹ اور پشت پدر میں کون سی نبوت وبرکت کے مالک بنے ہوئے تھے۔ چونکہ ان کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ وہ برکت ونبوت والا مسیح تو زندہ آسمان پر موجود ہے اور اس کی برکت وجاہت سے زمین وآسمان آگاہ ہے۔ افسوس کہ جو حربہ آپ اپنے فرضی ڈھکوسلے منوانے کے لئے پیش کرنا چاہتے ہیں وہی قادیانی مذہب کے لئے خنجر آبدار کا کام دے رہا ہے۔ اگر آپ کے عقیدہ کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کرلیں کہ مسیح سری نگر کشمیر میں مدفون ہیں تو پھر کون سی نبوت وبرکت متصور ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر۴۰: قرآن شریف کی رو سے مسیح علیہ السلام ’’رسولاً الیٰ بنی اسرئیل‘‘ تھے نہ کہ ’’الی بنی اسماعیل‘‘ یا ’’الی الامت محمدیه‘‘ تو کیا جب وہی مسیح علیہ السلام ناصری دوبارہ آویں گے اس وقت صرف بنی اسرائیل سے ہی سروکار رکھیں گے یا امت محمدیہ سے بھی جب کہ پہلی صورت مسلمانوں کے لئے بے سود اور دوسری بروئے قانون باطل ہے۔

جواب: واہ صاحب! آپ کے اس حربہ نے تو قادیانی مسیح موعود کا اچھا خاکہ اڑایا۔ جب آپ کا اس پر ایمان ہے کہ ’’رسولا الی بنی اسرائیل‘‘ کہ مسیح صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے تو آپ کو چاہئے تھا کہ مثیل مسیح اپنے قادیانی دعویدار مسیحیت سے التجا کرتے کہ محض یہودیوں کو اپنا انوکھا وعظ سنانا چاہئے، امت محمدیہ ﷺ اور بنی اسماعیل کو نصیحت کرنی بروئے قانون باطل ہے۔

اور پھر آپ بھی اپنا تبلیغی حربہ یہودیوں تک محدود رکھیں۔ چشم ما روشن ودل ما شاد۔ یا تو آپ اسلام سے اور امت محمدیہ سے اور بنی اسماعیل سے کنارہ کش ہو جائیے، ورنہ اپنے مرزا قادیانی کو مثیل مسیح کہنا چھوڑ دیجئے اور جو مماثلت آپ کے ذہن میں رسالت ونبوت میں نہ تھی محض شخصیت ذاتی میں معاذ اللہ مماثلت کا دعویٰ ہے تو فرمائیے کہ کیا مسیح کی طرح آپ کے مثیل مسیح مرزا قادیانی بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے یا ان کی والدہ صاحبہ حضرت مریم صدیقہ جیسی ذی رتبہ معصومہ تھیں۔ ہم حیران ہیں کہ آپ کیوں اس قدر لچر اور لغو سوالات کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

سوال نمبر۴۱: مسیح کی آمد ثانی پر کیا ان کے اگلے زمانہ کے یہودی بھی پھر دوبارہ دنیا میں آجاویں گے اور اس مضمون کی تمام آیات قرآن سے معاذ اللہ! نکال دی جاویں گے کہ اس دار فانی میں لوٹ کر کوئی نہیں آیا کرتا۔

جواب: نہ آپ کے قادیانی مسیح اب لوٹ کر آویں اور نہ یہودی بنی اسرائیل لوٹ کر آئیں وہ تو اپنے اپنے اعمال کی جواب دہی کرتے رہیں گے۔ اہل کتاب کے ایمان لانے کی تحقیق پر سوال نمبر۲۰ کے جواب میں مفصل بحث ہو چکی ہے۔ وہاں مطالعہ کریں۔

سوال نمبر۴۲: اگر اگلے یہودی پھر کر نہیں آسکتے جیسا کہ قرآن کا منشاء ہے اور حدیث نبوی کے مطابق مسلمان ہی بالکل یہود کے مانند ہوگئے ہوں گے تو اس کے کیا معنی کہ یہود تو امت محمدیہ بن جاوے اور مسیح وہی اسرائیلی رہے۔

جواب: نہ اگلے یہود آئیں نہ مسیح کاذب فروغ پائیں۔ ہاں! قرب قیامت میں بعض کج فہم افراد امت محمدیہ سے یہود کی مانند شرارت پیشہ ہوگئے ہیں ان کی ہدایت اور اتمام حجت کے لئے اب عنقریب مسیح موعود ضرور نزول فرمائیں گے اور آپ اسرائیلی مسیح سے اس قدر چیں بہ جبیں کیوں ہیں کل کو کہہ دینا کہ لارڈ ریڈنگ وائے سرائے ہند ہو کر ایک بنی

اسرائیلی یہودی کیوں چلے آئے۔ کوئی ترک مرزا اس عہدہ جلیلہ کے لائق ہے۔ یہ تو آپ کے اختیار کی بات نہیں وہ قادر مطلق تو ترکوں سے چھ سو سالہ سلطنت چھین رہا ہے اور افراد عالم کے اقتدار و اختیار بڑھا رہا ہے۔ اسی طرح جس کو چاہے، نبی بنائے جس کو چاہے سلطنت عطاء فرماوے۔ ’’**واللہ علی کل شئ قدیر**‘‘ وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ اس کے کارخانوں میں چوں و چرا جہالت ہے۔

سوال نمبر۴۳: مسیح ناصری دوبارہ دنیا میں آ کر اپنی پہلی شریعت موسوی پر عمل کریں گے اور کرائیں گے یا خود بھی شریعت محمدی کے پابند ہوں گے۔ اگر توریت و انجیل کی تعلیم دی تو مسلمانوں کے کس مرض کی دوا ہوئی اور اگر تعلیم قرآنی کا پھیلانا ہی ان کا کام ہوگا تو یہ تعلیم خود کس طرح کب اور کس سے سیکھیں گے یا مسلمانوں کو اپنی شامت اعمال سے ایک شخص کی شاگردی کرنی پڑے گی، جو خود بھی احکام اسلام سے بے خبر ہو۔

جواب: آپ کے قادیانی مسیح موعود نے یہ نئی شریعت کس مکتب میں کب اور کس طرح سیکھی، جس کی آپ تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کا معلم و استاد، شیخ و مرشد کون تھا۔ تیرہ سو سال کے بعد اجماع امت سے انحراف کس کی تلقین پر کر لیا۔ دوسرے سرور عالم ﷺ کی نسبت تو آپ یقین رکھتے ہیں کہ حضور والا نے کسی مکتب میں الف، ب بھی نہیں پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے علم الاولین والاخرین اپنے کرم خاص سے عنایت فرما دیا، اسی رحمت خاص سے تربیت پا کر ہدایت عالم اور ساری دنیا کو گمراہی سے بچانے کا کام سرانجام دیا۔

تیسرے موسیٰ اور خضر علیہ السلام کے قصہ کو آپ نے قرآن شریف میں پڑھا ہوگا۔ وہ علم لدنی جس کی تحصیل کے لئے موسیٰ سے اولوالعزم رسول کو خضر کے پاس بھیجا گیا۔ وہ خضر علیہ السلام نے کب کس طرح اور کہاں سیکھا۔ یہ بات تو فضل رب پر منحصر ہے، وہ مبدٔ فیاض جب اپنے فیض خاص سے اپنے کسی بندے کی تربیت فرماتا ہے تو پھر کسی تعلیم و تعلم درس و تدریس اور اسباب ظاہری کی کیا ضرورت ہے۔ اسی خداداد فیض نبوت سے جس سے مسیح نے بغیر کسی معلم ظاہری کے انجیل کے احکام بنی اسرائیل کو پہنچا دیئے تھے۔ قرب قیامت میں نزول فرما کر اسی ملکہ راسخہ سے قرآنی تعلیم کی ترویج فرماویں گے اور یہ تو روحانی تعلیم کا خاصہ ہے جس کی نسبت آپ نے کسی بزرگ کا قول سنا ہوگا:

کین مدرسۂ نیست جائے آورز   از سینہ بہ سینہ می رسد راز

سردار دو جہاں، تاجدار مدینہ ﷺ کے روحانی مدرسہ سے اشارہ ہوتے ہی حضرت روح اللہ علیہ السلام اسی امت مرحومہ کی ہدایت قرآنی احکام کے مطابق فوراً شروع کر دیں گے۔ اس میں آپ کو کون سی مشکل پیش آ رہی ہے۔ اگر آپ کی کٹ حجتیوں کا یہی حال ہے تو آپ کل کو اعتراض کر دیں گے کہ ہم ہندوستانیوں کی رسم ورواج، جذبات وعادات، مذہبی روایات اور ملکی حالات کو ولایت کے نو وارد یہودی جو لندن سے چل کر شملہ کی چوٹی پر آ کر رونق افروز ہو جائیں، نہ اندرون ملک کی بے چینی واضطراب ضروریات وافلاس کو انہوں نے چل پھر کر مشاہدہ کیا نہ وہ پہلے اس سرزمین پر رہ کر یہاں کے اختلافات، بول چال، رسم ورواج اور طرز معاشرت کی دیکھ بھال کر سکے ہیں۔

یہ ہم ہندوستانیوں کی شامت اعمال ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہماری قسمت کی باگ دے دی گئی جو خود ہمارے حال سے بے خبر ہے۔ مگر یہ اعتراض کرنے والا ہمارے شہنشاہ معظم کی گورنمنٹ پر ہی معترض نہیں ہوتا، بلکہ وہ احکم الحاکمین رب العالمین کی قدرت وحکمت سے بھی انکار کر رہا ہے۔ ’’**فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمت**‘‘ حکیم کا کام حکمت کے خلاف نہیں ہوا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی امورات کے سمجھنے اور عدل وانصاف سیاست وحسن تدابیر کے وہ جو ہر ایک نو وارد غیر ملکی یہودی کے دماغ میں جمع فرمائے ہیں، جس سے ہندوستان کے مختلف اغراض ومقاصد کے وفود کی عرضداشتوں کو سن کر اپنی خداداد قوت فیصلہ کے ذریعہ صحیح نتائج نکالنے پر قادر ہیں۔

اور یہی ان کی گورنمنٹ کی کامیابی کا راز ہے اور اس میں ہندوستان کی خوش قسمتی مضمر ہے۔ ورنہ شہریار دکن نواب ٹونک لارڈ سنہا سے مقتدر ہندوستانی حکام کے خلاف اہل ہند کی طرف سے بارہا صدہا اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ پس جب ایک دنیاوی معاملات میں اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی دماغی قابلیت سے ایک نو وارد غیر ملکی شخص ہمارے بست وکشاد اور نظام سلطنت کا اچھا ماہر ثابت ہو سکتا ہے تو روحانی معاملات میں مسیح کو امت مرحومہ کی اصلاح وہدایت میں کیا دقت لاحق ہو سکتی ہے۔ ان پر شریعت محمدی کی ترویج ایسی ہی آسان ہے، جیسی شریعت موسوی کی تھی۔

جب بنی اسرائیل نے شریعت موسوی سے انحراف کیا اور توریت میں تحریف کر دی، اس کے احکام کو اپنے من گھڑت خلاصوں سے پھیر پھیر کر عوام الناس کے سامنے پیش

کیئے جانے لگے تو مسیح نے ظہور فرما کر ترویج وتجدید شریعت موسوی کا کام کیا۔ اب جب کہ اسلام میں مدعیان نبوت اور مفروضہ حاملان وحی رخنہ اندازی اور تفرقہ بازی کررہے ہیں تو وہی مسیح علیہ السلام موعود آسمان سے نزول فرما کر باتباع شریعت محمدی مکاروں اور جھوٹوں کی تکذیب اور ترویج ملت حنیف ضرور فرماویں گے۔

سوال نمبر۴۴: رسول اللہ فرماتے ہیں کہ آنے والا مسیح ''امامکم منکم'' تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ اگر مسیح ناصری اس پیشین گوئی کا مقصود ہوں تو وہ ہم میں سے کیونکر ہوں گے۔

جواب: آپ کا یہ سوال بھی قادیانی مذہب کے بطلان پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ ''وامامکم منکم'' کے مخاطب عرب قریش تھے نہ کہ ترکستان کے مغل۔ پھر فرمایئے کہ مرزا قادیانی نہ عرب ہیں نہ قریش۔ وہ آپ کے سوال کے مطابق کس طرح امام آخر الزمان ہوسکتے ہیں یا تو ان کو مغل ہونے کے بجائے قریش وعرب ثابت کریئے۔ ورنہ ان کے دعویٰ مسیحیت ومہدیت سے انکار فرما کر توبہ کرلیجئے۔ آپ کے پیش کردہ فرمان رسول ﷺ ''امامکم منکم'' کے ذریعہ سے ہی اہل اسلام مانتے ہیں کہ امام آخرالزمان قریش سید السادات آل رسول ہوگا اور جو غیر قریش دعویٰ کرے وہ اس حدیث کی رو سے کاذب ہے۔

سوال نمبر۴۵: تمہارے عقیدہ میں ایک خونی مہدی تلوار کے زور سے آخر زمانہ میں اسلام کا بول بالا کرے گا اور مسیح اس کام میں مہدی کے مددگار رہوں گے۔ مگر قرآن مجید میں انکا اقرار موجود ہے کہ خدا نے مجھے جبار نہیں بنایا تو کلام اللہ کو غلط ٹھہرائیں گے۔

جواب: امام آخرالزمان حضرت مہدی علیہ الرضوان کو معاذ اللہ! خونی مہدی لکھنے سے آپ اپنی اخلاقی کمزوری ضعف ایمان دریدہ ذہنی اور اپنی دینی لاعلمی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ''وجاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم'' کی تعمیل میں رسول کریم ﷺ نے اور آپ کے صحابہ کبار نے جہاد بالسیف کیا۔ کیا معاذ اللہ آپ کا فرقہ جہاد اور استیصال کفر وبدعت کو عیسائی دنیا کی طرح خونی قتال سمجھتا ہے۔ اگر جہاد رسول پر اعتراض نہیں ہے تو نائب رسول امام آخرالزمان کے جہاد میں کر کے خونی مہدی کے کہنے سے اپنا ایمان کیوں کھو رہے ہو۔

اور جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے مجھے جبّار نہیں بنایا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے: ''اللهم احينى مسكين وامتنى مسكين واحشرنى

فی زمرۃ المساکین‘‘ کہ اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھیو اور مسکین ہی ماریو اور مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر کیجیو۔ پس جبار ہونا بلکہ مسکین ہونا مانع جہاد نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جس طرح سردار دوجہاں نے بطور مدافعت اور حفاظت خود اختیاری کے بحکم الٰہی جہاد کیا اسی طرح مسیح بھی برائے اعانت امام آخرالزمان ضرور جہاد کریں گے۔

سوال نمبر۴۶: اگر آنے والے مسیح وہی ابن مریم ہوتے تو بخاری شریف کے مطابق نبی کریم ﷺ نے مسیح ناصری اور مسیح موعود کے دوجداجدا حلیئے کیوں بیان فرمائے اور معراج کی شب حضور ﷺ نے مسیح علیہ السلام کو دیگر موت شدہ انبیاء علیہم السلام کے زمرہ میں شامل دیکھا تو کیا یہ اس کی زبردست دلیل نہیں کہ وہ تو فوت ہوچکے اور مسیح موعود اور ہوں گے۔

جواب: بخاری شریف کے حوالہ سے کذب وافترا کو فروغ دینا تمرد وگمراہی ہے، اگر مسیح موعود اور عیسیٰ علیہ السلام کے دوحلیہ بیان کئے ہیں تو آپ کو اس حدیث کے الفاظ معہ تشریح حلیہ مبارک اپنے سوال میں لکھنے چاہئیں۔

سوال نمبر۴۷: اسلام کا خدا تو یہ فرماتا ہے کہ دین میں جبرواکراہ کا کچھ کام نہیں ’’لااکراہ فی الدین‘‘ پھر تمہارے مسیح ومہدی برزور شمشیر کونسا دین پھیلاویں گے۔

جواب: کیا آپ قرون اولیٰ کے غزوات وسرایا اور جہاد بالسیف سے انکار کرتے ہیں۔ اگر سیف اللہ حضرت خالدؓ اب موجود ہوتے تو آپ کو ان گستاخیوں کا مزہ چکھا دیتے کیا آپ مرزا قادیانی سے کوئی جہاد عمل میں نہ آنے کی وجہ سے خیرالقرون زمانہ صحابہ اور خلفاء کے جہاد بالسیف سے بھی انکار کرلیں گے۔

افسوس ہے کہ شعائر اسلام اور قرآن کریم کے کھلے احکام سے انکار کرنے والے بھی دعوائے اسلام کریں اور بطور مدافعت اشرار جہاد اسلامی کو خونی قتال کہہ کر ننگ اسلام بن رہے ہیں۔ آپ یا تو قرآن کریم کی آیت: ’’وجاھدوا‘‘ سے انکار کردیں۔ ورنہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرلیں اور مان لیں کہ جس طرح غزوۂ بدر، احد، خندق، حنین، مکہ وغیرہ میں سرور عالم ﷺ نے بحکم ’’وجاھدوا‘‘ کفار کے ساتھ تلوار سے جہاد کیا اسی طرح عیسیٰ اور مہدی یہ مقدس فرض بجالائیں گے۔ اہل اسلام کے نزدیک آپ کے مسیح علیہ السلام موعود مرزا قادیانی سے یہ مقدس فرض ادا نہ ہوسکا۔ اس لئے حق ظاہر ہوگیا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے نہ تھے۔

سوال نمبر۴۸: صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کی نسبت جو قتل خنزیر کی خبر دی گئی

ہے۔ اگراس کے وہی معنی ہیں جو تم بتلاتے ہو تو ایک جلیل القدر پیغمبر کے لئے یہ کیا شان نبوت ہوئی کہ سور مارتا پھرے اور اس انوکھی اور بے سود حرکت سے اسلام کی تائید کا کیا تعلق۔

جواب: آپ کا تو نہ صحیحین کی مشہور و مستند احادیث پر ایمان ہے نہ اکابر کی تحقیق پر یقین ہے، وہ حدیث شریف جس کا خلاصہ آپ لکھ رہے ہیں اور اصل سے آپ بے خبر ہیں، اس کو ہم بجنسہ نقل کرتے ہیں۔ لیجئے وہ حدیث یہ ہے: ''یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً واماماً مقسطاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر'' اب آپ فرمائیں کہ یا تو آپ کو صحیحین کی احادیث پر ایمان نہیں اور جو مانتے ہو تو ''یقتل الخنزیر'' کا لفظ صاف اور روشن ہے کسی تاویل و تفسیر کی ضرورت نہیں۔ پھر بتلایئے کہ آپ مرزا قادیانی دعویدار مسیحیت نے کتنے خنزیر مارے یا ان کا حکم عرب و عجم تو درکنار خود صوبہ پنجاب کے موضع قادیان بلکہ اپنے گھر اور خاندان میں بھی جاری ہوا؟ ان کی عدالت گستری کی تو آپ ہی کوئی تاویل اپنے ذہن میں سوچ رہے ہوں گے۔

صلیب توڑنے کا جو ذکر حدیث مذکورہ بالا میں ہے وہ سنت اور رسم مسیحیت پوری کرنے کے لئے موضع قادیان میں لکڑی کی بنوا کر توڑ لی ہوگی۔ ورنہ اپنے سارے دعویٰ کسر صلیب کے اپنے ساتھ ہی لے گئے اور صلیب تو ان کے قدموں کی برکت سے ہلال پر یہاں تک غالب آگئی ہے کہ حرمین شریفین دار خلافت اور مقامات مقدسہ میں بھی آج کل بالواسطہ یا بلا واسطہ صلیب کے پرچم لہرا رہے ہیں یا تو فرمان رسول کو سچا مان لو، ورنہ مرزا قادیانی کی مسیحیت سے انکار کر لو جن میں اس حدیث شریف کے آثار نمایاں نہیں ہوتے۔

سوال نمبر۴۹: اسی حدیث میں مسیح موعود کے متعلق کسر صلیب کی بھی پیشین گوئی ہے، اس کا اگر وہی مطلب ہے جو تم نے سمجھ رکھا ہے کہ صلیب کو توڑے گا۔ تو کاٹھ کی ایک یا کئی صلیبیں توڑ دینے سے اسلام کا بول بالا کیونکر ہو جائے گا اور اسلام کے انتہائی ضعف و زوال اور غلبہ نصاریٰ کے وقت یہ حرکت رہے سہے مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوگی یا ان کی ترقی و عروج کا۔

جواب: حدیث شریف سے تو آپ کو انکار نہیں، پھر فرمایئے کہ مسیح علیہ السلام قادیانی نے کون سی صلیب توڑ کر اسلام کی مدد کی یہ کام تو سچے مسیح موعود کا ہی ہے کہ وہ نزول فرما کر صلیبی پرستش کا استیصال فرمائیں گے۔ نہ وہ صلیب چڑھے نہ ان کو صلیب سے کچھ سروکار۔ اگر اس

نازک زمانہ میں علمائے اسلام بلا امتیاز اختلاف عقائد سنی شیعہ اوران کے اندرونی فرقہ جات خلافت اسلام کے مٹنے سے دردمند ہوکر فتوحات صلیب کے خلاف اظہار نفرت کررہے ہیں۔

اوراس کشورکشائی اور ملک گیری کے خلاف جو اہل صلیب سلاطین نے اسلامی سلطنت کو مٹا کر مستقر خلافت پر قبضہ کر کے مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکا دیا ہے تو مسلمانوں میں باہمی اختلافات بہت کچھ مٹ کر اتفاق اور حفاظت اسلام کا جوش پیدا ہوگیا ہے۔ مگر واہ رے گروہ قادیان صرف تیری مسیحیت کو ہم اب سمجھے، جب کہ قادیان سے اعلان ’’ریویو آف ریلیجنز ماہ دسمبر ۱۹۲۰ء‘‘ میں اعانت صلیب کی صدا بلند ہوتی ہے اور سارا علمی زور مخالفت اسلام پر خرچ کر دیا گیا اور اس کے بعد لارڈ ریڈنگ بہادر وائسرائے ہند کے حضور میں قادیانی وفد، خلافت سے انکار کر کے اپنے اسلام کی تصویر سب مسلمانوں سے جداگانہ مسیحی رنگ میں پیش کرتا ہے۔ کیا یہی کسر صلیب کی پیش گوئی پوری ہورہی ہے، قادیانی گروہ اعانت صلیب میں سرگرم ہے اور کسر صلیب مرزا قادیانی اوران کے خلفاء سے تو کیا ہونی تھی۔ ہاں! دعویٰ مسیحیت کرنا آسان تھا کر لیا گیا۔

اس منافقانہ حرکت سے باز آجائیں۔ ارباب گورنمنٹ بھی جانتے ہیں کہ حقیقی خیرخواہ وہ آدمی نہیں ہوسکتا جو کسر صلیب کا دعویدار ہو اور زبانی چاپلوسی اور اظہار وفاداری سے عام مسلمانوں کی طرح مدبریں سلطنت کو بھی دھوکہ دینے سے باز نہ آئے۔ وہی سلطنت کے لئے بے خطر اور امن پسند شہری اور دست راست ثابت ہوسکتا ہے جو اپنی راست بازی سے اپنے جذبات مذہبی کا کھلے الفاظ میں اظہار کر دے اور روشن ضمیری، وفا شعاری، امن پسندی کا مجسم نمونہ ہو۔ نہ اس کو وفد بھیجنے کی ضرورت نہ اظہار عقیدت کی حاجت۔ ’’فاعتبروا یا اولی الاباب‘‘

سوال نمبر۵۰: رسول اللہ ﷺ تو خبر دیتے ہیں کہ مسیح موعود جنگ وجدل کو موقوف کر دے گا (صحیح مسلم) اور قرآن مجید بھی مسیح علیہ السلام کے جبار ہونے کی نفی کرتا ہے۔ پھر وہ تلوار کے جہاد میں تمہارے خیالی امام مہدی کے ساتھ کیسے دے سکتے ہیں اور قرآن وحدیث کے خلاف عمل کر کے یہ دونوں بزرگ دوستدار کیسے ہوسکتے ہیں۔

جواب: آپ کے مسیح موعود مرزا قادیانی نے کیا دنیا میں جنگ وجدل موقوف کر دیا۔ کون نہیں جانتا کہ ان کے زمانہ سے اسلام نرغہ کفار میں پھنستا جارہا ہے اور یہ عالمگیر

جنگ بھی آپ نے دیکھ لی جس میں نہ خلافت رہی، نہ کوئی سلطنت اسلامی رہی، جو اسلام اور حرمین شریفین کی حفاظت وخدمت کر سکے۔ اگر آپ کے دعویدار مسیحیت مرزا قادیانی کے عہد میں جنگ وجدل موقوف نہیں ہوا تو کیا آپ ان کی مسیحیت سے اس فرمان رسول کے موافق انکار کر سکتے ہیں۔

اب تو تمام دنیا میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں، احرار ترک اپنی حمیت اسلامی اور غیرت قومی میں قدم قدم پر کٹ رہے ہیں۔ کیا آپ کی مہر خاموشی اور اظہار عقیدت وانکار خلافت ہی کسر صلیب وانقطاع جنگ کی ضامن ہوسکتی ہے۔ اب معاملہ صاف ہوگیا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کے وقت میں بھی جنگ جدل موقوف ہونے کے بجائے زیادہ ہوگئی۔ اس لئے ان کے دعویٰ مسیحیت باطل۔ اب ضرور سچا مسیح نزول فرما کر یہ ساری پیشین گوئیاں پوری کرے گا۔

سوال نمبر۵۱: قرآن وحدیث اور دیگر مذہب کی کتب مقدسہ میں جو آثار وعلامات قرب قیامت اور ظہور امام آخرالزمان کے مذکور ہیں اکثر وبیشتر پور ہو چکے ان کا مصداق آج صفحہ ہستی پر کوئی اور ہے بجز مسیح موعود قادیانی کے۔

جواب: بہت خوب اپنے منہ میاں مٹھو۔ قرب قیامت کے تو آثار پورے ہو چکے، مگر ساتھ ہی آپ کے سوالات نے ہی مرزا قادیانی کی مسیحیت کا بطلان بخوبی ثابت کر دیا اور قرآن، حدیث، اقوال اکابر اسلام، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ، شیخ ابن العربی، امام سیوطی دیگر ادّلہ مذکورہ سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اجماع امت سے انحراف کر کے بزعم خود مسیح موعود اور بخیال خویش مہدی آخرالزمان بن بیٹھے اور آپ جیسے حواری ان کی نبوت اور وحی پر ایمان لے آئے۔ آپ کو قرآن وحدیث سے ایک ہی ثبوت مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے پر پیش کرنا چاہئے تھا۔ عجب دیدہ دلیری ہے کہ احادیث سے ثبوت سب ان کے بطلان میں دے رہے ہو اور پھر مرغ کی وہی ایک ٹانگ بتائی جاتی ہے۔

سوال نمبر۵۲: پچھلی تیرہ صدیوں میں حدیث نبوی ''ان اللہ یبعث علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ'' کے ماتحت برابر مجدد آتے رہے ہیں۔ آخر اس چودھویں صدی میں جو اسلام کے حق میں انتہاء درجہ خطرناک صدی اور زیادہ پرفتن ہے معمولی مجدد بھی پیدا نہیں ہوا آخر کیوں۔

جواب: اس پر فتن اور خطرناک صدی میں بھی ایک عظیم الشان مصلح اور مجدد تشریف لائے جن کے ساتھ بالآخر لاہور میں آپ کے مرزا قادیانی کی طرح مناظرہ ڈال کر تاب مقابلہ نہ کر سکے اور اس اللہ تعالیٰ کے مقبول، نائب رسول مجدد عصر کی بشارت کے مطابق جو آپ نے مسجد پٹولیاں لاہور کے مجمع عام میں فرمائی، مخلوق الٰہی پر حق ظاہر ہو گیا اور سب نے دیکھ لیا کہ حضور قبلہ عالم سید السادات حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری روحی فداہ ہی اس چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔

جب تک مرزا قادیانی اپنی وحی اور نبوت ومسیحیت کا اعلان عام لوگوں میں کرتے رہے، اکثر سادہ لوح لوگ ان کی باتوں کو آپ کی طرح سچا بھی جانتے رہے، مگر جب مرزا قادیانی نے اس چودھویں صدی کے مجدد حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب محدث علی پوری کی روحانی جماعت کے ساتھ بھی مناظرہ شروع کر دیا تو لاہور میں ہزاروں آدمیوں کے مجمع عام میں حضور قبلہ عالم شاہ صاحب علی پوری نے ان کو مدعو فرمایا اور لکھ بھیجا کہ اگر تم اپنی مسیحیت یہاں مجمع عام میں آکر قرآن وحدیث سے ثابت کر دو گے تو اس قدر روپیہ تم کو انعام دیا جاوے گا۔

مرزا قادیانی، آنحضرت ﷺ کی شان ولایت سے کچھ بے خبر نہ تھے۔ انہوں نے دانستہ پہلوتہی کی۔ مگر رات کو بعد عشاء اثنائے وعظ میں حضرت قبلہ شاہ عالم صاحب علی پوری روحی فداہ نے فرمایا کہ ہم نے مرزا قادیانی کو مدعو کیا تھا مگر وہ نہیں آئے۔ فقیر کا کام مناظرہ اور بحث ومباحثہ تو نہ تھا مگر وہ آجاتے تو حق ظاہر ہو جاتا۔ اب اگرچہ الہام ظاہر کرنے کی فقیر کی عادت تو نہیں ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو مہلت دی جاتی ہے کہ وہ فوراً آکر حیات مسیح پر گفتگو کر کے اظہار حق کے لئے تیار ہو جاویں۔ ورنہ دنیا دیکھ لے گی کہ چند گھنٹوں میں وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آجاتے ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی کو اظہار حق کے لئے نہ آنا تھا اور نہ آئے اور حسب الارشاد حضرت مجدد عصر رات کے ۲ بجے اچانک اپنے دعویٰ نبوت ومسیحیت کا خاتمہ کر گئے اور شہر لاہور میں صبح ہی ان کے انتقال کی خبر مشہور ہونے کے ساتھ دنیا کو مجدد عصر کا بھی پتہ چل گیا۔ کیا اب بھی مجدد برحق کی آپ کو خبر نہیں؟

سوال نمبر۵۳: اگر مسیح موعود کی صداقت میں کچھ کلام ہے تو آپ کے سلسلہ کو روز افزوں ترقی کیوں حاصل ہو رہی ہے۔

جواب: آریہ سماج اور عیسائیت و بالشوئزم کی ترقی تو، فی زمانہ آپ سے بھی زیادہ ہورہی ہے۔ بالشوئزم نے تو ایک قلیل عرصہ میں روس کی سی عظیم الشان سلطنت کے تختے لوٹ دیئے۔ عیسائیت کا غلبہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ مقامات مقدسہ مستقر خلافت اور حجاز کی سرزمین مقدس جو سرچشمہ ہدایت تھی وہاں بھی صلیب کی گزر ہوگئی، تو آپ زیادہ ترقی کرنے والے گروہ میں کیوں نہ شامل ہوجاتے۔ پھر مسلمانوں میں بھی تمہاری جماعت اقل قلیل ہے اور کثرت جماعت کو تم حق پر سمجھتے ہو تو پھر کافہ انام اور جمہور مذہب اسلام سے انحراف کیوں کرتے ہو۔

سوال نمبر۵۴: مذاہب باطلہ کی ردّ اور مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اس وقت تمام مدعیان اسلام باوجود کثرت تعداد و مقدرت مالی اور وجاہت دنیوی کے بالکل عاجز ہیں۔ مگر قادیان کی قلیل جماعت اسلام کی حمایت خدمت واشاعت کی حیرت انگیز ترقی کررہی ہے کیا اس بات کا زبردست ثبوت نہیں کہ دین حق کی وارث اصلی آج ایک ہی جماعت ہے۔

جواب: قادیانی گروہ نے مخالفین اسلام کے ساتھ بے شک بحث ومباحثہ بہت کیا اور اپنی ساری جدوجہد مناظرہ میں صرف کردی۔ مگر پھر بھی علماء ربانی کا گروہ حق پژدہ جس قدر مخالفین اسلام کو گرویدہ اسلام بنا سکا، وہ قادیانی گروہ سے ہرگز نہ ہوسکا اور نہ ہوسکے گا۔ ہاں! یہ بات تو گروہ قادیانی نے اپنی سرفروشی میں حاصل کرلی کہ عیسائی پادریوں سے بحث مباحثہ کر کے اپنے زعم ہمہ دانی میں بخلاف جمہور اکابر امت حیات مسیح علیہ السلام سے انکار کر بیٹھے اور نئے فرقہ کی بنیاد ڈال دی جس میں نہ ارکان ہیں، نہ اصول ہیں۔ محض وفات مسیح اور تدفین مسیح کا قصہ ہے یا مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدیت پر ایمان لانا ہی مذہب قرار دیا گیا ہے، نہ قرآن کی پرواہ ہے نہ حدیث پر اعتبار رہے۔ ہاں! مرزا قادیانی کی وحی سے انکار کی گنجائش نہیں، کیا یہی خدمت اسلام ہے؟

سوال نمبر۵۵: خودغرض، ہٹ دھرم، بندۂ رسم وعادات وحقائق دین سے بیگانہ ملانوں کی مخالفت اگر گروہ قادیان کے خلاف کوئی معقول حجت ہوسکتی ہے تو کوئی بھی ولی نہیں ہوا ہے جس کی صرف جاہلوں نے نہیں، بلکہ اچھے اچھے علمیت اور دین داری کا گھمنڈ رکھنے والے گروہ نے مخالفت نہ کی ہو۔

جواب: مرزا قادیانی کے استاذ، اتالیق، ماں باپ، فرزند اکبر، علمائے ربانی متقدمین ومتأخرین نے مخالفت کی ائمہ متقدمین نے تو آثار واخبار ایسے بیان فرمائے جو ہمارے جوابات مذکورہ میں مندرج ہیں اور مرزا قادیانی کی تکذیب بآواز بلند کر رہے ہیں۔ علمائے متأخرین اور استاد واتالیق، شیخ ومرشد، ماں باپ، بھائی بیٹے کوئی بھی ان کے اس نئے عقیدے کا قائل نہیں، تو پھر آپ ہی بتلائیں کہ حقائق دین سے بیگانہ کون ہوا اور اب جھوٹا اور گمراہ کس کو کہا جاوے۔

اس موضوع کے متعلق ابھی بہت سے جوابات اور حوالہ جات باقی ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کئے گئے، اگرچہ ہم کو یقین ہے کہ اندھی تقلید کرنے والے جن کے دل گستاخیاں اور بے ادبیاں کرنے اور قرآن وحدیث کے مفہوم اصلی کو بدلنے سے مردہ ہوجاتے ہیں وہ لوگ کبھی راہ راست پر نہیں آیا کرتے، مگر جہاں چند ایک ایسے اعداء حق ہوتے ہیں، ان کے ساتھ اہل بصیرت بھی ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اس قدر جوابات پر اکتفاء کیا، اگر مزید سوال سائل رکھتا ہو تو:

پرس ہر چہ ندانی کہ دل پرسیدن دلیل راہ تو باشد بعز و دانائی

ان جوابات کے ساتھ ہم پچپن ہی سوال بطور ضمیمہ کے پیش کرتے ہیں جن پر قادیانی گروہ غور کرے اور گمراہی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔ ’’واللہ الموفق ونعم المعین‘‘ راقم: قصوری عفاعنہ

ضمیمہ حرز حقانی از حربۂ قادیانی

یعنی قادیانی گروہ سے پچپن (۵۵) سوال۔ قادیانی جماعت غور کرے اور گمراہی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آوے۔

سوال نمبر۱: صحیح احادیث میں آیا ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے: ’’لا نبی بعدی‘‘ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا براہین احمدیہ اور آئینہ کمالات اسلام میں دعویٰ نبوت کرنا کیا خلاف فرمان رسول اللہ نہیں ہے؟

سوال نمبر۲: حضرت رسول مقبول ﷺ کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

الاحزاب:۴۰) ’’پھر مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کیا یہ خلاف ورزی نص قطعی نہیں ہے؟ اگر مرزا قادیانی کی نبوت کو تسلیم کرلیا جاوے تو پھر حضور رسول مقبول ﷺ کو خاتم النّبیین کس طرح مان سکتے ہو۔

سوال نمبر۳: حضرت امام آخرالزمان کی شان میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ بدلی ان کے سر پر سایہ کرے گی۔ کیا کبھی مرزا قادیانی مدعی مہدیت کے سر پر بھی بدلی کا سایہ دیکھا گیا ہے؟

سوال نمبر۴: حضور ﷺ نے فرمایا: ’’امامکم منکم‘‘ کہ اے میرے مخاطب جماعت قریش تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ مرزا قادیانی نہ عرب ہیں، نہ قریش۔ پھر ترکستان کا معنی مغل کس طرح امت محمدیہ کا آخری امام ہوسکتا ہے۔

سوال نمبر۵: امام مہدی علیہ الرضوان ملک یمن میں بحکم خبر پیدا ہوں گے اور موضع کرعہ میں آپ کا ظہور ہوگا، قادیان ملک پنجاب کس طرح امام علیہ الرضوان کا مولد ومسکن تسلیم کیا جاوے۔

سوال نمبر۶: امام علیہ الرضوان ہم شبیہ سرور عالم ﷺ ہوں گے۔ اس شخص کو شرم کرنی چاہئے جو اس مبارک حلیہ کے سواء کسی شبیہ پر امام آخرالزمان ہونے کا دھوکہ کھارہا ہو۔

سوال نمبر۷: حضرت مسیح موعود کی شان صحیحین کی مشہور حدیث میں ’’حکما عدلاً‘‘ بتلائی گئی ہے۔ کیا گروہ قادیانی کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ عدل وانصاف اور حکمرانی تو کجا مرزا قادیانی کے دوسرے جانشین (اور اب ۲۰۲۰ء میں پانچویں جانشین) تک کے بھی وہی طوق غلامی گلو گیر ہے۔

سوال نمبر۸: اسی حدیث شریف صحیحین میں مسیح موعود کو امام مقسطاً کی صفات سے یاد فرمایا گیا ہے۔ قادیانی جماعت اپنی امامت وانصاف دنیا تو کیا قادیان کے اپنے گھر میں بھی قائم نہ کرسکی۔ پھر کس طرح مرزا قادیانی اس پیشین گوئی کے مصداق ہوسکتے ہیں۔

سوال نمبر۹: حدیث شریف میں مسیح موعود کی نسبت پیشین گوئی کی گئی ہے ’’فیکسر الصلیب‘‘ کہ وہ صلیب کا توڑنے والا ہوگا۔ فرمائیے کہ مرزا قادیانی دعویدار مسیحیت نے کون سی صلیب توڑی؟ اور اب تو ان کے جانشین مسٹر بشیرالدین محمود فتوحات

صلیب مقامات مقدسہ میں دیکھ کر اظہار مسرت فرماتے ہیں اور قادیان سے سکوت وموالات بالنصاریٰ کی تلقین کی جارہی ہے۔ کیا یہی شان مسیح موعود اور کسر صلیب کا دعویٰ ہے؟

سوال نمبر۱۰: حدیث شریف میں مسیح موعود کی نسبت آثار بیان کئے گئے ہیں ’’ویقتل الخنزیر‘‘ فرمایئے مرزا قادیانی نے کون سے اور کس قدر خنزیر مارے کہ وہ اس پیشین گوئی کے مصداق بنیں۔

سوال نمبر۱۱: حدیث شریف مشہورہ صحیحین میں مسیح موعود کی شان بیان ہوئی ہے ’’ویضع الجزیۃ‘‘ فرمایئے مرزا قادیانی نے اس پیشین گوئی کو پورا کر کے کیا کارگزاری دکھلائی؟

سوال نمبر۱۲: تفسیر درمنثور میں بروایت حسنؒ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں ’’قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ‘‘ جناب پیغمبر علیہ السلام نے یہود سے ارشاد فرمایا کہ مسیح علیہ السلام نہیں مرے اور وہ قبل از قیامت تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔ آپ بتلائیں کہ پھر آپ مسیح علیہ السلام کو کس طرح وفات پانا مان رہے ہیں؟ تم رسول پاک ﷺ کی حدیث کو سچا جانتے ہو یا مرزا قادیانی کی وحی کو سچا مانتے ہو؟

سوال نمبر۱۳: امام بخاریؒ کی اپنی تاریخ کے حوالہ سے اور طبرانیؒ نے عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی ہے کہ ’’قال یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللہ وصاحبہ فیکون قبرہ رابعاً‘‘ یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جناب پیغمبر علیہ السلام اور آپ کے ہر دو صحابیوں صدیق اکبرؓ وعمر بن خطابؓ کے ساتھ مدفون ہوں گے اور آپ کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔ پھر مرزا قادیانی کی تحقیق کہ عیسیٰ ابن مریم کی قبر کشمیر میں ہے، کس قدر لغو اور بے بنیاد ہے۔

سوال نمبر۱۴: اسی حدیث شریف کی رو سے اگر مرزا قادیانی بخیال قادیانی گروہ مسیح موعود ہیں تو وہ لاہور میں مر کر قادیان میں دفن کیوں ہوئے، ان کو مدینہ منورہ میں اسی حدیث شریف کی بموجب دفن ہونا چاہئے تھا اور ان کی چوتھی قبر ہوتی کیا اب بھی یہ گروہ مرزا قادیانی کو مسیح مانتا رہے گا؟

سوال نمبر۱۵: اسحق بن بشیرؒ اور ابن عساکرؒ بروایت ابن عباسؓ یوں روای ہیں

’’قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء‘‘ ترجمہ: تب میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ فرمائیے کیا قادیان کے دعویدار مسیحیت مرزاقادیانی نے بھی آسمان سے نزول فرمایا تھا؟

سوال نمبر۱۶: آیت قرآنی: ’’وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ‘‘ لام قسم اور نون مؤکد فعل مضارع کے ساتھ متصل ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی آیت نازل کرنے کے بعد واقعہ ہوگا۔ اگر ’’قبل موتہ‘‘ کی ضمیر مسیح کی طرف نہ ہوتی تو بجائے ’’الا لیؤمنن بہ قبل موتہ‘‘ کے ’’الا من یؤمن بہ‘‘ ہوتا۔ یعنی من اسم موصول کا اظہار کیا جاتا، ورنہ بلاغت قرآنی پر دھبہ آتا ہے۔

الفاظ آیت سے عموم ایمان کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اس عموم کا یہ مطلب ہے کہ تمام اہل کتاب جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے، ان پر ایمان لائیں گے۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ مرے ہوئے اہل کتاب بھی ایمان لائیں، صریح غلطی ہے اور اس کی نظیر یہ ہے جیسے کہ ’’انہ لا یبقی بلدٌ الا دخلہ الدجال الا مکۃ والمدینۃ‘‘ یعنی کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جس میں دجال داخل نہیں ہوگا، مگر مکہ، مدینہ کہ ان میں داخل نہیں ہوگا۔ اس مثال میں شہر سے ایسے مقامات آبادی کے مراد ہیں جو دجال کے آنے پر موجود ہوں گے نہ یہ کہ جو برباد و بے نام ونشان بھی ہو چکے ہیں۔ ان آیات کی رو سے کیا سب اہل کتاب قادیان کے دعویدار مسیحیت مرزاقادیانی پر ایمان لے آئے، اگر نہیں لائے تو وہ مسیح موعود نہیں تھے؟

سوال نمبر۱۷: مسیح موعود کے لئے خروج دجال ضروری ہے، بحکم تشریحات بالا۔ بتلائیے کہ آپ کے مسیح قادیانی کے مقابل دجال کون تھا، جس کو انہوں نے ہلاک کر دیا؟

سوال نمبر۱۸: بحکم تشریحات بالا مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے سوا دجال کا خروج جملہ شہر وقصبات میں ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے دعویدار مسیحیت مرزاقادیانی بھی مسیح موعود نہیں رہے۔

سوال نمبر۱۹: اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ’’وماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم...... الخ! (النساء:۱۵۷)‘‘ کہ مسیح نہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے، مرزاقادیانی اور گروہ قادیانی کا اعتقاد ہے کہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے اور مرہم عیسوی تجویز کر کے جان بچا نکلے ’’وما صلبوہ‘‘ اللہ تعالیٰ کا فرمان صریح ہے۔ اس سے گروہ قادیانی انحراف کر کے کس طرح مسلمانی کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

سوال نمبر۲۰: قرآن شریف کی آیت: ’’**انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص وأحی الموتیٰ باذن اللہ وأنبئکم بما تأکلون وما تدّخرون فی بیوتکم الخ!**
(آل عمران:۴۹) ‘‘مسیح کی شان میں ارشاد ربی ہوتا ہے کہ مٹی سے پرند کی شکل کا سا بنا کر اس میں پھونک مارنے سے باذن اللہ وہ پرندہ اڑنے لگے۔ فرمایئے مرزا قادیانی دعویدار مسیحیت نے کتنے پرند باذن اللہ مٹی سے بنا کر اڑا دیئے اور لوگوں کو نشان الٰہی دکھلائے۔ ایک بھی نہیں اس لئے وہ مسیح موعود نہیں۔

سوال نمبر۲۱: بموجب آیت شریف مندرجہ سوال ۲۰ مسیح نے مادرزاد اندھے کو سوجھا کھا کر دیا۔ باذن اللہ! آپ فرمائیں مرزا قادیانی دعویدار مسیحیت نے بھی کوئی مادرزاد اندھا سوجھا کا کر دیا۔ ہرگز نہیں، اس لئے وہ مسیح موعود نہیں تھے۔

سوال نمبر۲۲: بموجب آیت شریف سوال نمبر۲۰ مسیح نے کوڑھیوں کو باذن اللہ! چنگا کر دیا۔ فرمایئے مسیح قادیانی نے کتنے کوڑھی اچھے کئے؟

سوال نمبر۲۳: بموجب آیت شریف مندرجہ سوال نمبر۲۰ مسیح نے باذن اللہ! مردے زندہ کئے۔ آپ کے مرزا قادیانی نے بھی کوئی مردہ جلایا؟ پھر دعویٰ مسیحیت کس طرح تسلیم کیا جائے؟

سوال نمبر۲۴: بموجب آیت سوال نمبر۲۰ مسیح نے لوگوں کو باذن اللہ! ان کا کھایا، پیا اور گھر میں سینت کر رکھا ہوا بتلا دیا۔ مرزا قادیانی دعویدار مسیحیت نے بھی کبھی ایسی سچی خبر بتلائی۔ اگر فرماتے تھے کہ قادیان پلیگ سے محفوظ رہے گا، تو قرب وجوار سے زیادہ پلیگ قادیان میں نمودار ہوتا ہے اور مزدوروں سے بلا غسل گروہ قادیانی کے لوگ دفن کرائے گئے۔ یہی باذن اللہ! خبر غیب اور دعویٰ وحی ہے؟

سوال نمبر۲۵: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ارشاد ربی ہوتا ہے: ’’**ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل** (آل عمران:۴۹) ‘‘تو جب مسیح بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے تو مرزا قادیانی کا تمام امت مرحومہ اور سارے جہان میں دعویٰ نبوت اور مسیحیت کرنا کس قدر بے محل ہے، انہوں نے یہودیوں کو اپنا وعظ مسیحیت کیوں نہ سنایا وہ کیسے مثیل مسیح تھے۔

سوال نمبر۲۶: ’’ان مثل عنداللّٰہ کمثل آدم (آل عمران:۵۹) ‘‘عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال جیسی ہے تو کیا مرزا قادیانی دعویدار مسیحیت بھی آدم وعیسیٰ کی طرح بے باپ پیدا ہوئے؟

سوال نمبر۲۷: آدم علیہ السلام کا جوڑہ حوا علیہا السلام جس طرح پیدا ہوئیں کیا مرزا قادیانی مثیل مسیح نے بھی اسی طرح عقد وتاہل اختیار فرمایا؟ وہ کیوں بڑھاپے میں اپنے الہاموں سے ڈرا کر کم عمر لڑکیوں کی درخواست نکاح کرتے رہے۔ جب کہ مسیح نے تو ترک تاہل اپنا معمول رکھا یہ کیسے مماثلت ہے۔ مرزا قادیانی کیسے مثیل مسیح ہیں کہ بڑھاپے میں بھی نکاح کی آرزو باقی ہے۔

سوال نمبر۲۸: اجماع امت اور سلف سے خلف تک کے مسلمہ مسئلہ سے انحراف کر کے نیا عقیدہ اختیار کرنا اور رخنہ اندازی وتفرقہ بازی کا نام مسیحیت رکھنا کونسا اسلام ہے۔ کیا اس طرح اسلامی روایات صحیحہ علماء واولیاء کرامؒ کے خلاف ایک بدعت کی پیروی کرنا ضلالت نہیں؟

سوال نمبر۲۹: تیرہ سو سال تک احادیث کی سند کے لئے اسماء الرجال میں بحث ہوتی رہی ہے اور راوی کی نسبت نہایت فکر غور کر کے ائمہ مجتہدین وجماعت محدثین نے قوت وضعف کا فیصلہ کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نئے عقیدے وفات مسیح دفن کشمیر اور عدم نزول کی روایات کون کون سے استادوں اور مشائخ سے حاصل کی؟ اور جب اس امر میں ان کا کوئی استاد وشیخ نہیں جو ان کے اس عقائد کی تعلیم کا ذمہ دار بنا ہو تو پھر کیا یہ مسئلہ ان کی طبعی بدعت نہیں ہے؟

سوال نمبر۳۰: کیا مسیلمہ کذاب سے دعویدار نبوت ہزارہا بندگان خدا کو اپنا پیرو بنا کر آخرکار دنیا سے کذب وافتراء کا خطاب نہیں پاچکے۔ جب کسی زمانہ میں بھی دعویدار نبوت اور وحی نازل ہونے کا مدعی کاذب کہلانے سے نہیں بچ سکا تو قادیانی گروہ کس طرح اجماع امت کے خلاف صداقت کا مدعی بن رہا ہے۔

سوال نمبر۳۱: مسیح موعود اور امام آخرالزمان دو علیحدہ علیحدہ برگزیدہ وجود دنیا میں قرب قیامت کے وقت آنے والے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دونوں منصوبوں کا دعویدار بن جانا کیا ان کی کجروی کی دلیل نہیں ہے؟

سوال نمبر۳۲: تم مرزا قادیانی کے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہو جو محض انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے۔ کیا اسلام میں تم سے پہلے بھی کسی نے اپنے بزرگوں کو ایسے الفاظ سے یاد کیا ہے اور ایسا نہیں ہوا تو یہ بدعت سیئہ قادیانی گروہ میں کیا کجروی وگمراہی کی دلیل نہیں؟

سوال نمبر۳۳: تیرہ صدیوں کے سرے پر بخیال گروہ قادیانی مجدد آتے رہے ہیں۔ کیا آپ اسماء مبارک ان بزرگوں ان کے بتلا سکتے ہیں۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کہ وہ تیرہ فلاں فلاں مجدد مرزا قادیانی کے ہم خیال تھے۔

سوال نمبر۳۴: تیرہ مجدد جو ہر صدی کے سرے پر تشریف لائے اور خصوصاً ہزار سال کے بعد امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندیؒ سلسلہ طریقت کے سردار اور علم شریعت کے سرتاج العلماء ہیں۔ آپ بھی مرزا قادیانی کو کسی سلسلہ طریقت نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ سے منسلک ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو وہ مجدد کیسے ہوئے۔

سوال نمبر۳۵: تیرہ صدیوں کے سب مجدد اس اصول میں متفق متحد ہیں کیا آپ اپنے عقائد کی تصانیف حضرات مجدد خصوصاً امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ سے تائید کرا سکتے ہیں اور اگر ایسا کرنے سے عاجز ہیں تو آپ مجددیت کیا بدعت نہیں ہے؟

سوال نمبر۳۶: اولیاء کاملین کی کرامت تیرہ سو سال تک زبان زد خلائق رہی ہے، گروہ قادیانی کا ان اولیاء عظام کی جماعت سے خارج ہونا کیا گمراہی کی دلیل نہیں ہے۔

سوال نمبر۳۷: کیا مرزا قادیانی اپنے آخری وقت میں بمقام لاہور اس صدی کے مجدد اور محدث روزگار اللہ تعالیٰ کے سچے ولی حامی شریعت، قاطع بدعت حضرت قبلہ شاہ عالم صاحب محدث علی پوری روحی فداہ کے ساتھ طرح مناظرہ ڈال کر بالآخر جناب پیر صاحب کی مجمع عام میں کھلی بشارت کے مطابق اچانک فوت نہیں ہوگئے۔ سچے مجدد اور دعویدار مجدد کو دنیا جان گئی کیا گروہ قادیان کی اب بھی آنکھ نہیں کھلی؟

سوال نمبر۳۸: گروہ قادیان ٹھنڈے دل سے غور کرے کہ کس قدر الہام مرزا قادیانی کے خلاف واقعہ ہوئے، نکاح اور طاعون کے متعلق ان کے پیش گوئیاں کوئی بھی پوری ہوئیں؟ نبوت کے دعویدار کا پیشین گوئی بحکم وحی کرنا اور خلاف واقعہ ظہور پذیر ہونا کیا ان کی تکذیب کے لئے روشن دلیل نہیں ہے؟

سوال نمبر۳۹: یاجوج ماجوج کا خروج مسیح وامام آخرالزمان سے پہلے بحکم احادیث ضروری ہے۔ قادیانی جماعت یاجوج ماجوج کے خروج اور سد سکندری کی تاویلات رکیکہ میں حیران وششدر کیوں ہے۔

سوال نمبر۴۰: کسی مجدد نے امام آخرالزمان، مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مرزاقادیانی نے پہلے دو مقتدر وجلیل الشان بزرگواروں کی جگہ بھی بزعم خود آپ سے ہی لی تھی۔ ساتھ ہی مجدد ہونے کا بھی دعویٰ کردیا۔ نبوت، امامت، مسیحیت، مجددیت سب کا اجتماع ہوگیا۔ ایک دعویٰ خدائی باقی رہ گیا تھا یہ بخلاف جملہ مجدد بزرگواروں کی ایک بدعت نہیں؟

سوال نمبر۴۱: مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی مسیحیت اور مہدیت وغیرہ کا دعویٰ آریہ سماج اور پادری صاحبان سے بحث مباحثہ کے بعد بڑی عمر میں کیا۔ ان کے اس دعویٰ سے پہلے کی دنیائے اسلام کی سی زندگی گمراہی میں گزری؟

سوال نمبر۴۲: حکیم نورالدین خلیفہ اوّل مرزاقادیانی مدت مدید تک شیخ الاسلام حضرت ابن تیمیہؒ کے قول کو کالوحی سمجھتے رہے، مدت العمر علمائے اسلام کی تحقیق کے مقلد رہے کیا اس قادیانی عقائد سے پہلے وہ بھی گمراہی میں تھے۔

سوال نمبر۴۳: حکیم نورالدین بھیروی اور مرزاقادیانی کے استاد اور اتالیق، ماں باپ کا حشر کس گروہ میں ہوگا وہ سب حق پر تھے یا کہ ان کے خلاف عقائد رکھنے والی جماعت قادیانی حق پر ہے۔

سوال نمبر۴۴: قرآن شریف کی آیت: ’’اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدۃ:۳)‘‘ ترجمہ: ہم نے پورا کردیا اور اکمل کردیا تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کردیں تمہارے اوپر اپنی نعمتیں۔ تیرہ سو سال کے بعد مرزاقادیانی کو کون سی کمی اس دین میں نظر آئی جو اسلام کے اکمل مذہب میں نبوت اور وحی کے ذریعہ اس کی اصلاح ضروری سمجھی۔ کیا قرآن کریم کے خلاف اب وحی کا دعویٰ لایعنی اور بے سود نہیں ہے۔

سوال نمبر۴۵: حضرت خضر علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، اصحاب کہف۔ کسی کی نسبت بھی آپ لوگ حیات وممات کا تذکرہ نہیں کرتے۔ محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اس قدر زور دینا کہیں آپ کی مسیحیت قادیانی منوانے کے لئے تو نہیں ہے۔

سوال نمبر۴۶: حضرت عمر فاروقؓ کا جناب پیغمبر علیہ السلام کی وفات پر قول مشہور ''انما رفع کما رفع عیسیٰ'' کہ جناب پیغمبر ﷺ نے رحلت نہیں فرمائی، بلکہ وہ زندہ ہیں اور مسیح کی طرح اوپر اٹھائے لئے گئے ہیں۔ کیا فاروق اعظم کے روایات کے سامنے مرزا قادیانی کا قول قابل تسلیم ہوسکتا ہے۔

سوال نمبر۴۷: (کتاب میں یہ نمبر موجود نہیں)

سوال نمبر۴۸: مرزا قادیانی کا دعویٰ ان کی اپنی تصانیف میں حضرت امام حسینؓ سے بھی افضل اور برابر ہونے کا بیان کیا گیا ہے۔ تم اسلام کے اس مسلمہ اصول سے کیا منکر ہو کہ کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی ولی کسی صحابی کے رتبہ کی برابری کا دعویٰ کرسکتا ہے کیا اپنے آپ کو صحابہ کرام اور امت کے سردار امام حسینؓ کے برابر سمجھنا بڑی بھاری غلطی نہیں ہے۔

سوال نمبر۴۹: صوفیاء کے آیا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو سگ فرنگ سے اچھا سمجھے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔ پھر مرزا قادیانی نے سگ فرنگ کی بجائے سردار امت کی برابری سے بھی احتراز نہیں کیا۔ ان کا یہ فعل خود پسندی وخودستائی جنت سے محروم نہیں کردے گا۔

سوال نمبر۵۰: اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں مسیح کی نسبت فرماتا ہے: ''ویکلم الناس فی المھد وکھلاً (آل عمران:۴۶)'' ترجمہ: اور وہ جھولے میں اور بڑی عمر کو ہوکر لوگوں ک ساتھ یکساں کلام کرے گا۔ کیا آپ کے مثیل مسیح بھی جھولے میں اور بڑھاپے میں یکساں باتیں کرتے رہے۔

سوال نمبر۵۱: سری نگر کشمیر میں قبر مسیح علیہ السلام کا علم مرزا قادیانی کو کس طرح ہوگیا، جب کہ اہل کشمیر بھی ایسے جلیل القدر رسول کی قبر سے ناآشنا رہے اور عیسیٰ خیل پٹھانوں کو حضرت عیسیٰ کی نسل اور یادگار بتانا، مرزا قادیانی نے پنڈت لیکھرام آریہ کی جدت طبع سے تو نہیں سیکھ لیا کہ وہ بھی افغانستان کو اپنے ارجن کی یادگارہ بتلایا کرتے تھے کہ آپ لوگوں کے پاس ان لایعنی تحقیق کے لئے کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

سوال نمبر۵۲: حدیث شریف میں آیا ہے: حضور نے نصاریٰ سے فرمایا کہ ہم مسلمانوں کا خدا زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور مسیح پر فنا عائد ہوگی۔ ''روی ابن جریر وابن حاتم عن ربیع قال رسول اللہ ﷺ الی ان قال الستم تعلمون ان ربنا حیٌّ لا

یموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفناء ‘‘یعنی ابن جریر، ابن حاتم بروایت ربیع راوی ہیں کہ نصاریٰ حضرت پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اثناء گفتگو میں آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ ہمارا خدا زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا اور مسیح پر فنا عائد ہوگی۔

اگر مسیح وفات پاکر کشمیر میں دفن کردیئے گئے تھے تو آنحضرت یوں نہ فرماتے کہ مسیح پر فنا عائد ہوگی، بلکہ صاف کہہ دیتے کہ مسیح مر گئے۔ اب مسلمان فرمان واجب الاذعان حضرت حبیب رحمان ﷺ کو سچا جانیں یا تمہاری طرح مرزا قادیانی کے قول کو صحیح سمجھ لیں۔

سوال نمبر۵۳: تم اپنے حربہ احمدیہ کے سوال نمبر۵۰ میں حدیث صحیح مسلم کو سنداً پیش کرتے ہو کہ مسیح علیہ السلام موعود جنگ وجدل کو موقوف کردے گا۔ مگر آپ کے مسیح موعود تو مر گئے اور ان کی دوسری خلافت تک بھی جنگ وجدل موقوف نہیں ہوئی تو پھر آپ موجودہ محاربہ عظیم کو باقی دیکھ کر یہ تسلیم کریں گے کہ جو دعویدار مسیح موعود جنگ وجدل موقوف نہ کرسکا۔ وہ اصلی مسیح موعود نہ تھا، بلکہ اس کا دعویٰ جھوٹا تھا۔

سوال نمبر۵۴:

۱...... علامہ سیوطی مسیح علیہ السلام کے نزول جسمانی پر ’’انعقد علیه الاجماع‘‘ لکھتے ہیں۔

۲...... اور صاحب تفسیر فتح البیان ’’وردت بذالک الاحادیث المتواتره‘‘ سے تمام احتمالات باطلہ کا قلع وقمع کرتے ہیں۔

۳...... علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب لدنیہ قسطلانی میں لکھتے ہیں: ’’فهو علیه السلام وان کان خلیفة فی الامة محمدیه فهو رسول ونبی علی حاله‘‘ یعنی مسیح علیہ السلام اگرچہ امت محمدیہ میں خلیفہ ہوں گے، مگر اپنی اصلی حالت پر نبی اللہ ہوکر ثبوت دیں گے۔ ان اکابر کی تحقیق اور اجماع سلف کے خلاف کوئی بدعت باطلہ کس طرح قابل تسلیم ہوسکتی ہے؟

سوال نمبر۵۵: امام الائمہ سراج الامت علمائے حنفیہ کے قافلہ سالار حضرت ابوحنیفہ کوفیؒ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ’’وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامة ما وردت الاخبار الصحیحة حق کائن‘‘ فرمایئے! کیا آفتاب مغرب سے طلوع ہوگیا ہے اور نہیں ہوا تو اس سے پہلے نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء کس طرح تسلیم کیا جاوے، ان علامات میں سے تو ایک بھی نہیں ہوئی۔ اس لئے کیا مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط نہیں ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

شیزان کمپنی کی مصنوعات کے متعلق

دارالعلوم دیوبند کا

فتویٰ

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا شاہ عالم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چونکہ ختم نبوت ﷺ پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ اس لئے مختلف مکتبہ فکر کے فتاویٰ جات سے وضاحت فرمائیں کہ کیا شیزان کمپنی کی مصنوعات مسلمان خرید سکتے ہیں؟ پاکستان میں یہ جانا جاتا ہے کہ یہ کمپنی قادیانیوں کی ہے۔ اس کمپنی کے بارے میں چند اشکال پیش نظر ہیں ان کی بھی وضاحت فرمادیں:

۱...... کیا شیزان کمپنی مسلمانوں نے خرید لی ہے اس لئے جائز ہے؟

۲...... شیزان کمپنی کے مالک کافر ہیں، مرتد نہیں ان کے باپ دادا مرتد تھے؟

۳...... قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

اس معاملہ میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ آمین!

طالب دعا: فیصل شہزاد (ہانگ کانگ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وباللہ العصمة والتوفیق

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

۱...... بظاہر تو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے غلط پروپیگنڈہ ہے۔ لاہور اور دیگر مقامات پاکستان اور علاوہ پاکستان کے دوسرے ملکوں سے جو قادیانی رسائل وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔ ان میں عامۃً آخری صفحہ پر باقاعدہ شیزان کمپنی کی مصنوعات کا اشتہار اوران کی خریداری کی ترغیب ہوتی ہے اور قادیانیوں کے ماہنامہ رسالہ ''انصاراللہ'' مئی ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں شیزان کمپنی کے مالک شاہنواز قادیانی اوراس کی کمپنی شیزان اور دیگر کمپنیوں کا تفصیلی تعارف شائع ہوا تھا۔

ہفت روزہ رسالہ ختم نبوت ملتان (کراچی) کے (ج۹ شمارہ۹) مؤرخہ از ۳ تا ۹/ اگست ۱۹۹۰ء میں ان امور کی وضاحت ہے کہ جو شروع میں ہم نے شیزان ودیگر کمپنیوں سے متعلق لکھا ہے۔ اس میں وہی صحیح ہے جو پاکستان میں جانا جاتا ہے کہ یہ کمپنی (شیزان) قادیانیوں کی کمپنی ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ مسلمان میں طرح طرح کے وسوسے پھیلاتے ہیں وہ قادیانی بھی ہوسکتے ہیں اور ممکن ہے کہ قادیانیوں کے ایجنٹ اور حامی لوگ ہوں۔ الغرض شیزان کمپنی قادیانیوں کی کمپنی ہے۔ اس لئے اس کی تمام مصنوعات کا تمام مکاتب فکر کے علماء اسلام کے نزدیک استعمال ناجائز ہے۔ قادیانی اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ اپنے مراکز مرزائیت وقادیانیت میں بھیجتے ہیں کہ جس سے کفر والحاد تلبیس وزندقہ کو فروغ دیا جاتا ہے۔ پس مسلمانوں کو شیزان کمپنی کی مصنوعات کو ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی علیہ مایستحقہ نے نصوص قرآنیہ اوراحادیث صحیحہ کے خلاف جھوٹے دعاوی کئے ہیں جو حقیقتاً بکواس پر مشتمل ہیں۔ اس کے ان دعوؤں کی بنیاد پر اس کو نبی، مسیح وغیرہ ماننے والے لوگ کافر ومرتد ہیں باپ دادا اور اولاد کا حکم یکساں ہے۔ لہٰذا

شیزان کمپنی کے مالک (شاہنواز قادیانی) نے مرزا علیہ مایستحقہ کے جن دعاوی کو درست مان کراس کو مسیح موعود مانا اس کی اولاد اگران دعاوی کو مان کراس پر ایمان لاتی ہے تو وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

۳...... اس کی اجازت شریعت مطہرہ میں مسلمانوں کو ہرگز نہیں۔ ''قال اللہ تبارک وتعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ہود) ''غیرت اسلامی وحمیت ایمانی کا یہی تقاضہ ہے کہ شیزان یا دیگر کسی بھی قادیانی کمپنی کی مصنوعات نہ خریدی جائیں اور نہ ان کے ساتھ کاروبار کر کے مرزائیت اور قادیانیت کی تبلیغ اور فروغ میں حصہ دار بنا جائے۔ فقط: واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم!

حررہٗ العبد: (حضرت مفتی) محمود حسن غفرلہ بلند شہری دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۳/۱۱/۷ھ الموافق ۲۰۱۲/۹/۲۵ء یوم الثلثاء

الجواب صحیح: (مولانا) حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: (مفتی) وقار علی غفرلہٗ

الجواب صحیح: (حضرت مفتی) فخر الاسلام

الجواب صحیح: (مفتی) محمد نعمان سیتاپوری

O ...... O ...... O

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

فتنہ کادیانیت
اور
اسلامی اصطلاحات

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد!

مرزائیوں پر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے جو غلط نتائج سامنے آئے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہیں۔ زیادہ تر مسلمان، ہماری زبان سے سن کر مرزائیوں کے معبد کو مسجد، مرزائیوں کے پنڈتوں کو عالم وحافظ اوران کی سازشی منصوبہ بندی کو مذہب سمجھ بیٹھتے ہیں۔ جب کہ ان کا قلبی میلان مرزائیوں کی جانب ہرگز نہیں ہوتا اور ایسے مسلمانوں کو جب مرزائیوں کے ’’مرزاڑے‘‘ میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے تو وہ شکایت کر بیٹھتے ہیں کہ جب ان کا معبد مسجد ہے اور آپ لوگ بھی مسجد ہی کہتے ہیں تو اس میں نماز پڑھنے سے کیوں روکا جاتا ہے؟ اسی طرح جب ان کے پرچارک عالم حافظ کہے جاتے ہیں تو ان سے دینی مسائل معلوم کرنے سے کیوں روکا جاتا ہے؟ اس بیماری کا واحد حل یہی ہے کہ حتی الامکان تحریر وتقریر میں مرزائیوں پر اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کی جائیں۔ بلکہ جو اصطلاحات غیرمسلموں کے لئے ہیں وہی یا اس سے قریب قریب دوسرے الفاظ واصطلاحات استعمال کئے جائیں۔ اس سے مسلمان خود بخود قادیانیوں کو کافر اور غیرمسلم سمجھیں گے اور حقیقت ان پر واضح ہو جائے گی۔

اسی غرض سے زیرنظر کتابچے کی پہلی بار اشاعت نلگنڈہ (آندھرا) کی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ہوئی تھی۔ یہ مقبولیت عنداللہ ہی کی بات کہی جائے گی کہ تمام ہی اکابر نے حضرت مصنف مدظلہٗ کے نظریئے کی تائید فرمائی اور بعض نے تائیدی کلمات تحریر بھی فرمائے جو اشاعت ہذا میں شامل ہیں۔ اب تیسری بار ’’مرکز التراث العلمی الاسلامی تحفظ ختم نبوت دیوبند‘‘ کی جانب سے اشاعت مکمل عمل میں لائی جارہی ہے۔ لیکن اس بار حضرت مولانا شاہ عالم صاحب مدظلہٗ نے اس میں کچھ معمولی حذف واضافہ فرمایا ہے اور ذیلی عنوانات بھی تجویز فرمائے ہیں۔ نیز دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سے تصدیق بھی حاصل کی ہے جس سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ امید ہے کہ علم دوست احباب اس سے استفادہ کریں گے اور اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع کریں گے۔

محمد جنید قاسمی رانچوری مرکز التراث العلمی الاسلامی لتحفظ ختم نبوت دیوبند

۲؍ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۶؍جنوری ۲۰۱۲ء جمعرات

مقدمہ (طبع اولیٰ)

حضرت مولانا مفتی سید صدیق احمد صاحب مدظلہٗ

ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت نلگنڈہ (اے.پی)

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امّابعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ بقرہ آیت نمبر۱۰۴ میں اہل ایمان کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کو ان گستاخانہ تحقیر وتمسخرآمیز لب ولہجہ اور طرز تکلم سے اپنے آپ کو بچائیں جو دشمنان اسلام استعمال کرتے ہیں۔ اس آیت کے تحت حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ: ’’کسی عالم کے جائز فعل سے جاہلوں کے مغالطے میں پڑنے کا خطرہ ہو تو اس عالم کے لئے وہ جائز فعل بھی ممنوع ہوگا۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ رد قادیانیت کے ضمن میں اکثر وبیشتر وہی اسلامی اصطلاحات زبان پر بے اختیار آجاتی ہیں جس سے سامعین پر یہ اثر پڑتا ہے کہ یہ دونوں ہم مذہب، ہم سر، ہم پلّہ ہیں۔ جب کہ قادیانیت کفر وارتداد اور زندیقیت کا نام ہے۔ ہمارا ان کے لئے اسلامی اصطلاحات کا استعمال کرنا تعبیر کی غلطی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ منتج ہے تضلیل پر۔ عوام کا بڑا طبقہ اس سے گمراہ ہورہا ہے۔ کیوں کہ ان کی تحریک کے مخصوص مقامات کے لئے وہی الفاظ ہیں جو ہمارے مذہب کے لئے ہیں۔ اگر ہم اس کو علیحدہ کردیں تو دور تک مفید نتائج برآمد ہوں گے اور بہت بڑے نقصان سے حفاظت ہوگی اور عوام کو بھی مغالطہ میں پڑنے کا خطرہ نہیں ہوگا۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ اس پر مستقل کام ہو۔ اگرچہ کہیں کہیں دوسرے متبادل الفاظ مل جایا کرتے ہیں۔ مگر یکجا اور تمام ہی اصطلاحات کو مجموعی طور پر جمع کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے ہمارے محترم کرم فرما مرجع الاصاغر منایا الاکابر حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند سے لیا۔ حضرت موصوف کی شخصیت ہم خدام تحفظ ختم نبوت کے لئے قابل قدر ہے۔ حضرت مدظلہٗ نے اکابر کی کتابوں کی تنقیح، تلخیص، تسہیل اور تحشیہ کے جہت سے امت تک علمی ذخائر کو منتقل کیا۔ جس کی وجہ سے بہت بڑا علمی ذخیرہ آج محفوظ ہے۔ آپ خود بھی اپنے قلم گہر بار سے تصنیف وتالیف کے ذریعہ تحفظ ختم نبوت ورد قادیانیت پر عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں جو ختم نبوت ورد قادیانیت پر علمی

میدان میں کام کرنے والوں کے لئے بہت بڑا قیمتی تحفہ ہے اور برسوں کی محنت ضائع ہونے سے بچاتا ہے اور اس غلطی سے ہمیں محفوظ کر لیتا ہے کہ ڈاکو کے ہاتھ میں ہتھیار تھمادیں اور کادیانیت کی دورنگیت اور اس کی فرنگیت کو دور کرنے میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے:

کادیاناں چہ عجب شان دورنگی دارند مصحف بکف و دین فرنگی دارند

حضرت مولانا شاہ عالم صاحب کی زیر ادارت شائع ہونے والے ''آن لائن ماہنامہ تحفظ ختم نبوت دیوبند'' کے اداریے میں جب ''فتنۂ کادیانیت یا قادیانیت'' اسی طرح ایک دوسرے عنوان ''میڈیا میں اسلامی تعبیرات اور فتنۂ کادیانیت'' پر جب نظر پڑی تو بندہ خوشی سے جھوم اٹھا کہ مرض کی صحیح تشخیص کے بعد سو فیصد مجرب دوا بھی ہاتھ آ گئی۔ ولنعم ما قیل ''لکل فن رجال ولکل رجال فن'' خوشی میں اسی وقت فون اٹھایا اور مرجع العلماء حضرت قاری محمد عثمان صاحب سے مضمون کی اشاعت کے سلسلے میں رابطہ کیا تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ مضمون میری نظر سے گزر چکا ہے اور اس کی اشاعت مفید ہے۔ اسی لمحہ حضرت مولانا شاہ عالم صاحب کو بھی دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دی اور مستقل کتابچہ کی شکل میں طباعت کی اجازت بھی حاصل کر لی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا شاہ عالم صاحب کی یہ خدمت کادیانیت کی بدباطنی اور زندیقیت پر گرفت کا کام کرے گی اور کادیانیت کے لئے وضع کردہ اصطلاحات کے استعمال سے عوام بھی اس کی حیثیت عرفی سے واقف ہو جائیں گے اور کادیانیوں کے لئے اسلامی شعائر کے بے جا استعمال سے حفاظت ہو جائے گی۔ مشکل تو یہی تھی کہ کادیانیوں کے لئے متبادل اصطلاحات نہیں تھے۔ اس لئے وہ اس گھر میں اس جرأت کے ساتھ چوری میں لگے ہوئے تھے۔ جس کو کسی نے خوب کہا ہے ؎

چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد

حضرت مولانا نے اس چور کو مع چراغ کے پکڑا اور ان کے لئے علیحدہ اصطلاحات پر کتابچہ تصنیف کر کے ان کی دورنگیت و فرنگیت کو آشکارہ کیا اور اسلامی اصطلاحات سے علیحدہ کر کے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا۔ اب کادیانیوں کے لئے چور دروازے بھی بند ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا کی خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین!

احقر کی دعوت پر ۲۰۰۸ء میں آں محترم کا سفر نلگنڈہ کا ہوا تھا۔ اسی سفر میں ''اروی

پلی‘‘ نلگنڈہ میں ’’مسجد محمدیہ‘‘ کے افتتاح کے موقع پر یہ بیان سننے میں آیا تھا۔ یہاں کادیانیوں کا مشن ہاؤس ہے اور ان کی ایک بڑی تعداد نے کادیانیت سے توبہ بھی کی تھی۔ کیا اہل علم اور کیا غیر اہل علم سبھی اس بیان سے باغ باغ ہوگئے تھے۔ اسی وقت یہ خواہش کی گئی تھی کہ اس کو مستقل کتابی شکل دے دی جائے تو زیادہ مفید رہے گا۔

میرے لئے مقام مسرت ہے کہ ہمارے ممدوح ہی کے قلم سے ایک دیرینہ آرزو کی آج تکمیل ہوئی۔ **فجزاھم اللہ فی الدارین خیراً۔ حماھم اللہ عن شر النوائب!** میں تمام ہی اکابر دیوبند کی خدمات کی قبولیت، خاص کر مولانا کے قابل قدر خدمات کی قبولیت عنداللہ کے لئے دعاگو ہوتے ہوئے خادمان ختم نبوت سے گزارش کروں گا کہ وہ کادیانیوں کے لئے انہیں اصطلاحات کے استعمال کا اپنے آپ کو پابند کرلیں جو اس وقت مولانا کے قلم سے سامنے آرہی ہیں تاکہ کادیانیوں کو ’’**کلمۃ حق ارید بھا الباطل**‘‘ کا موقع نہ مل پائے اور حکم ربانی پر بھی ہماری عمل آوری ہو۔ ’’**یایھا الذین اٰمنو لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا** (البقرۃ:۱۰۴)‘‘

اخیر میں یہ عرض کردینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نلگنڈہ کا قیام کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیرنگرانی ۱۹۹۳ء میں عمل میں آیا تھا۔ الحمدللہ! کل ہند مجلس کے ذمہ داران اور مخدوم مکرم حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی مسلسل سرپرستی مجلس کو حاصل ہے۔ حضرت مولانا سید احسان الدین صاحب ناظم دارالعلوم نلگنڈہ ونائب صدر جمعیت علماء ریاست آندھرا پردیش کی زیر صدارت روز قیام سے ہی مجلس اپنے علاقے میں متحرک اور فعال ہے۔ اب تک مجلس کی زیر نگرانی ۱۲۰ گاؤں کو کادیانیت کی نجاست سے پاک کیا جاچکا ہے۔ اہل خیر کے تعاون سے ستر مساجد کی تعمیر عمل میں لائی گئی ہے اور پندرہ مکاتب مستقل مجلس کی زیرنگرانی کام کررہے ہیں۔ مقامی زبان میں اب تک ۲۰ سے زائد پمفلٹ طبع کرائے جاچکے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک نیک کڑی اس کتابچہ کی طباعت بھی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی خدمات کا دائرہ مزید وسیع کرے اور ان خدمات کو اور ہمارے معاونین کو اپنی خوشنودی ورضامندی سے نوازے۔

آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین!

دعاگو وجو: مفتی سید صدیق احمد ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت نلگنڈہ ۱۰/شعبان ۱۴۳۱ھ

تائیدی کلمات

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

مخدوم گرامی قدر جناب حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب زیدمجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ مزاج گرامی!

آنجناب نے کادیانیوں سے متعلق نئی اصطلاحات پر عمل درآمد کے لئے فرمایا۔ فقیر نے زندگی بھر کادیانیوں کے سربراہ کو خلیفہ نہیں کہا۔ بلکہ ان کے لئے لاٹ پادری یا چیف گرو کے الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ اسی طرح باقی بھی اس پر قیاس فرمائیں۔ زندگی بھر ان کے اسلامی اصطلاحات کو استعمال کرنے کے خلاف جدوجہد میں مصروف رہا۔ آپ کی تجویز سے سو فیصد اتفاق ہے۔ وہ رسالہ (فتنۂ کادیانیت اور اسلامی اصطلاحات) محترم قاری محمد رفیق صاحب زیدمجدہ مقیم جدہ کی معرفت مولانا محمد اعجاز صاحب نے عنایت فرمایا تھا۔ اب مہربانی فرماکر اسلامی اصطلاحات کے مقابل میں متبادل کا ایک چارٹ بنادیں۔ ان شاء اللہ اس کو ہر جگہ شائع بھی کریں گے اور محنت وکوشش بھی کریں گے۔ والسلام!

محتاج دعا: (فقیر) اللہ وسایا

۸/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق ۴/دسمبر ۲۰۱۱ء

تائیدی کلمات

محترم جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب مدظلہٗ

عالمی مبلغ ختم نبوت وڈائریکٹر ختم نبوت اکیڈمی لندن

حامداً و مصلیا ! مرزائیوں کے خیالات ونظریات مسلمانوں سے الگ ہیں۔ اس لئے ان کا شروع دن سے ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاریخی طور پر یہ بھی مسلم ہے کہ مرزائی خود اپنے آپ کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ اپنے آقاؤں سے کرتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود مسلمانوں کے دینی اور ملی اصطلاحات کو بلاتکلف اس وقت پوری دنیا میں استعمال کررہے ہیں۔ مرزائیوں کی یہ حرکات نہ صرف دین حقہ اسلام اور امت مسلمہ کی مقدس روایات سے ایک کھلا ہوا تلعب واستہزا ہیں بلکہ عملاً چالیس کروڑ مسلمانان عالم کے وجود کی نفی کررہی ہیں۔ اس موقع سے مسلمانوں کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ خود ان پر اس صورت حال میں کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

پس اہل اسلام کا اور مرزائیوں کا یہی جھگڑا ہے کہ مرزائی باوجود غیر مسلم ہونے کے اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر بضد ہیں۔ مرزائیوں کو چاہئے کہ دیگر مذاہب کی طرح وہ بھی اپنی اصطلاحات مرتب کر کے استعمال کریں تاکہ اہل اسلام کی حق تلفی نہ ہو۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر ہمارا ان کے ساتھ اس معاملہ میں کوئی تنازعہ نہیں۔

مخدوم گرامی قدر جناب حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب نے اس سلسلے میں رسالہ ’’فتنہ کادیانیت اور اسلامی اصطلاحات‘‘ مرتب کر کے نہ صرف یہ کہ عام مسلمانوں کو باخبر فرمایا ہے کہ پہلے خود اہل اسلام اس معاملے میں ہوشیار وبیدار ہوکر شعائر اسلام واصطلاحات کا کماحقہ تحفظ کریں بلکہ پوری ملت کی طرف سے جوفرض کفایہ ادا کیا ہے وہ بھی قابل ستائش اور قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین! ان شاء اللہ برطانیہ میں بھی اس کا بھرپور خیال رکھا جائے گا کہ تقریر وتحریر میں مرزائیوں پر اسلامی اصطلاحات کا استعمال نہ کیا جائے۔

عبدالرحمٰن باوا

(ڈائریکٹر ختم نبوت اکیڈمی لندن)

۱۶/صفر۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲/جنوری ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیوں کے لئے اسلامی اصطلاحات کے تعلق سے فتویٰ

باسمہ تعالیٰ

گرامی قدر حضرات مفتیان عظام دارالافتاء دارالعلوم دیوبند زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات از روئے شرع مطلوب ہیں۔ امید ہے وضاحت فرماکر ممنون فرمائیں گے۔

۱...... کادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں سے خارج مانا گیا ہے باوجود اس کے یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان کو انہی اصطلاحات سے یاد کیا جاتا ہے جو اہل اسلام کے لئے خاص ہیں۔ کادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات سے یاد کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

۲...... راقم سطور نے اس سلسلے میں اپنی کچھ معروضات پیش کی ہیں اور اہل اسلام سے گزارش کی ہے کہ کادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات سے یاد نہ کیا جائے بلکہ ان پر وہ زبان واصطلاحات استعمال کی جائیں جن سے عام طور پر غیر مسلموں کو یاد کیا جاتا ہے۔ نیز اس سلسلے میں کچھ اصطلاحات بھی پیش کی ہیں۔ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سے ان کی تصدیق وتصویب مطلوب ہے تاکہ از روئے شرع اگر یہ درست ہوں تو ان کو طبع کرایا جاسکے۔ معروضات کا مکمل مسودہ پیش خدمت ہے۔ والسلام!

شاہ عالم عفی عنہ گورکھپوری دارالعلوم دیوبند

۱۶/صفر ۱۴۳۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ العصمة والتوفیق

حامداً ومصلیاً ومسلماً

۱...... کادیانی فرقہ باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لہٰذا شعائر اسلامی کو کادیانیوں کے اختیار کردہ امور پر اطلاق کرنا درست نہیں۔ بلکہ حتی المقدرت احتراز لازم ہے۔

حدیث شریف، شروح حدیث، فقہ وفتاویٰ نیز خلیفۂ برحق سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اہل ذمہ سے متعلق جو ہدایات جاری فرمائی تھیں ان سب سے اسی طرح ثابت ہے۔ اعلاء السنن میں ہے: ’’ان امیر المؤمنین عمرؓ فی الصحابة ؓ ثم عامة الائمة بعده وسائر الفقهاء جعلوا فی الشروط المشروطة علیٰ اهل الذمة من النصاریٰ وغیر هم فیما شرطوه علیٰ انفسهم ان نؤقر المسلمین ونقوم لهم من مجالسنا ان ارادوا الجلوس ولا نتشبه بهم فی شئ من ملابسهم قلنسوة او عمامة او نعلین او فرق شعر ولا نتکلم بکلامهم ولا نتکنیٰ بکناهم...... رواه حرب باسناد جید کذافی اقتضاء الصراط المستقیم للعلامة ابن تیمیةؒ (ص۴۸، اعلاء السنن ج۱۲ ص۴۸۷ مطبوعه کراچی)‘‘

(ب) فتاویٰ شامی میں ہے: ’’(قوله ویمیز الذمی)...... فلابد من تمییزهم عنا کیلا یعامل معاملة المسلم من التوقیر والاجلال وذالک لایجوز وربما رموت احدهم فجأة فی الطریق ولا یعرف فیصلّی علیه (تحت مطلب فی تمییز اهل الذمة فی الملبس (ج۳ ص۲۷۳ مطبوعه نعمانیه)‘‘

حاصل ان جیسی عبارات کا یہ ہے کہ اہل اسلام کو بہت سے امور مذہبی میں اہل ذمہ سے علیحدہ رکھا گیا اور اس سلسلہ میں باقاعدہ ہدایات جاری کی جاتی رہیں۔ اس لئے بھی دور حاضر میں شدید ضرورت اس کی متقاضی ہے کہ شعائر اسلامی کے لئے تحفظ کی امکانی حد تک مساعیٔ بلیغہ اختیار کی جائیں۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ کچھ امور میں کادیانیوں نے بھی

اپنی اور اپنے فرقہ کی خاص خاص اصطلاحات مقرر کررکھیں ہیں کہ جو اہل اسلام سے بالکل جدا ہیں۔ جیسا کہ ان کے اخبار ورسائل وغیرہ میں ان کے نظائر دیکھے جاسکتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''**کما ان المسلمین والکفار اذا کان لھٰؤلاء شعار ولھٰؤلاء شعار وجب الاظھارشعار الاسلام فی تلک الحالۃ وھذا واجب فی کل زمان ومکان (ج۲ ص۱۵۰)**'' الغرض اسلامی اصطلاحات کا امور کادیانیت پر چسپاں کرنا جائز نہیں۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۲...... آپ کا مضمون (منسلک رسالہ) مکمل دیکھا تصدیق کی جاتی ہے کہ مضمون درست اور معروضات سب صحیح ہیں۔ فقط: **واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم!**

حررہ العبد (حضرت مفتی) محمود حسن غفرلہ بلندشہری دارالعلوم دیوبند

۱۷/صفر۱۴۳۳ھ یوم الخمیس الموافق ۱۲/جنوری ۲۰۱۲ء

الجواب صحیح: (حضرت مفتی) زین الاسلام قاسمی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: (مفتی) وقار علی غفرلہ الجواب صحیح: (حضرت مفتی) فخر

باب اوّل

قادیانیت یا کادیانیت……اور

مرزاغلام احمد کی جھوٹی مہدویت

کادیان کی تاریخ

قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) کا ایک گاؤں ہے جو ترقی کر کے اب ایک چھوٹے سے قصبہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مرزا غلام احمد اسی گاؤں میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ یہ تاریخ پیدائش خود اسی کی لکھی ہوئی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ''کتاب البریہ ص۱۴۶، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷'' اپنی لکھی ہوئی اس تاریخ ولادت کی مرزا کادیانی نے کبھی تردید نہیں کی اور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں یہی گاؤں مرزا کا مرگھٹ بھی بنا۔

رائے کالی رائے صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ڈپٹی کلکٹر نے ''سیر پنجاب'' مؤلفہ ۱۸۴۶ء میں سرکاری طور پر پنجاب کے تمام اہم مقامات کی تاریخ معہ وجہ تسمیہ لکھی ہے اس میں تفصیل سے لاہور، بٹالہ، گورداسپور اور امرتسر وغیرہ کا ذکر تو ملتا ہے لیکن ''قادیان'' نامی کسی گاؤں کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس گاؤں کی نہ کوئی تاریخ ہے اور نہ ہی کوئی تاریخی گاؤں ہے۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو سرکاری یا غیرسرکاری طور پر مرتب ہونے والی قدیم تواریخ میں اس کا ذکر ضرور ملتا۔ مغلیہ سلطنت ختم ہونے کے بعد انگریزوں کے دور میں بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ گورداسپور ضلع میں ''قادیان'' نام کے چھوٹے چھوٹے کئی گاؤں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں کوئی بھی قابل ذکر نہیں اور نہ کسی سے کوئی تاریخ وابستہ ہے۔ اسی طرح مسٹر گریفن کی مرتبہ تاریخ ''رؤسا پنجاب'' سے بھی مرزا کادیانی کے خاندان کا انگریزوں کا وفادار ہونا اور ہندوستان اور مسلمانوں کا غدار ہونا تو ثابت ہوتا ہے۔ لیکن لفظ کادیان کے بارے میں کوئی یقینی رہنمائی نہیں ملتی۔ انگریزوں نے اس بات پر مرزا کے باپ کی خوب تعریف کی ہے کہ اس نے انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کے ساتھ غداری کی اور آزادی کے متوالوں کو نہایت بے دردی سے تہہ تیغ کیا۔

مرزا کادیانی نے دعویٰ مسیحیت ومہدویت کا ڈھونگ رچانے کے بعد اس کی اہمیت جتلانے کے لئے اپنے باپ دادا کی جانب منسوب کر کے خود ہی ایک لمبی چوڑی تاریخ بنائی۔ جس میں اس نے اس گاؤں کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے کہ: ’’اس کا اصل نام ’’اسلام پور‘‘ تھا۔ چونکہ اس علاقے میں بھینسیں زیادہ پالی جاتی تھیں۔ اس وجہ سے اس کا نام ’’ماجھی‘‘ پڑھ گیا۔ پھر ’’قاضی ماجھی‘‘ نام پڑا۔ پھر بگڑتے بگڑتے قادی اور قادیان بن گیا۔‘‘ وغیرہ وغیرہ!

(ملخص کتاب البریہ ص۱۳۴،۱۳۵، خزائن ج۱۳ ص۱۶۳،۱۶۴ حاشیہ)

گویا تاریخ کا یہ ایک ایسا بدنصیب اور ناپاک وپلید گاؤں ہے جس میں اسلام، پورا بگڑ کر قادیان بن گیا۔ یعنی (نعوذ باللہ) اسلام کی شکل ہی مسخ ہوگئی۔ اس اعتبار سے یہ تاریخ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ کادیان انگریزی حکومت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر جاسوسوں کا اڈہ اسلام دشمن عناصر کا گڑھ رہا ہے۔ جیسا کہ آج بھی ہے۔ لیکن چوں کہ مرزا کادیانی کی بیان کردہ کہانی کی تصدیق کسی قدیم مستند تاریخی کتاب میں ہمیں نہیں ملی۔ لہٰذا مرزا کادیانی کے بیان پر اعتماد کرنے کی کوئی وجہ نہیں دکھائی دیتی۔ ہاں! چونکہ بارہا اس کی بیان کردہ دیگر تواریخ میں جھوٹ اور غلط بیانی پائی گئی ہے۔ اس وجہ سے اس پر اعتماد نہ کرنا ہی مناسب فیصلہ ہوگا۔ مرزا نے بھی مرزائیوں کو اسی بات کی نصیحت کی ہے کہ: ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘

(چشمۂ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

کادیان کی اصلیت اور وجہ تحقیق

قادیان نامی گاؤں کی تاریخی اصلیت کیا ہے؟ اور اس کے اصل حروف کیا ہیں؟ چھوٹی کاف سے ’’کادیان‘‘ لکھا پڑھا جائے یا بڑی قاف سے ’’قادیان‘‘ لکھا جائے اس سے کسی کو غرض ہی کیا تھی؟ نہ معلوم کتنے گاؤں کے نام بدلتے بگڑتے رہتے ہیں اور جب کسی گاؤں یا شہر کے نام بدلنے یا بگڑنے سے کسی کے مذہب یا عقیدہ میں کوئی فرق نہ آتا ہو تو اس تبدیلی کو موضوع بحث بنانا ایک بے سود کام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس تبدیلی کا تعلق کسی خاص عقیدے سے ہو اور مذہب سے یہ معاملہ جڑ جاتا ہو تو پھر اس کی تحقیق کی اہمیت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے؟ اور اگر یہ تبدیلی کسی خاص دعوے کا مرکز ومحور ہو تو پھر تو اس کی مکمل تحقیق کر کے مدعی کے صدق وکذب کو واضح کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

یہی معاملہ لفظ ’’قادیان‘‘ اور مرزا کادیانی کے دعویٰ مہدویت کا ہے۔ جب تک مرزا نے اس کو اپنی جھوٹی مہدویت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا تھا تو کسی کو اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جب ۱۸۹۶ء میں اس نے اپنے دعویٰ مہدویت کے ثبوت میں اس بات کا انکشاف کیا کہ چودہ سو سال پہلے محمد مصطفیٰ ﷺ نے کادیان نامی گاؤں کا نام لے کر پیشین گوئی فرمائی ہے کہ اس گاؤں میں مہدی پیدا ہوگا اور نہ صرف یہ کہ اس کو نبی ﷺ کی جانب منسوب کیا بلکہ اس خودساختہ دلیل کو اپنے دعویٰ مہدویت کا ایک بڑا ثبوت قرار دیا تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس لفظ کی تحقیق کر کے مرزائی دجل وفریب کا پردہ چاک کیا جائے اور مرزا کادیانی نے جو ایک من گھڑت قصہ بنا کر ’’حدیث شریف‘‘ باور کرانا چاہا ہے عوام کو اس مغالطہ سے محفوظ رکھا جائے۔

مرزائی دعویٰ اور اس کی تاریخ

مضحکہ خیز بات تو یہ ہے کہ مرزا کادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ اس سے بہت پہلے ۱۸۹۱ء میں پیش کر دیا تھا۔ لیکن اس دلیل کی خبر اسے دعویٰ کے کئی سال بعد ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ اس طویل مدت میں فرشتوں کے نام پر اس کے پاس آنے والے نہ شیاطین نے کچھ مرزا کو بتایا اور نہ ہی اس کی ملہمیت کام آئی۔ بیٹھے بٹھائے اچانک ایک دن اسے ایک ایسی مجہول کتاب ہاتھ لگی جس کی خبر چودہ سو سال تک کسی محدث مفسر کو نہ ہوئی تھی۔ اس نامعلوم کتاب کے حوالے سے مرزا کادیانی کے مہدی ہونے کی دلیل خود اسی کے قلم سے پڑھئے:

’’شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ء میں تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں: ’’در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد قال النبی ﷺ یخرج المہدی من قریۃ یقال لہا کدعہ...... یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے)‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵ مؤلفہ ۱۸۹۶ء)

مرزا کادیانی مسلسل اپنے اس خودساختہ دلیل کو قوی دلیل منوانے کی فکر میں لگا رہا اور کئی صفحات سیاہ کر ڈالے۔ لیکن علماء اسلام نے اس جانب کوئی خاص توجہ اس لئے نہیں دی کہ ان کے سامنے مرزا کے اس سے زیادہ اہم دعاوی پہلے سے تھے جو قابل گرفت تھے۔ چنانچہ میدان خالی سمجھ کر جو بات ’’جواہر الاسرار اور اربعین‘‘ نامی مجہول کتاب کے حوالہ سے

اب تک تھی۔ مرزا نے جنوری ۱۸۹۸ء کی اپنی ایک تصنیف ’’کتاب البریہ‘‘ میں اس کو براہ راست احادیث صحیحہ کی صف میں شامل کردیا اور حدیث صحیح کا ڈھونس جما کر مستند ترین بنادیا۔ ملاحظہ فرمائیے اس میں لکھتا ہے: ’’ایسا ہی احادیث صحیحہ میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبے کا رہنے والا ہوگا جس کا نام ’’کدعہ یا کدیہ‘‘ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۲۲۵،۲۲۶، خزائن ج۱۳ ص۲۶۰،۲۶۱ حاشیہ، مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

ناظرین! آپ نے دونوں عبارتوں کو بغور پڑھ لیا ہوگا کہ انگریزی دلّال کن کن حوالہ سازیوں اور حیلہ بازیوں سے مہدی کے منصب پر براجمان ہونے کی فکر میں ہے۔ مرزا کی ان شاطرانہ چالوں کے پیش نظر ظاہر ہے کہ علماء پر اب مسلمانوں کو مرزائیت کی گمراہی سے بچانے کے لئے لفظ ’’کدعہ اور قادیان‘‘ کی تحقیق مجبوری بن جاتی ہے تاکہ مرزا کے جھوٹے دعویٰ کو طشت از بام کیا جاسکے۔

لطیفہ

معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قادیان کے تمام باشندے مرزا قادیانی کے نزدیک ناپاک و پلید اور خبیث الطبع ہیں جیسا کہ خود مرزا نے اپنی ایک کتاب ’’ازالۃ الاوہام مندرجہ خزائن ج۳‘‘ میں لکھا ہے اسی طرح لفظ قادیان کا ہر ہر حرف بھی منحوس و پلید ہے۔ ورنہ مرزائی بتائیں کہ لفظ ’’قادیان‘‘ میں کونسا ایسا عجمی حرف ہے جس کو بدلنے اور اس کی تعریب کرنے کی ضرورت پیش آئی؟ اور کس نے یہ تعریب کی؟ اور پھر تعریب میں ’’ق‘‘ کو چھوٹی کاف سے بدلنے اور ’’ع، ہ‘‘ کا اضافہ کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی اور کس قاعدے کے تحت یہ سب کچھ کیا گیا؟ افسوس کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں اس کی وضاحت نہیں کی اور مرزائی آج اس عقدہ کا کیا حل نکالیں گے؟ دیدہ باید۔ شاید یہی وجہ ہو کہ مرزا کی نعش کو قادیان کی زمین میں چھوڑ کر مرزائی لندن کی رہائش کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

خیانت میں مرزا قادیانی کی دلیری

’’جواہرالاسرار‘‘ نامی کتاب کے سلسلہ میں ہمارے قارئین کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ حدیث شریف کی نہ کوئی مستند و معتبر کتاب ہے اور نہ ہی شیخ حمزہ کوئی محدث ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس کتاب کے حوالے سے یہ خودساختہ دلیل پیش کی جارہی ہے۔ عوام کے سامنے نہ مرزا نے اس کا کوئی نسخہ پیش کیا اور نہ ہی کوئی مرزائی پیش کرسکتا ہے۔ اس موقع پر پڑھے لکھے لوگوں کو جو حیرت ہوتی ہے وہ اس پر نہیں کہ مرزا نے ہوا میں تیر چلایا ہے بلکہ اس کی دلیری اور بے حیائی پر ہوتی ہے کہ کسی کے سر کچھ کا کچھ منڈھ دینے اور کچھ کا کچھ بنادینے میں وہ کس قدر بے باک ہے۔ مرزائیوں سے مذکورہ کتاب طلب کی جاسکتی ہے کہ کہاں شیخ حمزہ نے لکھا ہے اور ''کدعہ'' دال کے ساتھ کہاں لکھا ہے جو قادیان کا معرب ہوگیا۔ یہ سب کچھ مرزا کے بائیں ہاتھ کا کمال ہے اور بس!

ایک ضعیف درجہ کی حدیث میں ''یخرج المہدی من قریۃ یقال لہا کرعہ'' کے الفاظ ملتے ہیں۔ یعنی حرف ''را'' کے ساتھ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''دال'' یا ''ی'' کے ساتھ ''کدیہ'' اس روایت کو میزان الاعتدال میں علامہ ذہبیؒ نے نقل کرکے اس کے ضعیف راویوں پر سخت جرح کی ہے اور اس کو موضوع بتایا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

(میزان الاعتدال ج۲ص۶۸۰)

یعنی موضوع حدیث میں اگر کوئی لفظ ہے بھی تو ''کرعہ'' چھوٹی کاف اور ''را'' اور ''ہ'' کے ساتھ ہے اور تمام محدثین نے اس کی وضاحت کی ہے اس سے مراد یمن کی ایک بستی ہے نہ کہ ہندوستان کا قادیان نامی گاؤں جس کو مرزا نے خود ہی ایک جگہ لکھا ہے کہ: ''قادیان میں ناپاک فطرت یزیدی الطبع اور پلید لوگ رہتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۶۶، خزائن ج۳ص۱۳۵)

اگر مرزا کی مراد یہی حدیث ہے تو ظاہر ہے کہ مرزا کادیانی نے اس میں بہت بڑی خیانت کی ہے۔

۱...... سب سے پہلے حرف ''ر'' کو ''د'' سے بدل دیا۔ کرعہ کو کدعہ کردیا۔

۲...... دوسرے نمبر پر ''کادیان'' کے حروف سے مشابہت پیدا کرنے کے لئے کدعہ کو بھی ''کدیہ'' بنادیا یعنی حرف ''ع'' کو ''ی'' سے تبدیل کردیا۔

۳...... تیسری خیانت یہ کی کہ ''کرعہ'' لفظ کے آخری حرف ''ہ'' ہے اس کو ''ی'' سے بدل دیا اور ان تبدیلیوں میں کوئی سبب نہیں بتایا۔

۴...... چوتھی خیانت یہ کی کہ ''کرعہ'' لفظ کو ''کادیان'' کا ایک جگہ معرب بتایا اور دوسری جگہ ''مخفف'' بتادیا۔ معرب کا مطلب تو یہ ہوگا کہ عجمی لفظ کو عربی میں بدل دیا گیا ہے اور مخفف

کا مطلب یہ ہوا کہ عربی میں تبدیل نہیں کیا گیا بلکہ اس عجمی لفظ میں بعض حروف کو حذف کیا گیا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ عجمی لفظ کی عربی بنانے یا کسی لفظ میں تخفیف کرنے کے قواعد الگ الگ ہیں اور دونوں قواعد یہاں نہیں پائے جاتے۔ یہ سب کچھ خواہی نہ خواہی قادیان کو حدیث کا مصداق بنانے کی دھن میں مرزا کے اندھے پن کا کرشمہ ہے۔

۵...... پانچویں نمبر پر آپ غور کریں کہ ان ساری خیانتوں پر جھوٹ کا پشتارا یہ چڑھایا کہ ''احادیث صحیحہ میں یہ بیان فرمایا گیا ہے'' یعنی ایک دو حدیث نہیں ایسا لگتا ہے کہ گویا بہت سی صحیح احادیث میں مہدی کے ''کدعہ یا کدیہ'' نامی گاؤں میں آنے کا ذکر ملتا ہے۔ جب کہ ایک جگہ جب خود کو احادیث کا مصداق بنانے سے قاصر رہتا ہے تو اپنی سابقہ تحریروں کے خلاف فروری ۱۸۹۹ء میں یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ: ''مہدی کے سلسلے میں جتنی روایات ہیں یا تو سب موضوع اور غلط ہیں ہرگز قابل وثوق وقابل اعتبار نہیں یا پھر ضعیف، متناقض اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں اور اگر کچھ صحیح ہیں بھی تو کسی پہلے زمانے میں وہ پوری ہوچکی ہیں۔ اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں۔'' (خلاصہ حقیقت المہدی ص الف، خزائن ج۱۴ ص۴۲۹،۴۳۰، مؤلفہ ۱۸۹۹ء)

سوال یہ ہے کہ جب نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ حالت منتظرہ باقی ہے تو کادیان کو کرعہ کی مصداق بنانے والی بیشمار صحیح احادیث کہاں سے ٹپک پڑیں؟

۶...... اور اپنی تحقیق ایسی کتاب کی جانب منسوب کردی جس کا کچھ پتہ ہی نہیں اور بفرض محال اگر جواہر الاسرار نامی کوئی کتاب ہو بھی تو اس میں یہ روایت حرف ''را'' کے ساتھ درج ہوگی جیسا کہ دیگر محدثین نے لکھا ہے نہ کہ ''دال'' کے ساتھ ہوگی جس کو مرزا نے قادیان کا معرب بنادیا اور اس پر اپنی جھوٹی مہدویت کی عمارت کھڑی کرلی۔ سچ ہے:

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

کادیان یا قادیان

مذکورہ روایت کے سلسلے میں اس مختصر اُوضاحت کے بعد قابل غور نکتہ یہ ہے کہ بقول مرزا ''قادیان'' کی عربی ''چھوٹی کاف'' سے ''کدعہ'' بنائی گئی ہے اور حضور ﷺ کی زبان سے بڑی ''قاف'' کی جگہ چھوٹی کاف کا حرف ادا ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اہل عرب کے نزدیک ''ق اور الف'' مستعمل نہیں جو عجمی نام کی عربی بنانے کے لئے خواہ مخواہ دوسرے

حروف کو مستعار لیا گیا؟ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل لفظ ’’قادیان‘‘ بھی نہیں بلکہ ’’گادیان‘‘ یا گدہان‘‘ ہوگا۔ چونکہ اہل عرب ’’گ‘‘ اور ’’دھ‘‘ نہیں استعمال کرتے تو ان کی جگہ ’’ک‘‘ اور ’’ع‘‘ کو لے لیا گیا ہوگا اور مرزا کی تحقیق کے مطابق ’’ماجھی‘‘ جو بولا جاتا ہو وہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہاں گدھے زیادہ پالے جاتے ہوں گے۔ مرزاجی نے جیسے ’’را‘‘ کو ’’دال‘‘ سے بدل دیا ویسے ہی گدھوں کو بھینسوں سے بدل دیا ہو۔ کیا کادیان کے باشندے اس تھیوری کو مانیں گے؟

اور بفرض محال اگر مرزا کی ہی تحقیق مانی جائے تو کم ازکم اتنی بات تو واضح ہوگئی کہ پاکیزہ اور مقدس لفظ ’’کادیان‘‘ چھوٹی کاف سے ہے نہ کہ ’’قادیان‘‘ تو قادیانیوں کو چاہئے کہ بڑی ’’قاف‘‘ سے نہ لکھ کر چھوٹی ’’کاف‘‘ سے ’’کادیان‘‘ لکھا کریں تاکہ اس سے ان کی اصلیت وحقیقت بھی معلوم ہو جائے یا کم ازکم اتنا تو کریں کہ دونوں ہی لکھا کریں یا دوسرا کوئی ’’قادیان‘‘ کو ’’کادیان‘‘ لکھے تو اس پر کم ازکم اعتراض نہ کریں۔ لیکن یہاں ایک بار پھر ہمارے قارئین کو حیرت ہوگی کہ کادیان لکھنے کو مرزائی معیوب سمجھتے ہیں اور اس پر نہ معلوم کیوں چڑتے ہیں۔ یعنی جس لفظ سے مرزا مہدی بنا اسی سے مرزائیوں کر چڑ ہو رہی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ کاد، یکید، کیداً کے معنی ہیں دھوکہ دینا، مکر کرنا، فریب دینا ہیں۔ شاید اسی لفظ سے ’’کادیان‘‘ بنا ہے جس کے خمیر میں مکروفریب ہے۔

انگریزی کے ماہرین کا ماننا ہے کہ بڑی قاف کی آواز انگریزی میں نہیں ہے اسی لئے ’’Q‘‘ کا تلفظ ’’کیو‘‘ یعنی کاف سے ہوتا ہے۔ جہاں Q لکھا جاتا ہے وہاں چھوٹی کاف سے اس کا تلفظ ہوگا۔ مثلاً ایک دواساز کمپنی کا نام ہے ’’MAQS Remedies‘‘ اس میں Q کا اردو ’’میکس‘‘ لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح جہاں ’’Qadiyan‘‘ لکھا گیا ہے وہاں اردو میں یا عربی میں ’’کادیان‘‘ لکھا، پڑھا جائے گا۔ ہاں جس جگہ اصل اردو اور عربی میں بڑی قاف لکھی ہو تو اس کی انگلش میں Q کا حرف لایا جاتا ہے جیسے ’’قرآن‘‘ کی انگلش ’’Quran‘‘ لکھی جائے گی۔ اس قاعدے کے اعتبار سے بھی جب اصل عربی میں بقول مرزا ’’کاف‘‘ ہے تو اگرچہ اس کی انگلش میں Q لکھا گیا ہے لیکن اردو بناتے اور لکھتے وقت چھوٹی کاف سے کادیان ہی لکھا جائے گا نہ کہ قادیان۔ اس لئے کہ جہاں بھی Q ہو اس کو بڑی قاف سے پڑھا جائے ایسا نہیں ہے۔ گویا انگریزی تلفظ کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے (انگریز جس کی خدمت مرزاجی ساٹھ

سال تک بقول خود کرتے رہے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ستارہ قیصریہ وتحفہ قیصریہ) تو بھی قرین انصاف یہی قرار پاتا ہے کہ اردو میں قادیان ’’Qadiyan‘‘ کو ’’چھوٹی کاف‘‘ سے ’’کادیان‘‘ ہی لکھا جائے جس سے مرزائیوں کی اصلیت معلوم ہوتی ہے اور رسم الخط کے ساتھ ’’کیو‘‘ کی صوتی مشابہت بھی باقی رہتی ہے اور مسلمانوں کو تو مرزائیوں کی اصلیت کا لحاظ کر کے کادیان ہی لکھنا پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔ کیوں کہ یہی حروف مرزا کی جھوٹی مہدویت کا حقیقی ترجمان ہیں کہ وہ اپنے دعویٰ میں مہامکار اور جھوٹا ہے۔

قدیم تاریخ سے شہادت

اگر پہلے زمانے کی بات کریں تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ آغاز میں چھوٹی کاف سے کادیان لکھا جاتا رہا ہے اور مرزائی بھی اس کو مانتے تھے۔ چنانچہ جس زمانے میں کادیان کی گلی کوچوں میں یہ مشہور تھا کہ آریوں کے مہا گرو پنڈت لیکھرام کے علمی جواب سے عاجز آ کر مرزا کادیانی نے پنڈت جی کو قتل کروادیا ہے ان کے قتل میں مرزا کادیانی ملوث ہے۔ لہٰذا اس کو گرفتار کیا جائے۔ لیکن انگریزی پولیس گرفتار نہیں کرتی تھی بلکہ مرزا کادیانی کو تحفظ فراہم کر رہی تھی تو اسی موقع پر اپنے حق میں شہادت جمع کرنے کے لئے مرزا کادیانی نے یکم رمئی ۱۸۹۷ء میں اپنے ایک رسالہ استفتاء کے ہمراہ ایک چٹھی بھی تمام لوگوں کی خدمت میں لکھی تھی جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے اسی وقت طبع ہوئی ہے۔ اس چٹھی کی انگریزی میں بڑے موٹے موٹے حرفوں میں کادیان کو (kadian) لکھا ہوا ہے۔ خود اپنی دستخط کے لئے مرزا نے جو انگریزی بنوائی ہے اس میں لکھا ہے:

your ever afithful mirza ghulam aHmad chief of kadian gurdaspor district punjab

یہ انگلش چٹھی آج بھی (استفتاء ص اندرون ٹائٹل، خزائن ج۱۲ ص۱۰۶) پر دیکھی جاسکتی ہے۔
اب اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی کہ مرزا کے قلم سے ہی کادیان (kadian) کا ثبوت مل گیا۔

علاوہ ازیں اس دور کی کتابیں اور اشتہارات آپ دیکھیں تو جگہ جگہ ’’کادیان‘‘ ہی لکھا ہوا ملے گا اور کبھی بھی کادیانیوں نے اس پر اعتراض نہیں جتلایا بلکہ بخوشی اسے قبول کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں بھی نقل کیا ہے۔ لیجئے مطالعہ کیجئے اسی قسم کا ایک اشتہار جس کو خود مرزا کادیانی نے لفظ بہ لفظ نقل کیا ہے۔ یہ اشتہار تبت کے ایک عالم دین جناب مولانا

ابوالحسن تبّتی صاحب کا ہے جوانہوں نے شملہ میں مقام سنجولی سے ۳۰/اکتوبر۱۸۹۸ء میں شائع کیا تھا۔ موصوف لکھتے ہیں:

’’سچے اور قطعی فیصلہ کی صورت صواب، دجال کادیانی کا جواب

دجال کادیانی کو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ نے دبایا اور اس سے عہد لے لیا کہ آئندہ دل آزار الفاظ سے زبان کو بند رکھے...... اس وجہ سے اس کو مجبوراً الہام کے ذریعہ لوگوں کی دل آزاری سے زبان بند کرنا پڑا اور الہامی گولے چلانا یا یوں کہئے کہ گوز چھوڑنا ترک کرنا ضروری ہوا...... ان لوگوں نے دل کھول کر دل آزاری و بدگوئی سے اپنے دلوں کا ارمان نکال لیا اور قادیانی کی نیابت کو پورا دکھایا...... دیگر مقامات میں کادیانی سے مباہلہ کے لئے مستعدی ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے گریز وانکار اسی کادیانی بدکار کی طرف سے ہوا ہے...... اگر کادیانی اپنی طرف سے دعوت مباہلہ کا اشتہار دے...... اور قبل از مباہلہ کادیانی اس اثر کی تعیین بھی کر دے کہ وہ کیا ہوگا...... یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ میعاد ایک سال کی خلاف سنت ہے اور اس میں کادیانی کی حیلہ سازی وفریب بازی کی بڑی گنجائش ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۶۲ تا ۶۴)

اسی مجموعہ اشتہارات میں مرزا نے ایک اور اشتہار مطبوعہ ۱۰/نومبر۱۸۹۸ء ملّا محمد بخش قادری منیجر اخبار جعفر زٹلی تاج الہند پریس لاہور کا نقل کیا ہے۔ اس میں سے بھی نمونے کے چند جملے ملاحظہ کیجئے:

’’نابین دجال اکبر کادیانی لعین نے جو اشتہاروں میں لکھا ہے کہ نام کا مولوی عبدالقادر لدھیانوی مولوی صاحب (محمد حسین بٹالوی) کا ہم مکتب ہے یہ محض دروغ ہے...... اس مضمون کا کادیانی یا اس کے اتباع کا مراسلہ ہم کو نہیں پہنچا...... عربی میں دجال کادیانی کا مقابلہ کرنے سے گریز یا اعراض کو جوان نابین دجال نے مولوی صاحب کی طرف منسوب کیا ہے...... مولوی صاحب موصوف...... کادیانی کو عربی میں مقابلہ کے لئے للکار چکے ہیں...... کادیانی کی عربی نویسی کا اچھی طرح بخیہ ادھیڑ چکے ہیں...... کادیانی کا مستجاب الدعوات ہونے کا جوان شیخ چلی کے شاگردوں نے دعویٰ کر کے مولوی صاحب (محمد حسین بٹالوی) سے مقابلہ چاہا...... مولوی سید ابوالحسن صاحب تبّتی نے جواباً ۵۲۵ روپے انعام کے بدلے آٹھ سو

پچیس جوتے کادیانی کے لئے تجویز کئے ہیں۔ اس پر حضور ایں جانب کا صاد ہے لیکن ساتھ اس کے اس قدر رعایت ضروری ہے کہ اگر حضرت اقدس کادیانی اس قدر جوتوں کے بذات شریف ونفس نفیس متحمل نہ ہو سکیں اور سر مبارک ...... گنجہ ہو جاوے یا جوتوں کی مار سے آپ آپ کو الہامی قبض لاحق ہو جاوے تو باقی ماندہ آپ کے نائبین ...... آپس میں بانٹ لیں۔

(الراقم احقر العباد ملہم ربانی ملاّ محمد بخش لاہور، مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۶۶ تا۶۷)

واضح رہے کہ ان اشتہارات کا جواب مرزا کادیانی نے دیا ہے لیکن لفظ کادیان کو چھوٹی کاف سے لکھنے پر کسی جگہ اعتراض نہیں کیا ہے اور نہ اس کا برا مانا ہے۔ یہ تو چند جملے مرزائی کتب کے حوالے سے ہی نقل کئے گئے ہیں تاکہ وہ ہم سے حوالہ نہ طلب کریں۔ ورنہ علماء دیوبند کی جانب سے بے شمار کتابیں ایسی ملیں گی جس میں چھوٹی کاف سے ''کادیان'' ہی مسلسل لکھا پڑھا جاتا رہا ہے۔

اسی طرح مطالعہ کیجئے ایک موقع پر مولانا محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر مرزائیوں نے خود نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرچہ اشاعت السنۃ میں مولانا موصوف مسلسل ''کادیان'' ہی لکھا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیے: ایک عشقیہ داستان کی مکمل تفصیل مولانا محمد حسین بٹالوی کے قلم سے جس کو جلال الدین شمس مرزائی نے اپنی ایک تحریر کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ چوں کہ معاملے کی صحیح تفہیم اور بہت سارے حقائق کی نقاب کشائی کے لئے مولانا بٹالوی کی تحریر مکمل طور پر درج کرنا ناگزیر ہے اس لئے پورا اقتباس درج کیا جاتا ہے:

''امرتسر کے گلی کوچہ میں یہ خبر مشہور تھی کہ اس قصیدۂ ہمزیہ کے صلہ میں کادیانی نے شامی صاحب کو دو سو روپے دیئے ہیں۔ میں نے شامی صاحب سے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اس سے انکار کیا اور ان کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اس مدح وتائید کے صلے میں کادیانی نے کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرا دینے کا ان کو وعدہ دیا تھا۔ وہ اس وعدہ کے بھروسے پر کادیان میں چار مہینے کے قریب رہے۔ اس عرصہ میں کادیانی نے ان سے عربی نظم ونثر میں بہت لکھوایا اور گو دودھ، بالائی، آم، مرغ کھلانے سے ان کی اچھی مدارات کی مگر ان کے اصل مطلوب نکاح سے ان کو محروم رکھا اور وعدہ پورا نہ کیا۔ ایک عورت فاحشہ سے ان کا نکاح کرانا چاہا مگر اس کے فاحشہ ہونے کا علم ان کو ہوگیا۔ اس لئے اس نکاح

سے انہوں نے انکار کیا اور دو تین عورتیں ان کو اور دکھائیں مگر وہ خوبصورت نہ ہونے کی وجہ ان کو پسند نہ آئیں۔ آخر وہ قادیان سے سخت ناراض ہوکر چلے گئے۔ جاتے ہوئے خاکسار سے ملے تو کادیانی پر بہت ناراضگی ظاہر کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب میں ایک رسالہ موسومہ بکرامات کادیانی لکھوں گا۔ اس میں کادیانی کی مکاری کا خوب اظہار کروں گا اور انہوں نے مجھ سے اس امر کی درخواست کی کہ ان کی یہ سرئ گزشت و پرحسرت کیفیت مشتہر کردوں اور اس پر کادیانی کی اس بیوفائی اور وعدہ خلفی پر افسوس ظاہر کروں۔ اس درخواست کی وجہ سے یہ چند سطور لکھے گئے ہیں۔

اس مضمون کے لکھے جانے کے بعد ہم نے سنا ہے کہ کادیانی کے در پردہ پیرومرشد وبحسب ظاہر مرید حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے شامی کا نکاح کہیں کرادیا ہے اور اس خبر کے سننے سے ہم کو خوشی ہوئی اور افسوس! نیز خوشی اس لئے کہ مظلوم شامی کی حق رسی ہوئی۔ افسوس اس لئے کہ اب شامی صاحب کی طرف سے رسالہ ''کرامات کادیانی'' کی اشاعت چندے ملتوی رہے گی۔ شامی صاحب کے نکاح کی یہ تجویز خاکسار کہیں کرادیتا تو ان سے جس قدر چاہتا کادیانی کے ردومذمت میں نظم ونثر (جیسی ان کو آتی ہے) لکھوالیتا۔ لیکن یہ پیشہ دلاّلی کا کادیانی صاحب ہی کا خاصہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے انہوں نے کئی نامی مریدوں کو دام مریدی میں پھنسایا ہوا ہے۔ جس کے نام نامی والقاب گرامی مولوی حکیم وغیرہ وغیرہ سے اکثر سکنائے پنجاب واقف ہیں اور ایسے باطل اور ناجائز ذرائع سے کام نکالنا ہی ان کا شیوۂ معجزہ ہے۔ لہٰذا یہ جرأت مجھ سے نہ ہوسکی اور میں نے ان کو اس طرح کی امید نہ دلائی۔''

(جلال الدین شمس مرزائی کا مقدمہ ملحقہ خزائن ج۷ ص۱۲،۱۳)

علاوہ ازیں بہت سی کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں جن میں ہمارے اکابر''کادیان'' ہی لکھتے پڑھتے رہے ہیں جس سے مرزا کادیانی کے مکروفریب کی صحیح ترجمانی ہوتی تھی۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے مکمل منصوبہ بندی سے اس کو تبدیل کر کے بڑی قاف سے قادیان لکھوانے میں پوری محنت کی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ لفظ کادیان کو مرزا کادیانی کی مہدویت کی دلیل میں پیش کرتے ہوئے مرزائی شرماتے ہیں۔ اس لئے بہت کم اس دلیل کو بیان کرتے ہیں۔

باب دوم

میڈیا میں اسلامی تعبیرات اور فتنۂ کادیانیت

مرزا کادیانی نے جب انگریزوں کے اشارے پر فتنہ کادیانیت (نہ کہ قادیانیت) کو جنم دیا تو اس نے اپنی مکروہ تحریک کو فروغ دینے کے لئے ان اسلامی اصطلاحات کے استعمال کا سہارا لیا جن سے غیر شعوری طور پر حق وباطل کا امتیاز اٹھ جائے یا کم ازکم اتنا تو ضرور ہو جائے کہ عوام الناس شبہ میں پڑ جائیں کہ حق کیا اور باطل کیا ہے۔

کادیانیوں کی منصوبہ بند سازش

اس حقیقت کے اعتراف کے باوجود کہ کادیانیت یعنی مرزا غلام احمد کادیانی کی تعلیمات وہدایات کا مسلمانوں سے یا دین اسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ کادیانی ہمیشہ خود کو مسلمان ہی کہلانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ایک طرف مسلمانوں کے نبی محمد ﷺ کی نبوت سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے مرزا کادیانی کی ’’خود ساختہ نبوت ومہدویت‘‘ کو مدار نجات مانتے ہیں اور دوسری طرف اپنی نوزائیدہ تحریک کے لئے زبان واصطلاح وہ استعمال کرتے ہیں جو قدیم زمانے سے مسلمان استعمال کرتے چلے آئے ہیں تاکہ حقیقت سے ناواقف مسلمانوں کا فکر وشعور یک لخت کادیانی تحریک کی نسبت بدظنی کی طرف مائل نہ ہو۔ اسلامی اصطلاحات اور مسلمانوں کی زبان کا استعمال، کادیانیوں کا وہ مضبوط اور منصوبہ بند ہتھیار رہے جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو بڑی آسانی سے اپنا شکار بنا لیتے ہیں۔

کادیانی سازش کا توڑ

فتنۂ کادیانیت کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے اس حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں کہ اگر کادیانیوں کا رابطہ مسلمانوں کی زبان واصطلاح سے توڑ دیا جائے تو یہ اپنی موت آپ مرجائیں گے۔ کیونکہ زبان واصطلاح میں فرق پاکر ایک ناخواندہ مسلمان بھی مسلمانوں کا لبادہ اوڑھنے والے کادیانی بھیڑیے کی آواز کو اپنی فطری قوت سے محسوس کرے گا اور کسی شک وشبہ میں پڑے بغیر بڑی آسانی سے خود کو محفوظ رکھنے کے سامان فراہم کر لے گا۔ ہر مسلمان کے اندر خداداد ایمانی غیرت وحمیت ہوتی ہے۔ کادیانیوں کی آواز پہچان لینے کی

صورت میں مسلمان خود اپنی اندرونی قوت کی بنیاد پر کادیانی فتنۂ سے بچاؤ اور اپنے ایمان کی حمایت وحفاظت ایسے ہی کرے گا جیسے کہ ہندو یا عیسائی سے کرتا ہے کسی خارجی قوت وسہارے کی اسے بہت کم ضرورت ہوگی۔

کادیانیوں کے منشاء کے مطابق کادیانی فتنہ کے آغاز سے ہی علماء امت کی کوشش رہی ہے کہ کادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین ویسا ہی خط امتیاز قائم کیا جائے، جیسا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین ہے۔ تاکہ معاشرت، عبادات، طرز عبادات حتیٰ کہ مذہبی اصطلاحات اور زندگی کے ہر ہر معاملے میں دونوں کو ایک دوسرے کی شناخت میں کوئی دشواری نہ ہو۔ چنانچہ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان یا عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان یہ خط کھنچ جانے کے بعد کوئی مسلمان کسی عیسائی کے معبد کو مسجد یا کوئی عیسائی کسی مسلمان کے معبد کو چرچ کبھی نہیں کہتا۔ کیوں کہ جب نبی اور مذہب الگ تو مذہبی اصطلاحات وزبان بھی الگ ہوگئیں۔ عیسائی اپنے معبد کا نام چرچ رکھتا ہے تو مسلمانوں نے بھی اسی نام سے اس کو یاد کیا۔ مسلمانوں نے اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھا تو عیسائیوں نے بھی اس کو قبول کیا۔ گویا آپس میں ایک دوسرے سے امتیازی سرحد قائم کرنے میں دونوں کی باہمی کوششوں کا دخل ہے اور مذہبی معاملات میں دونوں ایک دوسرے سے ممتاز وعلیحدہ رہنے میں ہی خوش ہیں اور اسی میں اپنی خوشگوار زندگی تلاش کرتے ہیں۔ لیکن یہودیوں اور عیسائیوں کے برعکس کادیانیوں کی ایک دوسری خطرناک پالیسی یہ بھی ہے کہ اگرچہ انہوں نے ازخود مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی اور طرفہ تماشہ یہ کہ صرف اور صرف ہندوستان پر قابض انگریزی حکومت کو استحکام بخشنے کی خاطر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی۔ پھر بھی وہ مسلمانوں میں ہی گھلا ملا رہنا چاہتے ہیں۔ علیحدگی کے باوجود مسلمانوں سے دوری اور امتیازی سرحد گویا ان کے لئے موت اور مٹ جانے کے مترادف ہے۔

مرزا کادیانی کا مسلمانوں سے علیحدگی کا اعلان

امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء کے مابین سب سے پہلے اسلام مخالف نظریات وخیالات اپنا کر خود مرزا کادیانی نے اسلام اور مسلمانوں سے اپنا راستہ الگ کیا۔ آہستہ آہستہ اس کے کفریہ خیالات اور انگریز نوازی کے حقائق سے آگاہی کے بعد مسلمانوں نے بھی مذہب اسلام سے مرزا کادیانی کی علیحدگی کو تسلیم کرلیا اور اس کو اسلام سے خارج مان لیا۔ کچھ دنوں کے

بعد دسمبر ۱۸۸۸ء میں مرزا نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ اس کے ماننے والے مرزائی الگ اور اس کے نہ ماننے والے مسلمان الگ۔ چنانچہ دونوں کے مابین حد فاصل قائم کرنے کے لئے اس نے اپنے ماننے والوں کا نام مسلمانوں سے الگ تجویز کر کے ''احمدی'' رکھا۔

اس دوران ۱۸۹۰ء سے مسلمانوں کو محض علمی مسائل میں الجھائے رکھنے کی خاطر سابقہ مدعیان مہدویت ومسیحیت، بطور خاص بہاء اللہ ایرانی اور سید محمد جونپوری کے دعاوی سے سرقہ کر کے کبھی حیات ووفات عیسیٰ کا مسئلہ اور کبھی خود کے مہدی ہونے کا اور کبھی ظلّی نبی اور محدث ہونے کا مسئلہ بھی چھیڑتا رہا۔ لیکن یہ دعاوی منزل مقصود یا منزل کا آخری پڑاؤ نہ تھے۔ اسی لئے اپنی علیحدگی اور اپنی جماعت کی مسلمانوں سے علیحدگی کے اعلان کے بعد تیسرے مرحلے میں اس نے یہ قدم بھی اٹھایا کہ اپنا نام بھی الگ تجویز کر لیا اور ۱۹۰۱ء میں واضح لفظوں میں یہ اعلان کر دیا کہ اب اسے محمد ﷺ کا ''امتی'' کہنے کی بجائے ''صاحب شریعت نبی'' کہا جائے اور اس طرح اس نے اس حد کو عبور کر لیا۔ جس کے بعد اب کسی جہت سے بھی اسلام اور مسلمانوں سے اس کا یا اس کی خود ساختہ جماعت کا واسطہ نہیں رہ جاتا اور یہی وہ آخری منزل تھی جس کے لئے کبھی خادم اسلام، کبھی مجدد، کبھی محدث، کبھی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مردہ ثابت کر کے خود ہی عیسیٰ ابن مریم بن جانے اور کبھی مہدی ہونے اور کبھی ظلّی بروزی نبی ہونے کے تانے بانے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء تک بنے جاتے رہے۔

اب نجات کا مدار مرزا کادیانی

انگریزی نبوت کے اعلان کے بعد پھر حیثیت اور مقام ومرتبہ میں تبدیلی آنی ہی تھی۔ چنانچہ یہاں بھی اس نے خود کو اسلام اور مسلمانوں سے الگ کر لیا اور یہ اعلان کیا جو حیثیت مسلمانوں میں محمد ﷺ کی ہے کہ جو ان کو مدار نجات مانے وہی مسلمان کہلائے گا۔ اب وہی حیثیت کادیانی تحریک میں مرزا کی رہے گی کہ جو اسے مدار نجات مانے صرف وہی کادیانی کہلائے گا اور صرف اسے ہی نجات ملے گی اور اگر کوئی شخص ان نظریات وخیالات کو مانے جو مرزا نے اختراع کئے ہیں۔ لیکن مرزا کو نہ مانے، بہاء اللہ یا کسی اور کو مانے، تو نہ وہ نجات پائے اور نہ ہی وہ ''احمدی، کادیانی'' کہلائے گا۔ ان حقائق کو مختصراً ذرا مرزا کادیانی کے الفاظ میں بھی ملاحظہ کرتے چلئے تاکہ دعویٰ محض دعویٰ نہ رہ جائے۔ ایک اشتہار ''معیار الاخیار'' میں مرزا کادیانی نے الہام کے نام پر اپنا ایک ''اشلوک'' اس طرح لکھا ہے:

’’جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور صرف تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(اشتہار معیار الاخیار ص۸، مطبوعہ ۲۵؍مئی ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

اس کے بعد دسمبر ۱۹۰۰ء میں اپنے خودساختہ نظام کو ’’شریعت‘‘ اور ہذیان کو ’’وحی‘‘ اور دام افتادہ مرزائیوں کو ’’امت‘‘ سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام ’’**قل للمومنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلک ازکٰی لهم**‘‘ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵، ۴۳۶، دسمبر ۱۹۰۰ء)

مذکورہ بالا عربی عبارت بقول مرزا کادیانی، قرآن کی آیت نہیں ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ اسے کیا کہا جائے تو اس کا جواب واضح ہے کہ اسے مرزائی الہام یا مرزائی وحی کے بجائے مرزائی ’’اشلوک‘‘ کہا جائے یا ’’منتر‘‘ کہا جائے۔ اس میں لفظ ’’قل‘‘ سے امر یعنی حکم کا تو پتہ چلتا ہے۔ لیکن ’’نہی‘‘ یعنی منع کس لفظ سے معلوم ہوتا ہے یہ معمہ تو مرزائیوں سے حل کیجئے گا۔ البتہ اس کے بعد ’’امر و نہی‘‘ پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے اپنی ہفوات وخرافات کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے تشبیہ دے کر خود کو کس طرح ’’مدار نجات‘‘ منواتا ہے وہ بھی پڑھتے چلئے:

’’اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔‘‘ (حاشیہ اربعین ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

مرزائی نبوت کے سلسلے میں ایک غلط فہمی

یہ حقیقت واضح رہے کہ ۱۹۰۰ء سے پہلے مرزا کادیانی موقع پا کر کبھی نبوت کا دعویٰ کرتا اور کبھی خطرہ محسوس کرتا تو انکار بھی کر دیتا تھا۔ اس وجہ سے بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہوکر یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ہے اپنے مرنے سے پہلے ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء میں جو اس نے تحریر لکھی ہے اس سے دعویٰ نبوت کے بارے

میں سارے شکوک وشبہات دور ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء کے بعد سے مرنے تک کی کیفیت بعینہٖ بلکہ اسی کے رسم الخط میں ملاحظہ کیجئے:

’’جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام (لاہور) پرچہ اخبار عام ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسۂ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہوکہ...... میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔‘‘

(کادیانی اخبار بدر ج۷ مؤرخہ ۱۱؍جون ۱۹۰۸ء حقیقت النبوت ص۲۷۰ تا۲۷۱، انوار العلوم ج۲ ص۵۸۰،۵۸۱)

مسلمانوں سے علیحدگی کے لئے مرزامحمود کا فیصلہ

مرزائیوں کے دوسرے نمبر کے گدی نشین مرزامحمود نے اسلام اور مسلمانوں سے مرزائی گروپ کے علیحدہ ہونے اور دونوں کے مابین امتیازی سرحد قائم کرنے کے سلسلے میں یہ ججمنٹ دیا ہے:

’’جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے؟ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہوکر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو؟ کیا اس لئے دیتے ہو کہ وہ تمہاری قوم کا ہوتا ہے؟ مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی۔ شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری قوم، گوت، تمہاری ذات احمدی ہی ہے۔ پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو، مؤمن کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ جب حق آجائے تو باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔‘‘

(ملائکۃ اللہ از مرزامحمود ص۴۶،۴۷، انوار العلوم ج۵ ص۴۴۰،۴۴۱)

مرزا کے ایک اور حواری کا فیصلہ

اور مرزا کادیانی کے ایک حواری مسٹر محمد علی لاہوری نے انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے مابین خط امتیاز کو واضح کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے کہ:

The ahmdiyya movment stands in the same relation to islam in whiceh christanity stood juadism

(منقول از مباحثہ راولپنڈی ص۲۴۰ مطبوعہ قادیان وتبدیلی عقائد مؤلفہ اسماعیل مرزائی ص۱۲ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر کراچی)

اس میں محمد علی لاہوری نے ''احمدیت'' کو ''اسلام'' سے اسی طرح الگ قرار دیا ہے جس طرح عیسائیت یہودیت سے بالکل الگ مذہب ہے۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم.اے لکھتے ہیں:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص۱۱۰، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳،۴، بابت ماہ مارچ واپریل ۱۹۱۵ء)

۱۹۰۱ء سے ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء مرزا کے مرنے تک، مرزا کی لکھی ہوئی کتابوں کا آپ مطالعہ کریں تو جابجا یہ حقائق نظر آئیں گے کہ جب کسی نے مرزا کی دورخی پالیسی پر نکیر کی کہ مرزا پر خالص اسلامی اصطلاح لفظ ''نبی'' کا استعمال کیسے درست ہوسکتا ہے؟ جب کہ مرزا جی کا نام ونسب اور شخصیت الگ اور نبی پاک محمد ﷺ کی ذات اقدس الگ ہے تو کبھی مرزا قادیانی، سوال کرنے والوں کو ڈانٹ پلاتا ہوا نظر آئے گا اور کبھی طفل تسلیوں میں مبتلا رکھنے کے لئے مضحکہ خیز تاویلات کے طومار کھڑا کرتا ہوا نظر آئے گا۔ ایک موقع پر جب کوئی جواب بنتا نظر نہیں آتا تو جھنجلاہٹ کا شکار ہوکر یہاں تک لکھ مارتا ہے کہ لفظ نبی کے استعمال پر مجھ سے کیوں لڑتے ہو، جاؤ خدا سے لڑو کہ اس نے مجھے اس تعبیر سے کیوں یاد کیا ہے۔

مسلمانوں سے علیحدگی کی فکر میں عین محمد ہونے کا دعویٰ

ایک موقع پر یہ جواب دیتا ہے کہ لفظ نبی اگر میں نے اپنے اوپر استعمال کرلیا تو تعجب کی بات کیا ہے؟ میں تو براہ راست (نعوذ باللہ) ''محمد'' ہی ہوں۔ جو دوبارہ قادیان میں جنم لے کر آیا ہوں۔ اس طرح محمد کی نبوت محمد ہی کو ملی صرف ڈھانچہ اور جگہ بدل گئی تو اب اعتراض کی کیا بات ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اس ملحدانہ نظریے کی عبارت بقلم مرزا:

''میں بموجب آیت ''واخرین منھم لما یلحقوا بھم'' بروزی طور پر وہی

خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلّی طور پر محمد ہوں ﷺ۔ پس اس طور سے خاتم النّبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ﷺ ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلّیت میں منعکس ہوئی پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۵۰، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

مرزا کے بیٹے سے کسی نے کہا کہ جب نام، کام، مقصد، جگہ اور زمانہ سب کچھ مسلمانوں سے الگ ہے تو پھر ''کلمہ'' بھی کیوں نہ بدل لیا جائے؟ تو اس کے جواب میں وہ لکھتا ہے:

''پس مسیح موعود (مرزا کادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل ۱۵۸)

خلاصہ کلام

ہمارے قارئین نے مذکورہ بالا مرزائی فیصلوں سے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ مسلمان اور کادیانی کسی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے اور نہ ایک ہوسکتے ہیں۔ دونوں کے درمیان ایسا ہمہ جہت شناختی سرحد قائم ہے کہ جس کا لحاظ نہ کرنا ایک بدیہی حقیقت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ جو ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے وہ ایک زبان اور ایک اصطلاح میں کیسے جمع ہوسکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو مسلمان کہا جائے تو کادیانیوں پر ''مسلم'' لفظ کا لاحقہ کیسے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اگر مسلمانوں کے معبد کو مسجد کہا جائے تو کادیانیوں کے معبد کو ''مسجد'' کیسے کہا جاسکتا ہے؟

مسلمانوں کی فراخ دلی اور مرزائیوں کی ہٹ دھرمی

چنانچہ مسلمانوں نے مرزا کادیانی کے منشاء کے مطابق اس کے تمام اعلانات کو قبول کرتے ہوئے فراخ دلی کا ثبوت دیا اور مرزائیوں کے قائم کردہ سرحدوں کا لحاظ کرتے

ہوئے انہیں ان ناموں سے یاد کرنا شروع کر دیا جس کے وہ مستحق تھے۔ مثلاً مرزا کو اور اس کے ماننے والوں کو مرزائی، کادیانی یا کافر وغیرہ ناموں سے یاد کیا۔ مرزائیوں کے معبد کو مسجد کی بجائے ''مرزاڑہ'' یا کادیانی مندر وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا۔ ان کے ہاتھ سے کاٹے ہوئے جانور کو ''ذبیحہ'' کی بجائے ''مردار'' کے لفظ سے، ان کی عبادتوں کو نماز کی بجائے ''پوجا پاٹ'' کے لفظ سے یاد کیا۔

یہاں تک کہ مرزا نے کہا کہ احادیث صحیحہ میں ہے کہ ''**یخرج المهدی من قرية يقال لها كدعة**'' اس میں کدعہ سے مراد حضور پاک ﷺ نے قادیان کو مراد لیا ہے اور عربی میں چھوٹے کاف سے ''کدعہ'' کہا ہے۔ (خلاصہ کتاب البریہ ص۲۲۶، خزائن ج۱۳ ص۲۶۱ حاشیہ) تو مسلمانوں نے اسے بھی قبول کرتے ہوئے، قادیان نامی گاؤں کو اس کی اصلیت کا لحاظ کرتے ہوئے ''کادیان'' یعنی چھوٹے کاف سے لکھنا بولنا شروع کر دیا۔ تاکہ مرزائیوں کے منشاء کے مطابق مسلمانوں اور کادیانیوں کے مابین واضح دوری دکھائی دے۔

لیکن ان واضح حقائق کے باوجود مرزائیوں نے یہ بھی کوشش کی کہ اگر مسلمانوں سے زبان واصطلاح میں بھی علیحدگی اختیار کی گئی تو پھر اسلام اور کادیانیت کے مابین مشرق ومغرب کا فرق واضح طور پر دکھائی دے گا اور کوئی مسلمان کادیانیت کے دام تزویر میں نہیں پھنسے گا۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ میں مبتلا رکھنے کے لئے اپنی عبادات اور روز مرّہ کے معاملات میں انہی تعبیرات واصطلاحات کو اپنائے رکھا جو مسلمان پہلے سے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، مسجد، مدرسہ، قبرستان، دفن، کفن اور سلام وغیرہ تاکہ ایک عام آدمی کو معلوم ہی نہ ہو سکے کہ کادیانی اور اسلام میں کوئی فرق بھی ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں جن الفاظ سے مرزا کے لئے بقول ان کے پیش گوئی کی گئی تھی اس کو بھی مسترد کرتے ہوئے کادیان کو چھوٹے کاف سے لکھنے کی بجائے قادیان لکھنا لکھانا شروع کر دیا۔ یعنی جس دلیل کی بنیاد پر مرزا مہدی بننا چاہتا ہے اس کی جڑ ہی کاٹ ڈالی۔

مرزا کادیانی کی ضد اور کادیانیوں کی پالیسی

بہرکیف مسلمانوں میں گھلے ملے رہنے کی یہ خفیہ صورت حال بھی کچھ زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہی۔ وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا کادیانی نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ لیکن اب یہ اقدام حکومت برطانیہ کے بل بوتے کس قدر جارحانہ ہے اس پر غور کیجئے

کہ اب واضح لفظوں میں خدا کی جانب منسوب کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے کہ سچا مسلمان کہلانے کا حق دار صرف وہ شخص ہے جو اس کو بلکہ صرف ''اسی کو نبی'' اور مدار نجات مانے۔ گویا ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء تک بیس سال کے عرصے میں مرحلہ وار آہستہ آہستہ اسلام اور مسلمانوں سے اپنی علیحدگی کے اعلان کے باوجود وہ اس بات پر بھی بضد ہے کہ صرف اسے اور اس کی نوزائیدہ مٹھی بھر جماعت کو ہی مسلمان کہا جائے۔ بقیہ اس کے مخالفین جتنے ہیں وہ سب کے سب کافر کہے جائیں گے اور مرزائیوں کا جس جگہ غلبہ ہو، وہاں نام کے ان مسلمانوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو کافروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی رشتہ ناطہ، عبادات ومعاملات، روٹی سے لے کر قبرستان کی مٹی تک نام کے مسلمانوں کے ساتھ کفار جیسا ہی معاملہ کیا جائے گا۔ اب یہ دونوں نہ ایک جگہ دفن کئے جاسکتے ہیں نہ ایک قبرستان میں جمع ہوسکتے ہیں۔ نیز مرزا قادیانی اس بات پر بھی بضد ہے کہ وہ جو کچھ کہے اور جو کچھ لکھے بس وہی ''اسلام'' ہے اس کے ماسوا ابتدا سے لے کر اب تک قرآن وحدیث اور محدثین کی تفاسیر وتشریحات (نعوذ باللہ) سب ردّی کی ٹوکری میں پھینکے جانے کے لائق ہیں۔

مرزائیوں کی شاطرانہ چال اور مسلمانوں کی غفلت

ابتدا میں بہت سے مسلمانوں نے مرزائیوں کی اس شاطرانہ چال کو سمجھا ہی نہیں اور جب سمجھا تو وقت بہت آگے جاچکا تھا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مرزا نے جب مسلمانوں سے اور دین اسلام سے علیحدگی کا اعلان کیا تو پہلے ہی دن سے مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین ہمہ جہت خط امتیاز قائم کرنے کی وہ خود پوری کوشش کرتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ہوا یہ کہ جب علماء اسلام نے خط امتیاز قائم کرنے کے لئے محنت شروع کی تو انتہا یہ ہوچکی تھی کہ مرزا قادیانی کی دورخی پالیسیوں کے سبب یا یوں کہئے کہ ہماری غفلت کے سبب ہمارا ہی ایک عام مسلمان اس شک وشبہ کا شکار ہوچکا تھا کہ قادیانی ہمارے گھر کے ہیں یا باہر کے؟ انہوں نے یہ دیکھا کہ مرزائی اپنے اعلان کے مطابق تو اسلام سے باہر کے آدمی دکھائی دیتے ہیں لیکن جب یہ دیکھا کہ روزمرہ کے معمولات میں ان کی نسبت جو زبان وتعبیرات استعمال کی جاتی ہیں۔ اس حساب سے تو دونوں ایک ہی جیسے معلوم ہوتے ہیں تو پھر ان کا شک ایک درجہ اور آگے بڑھ گیا کہ مرزائیوں کو باہر کا آدمی کیسے مانا جائے؟ جب مسلمان خود ان کے معبد کو مسجد کہتے ہیں تو اس میں نماز کیوں نہ پڑھی جائے اور جب مسلمان ان کے کاٹے ہوئے جانور کو ''ذبیحہ'' کے لفظ

سے یاد کرتے ہیں تو اسے کھایا کیوں نہ جائے؟ جب ان کے پنڈتوں کو مولانا، حافظ، معلّم اور مفتی کہا جاتا ہے تو ان سے دینی مسائل کیوں نہ پوچھے جائیں؟ وغیرہ وغیرہ!

ہائے افسوس! بعض مسلمانوں نے اس منزل میں پہنچ کر بھی کادیانیوں سے اسی زبان میں بات کی جس زبان میں گھر کے آدمی سے بات کی جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ کوشش کی جانے لگی کہ کادیانی باہر کے ہیں، گھر کے نہیں۔ انہیں کافر کہا جائے، مرتد کہا جائے وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف اپنی اس کوشش کے لئے جو تعبیرات استعمال میں لائی گئیں وہ وہی تھیں جو گھر کی ہوتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائیوں کی منصوبہ بند کوشش تو تھی ہی کہ زبان و بیان میں یکسانیت رکھی جائے تاکہ کادیانیت اور اسلام کے درمیان واضح دوری نہ دکھائی دے۔ اب ہماری تعبیر کی غلطیوں سے پبلک ایک بار پھر دھوکے میں مبتلا ہوگئی کہ جب کادیانیوں کی عبادت گاہیں مسجد کہلاتی ہیں اور جب ان کے پڑھے لکھے لوگ بھی عالم، حافظ، مولانا اور مولوی ہی کہلاتے ہیں اور جب ان کی تعلیم گاہیں مدرسہ ومکتب کہلاتی ہیں اور جب ان کی عبادتوں کو بھی نماز، روزہ، حج کہا جاتا ہے۔ یعنی ان کے حق میں تمام تر تعبیرات واصطلاحات وہی ہیں جو مسلمانوں کے حق میں ہیں تو وہ مسلمان کیوں نہیں؟

ناظرین غور کریں کہ اس غفلت سے معاملہ نے کیا رخ اپنالیا۔ پہلے ہمارا مسلمان بھائی، کادیانیوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ جب تم نے اسلام اور مسلمانوں سے علیحدگی کا اعلان کردیا تو خود کو مسلمان، اپنے معبد کو مسجد، اپنے پنڈتوں کو عالم، حافظ کیوں کہتے ہو؟ اب وہی مسلمان ہم سے پوچھتا ہے کہ مسلمان جب، کادیانیوں کے معبد کو مسجد کہتے ہیں، کادیانیوں کے پنڈتوں کو عالم، حافظ کہتے تو پھر کادیانیوں کو مسلمان کیوں نہیں کہتے۔ گویا ہماری غلط تعبیر اور اسلامی زبان استعمال کرنے سے ایک مسلمان دھوکے میں مبتلا ہوکر جو سوال کادیانیوں سے کرنا تھا وہ ہم سے کرنے لگتا ہے۔

ایک مثال

مسلمانوں کی غفلت سے معاملہ بالکل ایسا ہی ہوجاتا ہے جیسے کہ چار بھائی اپنے والدین کے ترکہ کے سلسلے میں گھر کے اندر بحث کررہے ہوں۔ اسی دوران کوئی شاطر موقع غنیمت سمجھ کر معاملہ سلجھانے کے بہانے سے گھر میں گھسا اور معاملہ گرم پاکر اس نے خود ہی ترکہ میں حصہ داری کا دعویٰ کردیا۔ اس کے دعویٰ کے بعد بھی حقیقی وارثوں کو اپنی غلطی کا احساس نہ ہوا کہ اس شاطر کو پہلے گھر سے نکال باہر کرتے اور اس زبان میں بات کرتے جس میں کسی

چوراچکے سے بات کی جاتی ہے۔ بجائے اس کے وہ اس بحث میں الجھ گئے کہ آپ کا یہ دعویٰ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ عالی جناب آپ تو باہر کے آدمی ہیں اوراس کے دعویٰ پر آپس میں شور مچانے لگے۔شاطر نے موقع سے ایک اور فائدہ اٹھایا اورنہایت ڈھٹائی سے خود ہی شور مچانے لگا کہ پہلے تم سب گھر سے باہر نکلو پھر بات کرو، یہ پوری جائداد ہماری ہے۔اس شوروشغب میں راستہ چلتے کچھ راہ گیر جمع ہوئے تو سارے بھائی اپنی اپنی کہانی سنانے لگے۔اس ہنگامے سے شاطر نے ایک اور فائدہ اٹھایا اورعوام کومخاطب کر کے گویا ہواکہ صاحب چونکہ میں ہی حقیقی وارث ہوں۔لہٰذا پہلے میری روئداد سنی جائے۔گویا ساری پنچایت گھر میں بیٹھے بیٹھے ہورہی ہےاوراسی زبان میں ہورہی ہے جس زبان میں گھر کےافراد سے باتیں کی جاتی ہیں۔

ظاہرسی بات ہے کہ ان حالات میں باہر سے آنے والےلوگ یہی تأثر قائم کریں گے کہ وہ پانچواں بھی حقیقی وارث ہی لگتا ہے یاکم ازکم انہی کا بھائی برادر ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ کوئی آم کہہ رہاہےاورکوئی املی۔اگر یہ پانچواں ان کا بھائی نہ ہوتا بلکہ باہر سے گھس پیٹھ کرنے والا کوئی شاطر ہوتا تو گھر میں بیٹھ کرآرام سے یہ پنچایت نہ ہوتی بلکہ حقیقی وارثوں پر لازم تھا کہ پہلے اس شاطر کو گھر کے چوکھٹ سے نکال باہر کرتے، پھراس سے اس زبان وانداز میں بات کرتے جس زبان میں کسی چورڈکیت اورشاطر سے بات کی جاتی ہے تاکہ حقیقت سے ناواقف ایک راہ گیر بھی ازخود یہ فیصلہ کرتا کہ کون حقیقی وارث ہےاورکون ڈکیت ہے۔گھر میں بیٹھ کراہل خانہ جیسی زبان میں باتیں کرنے سے تو یہی تأثر قائم ہوگا کہ وہ ڈکیت بھی اہل خانہ کاہی ایک فرد ہے۔

مذکورہ بالا مثال کوئی مثال نہیں بلکہ امرواقعہ ہے۔اس حقیقت کو ملاحظہ فرمایئے۔مرزا کے بیٹے مرزابشیرایم.اے کی زبان وقلم سےاوردیکھئے کہ خادم اسلام کے بہانے سے گھس پیٹھ کرنے والامرزاکادیانی کس ڈھٹائی سے اسلامی جائداد پراپنا قبضہ جماتا ہے۔اس حقیقت کوکادیانیوں کے آرگن ’’الحکم‘‘میں آپ پڑھ سکتے ہیں،لکھا ہے:

’’جوشخص چوروں کی طرح بھیس بدل کرچھپ چھپ کررک رک کر ہرآہٹ پر کان دھرتے ہوئے اور ہرچیز پر سہمی ہوئی نظرڈالتے ہوئے کسی کے مکان میں رات کوگھستا ہے وہ لاریب مجرم تو ہےاوراپنی سزاپائے گا۔مگرڈاکونہیں کہلائے گااورنہ ڈاکے کے جرم میں پکڑاجائے گا۔اسی طرح نہ وہ شخص ڈاکہ کے جرم کی سزاپاسکتا ہے جومکان اوراثاثۂ مکان کا

مدعی بن بیٹھتا ہے۔ فافہم! (الحکم ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۲۴ء)

جو کیفیت ایک چور کی بیان کی گئی ہے وہ کیفیت کسی اور کی نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی ہے۔ آپ قادیانی کتب میں غور فرمائیں تو یہ حقیقت کھل کر واضح ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء تک پورے بیس برس میں کبھی چھپ چھپ کر کبھی رک رک کر لوگوں کی آہٹوں پر پوری نظر رکھتے ہوئے کبھی خادم اسلام کا، کبھی مجدد ہونے کا، کبھی محدث ہونے کا بھیس بدل کر اسلامی قلعے میں داخل ہوا اور ۱۹۰۰ء میں مسلمانوں کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یکا یک ''مکان اور اثاثۂ مکان'' کا مدعی بن بیٹھا کہ اب مکان اور مکان کا مکمل اثاثہ ہمارا ہے۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں کو اسلامی قلعے سے باہر کا راستہ دکھانے لگا کہ سارے مسلمان کافر ہیں اور صرف مرزا کے ماننے والے مٹھی بھر مرزائی مسلمان۔!!!

مسلمان اب بھی غفلت میں

مگر ہائے رے غفلت! کہ آج بھی مسلمان، گھر کی اسی زبان میں مرزائیوں سے بات کرنے پر تلا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مرزائیوں نے فلاں مقام پر اپنی ''مسجد'' بنالی ہے۔ سوال یہ ہے کہ مذہب تبدیل ہونے کے بعد کبھی عیسائیوں کے معبد کو ''مسجد'' کہا گیا؟ یہودی بھی ایک خدا اور خدا کے ایک نبی کو مانتے ہیں تو کیا ان کے معبد کو کبھی ''مسجد'' کہا گیا؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو مرزائیت تو مذہب بھی نہیں یہ تو خالص انگریزوں کا بویا ہوا ایک فتنہ ہے جو ملک اور ملت مسلمہ دونوں کے لئے یکساں طور پر خطرناک ہے۔ پھر ان کے معبد کو ''مسجد'' کس طرح کہنا درست ہوگا۔ اسی طرح ہندو مذہب کے جانکار کسی ''پنڈت جی'' کو یا عیسائی مذہب کے جانکار کسی ''پوپ پادری'' کو کبھی ''عالم، حافظ اور مولانا'' کے لفظ سے یاد کیا گیا؟ اگر نہیں تو پھر قادیانی پنڈتوں کو عالم، حافظ یا مبلغ کے لفظ سے یا اور کسی اسلامی اصطلاح وزبان سے کیوں یاد کیا جاتا ہے؟ قادیانی تو چاہتے ہی ہیں کہ انہیں اسلامی اصطلاحوں سے یاد کیا جائے تاکہ وہ آسانی سے مسلمانوں میں گھلے ملے رہیں۔ افسوس کہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ بھی اس معاملہ میں نادانستہ یا دانستہ طور پر ان کا معاون بن رہا ہے۔

مسلمانوں سے بیدار ہونے کی دردمندانہ گزارش

قارئین کرام! اگر ہمارا دعویٰ درست ہے اور دلائل آپ کے سمجھ میں آگئے تو میں

گزارش کروں گا کہ کسی قادیانی کو اسلامی زبان واصطلاح سے نہ یاد کیا جائے بلکہ ان کے لئے وہ زبان استعمال کی جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کن اصطلاحات کے مستحق ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا ملحدانہ دعاوی میں سے سب سے پہلا دعویٰ ۱۸۹۰ء میں مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کا ہے اور سب سے آخر میں اس نے ۱۹۰۲ء میں ''کرشن رودر گوپال'' ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نبوت کا دعویٰ تو ۱۹۰۰ء میں ان دونوں دعوؤں کے درمیان کا ہے۔ لہٰذا سب سے بہتر اور منصفانہ صورت یہ ہے کہ مرزا کے پہلے دعویٰ یعنی دعویٰ مسیحیت کی جانب نسبت کرتے ہوئے یا تو ان اصطلاحات وتعبیرات سے مرزائیوں کو یاد کیا جائے۔ جن سے مسیحیوں، عیسائیوں کو یاد کیا جاتا ہے یا سب سے اخیر دعویٰ یعنی دعویٰ کرشن اوتار کا اعتبار کرتے ہوئے ان اصطلاحات سے یاد کیا جائے جن سے ''کرشن جی'' کے ماننے والوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مضمون کے اخیر میں کچھ اصطلاحات ذکر کی جاتی ہیں۔ بقیہ جہاں ضرورت ہو مذکورہ اصول کو سامنے رکھ کر آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بوقت ضرورت کون سی زبان استعمال کی جائے تا پھر علاقائی اور مقامی طور پر رائج اصطلاحات کو بھی لیا جاسکتا ہے۔

ایک سوال کا جواب

رہا یہ سوال کہ اگر ہندو برادران وطن ہمارے اوپر اعتراض کریں کہ ہمارے دھرم کی زبان مرزائیوں پر کیوں استعمال کی جاتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندو برادران وطن کو چاہئے کہ بجائے ہمارے اوپر اعتراض کرنے کے مرزائیوں کی ناک میں نکیل ڈالیں کہ جو شخص اس لائق بھی نہیں کہ اسے ہندو مذہب کی اصطلاحوں سے یاد کیا جاسکے پھر وہ ''کرشن اوتار یا رودر گوپال، یا جے سنگھ بہادر'' ہونے کا دعویٰ کیسے کرتا ہے؟ اور ہندو دھرم کو بگاڑنے پر کیوں تلا ہوا ہے؟ اور ہندو لوگ مرزا کے دعوے پر خاموش کیوں ہیں؟ اگر ہندو برادران وطن، مرزائیوں پر لگام لگائیں گے تو یہ اعتراض جڑ سے ہی ختم ہو جائے گا کہ نہ مرزا ''کرشن اوتار'' ہونے کا دعویٰ کرے گا نہ کوئی شخص ہندو مذہب کی تعبیرات سے مرزائیوں کو یاد کرے گا۔ اس کے برعکس ہندو برادران وطن خود غور کریں کہ مرزائیوں کو تو کھلی چھوٹ دی جائے کہ مرزا قادیانی ''کرشن اوتار'' ہونے کا دعویٰ کرتا پھرے اور اسے کرشن اوتار کے ماننے والوں کی زبان واصطلاح سے یاد بھی نہ کیا جائے تو مسلمانوں پر یہ اعتراض تو بجائے خود باطل وبے سود ہوگا۔ اگر وہ اس سے ناراض ہیں تو مرزائیوں کے خلاف تحریک چلائیں اور ہمارے

معاون بنیں تا کہ اعتراض کی جڑ کو ختم کیا جا سکے۔

یہی معاملہ عیسائیوں کے ساتھ بھی ہے کہ اگر وہ مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت پر لگام نہیں کستے تو عیسیٰ مسیح کے ماننے والوں کی زبان واصطلاح کے استعمال سے کسی کو روک بھی نہیں سکتے۔ کیوں کہ ''کتے کو چھوڑنا اور ڈھیلے کو باندھنا'' انصاف نہیں ہے۔ انصاف یہ ہے کہ جس طرح مسلمان کسی قیمت پر یہ برداشت کرنے کو تیار نہیں کہ مرزا جیسے بدطینت شخص کو لفظ ''نبی، مسیح، مہدی'' سے یاد کیا جائے۔ اسی طرح ہندو اور عیسائی برادران وطن کو مسلمانوں کے دوش بدوش ہوکر مرزائیوں کی تخریبی ذہنیت اور کسی بھی دھرم کو بگاڑنے کی فتنہ پردازی کے خلاف میدان میں آنا ہوگا تا کہ مذہبی فتنہ وفساد سے بچا کر اپنے ملک کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکے۔

تاریخی حقیقت

ممکن ہے کہ کوئی مرزائی ایک بار پھر مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرے کہ مسلمانوں کے بزرگوں نے تو آج تک انہی اسلامی تعبیرات سے یاد کیا پھر کیا وہ لوگ غلطی پر تھے؟ تو اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ نرا مغالطہ ہے یا پھر قادیانیوں کے خلاف دور اوّل میں تصنیف کی جانے والی کتابوں سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

تاریخی حقیقت یہ ہے کہ بالکل ابتدائی مرحلے میں تو مرزا قادیانی کی دورخی پالیسیوں کے سبب بہت سے مسلمان اسی غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ مرزا قادیانی نے خود کو اسلام سے علیحدہ کرنے کا جو اعلان کیا ہے اس کی صحیح پوزیشن کیا ہے۔ چنانچہ اس معاملے میں علماء احناف اور بعض علماء غیر مقلدین کے مابین اختلاف ہوگیا۔ لدھیانہ اور امرتسر وغیرہ کے حنفی علماء چونکہ حقائق سے واقف تھے اس لئے مرزا قادیانی کے کفریہ اقوال وخیالات کی روشنی میں مرزا کے اسلام سے نکل جانے کی تصدیق کر کے اوائل میں ہی اس کو کافر کہنے لگے تھے۔ لیکن بعض اہل حدیث علماء جو مرزا کی دورخی پالیسی کو بھانپ نہیں سکے۔ مرزا کے کفریہ اقوال کی بھی تاویل کر کے اس کو مسلمان کہلوانے پر تلے ہوئے تھے۔ اکثر علماء یہ کہتے تھے کہ مرزا نے جو الہام کا یا خادم دین یا مجدد ہونے کا یا مصلح ہونے کا بورڈ لگایا ہے اسے الہام نہ کہا جائے بلکہ اسے ''ہفوات'' کہا جائے۔ اسے مجدد یا خادم دین کے لفظ سے تعبیر کرنے کی جگہ ''جھوٹا'' کہا جائے۔ مسلمان کی جگہ اسے ''کافر'' کہا جائے۔ لیکن مولانا محمد حسین بٹالوی جیسے لوگ مرزا کی حمایت میں کھڑے ہوکر علماء کی مخالفت پر آمادہ ہوجاتے تھے۔ جس کی وجہ سے مطلع صاف نہ

ہوسکا کہ مرزا کے لئے کون سی زبان استعمال کی جائے۔ ۱۸۹۰ء میں جب ان لوگوں پر بھی حقیقت آشکارہ ہوگئی تو انہوں نے بھی مرزا کے ''الہام'' کو ''ہفوات'' اور خود اس کو ''مسلمان'' کہنے کی بجائے اس کے اسلام سے نکل جانے کی تصدیق کر کے ''کافر'' کے نام سے ہی یاد کرنا شروع کر دیا۔ بلکہ قادیان کو بھی کادیان لکھنا شروع کر دیا۔

کچھ لوگ وہ بھی تھے مرزا کی گہری دوغلی پالیسی کے سبب ۱۸۰۹ء سے ۱۹۰۰ء تک اس کے دام فریب میں مبتلا رہے۔ کیونکہ کہ مرزا چوروں کی طرح چھپ چھپ کر کبھی نبوت کا دعویٰ کرتا اور کبھی فضا، ناہموار دیکھ کر انکار بھی کر دیتا تھا۔ چنانچہ بہت سے مسلمان جنہیں ان حقائق کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہ تھی وہ اب بھی گومگو کی کیفیت میں مبتلا تھے اور وہ اس وقت مرزا سے الگ ہوئے جب اس نے ۱۹۰۰ء میں کھل کر ''نبوت'' کا دعویٰ کر دیا۔

آپ اس دور کی تصنیفات کا مطالعہ کریں اور علماء اسلام کی تحریروں کو دیکھیں تو یہ غلط فہمی خود بہ خود دور ہو جائے گی کہ عمومی طور پر حقائق سے واقف کار مسلمانوں اور علماء نے تعبیرات بدل دی ہیں۔ مرزا کو کوئی ''دجال'' لکھتا ہے کوئی ''کذاب'' لکھتا ہے، کوئی ''منشی غلام احمد'' لکھتا ہے اور عمومی طور پر لوگ مرزائیت کو ''مذہب'' کی بجائے ''فتنہ'' لکھتے ہوئے ملیں گے۔ کچھ مصنفین نے مرزا کو ''کرشن مہاراج'' ہی لکھنا شروع کر دیا تھا۔ ہمارے سمجھ دار علماء نے ابتداء ہی سے اس کی کوشش کی کہ مرزائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہمہ جہت رخ امتیاز قائم کیا جائے تاکہ دونوں کے درمیان کی دوری واضح طور پر ہر کس وناکس کو دکھائی دے۔ اب یہ ذمہ داری بعد والوں کی ہے کہ دین ودنیا کے تمام مراحل میں کادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین امتیاز قائم رکھنے کی کوشش جاری رکھیں۔ حتیٰ کہ روزمرّہ کے معمولات میں بھی وہی زبان وتعبیرات اپنائی جائیں جس سے دونوں کے درمیان فرق واضح رہے۔

لیکن کچھ تو ہماری غفلت نے دوری بنائے رکھنے کی محنت کو جاری رہنے نہ دیا اور کچھ مرزائیوں کی دورخی پالیسی نے ایسے حالات بنا دیئے کہ مرزائیوں کی تحریروں میں اسلامی تعبیرات واصطلاحات پڑھ کر حقائق سے ناواقف بعض مسلمان اہل قلم کچھ اس طرح متأثر ہوئے کہ انہوں نے بھی اسی زبان میں قلم چلانا شروع کیا جو زبان، منصوبہ بندی کے تحت مرزائی چاہتے تھے تو اس طرح کی تحریریں ہمارے خلاف حجت نہیں ہوسکتیں۔ وقت کے حساب سے انہوں نے جو کیا وہ اپنی جگہ اور آج ہم تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو وہ بجا طور پر صحیح ہے۔

عصر حاضر کی صحافت اور اصطلاحات میں تبدیلی

اور تقسیم ہند کے بعد تو حالات یہاں تک تبدیل ہوئے کہ صحافتی دنیا میں ایڈیٹران وقت مرزائیوں کو لفظ ''قادیانی، کادیانی'' سے تعبیر کرنے کو سیکولرازم کی خلاف ورزی گردانتے لگے۔ انہیں سیکولرزم کی ترقی اس میں نظر آنے لگی کہ ملک وملت کے غدار، انگریزوں کے ان دلالوں کو ''احمدیہ مسلم'' لکھا جائے اور انہیں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث جیسے مسلمانوں کا فرقہ تصور کیا جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ حالات اب تبدیل ہونے لگے ہیں۔ یہاں تک کہ کادیانیوں کے بعض زر خرید صحافی وایڈیٹران کو چھوڑ کر تقریباً تمام ہی اردو وہندی اخبارات میں اب کادیانیوں کو چھوٹے کاف سے نہ سہی لیکن بڑے قاف سے ''قادیانی'' لکھا جانے لگا ہے۔ ورنہ کچھ دنوں قبل دہلی میں ایک اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے خود راقم سطور سے ایک موقع پر سوال کرلیا کہ جب کہ کادیانی خود کو ''احمدی مسلم'' لکھتے پڑھتے ہیں تو انہیں ''کادیانی'' لفظ سے کیوں تعبیر کیا جاتا ہے یہ تو ان کے منشاء کے خلاف ہے۔

راقم سطور نے جواب دیا کہ ''احمدیت'' کا لفظ وجود پذیر ہی اس پس منظر میں ہوا تھا کہ ہندوستان انگریزوں کے ہاتھ میں ہمیشہ کے لئے غلام رہے۔ صرف اور صرف اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا کادیانی نے مسلمانوں سے الگ ''احمدیہ جماعت'' بنائی تھی۔ پھر تو آپ کو چاہئے کہ ان کی خواہش کے احترام میں ہندوستان انگریزوں کے حوالے کر کے ان لوگوں کو غدار لکھیں جنہوں نے ہندوستان کو انگریزوں کے چنگل سے آزاد کرانے کی کوشش کی اور نام کے ''احمدیوں'' کی خواہش کے خلاف کیا۔ اگر لفظ احمدیہ کے استعمال میں ان کی خواہش کو ملحوظ رکھا جاتا ہے تو پھر دوسرے مواقع پر اس کی خلاف ورزی صحافت کی دنیا میں کیوں کی جاتی ہے؟ اور اگر صحافتی دنیا کو حقائق سے واقفیت نہیں تو بتائے جانے کے بعد بھی ''احمدیہ مسلم'' کا لاحقہ مرزائیوں کے ساتھ لگانے پر بے جا اصرار کیوں کیا جاتا ہے؟ اس طرح مسلمانوں کے معبد کے لئے خاص لفظ ''مسجد'' کو مرزائیوں کے معبد پر استعمال کیوں کیا جاتا ہے؟ یا مرزائیوں کے پادریوں اور پنڈتوں کو ''مبلغ، عالم، حافظ'' وغیرہ اسلامی اصطلاحات سے کیوں تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیا یہ مٹھی بھر کادیانیوں کی خواہش کے احترام میں دنیا

بھر کے تمام مسلمانوں کو قلبی اذیت دینے اور ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کی بات نہیں؟ مٹھی بھر مرزائیوں کا احترام صحافتی ذمہ داری میں سے ہے تو کروڑ ہا کروڑ مسلمانوں کا احترام کیوں نہیں کیا جاتا؟

چند ضروری اصطلاحات

نمبر	اسلامی اصطلاح	مرزائیوں کے لئے	نمونے کے طور پر استعمال کا طریقہ
۱	مذہب، اسلام مذہب، ہندو مذہب	فتنۂ تحریک کادیانیت	مرزائی فتنہ، مرزائی تحریک، کادیانی تحریک، مرزائی فتنہ پر ''مذہب'' لفظ کا استعمال نہ کیا جائے اس سے لوگوں کو مغالطہ ہوتا ہے
۲	نبی، مجدد، مہدی	مسیلمہ پنجاب انگریزوں کا دلال	مرزا کادیانی پر ان الفاظ کی جگہ مسیلمہ پنجاب، انگریزوں کا دلال کہا جائے مرزائی نبی، مرزائی مہدی وغیرہ کے استعمال سے بچا جائے۔
۳	وحی، الہام، کشف	اوہام	مرزا کادیانی کے اوہامات وخیالات وغیرہ مرزا کے اوہامات پر لفظ وحی یا الہام یا کشف کے استعمال سے گریز کیا جائے۔
۴	ملہم، صاحب وحی	جیوتشی، رمّال	مرزا کادیانی ایک جیوتش تھا، جیوتشی تھا، منجم تھا، رمال تھا وغیرہ یہ نہ کہا جائے کہ مرزا ملہم تھا، صاحب وحی تھا۔
۵	قرآن مجید	کتھا، گرنتھ، مرزائی رامائن	مرزائیوں کی رامائن، مرزائیوں کی کتھا سلوئی یا مرزائیوں کا گرنتھ مرزائیوں کا ''تذکرہ'' نامی کتاب کو قرآن مجید سے تشبیہ نہ دی جائے۔

۶	قرآن مجید کی آیت میں ہے	منتر، اشلوک	مرزائی منتروں کا مغلوبہ تذکرہ نامی کتاب، مرزائی کتھا کا اشلوک ہے، منتر میں ہے، وغیرہ۔ مرزائی قرآن، مرزائی حدیث نہ لکھا جائے۔
۷	حدیث شریف	بات، ہفوات، کتھا	مرزا کی بات، مرزا کی ہفوات، مرزا کی کتھا۔ مرزا کی باتوں کو حدیث شریف سے تشبیہ نہ دی جائے۔
۸	روایت، حدیث شریف کی روایت ہے	کتھا، بات، قول	مرزا کی کتھا میں ہے، یہ مرزا کی کتھا ہے وغیرہ مرزا سے منقول کسی بات کو ''روایت'' کے لفظ سے تعبیر نہ کیا جائے۔
۹	حضور ﷺ کی سنت	طریقہ، کرتوت، عمل	مرزا کا طریقۂ کار ہے، مرزا کی کرنی کرتوت ہے، مرزا کا عمل ہے۔ یہ کبھی نہ کہا جائے کہ یہ مرزا کی ''سنت'' ہے۔
۱۰	خلیفہ، خلافت	گدی نشین جانشین، پروہت	گدی نشین، مرزا کا پہلا گدی نشین، مرزا کا پہلا پروہت، مرزا کے گدی نشینوں کو خلیفہ، خلافت سے تعبیر نہ کیا جائے۔
۱۱	بیعت	گرو سے تعلق جوڑنا	فلاں نے مرزا کادیانی سے گرو تعلق جوڑا، سمبندھ قائم کیا، مرزائی وہ ہے جو مرزا کو گرو مانے وغیرہ۔ لفظ بیعت استعمال نہ کیا جائے۔
۱۲	پیرومرشد	گرو	گرو، مرزائیوں کے گرو، یہ کبھی نہ کہا جائے کہ مرزائیوں کے پیرومرشد نے یہ لکھا ہے بلکہ اس کی جگہ ''گرو'' کا لفظ استعمال کیا جائے۔

۱۳	مرید	ماننے والا	انویائی، ماننے والا، فالورس، پروہت
۱۴	مسجد	مرزاڑا	مرزاڑا، بروزن، ایمان بگاڑا، مرزائی معبد، مرزائی مندر، مرزائی پوجا گھر وغیرہ۔ مرزائیوں کے لئے لفظ مسجد کا استعمال ہرگز نہ کیا جائے۔
۱۵	مدرسہ، مکتب، دارالعلوم	مرزا شالہ، شکچھا گھر، اسکول	مرزا شالہ، بروزن پاٹھ شالہ، مرزائی اسکول، مرزائی شکچھا گھر وغیرہ۔ مرزائی مدرسہ یا مرزائی مکتب نہ کہا جائے۔
۱۶	عالم، حافظ، معلم، مفتی، مولانا	پنڈت، پادری، پوپ	مرزائی پنڈت، مرزائی پوپ، مرزائی پادری، مرزائیوں کا دھرم گرو وغیرہ۔ مرزائی عالم یا مرزائی مفتی نہ کہا جائے۔
۱۷	مبلغ، مولوی	پرچارک	مرزائیوں کا پرچارک، مبلغ کا لفظ ہرگز نہ استعمال کیا جائے۔
۱۸	امام	پجاری	مرزائی پجاری، مرزائی پادری۔ مرزائی امام نہ کہا جائے۔
۱۹	مفتی صاحب نے یہ فتویٰ دیا	فیصلہ، جج منٹ	مرزائی پنڈت نے یہ فیصلہ دیا، جج منٹ دیا وغیرہ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی نے فتویٰ دیا، فتویٰ کا لفظ نہ استعمال کیا جائے۔
۲۰	مسئلہ، مولانا نے یہ مسئلہ بتایا	قانون، دھرم قانون	مرزائی پادری نے یہ قانون بتایا، مرزائی پنڈت نے اپنے دھرم کی یہ شکچھا بتائی وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی نے یہ مسئلہ بتایا۔
۲۱	نماز	پوجا، ایشور بھگتی	مرزائی روزانہ پوجا پاٹ کرتے ہیں، مرزائی ہَوَن کرتے ہیں، مرزائی ایشور بھگتی کرتے ہیں۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی نماز پڑھتے ہیں۔

۲۲	مسلمانوں نے جمعہ یا عید کی نماز پڑھی	تیوہار، سالانہ پوجا	مرزائیوں نے ہفتہ واری پوجا کی، تیوہار کا پوجا چڑھایا، سالانہ پوجاپاٹ کیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائیوں نے جمعہ یا عید کی نماز پڑھی۔
۲۳	اذان	پکار، آواز، لگانا	پوجا کے لئے پکار، مرزائیوں نے اپنی پرارتھنا کے لئے الارم بجایا، پکار لگائی، مرزائی پوجا سے پہلے پکار لگاتے ہیں، آواز لگاتے ہیں۔
۲۴	روزہ	اپواس، اپاسنا، برت	مرزائی اپواس، رمضان میں مرزائی اپاسنا کرتے ہیں، مرزائی برت رکھتے ہیں۔ یہودیوں کی طرح مرزائی بھی اپاسنا کرتے ہیں۔ مرزائیوں کے لئے روزہ کا لفظ نہ استعمال کیا جائے۔
۲۵	حج	یاترا	مرزائی یاترا، مکہ مدینہ یاترا کرنے جاتے ہیں، یاترا کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نہ کہا جائے کہ حج کرنے جاتے ہیں، عمرہ کرنے جاتے ہیں۔
۲۶	زکوٰۃ	دان، ٹیکس	مرزائی دان، مرزائی اپنا سالانہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔
۲۷	صدقہ، خیرات	دان پن	دان پن، مرزائی دان پن کرتے ہیں، مرزائی پیسے دیتے ہیں وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی صدقہ کرتے ہیں، خیرات کرتے ہیں۔
۲۸	وفات، شہادت	مرنا، ہلاک ہونا	مرزائی مرگیا، مرزائی ہلاک ہوگیا، فی نار جہنم ہوگیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی وفات پاگیا، شہید ہوگیا۔
۲۹	قبر، قبرستان، مقبرہ	گڑھا، مرگھٹ، مردہ گھر	مرزائی مرگھٹ، مرزائی سمسان گھاٹ، مرزائی مردہ گھر، گڑھا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کو قبرستان یا قبر میں دفن کیا گیا۔

۳۰	جنازہ جارہا ہے	مردہ، ارتھی، لاش	مرزائی مردہ جارہا ہے، مرزائی لاش جارہی ہے، ارتھی جارہی ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کا جنازہ جارہا ہے۔
۳۱	دفن کیا گیا	دبایا گیا	گاڑ دیا گیا، زمین میں دبا دیا گیا، گڑھا کھود کر ڈال دیا گیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کو دفن کیا گیا۔
۳۲	کفن پہنایا گیا، غسل دیا گیا	نہلا کر لپیٹا گیا	مرزائی مردہ نہلا کر کپڑے میں لپیٹا گیا، کپڑا اوڑھایا گیا، پانی بہایا گیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کو کفن دیا گیا، غسل دیا۔
۳۳	جنازے کی نماز ادا کی گئی، جنازہ پڑھا گیا	پوجا کی رسم	مرزائی مردے پر پوجا کیا، مردے پر پوجا کی رسم ادا کی گئی وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے جنازے کی نماز پڑھی گئی۔
۳۴	ام المؤمنین	مرزائی ماتا	مرزا کی بیویوں کو، مرزائیوں کی ماں یا مرزائی ماتا یا مرزا کی رکھیل کہا جائے، جیسے ہندو کہتے ہیں گئو ماتا وغیرہ
۳۵	صحابیٔ رسول ﷺ	حواری	مرزا کے حواری، مرزا کے ساتھی، مرزا کے یار دوست۔
۳۶	امت	ماننے والے	مرزائی فالورس، مرزا کے ماننے والے پروہت۔
۳۷	جلسہ، اجلاس، اجتماع	میلہ، سبھا	مرزائی میلہ، مرزائی سمیلن، مرزائی میلہ استھل، مرزائیوں کی سالانہ سبھا، کادیان میں مرزائیوں کا سالانہ سمیلن ہوا۔ جلسہ یا اجتماع کا لفظ نہ استعمال کیا جائے۔ کیوں کہ اس سے مسلمانوں کو دھوکہ لگتا ہے۔

۳۸	محمد خالد، محمد احمد، عبداللہ، عبدالرحیم وغیرہ	صرف خالد، صرف عبدو	خالد مرزائی، شری احمد مرزائی، عبدو مرزائی، ظفرو مرزائی وغیرہ۔ جہاں تک ممکن ہو محمد، احمد، اللہ، دین، رحمٰن، رحیم وغیرہ نام کے شروع یا آخر میں نہ لگایا جائے۔ کلیم الدین کی جگہ کلیم مرزائی کہا جائے۔
۳۹	دعا مانگی	پراتھنا	مرزائیوں نے منتر پڑھ کر پراتھنا کی، ہاتھ اٹھا کر منتر پڑھا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائیوں نے دعا مانگی۔
۴۰	السلام علیکم	آداب، ہداکم اللہ	ہداکم اللہ، اللہ تمہیں ہدایت دے۔ آداب عرض ہے وغیرہ۔
۴۱	قربانی	بلیدان	مرزائیوں نے بلیدان کیا، بلیدان چڑھایا، جانور چڑھایا، پوجا کے دن جانور بلی کیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ قربانی کے دن جانور کی قربانی کی۔
۴۲	ذبیحہ، جانور ذبح کیا	کاٹا گیا، جھٹکا کیا	مرزائیوں نے جانور کاٹا، مرزائیوں کا کاٹا ہوا مردار جانور، بیاہ کے دن جانور کاٹا، جھٹکا کیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ ذبح کیا۔
۴۳	نکاح	شادی، بیاہ	ایک مرزائی کی شادی دوسرے مرزائی سے ہوئی، بیاہ ہوا، پھیری کی رسم ادا ہوئی وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کا نکاح ہوا یا نکاح کیا۔
۴۴	خطاب، بیان، وعظ، تبلیغ	بھاشن	مرزائی نے اپنے بھاشن میں یہ کہا، ایک جگہ مرزائیوں کا بھاشن ہوا، مرزائیوں نے اپنے سمیلن میں بھاشن دیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے مرزائیوں نے وعظ کہا یا بیان کیا یا تبلیغ کی۔

۴۵	فرشتے	بھوت، شیطان	مرزائی شیاطین نے مرزا کو یہ بتایا، مرزائی بھوتوں نے مرزا کو یہ منتر سکھایا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے مرزائی فرشتوں نے الہام کیا۔
۴۶	وصیت	دان پن	کسی مرزائی نے مرنے سے پہلے یا مرنے کے بعد دان کیا۔
۴۷	خطبہ جمعہ	بھاشن	جمعہ کے دن پوجا میں بھاشن دیا، کچھ اشلوک پڑھے وغیرہ۔
۴۸	خطبہ نکاح	بھاشن	شادی میں مرزائی نے بھاشن دیا، منتر یا کچھ اشلوک پڑھے وغیرہ۔
۴۹	عقیدہ	خیالات ونظریات	مرزائیوں کے خیالات یہ ہیں، نظریات یہ ہیں وغیرہ۔ لفظ عقیدہ میں ایک اہمیت اور وزن ہے وہ لفظ خیال میں نہیں۔ اس لئے مرزائیوں کے لئے خیالات واوہامات وغیرہ الفاظ استعمال کئے جائیں۔
۵۰	اسلامی مہینے اور ہجری	مرزائیوں کے الگ	مرزائیوں نے خود اپنا کلینڈر مسلمانوں سے الگ بنا رکھا ہے۔

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

خطبہ استقبالیہ

مباہلہ کانفرنس امرتسر

منعقدہ ۱۹، ۲۰؍اکتوبر ۱۹۳۱ء

مولانا بہاء الحق قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین. والعاقبة للمتقین. والصلوٰة والسلام علیٰ رسولہٖ وحبیبہ خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد واٰلہٖ واصحابہ اجمعین. اما بعد!

بزرگو اور بھائیو! آپ نے ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخش کر سفر کی جو صعوبت برداشت فرمائی ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ یہ بھی گزارش ہے کہ اگر ہمارے انتظامات میں آپ کو خامیاں نظر آئیں اور آپ کے شایان شان آرام وآسائش کا انتظام کرنے میں ہم سے کوتاہی ہوئی ہو اور یقیناً ہوئی ہوگی تو ازراہ کرم عفوودرگزر سے کام لیں اور ہمیں مزید شکرگزاری کا موقع دیں۔ اب میں چند معروضات پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

مسلمانوں کے مصائب کی فراوانی

حضرات! مسلمان آج کل گوناگوں مصیبتوں اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ بالخصوص ہندوستانی مسلمان تو نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ اگر ایک طرف افلاس وتنگ دستی، جہالت وبے علمی اور اسراف ورسوم قبیحہ نے ہمیں برباد کر رکھا ہے تو دوسری طرف اندرونی منازعات واختلافات کے باعث ہمارا شیرازہ سخت پراگندہ ہوچکا ہے۔ اختلافات کم ہونے کی بجائے بڑھ رہے ہیں۔ ہر روز نئے فتنوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری رہی سہی عزت بھی جاتی رہی۔

فتنۂ مرزائیت

اندرونی فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ مرزائیت کا ہے۔ جس کے انسداد کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے آج آپ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ تاریخ اسلام میں بڑے بڑے اہم فتنوں کا پتہ ملتا ہے۔ لیکن اگر واقعات کا تعمق نظر سے مطالعہ کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تمام فتنوں کی نسبت اسلام اور مسلمانوں کو مرزائی فتنہ نے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

مرزاغلام احمد قادیانی

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس فتنۂ عظیم کے بانی مرزاغلام احمد قادیانی آنجہانی کے

نہایت مختصر حالات پیش خدمت کروں تاکہ آپ کو اس فتنہ کے مقاصد اور اس کی حقیقت معلوم کرنے میں آسانی ہو۔

مرزا قادیانی ماہ جون ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ میں بطور اہلمد ملازمت اختیار کی۔ ترقی کے خیال سے ۱۸۶۸ء میں مختاری کا امتحان دیا۔ لیکن فیل ہوگئے۔ اس ناکامی سے بددل ہوکر اور ملازمت چھوڑ کر اپنے وطن قادیان میں چلے آئے۔ شہرت وزرطلبی کی تدابیر سوچنے لگے۔ اتفاق یا مرزا قادیانی کی خوش قسمتی سے یہ وہ وقت تھا کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اسلام پر اعتراضات اور حملے ہورہے تھے۔ مرزا قادیانی لکھے پڑھے تو تھے ہی، موقع کو غنیمت سمجھ کر قلم ہاتھ میں لیا اور ۱۸۸۰ء میں ''براہین احمدیہ'' نامی کتاب کی تالیف وترتیب شروع کی۔ جس کے لئے اسلام کے نام پر چندے کی اپیلیں شائع کی گئیں۔

ان اپیلوں کے جواب میں مسلمانوں نے فراخ دلی سے روپیہ دیا۔ اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ ۱۸۸۴ء میں ختم ہوا۔ اس دوران میں مرزا قادیانی نے پروپیگنڈا کے فن میں مہارت تامہ پیدا کرنے کے علاوہ کافی شہرت بھی حاصل کرلی۔

مختلف دعوے

آپ نے اس اثنا میں ایران کے مدعی مہدویت علی محمد باب اور مدعی نبوت اور مسیحیت بہاء اللہ کی تالیفات اور ان کے دعاوی ودلائل کا مطالعہ شروع کیا۔ جن سے مرزا قادیانی کو اپنے عزائم ومقاصد میں بڑی مدد ملی۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۱ء میں ''مسیح'' اور ''مہدی'' ہونے کا اعلان کردیا۔ اس کو کافی نہ سمجھ کر ۱۹۰۱ء میں صریح الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ عیسائیوں کا ''مسیح'' اور مسلمانوں کا ''مہدی'' اور ''نبی'' بننے کے بعد آپ نے ہندوؤں پر بھی کرم فرمائی ضروری سمجھی۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں ''کرشن اوتار'' ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اس کے بعد اس قدر گوناگوں دعویٰ کئے کہ بس وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

حکومت کی چوکھٹ پر

نبوت ورسالت کا عظیم الشان دعویٰ (جس کے مدعی کو حضور ﷺ کے بعد امت مرحومہ کے تمام اکابر واصاغر اور اوّلین وآخرین بالاجماع کافر سمجھتے رہے ہیں) ایسا نہ تھا کہ

مسلمان اس کو تسلیم کر لیتے۔ دوسری طرف ’’کرشن اوتار‘‘ اور ’’مسیحیت‘‘ کا دعویٰ بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کے نزدیک مضحکہ خیز تھا۔ اس لئے سب قوموں نے مرزا قادیانی کی مخالفت کی اور ان کے من گھڑت دعوؤں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مرزا قادیانی اپنے ان دعاوی میں سچے اور مامور من اللہ ہوتے تو تمام مخلوق سے بے نیاز ہوکر اپنے کام کئے جاتے۔ لیکن چونکہ ان دعوؤں کی بنیاد نفسانیت پر قائم تھی۔ اس لئے آپ کو ایک ایسے مادی سہارے کی تلاش ہوئی، جس کے بل بوتے پر آپ اپنے مشن کو جاری رکھ سکتے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے حکومت وقت کی کاسہ لیسی اور ذلیل خوشامد کا پیشہ اختیار فرمایا اور اس معاملہ میں اس قدر غلو کیا کہ جہاد (جیسے اسلام کے قطعی مسئلہ کا (جس کو اسلامی مسائل کی روح کہنا چاہئے) انکار کر دیا اور عمر بھر میں جس قدر کتابیں، رسالے، اشتہار اور اخبار شائع کئے۔ ان کا اکثر و بیشتر حصہ یہی تعلیم دینے میں صرف کر دیا کہ گورنمنٹ کی ہر حال میں اطاعت وفرماں برداری جزو ایمان ہے اور جہاد حرام ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے:

’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ملک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روائتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۵،۱۶، خزائن ج۵ص ۱۵۵،۱۵۶)

ایک قابل غور نکتہ

ہندوستانی مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے انگریزی اطاعت کا جو درس دیا۔ اس سے قطع نظر کر کے سوال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں انگریزی اطاعت اور ممانعت جہاد کا پروپیگنڈا کرنے کی آپ کو کیا ضرورت پیش آئی؟ کیا وہاں کے مسلمان بھی انگریزی رعایا میں داخل تھے کہ ان کو ’’اطاعت‘‘ کا سبق پڑھانا تکمیل ایمان کے لئے لازمی سمجھا گیا؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے اور بے شک نفی میں ہے تو پھر اس پروپیگنڈا کا بجز اس کے اور

کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی روح جہاد کو بھی کچلنے کا تہیّہ فرماچکے تھے اور آپ اسلامی ممالک کو بھی برطانیہ کے زیرنگیں دیکھنے کے لئے بے تاب وبےقرار تھے۔ فانااللہ وانا الیہ راجعون!

گورنمنٹ کی وفادار فوج

اس نہایت ہی ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو تیار کیا اور عملی طور پر بتادیا کہ مرزائی مذہب کے عالم وجود میں آنے کی غرض وغایت کیا ہے؟ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت ومریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی، مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر وباطن برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱۲، خزائن ج۱۲ص۲۶۴)

مختلف قوموں کو لڑانے کی کوشش

چونکہ مرزا قادیانی کے مشن کا مقصد ومدعا صرف یہ تھا کہ گورنمنٹ کی ہرصورت میں خوشامد کی جائے اور چونکہ رعایا کی باہمی لڑائی حکومتوں کے احکام کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے ’’لڑاؤ اور حکومت کرو‘‘ کے اصول کو ملحوظ رکھ کر ہندوستان کی مختلف قوموں میں جنگ وجدل کی آگ مشتعل کی۔ کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں اور کبھی ہندوؤں کے پیشواؤں کو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی بدزبانی اسلام اور ہادی اسلام علیہ السلام کی نسبت بڑھ گئی۔ یہ وہ آگ ہے جس کی بدولت ہمارے ملک میں آئے دن خون ریز لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور اس کے شراروں نے ہندوستان کے خرمن امن کو جلا کر خاکستر بنارکھا ہے۔ آپ نے حکومت کی جو خدمات انجام دی ہیں۔ حقیقت یہ ہے ان سب کے مقابلہ میں یہ ’’خدمت‘‘ بہت اہم ہے۔

تمام مسلمانوں کی تکفیر

مختلف قوموں کو لڑانے کے علاوہ آپ نے مسلمانوں میں بھی افتراق پیدا کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ آپ نے اعلان کیا کہ جو مسلمان مجھے نہیں مانتا یعنی میری ’’نبوت‘‘

و ’’رسالت‘‘ اور دوسرے دعاوی کا قائل نہیں ہوتا وہ کافر ہے۔ گویا آپ نے بیک جنبش قلم دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے کو ناجائز قرار دیا۔

مسلمانوں کو بائیکاٹ کرنے کی تعلیم

صرف ’’کافر‘‘ کہنے پر ہی کفایت نہیں کی، بلکہ اپنے مریدوں کو یہ بھی تعلیم دی کہ تمام اسلامی فرقوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ جیسا کہ آپ کی کتاب ’’اربعین‘‘ میں ہے کہ: ’’تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلّی ترک کرنا پڑے گا۔‘‘

(اربعین نمبر۳ ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

اسلامی حکومتوں کی بربادی کے خواب

آپ کی خدمات کا سلسلہ یہیں تک ختم نہیں ہوا۔ بلکہ آپ ساری عمر اسلامی حکومتوں کی مذمت کرتے رہے اور ان کی بربادی کے خواب دیکھتے رہے۔ ترکی حکومت ہمیشہ ان کے ’’الہامات‘‘ کا تختۂ مشق بنی رہی۔ افغانستان کو تباہ کرنے کے لئے عبداللطیف جیسے پٹھو تیار کئے تاکہ وہ وہاں شورش وبغاوت پیدا کریں۔ لیکن اس معاملہ میں آپ کو ناکامی نصیب ہوئی۔ تھوڑا زمانہ گزرا کہ خوست میں جو بغاوت رونما ہوئی تھی۔ اخبار بین اور حالات سے باخبر حضرات جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں بھی مرزا قادیانی ہی کی امت کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔ گویا آپ کے پروپیگنڈا کے نتائج کی ہی ایک مثال ہے۔

وفاداری کا صلہ

مشہور تو یہ ہے کہ معشوق بے وفا ہوا کرتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی خوش قسمتی سے ان کا معشوق (انگریز) ان کے حق میں بہت باوفا ثابت ہوا ہے۔ اگر مرزا قادیانی اور ان کی امت انگریز کے استحکام کے لئے بے چین ہیں۔ تو انگریز بھی اسی فکر میں ہے کہ کسی طرح مرزائیت کی بنیادیں مستحکم ہو جائیں:

الفت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

ہر مشکل موقع پر انگریز نے مرائیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کی کوشش کی اور ہر دشوار گزار مرحلہ پر ہی سفید فام معشوق کام آیا۔ حتیٰ کہ حکومت مرزائیوں کو مذہبی تبلیغ میں بھی مدد دیتی ہے۔ اس کا اعتراف خود قادیان کے موجودہ خلیفہ کو بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

’’گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں...... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔‘‘

(برکات خلافت ص ۶۵، انوار العلوم ج۲ ص ۲۰۴)

گورنمنٹ نہ صرف مرزائیوں کو مذہبی تبلیغ کے لئے مدد دیتی ہے، بلکہ اگر لوگ اس تبلیغ کو ناپسند کریں تو گورنمنٹ ایسے لوگوں کو ملک بدر کرنے پر بھی آمادہ ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مرزائیت کے خلاف کام شروع کرے اور مرزائی اس پر قاتلانہ حملہ بھی کریں تو اس کو کسی قسم کی امداد دینے کی بجائے مرزائیوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اس کے ثبوت میں صرف دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

مالابار میں مرزائیت کی جبری اشاعت

۱۹۱۵ء میں مالابار میں جب مرزائی فتنہ بپا ہوا اور ان لوگوں کے عقائد کی بناء پر علماء کرام نے تکفیر کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے تمام مسلمانوں نے مرزائیوں کا بائیکاٹ کیا اور ان کا ناطقہ بند کردیا۔ اس پر مرزائی جماعت نے حکومت سے امداد طلب کی۔ چنانچہ وہاں کے ڈپٹی کمشنر نے جو حکم دیا وہ خلیفہ قادیان مرزامحمود کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

’’اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں۔ ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کردیا جائے گا۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۶، انوار العلوم ج۳ ص۱۵۳)

کارکنان ’’مباہلہ‘‘ کی مظلومیت

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ کارکنان مباہلہ نے مرزائیت سے تائب ہونے کے بعد جب قادیان ہی میں رہ کر مرزائیت کی حقیقت کو بے نقاب کرنا شروع کیا اور اس ’’جرم‘‘ کی پاداش میں ان پر مرزائیوں نے قاتلانہ حملے کئے اور ان کا مکان جلادیا تو کارکنان ’’مباہلہ‘‘ نے پولیس سے حفاظت کی درخواست کی۔ لیکن جیسے کہ ان کا بیان ہے۔ ذمہ دار پولیس افسروں نے ان کی حفاظت کرنے سے صاف انکار کردیا (اس الزام کی اشاعت کے باوجود متعلقہ حکام پولیس نے اب تک تردید نہیں کی) اگر کارکنان ’’مباہلہ‘‘ کو قادیان میں رہ کر کام کرنے کا موقع ملتا تو یقیناً مرزائیوں کی ایک بڑی جماعت ان کے ہم خیال ہوکر حلقہ بگوش

اسلام ہوتی۔ یہی وہ خطرہ تھا جس کے پیش نظر کارکنان مباہلہ پر ظلم وستم کئے گئے اور آخران کو قادیان سے مجبور ہوکر بزبان حال یہ کہتے ہوئے نکلنا پڑا کہ:

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد وہ بھی کم بخت تیرے چاہنے والا نکلا

یہ دوواقعات اس امر کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ مرزائیت کی تبلیغ واشاعت کسی کے الطاف خسرواہ کی شرمندۂ احسان ہے۔ وفی ذلک عبرة لاولی الابصار!

سرکاری ملازم مرزائیت کے مبلغ

مرزائی جماعت کے کثیر تعداد افراد سرکاری ملازمتوں اور عہدوں پر فائز ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی کسی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے تو وہ اپنے ماتحت ٹیچروں اور طالب علموں میں اور اگر کوئی کسی دوسرے محکمہ میں کام کرتا ہے تو وہ ماتحت ملازموں میں اپنی افسری کے رعب سے مرزائیت کی تبلیغ کررہا ہے۔ گویا تنخواہ تو سرکار سے لیتے ہیں اور تبلیغ مرزائیت کی کررہے ہیں (ایسی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں) لیکن حکومت ایسے لوگوں سے کوئی باز پرس نہیں کرتی کہ تم کو سرکاری ڈیوٹی کے اوقات میں تبلیغ کا کیا حق حاصل ہے؟ میں کہاں تک واقعات بیان کروں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزائی مذہب کی اشاعت اور اس کی حیات کا راز کسی کی نظر کرم میں مضمر ہے:

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

مرزامحمود اور حالات حاضرہ

حضرات! یہاں تک جو کچھ میں نے عرض کیا یہ مرزائی مشن اور اس کے مقاصد ونتائج کا مختصر مرقع ہے۔ اسی سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی، مرزائی رہ کر کبھی اور کسی حالت میں بھی مسلمانوں کا سچا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے فرزندار جمند اور خلیفہ ثانی مرزامحمود آج کل مسلمانوں کے غم میں دبلے ہورہے ہیں۔ کبھی بنارس اور کانپور کے مظلوم مسلمانوں کی غم خواری میں پوسٹر بازی فرمارہے ہیں اور کبھی مسلمانان کشمیر کی مظلومیت آپ کو مضطرب وبے چین کررہی ہے۔ قادیان سے شملہ اور شملہ سے سیالکوٹ کو پے درپے سفر ہورہے ہیں۔ غریب کا دن اور رات بے چینی میں گزرتا ہے۔

خلیفہ قادیان کے کارنامے

حالانکہ یہ وہی مرزامحمود قادیانی ہیں جو اپنے والد آنجہانی کی طرح تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ ان کے شیر خوار بچوں تک کا جنازہ ناجائز بتاتے ہیں۔ آپ نے سقوط بغداد شریف پر چراغاں کرایا اور گورنمنٹ کو مبارک بادی۔ سمرنا میں جب ترکوں کے بچے بے دردی سے ذبح کئے جارہے تھے اور ہزاروں ترک خاک وخون میں تڑپ رہے تھے۔ اس وقت مرزامحمود کے سرکاری گزٹ ''الفضل'' نے ترکوں کو سور اور بندر قرار دیا۔ مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے باعث جب تمام عالم اسلامی سوگوار تھا۔ اس وقت مرزامحمود نے اعلان کیا کہ:

''گورنمنٹ کی جس قدر بھی فرمان برداری کی جائے، تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنیٹر ہو کر جنگ میں چلا جاتا۔''

(انوار خلافت ص۹۶، انوار العلوم ج۳ ص۱۵۳)

جس شخص کے دل میں سمرنا کے مظالم اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی نے کوئی تڑپ پیدا نہ کی۔ جس نے ترکوں کا گلا کاٹنے کے لئے اپنے مریدوں کو تیار کیا اور اس مقصد کے لئے اپنے والنیٹر بننے کی تمنا کی اور جو تمام مسلمانان عالم کو کافر کہتا ہے وہ آج بنارس، کانپور اور کشمیر کے مسلمانوں کے لئے کیوں پریشان نظر آتا ہے؟

سیاسیات ملکی اور خلیفہ قادیان

اس کے علاوہ مرزامحمود قادیانی آج کل سیاسیات ملکی سے بڑا شغف ظاہر کرتے ہیں۔ کبھی مسلم لیگ میں شرکت ہے تو کبھی آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں۔ حالانکہ ایک دفعہ آپ نے خواجہ کمال الدین کو محض اس وجہ سے ملامت کی تھی کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہوگئے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''خواجہ صاحب باوجود حضرت مسیح موعود (مرزا آنجہانی) کے سخت ناپسند فرمانے کے مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔'' (اخبار الفضل مؤرخہ ۱۷؍فروری ۱۹۱۷ء ص۶ کالم اوّل)

اور آپ اعلان کر چکے ہیں کہ:

’’مسلمانوں کے لئے سیاسیات کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے، جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔‘‘ (برکات خلافت ص۵۹، انوار العلوم ج۲ ص۱۹۹)

اور جو جلی قلم سے لکھ چکے ہیں کہ:

’’ان لوگوں کو جانے دو، جو سیاسیات میں پڑتے ہیں۔‘‘

(برکات خلافت ص۶۹، انوار العلوم ج۲ ص۲۰۷)

وہی شخص آج مسلم لیگ اور دوسری سیاسی مجالس میں شرکت کے لئے شہر شہر کی خاک کیوں چھانتا پھرتا ہے؟ یہ دو سوال ہیں جن کا جواب عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

واجب الاطاعت خلیفہ ہونے کا دعویٰ

آپ سے دمشق میں کسی شخص نے خلافت اسلامی کی نسبت سوال کیا تھا تو آپ نے جواب دیا کہ:

’’میں کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا۔ وہ خلیفۂ اسلامی جس کی اتباع تمام مشرق ومغربی دنیا پر فرض ہے وہ میں ہوں۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز اکتوبر۱۹۲۴ء ص۳۵)

بھلائی کی صرف ایک صورت

پھر آپ نے ایک اعلان کیا۔ جس سے آپ کے اصلی مقاصد کا پتہ ملتا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

’’ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تا ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔‘‘

(تقریر خلیفہ قادیان مؤرخہ ۱۶/اپریل مندرجہ الفضل ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج۱۲ ص۳۷۲)

تبدیلی لباس

واجب الاطاعت خلیفہ بننے اور دنیا پر غالب آنے کے خواب کی تعبیر منقول خیالات واعمال کی موجودگی میں بھلا کیسے پوری ہوسکتی تھی؟ مذہبی مناظروں میں آپ ناکامی ملاحظہ فرما ہی چکے تھے۔ اس لئے تمام حالات کو سامنے رکھ کر آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ لباس

تبدیل کرنا چاہئے۔ چنانچہ مذہبی مناظروں کو بہت حد تک بند کرا دیا اور سیاسی میدان میں تشریف لے آئے۔ مسلمانوں کی ہمدردی کا سوانگ بھر کر براجمان ہوئے تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی نسبت جو نفرت موجود ہے وہ دور ہو کر مرزائیت کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہ رہے اور اس کے بعد واجب الاطاعت خلیفہ ''بننے'' اور ''سب پر غالب آنے'' میں کچھ دیر نہ لگے گی۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی نام نہاد ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' کا وجود ہے۔ جس کے صدر آں جناب خود ہیں اور آپ ہی کے ایک ملازم اس کمیٹی کے سیکرٹری ہیں۔ صدارت کے نام سے ناجائز فائدہ حاصل کیا گیا۔ مرزائیوں کو کشمیری مسلمانوں میں یہ پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل گیا کہ خلیفہ قادیان کو ہندوستان کے سرکردہ مسلمانوں نے اپنا خلیفہ اور امیر تسلیم کر لیا ہے۔ جموں میں بچوں کے جلوس میں ''مرزا بشیرالدین محمود زندہ باد'' کے نعرے لگوائے گئے۔ یہ وہ ناپاک پروپیگنڈا ہے جو ''کشمیر کمیٹی'' کے پردے میں مرزائی امت نے کیا۔ پھر اس امر میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ جن اخبارات واشخاص نے مرزا محمود کی صدارت کو تسلیم کیا۔ انہوں نے قوم وملت سے صریح غداری کی ہے اور وہ ایک بہت بڑے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اتحاد کی رٹ لگانے والوں سے خطاب

ایسے اخبارات واشخاص اپنے اس طرز عمل کے جواب میں ''ضرورت اتحاد'' پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان اللہ کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ اسلام اور قوم کے غداروں سے اتحاد کے کیا معنی؟ جس جماعت کی تاریخ کا ایک ایک ورق غداری مسلم آزاری اور اسلام دشمنی کے واقعات سے سیاہ ہو۔ اس کی منافقانہ اور خود غرضانہ ہمدردی کا مظاہرہ مسلمانوں کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ تاوقتیکہ وہ کھلے الفاظ میں اپنے کفریات اور اعمال سیئہ سے توبہ کا اعلان نہ کرے۔ اگر جنگل کے درندوں اور سانپ کے بچوں سے کسی بہتری کی توقع نہیں ہو سکتی تو یقین رکھو کہ مرزائی جماعت سے بھی اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کی امید رکھنا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔

مسلمانوں کا فرض

اگرچہ آج کل اہل اسلام چاروں طرف سے مصائب کے نرغے میں گھرے ہوئے ہیں اور بے شک ہماری یہ حالت ہے کہ: ''تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم'' لیکن یہ

یاد رکھئے کہ اندرونی دشمن بہ نسبت بیرونی دشمن کے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ دشمن سے لڑائی ہورہی ہواور خود گھر ہی کے آدمی دشمنوں سے ساز باز شروع کردیں تو سب سے پہلے انہیں کی سرکوبی کی جائے گی۔ اسی طرح اگر مرزائی جماعت مسلمانوں کی دشمن ہے اور یقیناً ہے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان سے چشم پوشی نہ کریں اور اس فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کی طرف توجہ فرمائیں۔

تقسیم کار کی ضرورت

میرا یہ مطلب نہیں کہ سارے مسلمان فتنۂ مرزائیت کے انسداد ہی کی طرف متوجہ ہوجائیں۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک باقاعدہ جماعت ایسی قائم کردی جائے۔ جو مرزائی جال کا تاروپود بکھیرنے اوران کے شر سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ہروقت کمر بستہ رہے۔ مرزائیوں کے ہاں سے تنخواہ دار مبلغ، مناظر اور کارکن ہروقت مل سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں ایسا کوئی نظام نہیں۔ اسی کے نہ ہونے کی وجہ سے مرزائیوں کو مسلمانوں کے ایمان اوران کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ ان لوگوں کے زہریلے خیالات وعقائد اور ناپاک کارناموں سے تمام مسلمانوں کو اچھی طرح آگاہ کردیا جائے اور ایسی فضاء پیدا کردی جائے کہ آئندہ کسی اخبار یا شخص کو مرزائیت نوازی اور کفر دوستی کی جرأت نہ ہوسکے۔

خاتمۂ سخن

میں آخر میں پھر ایک مرتبہ اس دینی اجتماع میں آپ کے رونق افروز ہونے پر خوش آمدید عرض کرتا ہوں اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں اور اس سمع خراشی کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عمل اور ہمارے نیک ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العالمین وصلّی اللہ تعالیٰ علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین! محمد بہاء الحق قاسمی صدر مجلس استقبالیہ مباہلہ کانفرنس امرتسر ۱۹/اکتوبر ۱۹۳۱ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دعوت نامہ

عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت

اراکین مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلّیاً ! دارالعلوم دیو بند نے اپنے قیام کے روز اوّل سے امت مسلمہ اور علوم اسلامیہ کی جو گراں قدر اور ہمہ جہت خدمات انجام دی ہیں اور جو احسانات کئے ہیں۔ان سے بلاشبہ پورا عالم اسلام گراں بار ہے۔

دین صحیح کی تشریح واشاعت، صحیح اسلامی فکر کی مسلسل تبلیغ، علوم اسلامیہ کی درس وتدریس کے پہلو بہ پہلو۔ غلط افکار ونظریات کی تردید اور باطل فرقوں کی صورت اختیار کرنے والے اسلام دشمن مورچوں کے خلاف جہاد مسلسل کے جو زرّیں کارنامے دارالعلوم دیو بند کی زیر سرپرستی انجام دیئے گئے۔وہ تاریخ اسلام کا وقیع اور عظیم المرتبت باب ہیں۔

اس سلسلے میں حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ، قطب العالم حضرت گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حکیم الامت حضرت تھانویؒ، امام العصر علامہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے اسماء گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی ذات گرامی اپنی ہمہ جہت خدمات جلیلہ کے ساتھ کسی نہ کسی خرمن باطل کے لئے برق بے اماں ثابت ہوئی ہے۔

تاریخ کی سچی شہادت کی رو سے دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے ادّعاء باطل کا تعاقب سب سے پہلے اسی سرزمین دیو بند سے کیا گیا اور اس وقت کے جماعت دیو بند کے سربراہ حضرت امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ نے اپنے علم کی تمام طاقت اس کے خلاف صرف فرمائی اور اپنے تلامذہ کی پوری فوج کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مامور فرمایا اور دارالعلوم دیو بند کو خداوند، قادر قیوم نے اس معرکہ حق و باطل میں سرخرو اور کامیاب فرمایا۔

مگر اب کچھ دنوں سے اس باطل فرقے کی سرگرمیوں میں تیزی آئی ہے وہ مختلف مقامات پر اپنے مراکز قائم کررہے ہیں۔ کانفرنسیں منعقد کی جارہی ہیں اور اندیشہ ہے کہ باطل کا یہ تازہ حملہ مسلمانوں کے لئے امتحان اور آزمائش کا سبب نہ بن جائے۔

اس لئے دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ نے عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت کے انعقاد کی ضرورت محسوس کی جو ۲۹، ۳۰، ۳۱/ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم دیوبند میں منعقد کیا جارہا ہے۔ جس میں ہندوستان کے طول وعرض سے علماء کرام شرکت فرمائیں گے اور غیر ممالک میں پاکستان، بنگلہ دیش، برطانیہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور دیگر بلاد اسلامیہ سے مندوبین کو شرکت کی دعوت دی جارہی ہے۔ اس موقع پر متعدد علمی مجلسیں ہوں گی اور ایک اجلاس عام منعقد کیا جائے گا۔

امید ہے کہ آنجناب وقت کی اس اہم ضرورت کو محسوس فرماتے ہوئے اس عالمی اجلاس ''تحفظ ختم نبوت'' میں شرکت فرمائیں گے۔

نوٹ:

۱...... مؤرخہ ۲۰/ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔

۲...... مندوبین کے قیام وطعام کا انتظام منجانب دارالعلوم ہوگا۔

۳...... موسم سرما کے آغاز کی رعایت سے سامان ساتھ لائیں

۴...... اپنے ہمراہ دعوت نامہ ضرور لائیں۔

الداعیان:

مرغوب الرحمٰن ...... معراج الحق ...... واراکین مجلس شوریٰ

مہتمم ...... صدرالمدرسین ...... دارالعلوم دیوبند

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله تعالى في القرآن المجيد

ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين

صدق الله العظيم

محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر

ترجمہ: قطب عالم شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ

قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

کتبہ الفقیر نفیس الحسینی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ دار النفائس کریم پارک لاہور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دعوت نامہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس دہلی

اراکین مجلس استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوت نامہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۱۴رجون ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ

بمقام اردو پارک جامع مسجد شاہجہانی دہلی

منجانب
مجلس استقبالیہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی
باسمہٖ تعالیٰ

محترم المقام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ بات یقیناً آپ کے علم ہوگی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ناکام ہوجانے کے بعد برطانوی سامراج نے مسلمانوں کو جبر واستبداد کا نشانہ بنانے کے ساتھ ان میں افتراق اور ارتداد کے بیج بونے کی کوشش بھی کی تھی۔ ایسی ہی ریشہ دوانیوں کے تحت قادیان کے مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا باطل دعویٰ کیا اور ایک جماعت احمدیہ قائم کی۔ شمع رسالت کے پروانوں اور اسلامی حمیت رکھنے والوں نے ارتداد کے اس فتنہ کا سر کچلنے کی زبردست کوشش کی۔ لیکن برطانوی سامراج کی سرپرستی اس سانپ کو دودھ پلاتی رہی اور قادیانیوں نے کھلم کھلا اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

ہر مکتب فکر کے علماء کرام خصوصاً علماء دیوبند نے اس فتنہ کا زبردست تعاقب کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے کافر وزندیق ہونے کا متفقہ فتاویٰ صادر کئے۔

آزاد ہندوستان میں ان کے قدم نہیں جم سکے۔ ملک کے تقسیم ہونے کے بعد انہوں نے اپنا ایک مشن پاکستان ''ربوہ'' میں کھولا۔ لیکن وہاں بھی ہر مکتب فکر کے علماء نے ان کے خلاف زبردست تحریک چلائی۔ آخر کار ۱۹۷۴ء میں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بالآخر ان کو اپنے کردار کے مطابق پناہ انگلینڈ میں ملی اور وہاں سے وہ اپنی تحریک چلا رہے ہیں اور ہندوستان میں بھی بارہ تیرہ سال قبل انہوں نے ہمدرد انسٹی ٹیوٹ تغلق آباد کے قریب اپنا

مرکز قائم کرلیا۔ ڈھکے چھپے مختلف کالونیوں میں وہ مسلمانوں کو اپنے دین سے برگشتہ کر کے ارتداد کے جال میں الجھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ ان کے حوصلے بلند ہوئے اور انہوں نے ۵/اکتوبر ۱۹۹۶ء کو ماؤلنکر ہال نئی دہلی میں دہلی ویوپی کی علاقائی سالانہ کانفرنس کے عنوان سے اجلاس عام منعقد کیا۔ جس میں ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے قادیانیوں نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں مسلمانوں کو بھی عام شرکت کی اجازت دے کر قادیانی افکار اور نظریات کو اختیار کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

ختم نبوت پر ایمان مسلمان کے دین کا جزو ہے اور قادیانی اب جس طرح منظّم طریقے سے کھل کر سامنے آئے ہیں۔ اس سے یہ خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ کہیں وہ سیدھے سادھے دین سے بے خبر مسلمانوں کو کفر وارتداد کے اندھیرے میں نہ دھکیل دیں۔

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے قادیانیوں کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کا عزم مصمّم کرلیا ہے اور ۱۹۸۶ء سے اس فتنہ سے نبرد آزما ہے۔ اس مجلس نے اپنے کام کو ایک ملک گیر تحریک کی شکل دی ہے۔ دہلی کے مسلم عمائدین اور جمعیۃ علماء ہند کی دعوت پر مجلس نے قادیانیوں کی حالیہ ریشہ دوانیوں کا پردہ فاش کرنے کا مسلسل پروگرام بنالیا ہے۔ چنانچہ علماء کرام دہلی کے تمام علاقوں میں جلسے کر کے مسلمانوں کو اس فتنہ سے خبردار کرنے کو مؤثر کوشش کررہے ہیں۔

اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے پیغام کو مسلمانوں کے دل ودماغ پر نقش کرنے کے لئے جامع مسجد شاہجہانی کے سامنے اردو پارک میں ۱۴/جون ۱۹۹۷ء مطابق ۷/صفر ۱۴۱۸ھ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ساڑھے سات بجے پہلی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

اسلام دشمن قادیانی فتنہ کے چیلنج کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانفرنس میں شریک ہوکر اسے کامیاب بنائیں اور حریم ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے کر اپنی دینی وایمانی غیرت کا ثبوت دیں اور اللہ کے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارتوں سے اپنی دنیا وآخرت سنواریں۔

الداعیان:

الحاج بابو دوست محمد قریشی (صدر مجلس استقبالیہ) الحاج عیسیٰ شفیق پیتل والا (خزانچی) حاجی میاں فیاض الدین (جنرل سیکرٹری مجلس استقبالیہ)

نائب صدور: مولانا قاری محمد میاں (امام شاہی عیدگاہ)، الحاج قیام الدین (صدر نواز مارکیٹ ٹریڈرز ایسوسی ایشن)، ڈاکٹر سید فاروق احمد (ڈائریکٹر انٹرنیشنل اسپتال)، مفتی عبدالرحمٰن (مہتمم مدرسہ امینیہ)، الحاج معراج الدین (صدر مینا بازار حتمی ٹریڈرز ایسوسی ایشن)، مولانا شمیم احمد شیخ (شیخ الحدیث مدرسہ حسین بخش) الحاج احمد مصطفیٰ صدیقی راہی (ایڈیٹر ہدی طٰہٰ)، مولانا قاری محمد عمیر قاسمی (شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب)، مولانا مشہود حسن (شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ)، حاجی علی جان (موج پور)، مفتی ظفرالدین (مہتمم مدرسہ باب العلوم جعفرآباد)، مولانا عباس قاسمی (مہتمم مدرسہ فیض العلوم)، حاجی محمد یحییٰ (کورٹ مارکیٹ)، سراج پراچہ (چیئرمین دہلی وقف بورڈ)

معاون جنرل سیکرٹری: حاجی شمیم احمد (سیکرٹری مینا بازار ٹریڈ ایسوسی ایشن)، مولانا نیاز احمد فاروقی (ذاکرنگر)، حافظ صلاح الدین (موج پور)، مولانا ڈاکٹر محمد ہشام صدیقی (پروفیسر جامعہ ہمدرد)، عتیق احمد صدیقی (جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء دہلی)

سیکرٹری: حافظ یامین احمد (مصطفیٰ آباد)، محمد عمر پپی (صدر پولٹری ڈیلر ایسوسی ایشن)، محمد جمیل (صدر اولڈ موٹر پارٹس ڈیلر ایسوسی ایشن)، مولانا محمد سلیمان قاسمی (امام جامع مسجد جامعہ ملیہ)، حاجی سراج احمد (صدر فش مرچنٹس ایسوسی ایشن)، مولانا معین الدین زلفی (امام جامع مسجد بٹلہ ہاؤس)، شیخ علیم الدین اسعدی (بلی ماران)، حاجی اشتیاق (نوئیڈا)، انورعلی دہلوی (جامع مسجد شاہجہانی)، خلیق احمد رحمانی (کشمیری گیٹ)، مولانا اشتیاق احمد قاسمی (امام جامد مسجد ذاکرنگر)

اراکین استقبالیہ: عادل رشید، محمد شکیل، بابو شمس الدین، حاجی محمد الیاس، چودھری محمد قدیر، حاجی نور احمد، محمد تقی، خواجہ محمد نسیم آف حاجی علی جان، حاجی محمد شفیع پیکارڈو واچ، حاجی محمد صالحین اینڈ کمپنی، حاجی ریاض الدین، چوہدری منن خان، حاجی اکرام، حاجی قسیم، ٹھیکیدار محمد جمیل، پردھان انور احمد، چوہدری عبدالسلام، چوہدری منظور حسن، چوہدری صلاح الدین، لیاقت انصاری، مولانا اصطفا انصاری، احمد بھائی، چوہدری محمد صابر، چوہدری آفاق احمد، چوہدری ریاست، محمد نقی ٹاٹ والے، محمد یحییٰ چھابڑا، شفیق احمد انبالہ

والے، حافظ محمد ذکی باڑی، مولانا احمد علی قاسمی، ملاّجی رشید احمد خان، عبدالسمیع، قاری دین محمد، مولانا شہاب الدین، مولانا الیاس قاسمی، مولانا راحیل احمد قاسمی، حافظ ربیع الحسن، اکرم بھائی ہوٹل والے، حاجی ریشم علی، مفتی سلیمان ظفر، ڈاکٹر ارشاد احمد قاسمی، مولانا شرافت علی، قاری ارشاد احمد، مولانا احسان اللہ، ڈاکٹر سید علی، حاجی منگتا، مفتی محمد عرفان احمد قاسمی، ڈاکٹر اشتیاق احمد، حاجی نسیم انصاری، جناب وارث علی ہروالا، نور محمد ایڈووکیٹ، ظفر احمد نمبردار، مولانا سالم احمد، حاجی سراج الدین، الحاجی چوہدری محمد احمد، حاجی نواب الدین، محمد دین، محمد انیس میاں جی سعید، چوہدری محمد صالحین۔

پروگرام: ۱۴؍جون ۱۹۹۷ء ہفتہ بعد نماز مغرب ساڑھے سات بجے تا گیارہ بجے شب

منجانب: مجلس استقبالیہ مجلس تحفظ ختم نبوت بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی۔

باسمہٖ تعالیٰ

۱۴؍جون ۱۹۹۷ء کو جامع مسجد شاہجہانی کے سامنے اردو پارک میں ’’عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ کی قرارداد کا متن

مذہب اسلام کے بنیادی عقائد میں وحدانیت اور رسالت کا اقرار شامل ہے اور عقیدۂ رسالت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا پیغمبر ماننے کے ساتھ ساتھ خاتم النّبیین یعنی سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی بھی مانا جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۴۰ء تا ۱۹۰۸ء) نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر کے حضور ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا انکار کیا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی اور جو مرزا قادیانی کی نبوت کو نہ مانے اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ان وجوہات کی بناء پر اسی وقت سے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے مفتیان وعلماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے مرتد اور زندیق ہونے کے متفقہ فتاویٰ صادر کئے اور سرکاری عدالتوں میں بھی مکمل بحث وتمحیص کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

۱...... لہٰذا یہ عظیم الشان کانفرنس قادیانیوں (نام نہاد احمدیوں) کو آگاہ کرتی ہے کہ

اسلام کے نام سے اپنے مذہب کا پرچار کرنا فوراً بند کریں، تمہارا عقائد کفریہ پر اسلام کا لیبل لگانا ایسی ہی دھوکا بازی ہے جیسے شراب کی بوتل پر زمزم کا لیبل لگا کر شراب کا کاروبار کرنا۔ لہٰذا یہ اسلام کی زبردست توہین ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

۲...... نیز یہ کانفرنس پوری سنجیدگی کے ساتھ حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ قادیانیوں کو مسلم فرقہ سے الگ کر کے غیرمسلم قرار دے اور انہیں مسلمانوں والا کلمۂ طیبہ اور دوسری اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور اپنی عبادت گاہ ہیں مسجد کی شکل بنانے اور ان کو مسجد کا نام دینے سے روکے۔

۳...... یہ کانفرنس مسلمانوں پر واضح کر دینا چاہتی ہے کہ قادیانی لوگ مرتد بلکہ زندیق اور کافر ہیں۔ یعنی کفر پر ایمان واسلام کی ملمع سازی کر کے کفر پھیلانے میں مصروف ہیں۔ لہٰذا قادیانی لوگ خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق ایسے لوگوں سے تعلقات اور دوستی رکھنا ایمان کے خلاف۔ اس لئے ان کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ان کا مکمل سماجی، معاشرتی بائیکاٹ کرنا واجب ہے۔ ان سے سلام وکلام، لین دین اور تعلقات رکھنا، ان کی تقریبات میں شریک ہونا، ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا، ان سے رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کرنا، مسلمانوں کے قبرستان میں ان کے مردوں کو دفن کرنا۔ غرض یہ کہ مسلمانوں جیسا سلوک ان کے لئے روا رکھنا قطعی حرام ہے۔ لہٰذا تمام مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے نام نہاد احمدیوں (یعنی قادیانیوں ولاہوریوں کے بارے میں) شرعی حکم پر عمل پیرا ہو کر ان کا مکمل بائیکاٹ کریں اور اپنی ایمانی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کر کے حضور اقدس ﷺ کی خصوصی توجہات اپنی طرف مبذول کرانے کی سعادت حاصل کریں۔

۴...... یہ کانفرنس تمام مدارس اسلامیہ اور مسلم تنظیموں سے اپیل کرتی ہے کہ قادیانی عبادت گاہوں اور دوسرے تمام مقامات پر جہاں وہ ارتدادی سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں، کڑی نگاہ رکھیں اور ان کی سرگرمیوں کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کریں۔

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

خطبہ استقبالیہ

سہ روزہ تربیتی کیمپ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس ضلع سپول بہار

منعقدہ ۱۹، ۲۰، ۲۱ر نومبر ۲۰۰۸ء
(بدھ، جمعرات، جمعہ)

مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ استقبالیہ

سہ روزہ تربیتی کیمپ و تحفظ ختم نبوت کانفرنس

منعقدہ ۱۹/۲۰/۲۱/نومبر ۲۰۰۸ء (بدھ، جمعرات، جمعہ)

زیر نگرانی: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیو بند

زیر اہتمام: شعبۂ تحفظ ختم نبوت جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ

از

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی بانی و مہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ مقام و پوسٹ مدھوبنی وایا پرتاب گنج ۸۵۲۱۲۵ ضلع سپول بہار

www.jamiatulqasim.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ استقبالیہ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

برادران اسلام، مہمانان کرام، سامعین عظام!

سب سے پہلے ہم جملہ اراکین، ذمہ داران، اساتذہ اور طلبائے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ اپنے تمام مہمانان کرام اور علماء اسلام کا پرخلوص استقبال کرتے ہیں اور اپنے تمام مہمانوں وسامعین کے بے حد ممنون ومشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری دعوت پر یہاں آنے کی زحمت اٹھائی۔ سیلاب کی قہر سامانیوں نے اس علاقے کے سبھی راستوں کو تہس نہس کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں پہنچنا کافی دشوار ہوگیا ہے۔ پھر بھی محض ناموس رسالت اور دینی فکرمندی کے تحت علماء اسلام کا اتنا بڑا قافلہ یہاں موجود ہے۔ یہ ہمارے لئے نہ صرف مسرت کی بات ہے، بلکہ قابل فخر وسعادت بھی ہے۔

سامعین کرام! دریائے دجلہ کے کنارے اسلام کی سربلندی کے لئے امت اسلامیہ کا ایک پاکباز قافلہ جب خیمہ زن ہوا تھا تو سپہ سالاران اسلام کے پاس نہ دنیاوی وسائل تھے اور نہ جدید ٹیکنالوجی سے وہ لیس تھے۔ البتہ ان کے پاس مستحکم عقیدہ کی دولت تھی اوران کی رگوں میں ایمانی قوت کا پرجوش خون ٹھاٹھیں ماررہا تھا۔ چنانچہ تاریخ نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ بے سروسامان وہ قافلہ راہ حق میں بلا کچھ سوچے سمجھے نکل پڑا اور کامیابی ان کے قدم چومتی چلی گئی۔ آج جو قافلہ دریائے کوسی کو عبور کر کے یہاں پہنچا ہے۔ اس کے پاس بھی ایمانی حرارت ہے اورعزیمت کی دولت سے وہ مالا مال ہے۔ ان شاءاللہ اس قافلہ کو بھی کامیابی نصیب ہوگی۔

حضرات علماء کرام! جس مقام پر آپ حضرات تشریف فرما ہیں وہ کوسی کمشنری کا ایک نہایت پسماندہ گاؤں ہے۔ اس کے پیچھے تاریخی بیراج ہے جو چھپن (۵۶) دروازوں پر مشتمل ہے۔ جس کی تعمیر سابق وزیراعظم ہند آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو اور ویرو کرم شاہ مہندر سابق شاہ نیپال کے دور حکومت میں ہوئی تھی۔ اس علاقے میں ہندوستان کی تاریخی ندی کوسی بڑے آب وتاب کے ساتھ جاری رہتی ہے۔ یہ ندی کہیں بہار لاتی ہے تو کہیں تباہی مچاتی ہے۔ بالخصوص جولائی/اگست میں یہ ندی اپنے شباب پر رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے

مکانات اور فصلیں زیر آب ہو جاتی ہیں اور ہر سال یہاں کے مزدوروں اور کسانوں کو طرح طرح کے مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ چونکہ اس علاقے کے نوّے فیصد لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ اس لئے سیلاب ان کے لئے ہر برس قہر بن جاتا ہے اور شاید اس علاقے میں غربت کی ایک بڑی وجہ سیلاب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہماری ان آسمانی آفات وآلام سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

حضرات! یہاں دو کمشنریاں ہیں، کوسی کمشنری اور پورینہ کمشنری، دونوں کمشنریاں سات اضلاع پر محیط ہیں۔ ان دونوں کمشنریوں کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ شمال میں نیپال کی لمبی سرحد ہے۔ شمال مشرق میں ہندوستان کی سات ریاستوں سمیت اروناچل پردیش کا وہ علاقہ بھی ہے جس پر چین ہمیشہ اپنا دبدبہ قائم کر کے ہندوستان کی مشکلیں بڑھاتا رہتا ہے۔ جب کہ مشرق میں مغربی بنگال کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش کی کھلی سرحد ہے۔ یوں سمجھا جائے کہ یہ علاقہ نیپال، چین اور بنگلہ دیش کے ہندوستان میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ چنانچہ جب جب ہندو چین کے آسمانوں میں جنگ کے بادل منڈلاتے ہیں تو یہاں کے لوگ سراسیمگی کی کیفیت سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب جب موقع آیا ہے یہاں کے لوگوں نے ہندوستان افواج کی دل کھول کر مدد کی ہے اور حب الوطنی سے سرشار ہو کر ان کا جوش وحوصلہ بڑھایا ہے۔

محترم دوستو! اسلام کے اصول واساس کے انکار کرنے والے اور ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے یقینی طور پر اسلام سے خارج اور لائق رد ہیں۔ عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی چونکہ نہ صرف محمد ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اسلام کے بہت سے اصولوں کے منکر ومنحرف ہیں۔ اس لئے ان کا اسلام سے کوئی لینا دینا نہیں۔ تاہم قادیانیوں نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ پر شب خون مارنے کی ایک ہمہ گیر اور منظّم مہم چلا رکھی ہے۔ جس سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھنا علماء امت کی اوّلین ذمہ داری ہے۔

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں قادیانیوں کی شرانگیز مہم جاری ہے اور ان کے مبلغین، اسلام کے نام پر بھولے بھالے مسلمانوں کو کفر وضلالت کی راہ پر لے جارہے ہیں۔ ضلع سپول سمیت شمالی بہار کے بعض علاقوں اور نیپال کی ترائی میں قادیانیوں نے کذب وافتراء اور مال وزر کی بدولت رسوخ حاصل کر لیا ہے اور ڈھائی برس قبل جب شریف عالم نامی شخص سپول کے ضلع مجسٹریٹ کی حیثیت سے تعینات ہوا جو بہار، جھارکھنڈ اور نیپال کے

قادیانیوں کا امیر ہے تو اس علاقہ میں قادیانی فتنہ کو مزید قوت حاصل ہوئی اور مذکورہ ڈی ایم نے اپنے عہدہ کا غیر آئینی استعمال کرتے ہوئے قادیانی مبلغ کے طور پر مہم چلائی اور بہت سے مفلوک الحال، مسائل ومشکلات سے پریشان اور ناخواندہ مسلمان اس کے دام میں آ گئے۔ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے اساتذہ اور مخلصین کے تعاون سے ہم نے جب قادیانیوں کے خلاف مہم چلائی تو ہمیں طرح طرح کی دھمکیاں بھی دی گئیں اور کئی لوگوں کو نقصانات بھی اٹھانے پڑے۔ یہاں تک کہ جامعۃ القاسم کے خلاف بھی طرح طرح کے شکوک وشبہات کی باتیں پھیلائی گئیں۔

الحمدللہ! ہم ثابت قدمی کے ساتھ قادیانیوں کی شرانگیزیوں کے خلاف جدوجہد کرتے رہے۔ گرچہ عوامی، سیاسی اور صحافتی سطح پر جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول کی سرکردگی میں چلائی گئی مہم اور زبردست جدوجہد کی بناء پر اس کا تبادلہ ہوگیا ہے۔ لیکن علاقے میں قادیانیت کے جراثیم گاؤں گاؤں تک پھیل چکے ہیں۔ اس کے سدباب کے لئے قدم اٹھانا ضروری تھا۔ چنانچہ احقر نے ہندوستان بھر کے تقریباً دوسو ممتاز علماء کو خطوط تحریر کئے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن، دارالعلوم دیوبند وقف کے مہتمم حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی، امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین مدظلہ، مظاہر علوم کے ناظم حضرت مولانا سلمان مظاہری، مظاہر علوم وقف کے ناظم مولانا محمد سعیدی اور درجنوں دیگر اکابر علماء اور امارت شرعیہ، جمعیۃ علماء ہند، جماعت اسلامی ہند ودیگر تنظیموں نے بھی خطوط کا جواب دے کر فکرمندی کا اظہار کیا اور ہماری کوششوں کو سراہا نیز یہ یقین دہانی کرائی کہ تحفظ ختم نبوت مہم میں ان کا بھرپور تعاون ملے گا۔

چنانچہ جب اس سلسلے میں احقر نے اپنے چند احباب کو لے کر دارالعلوم دیوبند کا سفر کیا اور وہاں ذمہ داران سے ملاقات کی اور راست طور پر انہیں صورت حال سے واقف کرایا تو کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری اور نائب ناظم حضرت مولانا محمد شاہ عالم گورکھپوری صاحب نے مسئلہ کی نزاکت کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے۔ ہمیں گراں قدر مشورے دیئے اور اپنے تجربات ہمارے سامنے پیش کئے۔ تاکہ قادیانیوں کی شرانگیزیوں کے خلاف عملی اقدامات کئے جاسکیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی طے پایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی نگرانی اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ

سپول کے زیر اہتمام علماء کا ایک تربیتی کیمپ اور اجلاس عام منعقد کیا جائے۔ کئی میٹنگوں کے بعد تربیتی کیمپ کا نقشہ کار مرتب ہوا اور اسی فیصلہ کی روشنی میں آج ہم اور آپ یہاں جمع ہیں۔ اس علاقہ میں کچھ دنوں سے قادیانی مبلغین کا دور دورہ ہے، جہاں سے ان کا انخلاء نہایت ہی ضروری ہے۔ تاکہ مسلمانوں کی ایمان وایقان کی حفاظت کی جاسکے۔

بزرگو اور دوستو! یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ریاست بہار ہمیشہ سے زرخیز رہی ہے، علماء، صلحا، اتقیاء، غوث وقطب اور دانشوران قوم وملت یہاں بڑی تعداد میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے زندگی کے ہر شعبے میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ بے مثال خدمات جلیلہ کے باوجود انہیں نام ونمود اور شہرت سے وحشت رہی اور گمنامی ہی کو پسند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء بہار میں اکثر کے حالات مدوّن نہیں اور نہ ہی بعد کے دنوں میں ان کے حالات کی ترتیب وتدوین کا کوئی اہتمام کیا گیا۔ گویا بہار کے اہل علم وفن ایک گم نام گلاب کے باغیچے کی طرح رہے اور عالمی سطح پر اس باغیچے کی خوشبو پھیلتی رہی اور عوام وخواص معطر ہوتے رہے۔ علمی، تحقیقی، تربیتی، تصنیفی، اصلاحی، تبلیغی، تحریکی کاموں میں علماء بہار کا اہم حصہ رہا ہے۔ امام منطق وفلسفہ صاحب سلم العلوم حضرت علامہ محبّ اللہ بہاری، شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ، صاحب عون المعبود شیخ شمس الحق عظیم آبادیؒ، اسلامی معاشرے کی تشکیل کے نقیب اور بانی امارت شرعیہ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ اور مجاہد آزادی حضرت سید شاہ محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ کا کردار ہمارے دل ودماغ کو جھنجھوڑتا رہا ہے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ اور حضرت مولانا عبدالصمد رحمانیؒ کے نقوش جمیل سے ایک جہان مستفید ہوا ہے۔ ادیب شہیر علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا مناظر احسن گیلانی اور مولانا عبداللہ عباس ندویؒ کی علمی، تحقیقی وتصنیفی کارناموں کو کسی طرح نہیں بھلایا جاسکتا۔ اسی طرح لاتعداد علماء دین متین اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔ جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ انہی شخصیات میں سے حضرت اقدس مولانا بشارت کریم صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالرؤف داناپوریؒ، مولانا ولایت علیؒ اور مولانا یحییٰ علی عظیم آبادیؒ، شاہ ولی اللہ تحریک کے علم بردار بن کر سامنے آئے اور سب سے اخیر میں علم وادب اور فقہ وشریعت کے رمز شناس حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، شاہ ولی اللہ تحریک کے میر کارواں کی حیثیت سے عالم اسلام میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ایسے ہی علماء ومفکرین نے علم وتحقیق کی بزم میں

چار چاند لگائے اور دعوت وتبلیغ واصلاح امت کو اپنا فریضہ جان کر زبردست محنت کی۔ صوبہ بہار کی دو عظیم شخصیتوں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری اور حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ اس خطہ میں کبھی دینی مزاج وماحول کے لئے سرگرداں رہے تو کبھی رسوم وبدعات کے خاتمہ کے لئے گاؤں گاؤں کی خاک چھانتے رہے اور کبھی قادیانیت سمیت دیگر فرقۂ باطلہ کی سرکوبی کے لئے مدارس ومکاتب کے قیام کی تحریک شروع کی۔ اسی سلسلۃ الذہب کی سنہری کڑی کے طور پر ''**جامعة القاسم دار العلوم الاسلامیه**'' بھی ہے جو انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں شروع ہوا۔ لیکن اس وقت دس ایکڑ وسیع وعریض اراضی پر پھیلا ہوا یہ ادارہ سینکڑوں کی تعداد میں تشنگان علوم نبوت اور ۴/درجن سے زائد اساتذہ وملازمین کا حسین سنگم آپ کی نگاہوں کے سامنے دینی وتعلیمی خدمات انجام دینے میں مصروف ہے۔

بزرگان محترم! جامعۃ القاسم ابھی قادیانی مشن کے خلاف علماء حق کا قافلہ لے کر گاؤں گاؤں کا دورہ کر ہی رہا تھا اور اس کے سدباب کے لئے مختلف سطح پر کوشش کر ہی رہا تھا کہ اس علاقے میں باندھ ٹوٹ جانے اور کوسی ندی کا رخ مڑ جانے کی وجہ سے یہاں طلاطم خیز سیلاب نے قہر برپا کر دیا۔ یہ ایسا سیلاب تھا تاریخ میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔

آپ حضرات کے علم میں بھی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ یہ بات آئی ہوگی کہ شمالی بہار میں سیلاب سے جو تباہی وبربادی ہوئی ہے۔ اس کا خاص مرکز ضلع سپول کے ہی دیہی علاقے اور مدھے پورہ، پورینہ اور ارریہ ہیں۔ واضح ہو کہ سیلاب کی قہر سامانی کا شکار جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ راست طور پر ہوا۔ اس علاقہ کی سینکڑوں غریب بستیاں اس طوفانی سیلاب میں بہہ چکی ہیں۔ جس کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کوسی ندی کا جو پشتہ ٹوٹا ہے اور جس نے یہ تباہی مچائی ہے وہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سے محض ۳۰ کلومیٹر دوری کے فاصلہ پر ہے۔ اس پشتہ کے ٹوٹنے سے تقریباً ۲۲۰ کلومیٹر کا علاقہ اس طرح پانی کی زد میں آیا کہ کچے مکانات بالکل بہہ گئے یا منہدم ہوگئے۔ لوگوں کو اتنا وقت نہیں ملا کہ وہ اپنے غلے، جانور وغیرہ نکال کر محفوظ مقام پر رکھ سکیں۔ اس طوفان بلاخیز میں یا تو لوگوں نے اونچی سڑکوں پر پناہ لی یا پھر پختہ مکانات کی چھتوں پر۔ ارریہ، سپول، پرتاب گنج، نرپت گنج، سہرسہ، مدھے پورہ، کٹیہار، کھگڑیا کے تقریباً ۹۰۰۰ گاؤں بالکل تباہ ہو چکے ہیں۔ یہ اعداد وشمار اور ذرائع ابلاغ کے مطابق اس سیلاب سے تقریباً ۱۲ اضلاع کے ڈیڑھ کروڑ لوگ متاثر ہوئے۔ جن

میں ۴۰ لاکھ لوگ بے گھر ہوئے۔ انسانی لاشیں بہتی ہوئی دکھائی دیتی رہیں۔ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کی چھتوں پر تقریباً ۱۰ ہزار افراد نے اوّلاً پناہ لی۔ لیکن جب چاروں طرف سے سیلاب نے گھیر لیا تو انہیں بوٹ اور کشتی سے محفوظ مقامات پر لے جایا گیا۔

جامعۃ القاسم کے احاطہ میں چار فٹ سے زیادہ پانی تھا اور دارالاقامہ کے ساتھ جامعہ کی دیگر عمارتوں مثلاً لائبریری میں پانی گھس گیا، چونکہ طلبا کی چھٹی ہوچکی تھی۔ اس لئے جانی اتلاف تو نہیں ہوا۔ البتہ جامعہ کے گودام میں رکھے ہوئے غلوں کو نہیں نکالا جاسکا اور پانی کی وجہ سے سب تباہ وبرباد ہوگیا۔ ہزاروں کتابیں پانی میں خراب ہوگئیں۔ صورت حال اس قدر خراب ہوگئی کہ علاقہ خالی ہوگیا، دکانیں بند، شہر تک آنے جانے کے ذرائع نہیں، ان حالات میں جامعہ کے اراکین نے ۲ عدد موٹر بوٹ کا نظم کیا۔ جس کا یومیہ کرایہ بھی ادا کرنا پڑا۔ اس کے علاوہ مصیبت کی اس گھڑی میں جامعہ کی ریلیف ٹیم نے علاقے میں ہنگامی طور پر پریشان اور بھوکے پیاسے لوگوں کو صرف انسانیت کی بنیاد پر کھانے کے پیکٹ تقسیم کئے۔ چاول، چوڑا، موڑھی، بچوں کے لئے دودھ کے پیکٹ، موم بتی، ماچس اور سینکڑوں پلاسٹک کے ترپال تقسیم کئے گئے۔

سیلاب کی تباہی نے علاقے میں بھوک مری کی کیفیت پیدا کردی تھی۔ لیکن الحمدللہ ہندوستان بھر کی مختلف تنظیموں اور حکومت کی ریلیف وباز آبادکاری نے لوگوں کو بڑا حوصلہ دیا۔ ایسے وقت کا فائدہ اٹھا کر قادیانیوں نے بہت سے لوگوں کو ریلیف کے نام پر دام فریب میں لانا چاہا۔ جب ہمیں اس کی اطلاع ہوئی تو ہم نے ایک بار پھر اس کی جانب توجہ دی اور گاؤں گاؤں بیداری کا کام کیا اور یہ تربیتی کیمپ بھی اسی سلسلے کی امتیازی کڑی ہے۔

حضرات سامعین! اس تاریخی موقع پر آپ تمام حضرات کی حاضری کو میں اپنے لئے سعادت کی بات سمجھتا ہوں اور سبھوں کا بے حد ممنون ومشکور ہوں۔ ایسے حالات میں جب کہ محض تین کلومیٹر کے فاصلے کو طے کرنے میں تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جانا پڑ رہا ہے۔ آپ حضرات نے پریشانیاں جھیل کر یہاں تک کا سفر کیا۔ اس کا بہترین بدلہ اللہ ہی دینے والا ہے۔ تاہم ہماری میزبانی میں اگر کوتاہی رہی ہو تو معاف فرمائیں گے۔ اس موقعہ پر اکابر علماء نے جو رہنمائی کی ہے۔ اس کی روشنی میں آپ سب یہ عہد کریں کہ ہم دین وشریعت کے تحفظ کے لئے ہمہ دم سرگرم ومستعد رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صاعقہ ربانی

بر

نشان قادیانی

شیخ فرید الحسن حنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

معزز ناظرین! جب رسالہ فیصلہ آسمانی جو مرزا غلام احمد متوفی قادیانی کے بارہ میں ایک قطعی فیصلہ ہے شائع ہوکر مقبول خاص وعام ہوا تو ایک سچے مسلمان نے اس خیال سے کہ مرزائی جماعت اس رسالہ کو بغور دیکھے اس مضمون کا اشتہار دیا کہ جو صاحب اس رسالہ کا جواب دیں گے۔ ان کو مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا اور اس میں چار شرطیں لگائیں وہ اشتہار عام طور پر شائع ہورہا ہے۔ آپ حضرات ان شرطوں کو اس میں دیکھ لیں۔ مرزائیوں پر اس رسالہ کا جواب دینا تو مشکل تھا ہی، ان شرائط نے اور بھی مشکل تر کردیا۔ اس لئے مرزائی جماعت نے اپنی جان چھڑانے اور اپنا عجز چھپانے کی غرض سے ایک اشتہار بعنوان ''نشان آسمانی'' شائع کیا ہے۔ اس اشتہار میں جن بدتہذیبوں اور دروغ گوئیوں سے کام لیا ہے۔ ان کی نسبت اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ یہ مرزا قادیانی متوفی کے اخلاق تعلیم کا نمونہ ہے **الولد سر لابیہ** ایک مشہور مقولہ ہے:

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

مرزائی مشتہر نے انعامی اشتہار کا جواب دینا چاہا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہ اس کام میں محض ناکام رہا۔ ناظرین دونوں اشتہاروں کو سامنے رکھ کر اس بات پر غور کریں کہ اس نے انعامی اشتہار کی کن کن باتوں کا جواب دیا اور فضول اور بےکار باتوں سے اپنے اشتہار کو بھر دیا ہے۔ اصل باتوں کی طرف رخ تک نہیں کیا۔ بحیثیت مجیب ہونے کے اس کا فرض تھا کہ جو اعتراضات انعامی اشتہار میں ہیں۔ ان کا جواب مفصلاً نہیں، مختصراً ہی سہی اپنے اشتہار میں دیتا۔ سچ ہے:

ہر ہوسنا کے نداند جام وسندان باختن

اس نے علامہ مؤلف فیصلہ آسمانی پر الزام لگایا ہے کہ:

۱...... مؤلف نے کثرت کے ساتھ دانستہ بہتان باندھا ہے۔

۲...... قریب کو عمل میں لایا ہے۔

۳...... بدلگاموں کی طرح بدزبانی کی ہے۔

۴...... متکبرانہ طور سے علمیت کا دعویٰ کیا ہے۔

مگران باتوں میں سے کسی ایک بات کو بھی مؤلف علامہ کے کلام سے ثابت نہیں کیا۔ بلکہ اس کے طرز عمل سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے اشتہار میں انہی باتوں پر عمل کررہا ہے۔ علاوہ اس کے میں یہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی متوفی نے بڑی مشاقی کے بعد ان چاروں صفتوں میں اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل کیا تھا۔ جن حضرات نے ان کی تالیفات کو دیکھا ہے وہ ہمارے اس بیان کی ضرور تصدیق کریں گے۔ اگر مشتہر مؤلف علامہ کے کلام سے ان باتون کو ثابت کرتا تو میں اسی اشتہار میں مرزا قادیانی ہی کے کلام سے ان کا مذکورہ بالا صفات میں لاثانی ہونا ثابت کردیتا۔

ایک ہزار کے انعامی اشتہار دینے پر اگر کوئی شخص ہزاری مل کہلا سکتا ہے تو مرزا قادیانی ہزاری مل، دس ہزاری مل بلکہ خدا جانے کتنے مل کہلانے کے مستحق ہیں۔ دیکھو ان کے اشتہارات اور رسالے۔ یہ بات غلط اور محض غلط ہے کہ مرزائیوں کے خلاف میں جو اشتہار یا رسالہ لکھا جاتا ہے وہ ان سے مخفی رکھا جاتا ہے اور اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ مرزائیوں تک نہیں پہنچے اور شہروں کے علاوہ مسلمانان مونگیر واطراف مونگیر اس بات کی پوری تصدیق کرسکتے ہیں کہ ماہ دسمبر ۱۹۱۱ء سے اس وقت تک جتنے اشتہارات اور رسالے مرزائی مشن کے سربستہ رازوں کے افشا کے لئے لکھے گئے کس دلیری اور دریا دلی سے شائع کئے گئے ہیں۔

۱...... مرزا صاحب کا آخری فیصلہ اور اس کا نتیجہ

۲...... بےنکاحی آسمانی منکوحہ

۳...... دعاء مرزا

۴...... مسیح قادیانی کا فیصلہ

۵...... مرزائیوں کا شرائط مناظرہ کی پابندی سے انکار

۶...... آئینہ قادیانی

۷...... اظہار حق

۸...... اہل حق کو بشارت

۹...... مباہلہ کے متعدد اشتہارات

۱۰...... مباہلہ کے بارہ میں ایک پمفلٹ

یہ سب اشتہارات اور رسالے عام طور سے مفت تقسیم کئے گئے ہیں۔ بلکہ بنارس، شاہجہانپور، لکھنؤ، امرتسر، قادیان، دہلی، پشاور، شملہ، حیدرآباد وغیرہ دور دراز شہروں تک مفت بھیجے گئے اور اس وقت تک بھیجے جارہے ہیں۔ اگر مشتہر میں کچھ بھی ایمان داری ہے تو حلفیہ بیان کرے کہ مذکورہ بالا اشتہارات اور رسالے اس کو اور اس کے ہم مشربوں کو مفت نہیں ملے ہیں۔ رسالہ فیصلہ آسمانی خلیفہ جی نورالدین اور مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری اور مولوی قاسم علی دہلوی کے پاس مفت بھیجا گیا ہے۔ بعض کی رسید موجود ہے۔ مشتہر اور محمد سعید مختار کو بھی مفت دیا گیا ہے۔

ناظرین! حکیم محمد یعسوب صاحب اور منشی سراج الدین صاحب مہندلپوری سے دریافت کرلیں۔ یہ عادت بھی مرزا قادیانی ہی کی تھی کہ اپنے مخالف مشاہیر علماء ومشائخ کے اسمائے گرامی اپنی کتابوں میں لکھ کر ان کو مخاطب بنائیں۔ مگر سب کے پاس کتاب نہیں بھیجیں۔ دیکھو انجام آتھم میں جناب مولوی شاہ بدرالدین صاحب سجادہ نشین پھلواری کا نام ہے اور اربعین میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب عم فیضہ' سابق ناظم ندوۃ العلماء کا اسم گرامی ہے۔ مگر ان دونوں بزرگوں کا بیان ہے کہ مرزا قادیانی نے کتاب نہیں بھیجی۔ فیصلہ آسمانی میں کوئی نیا علمی اعتراض ہے یا نہیں۔ اس بات کو بے چارہ مشتہر کیا سمجھے جس کا علمی مبلغ یہ ہو کہ معقولی بحث کے مقابلہ میں نامعقول باتیں تجویز کرے۔ سچ ہے:

وہ لوگ نکتہ موزوں کی قدر کیا جانیں جو مبتداء و خبر کی خبر نہیں رکھتے

اس رسالہ کی قدر ان حضرات سے پوچھنا چاہئے جو جامع معقول ومنقول ہوں:

قدر گوہر شہ بداند یا بداند جوہری

افسوس ہے کہ بے چارہ مشتہر، فیصلہ آسمانی کو کچھ سمجھ نہیں سکا۔ ورنہ اس کو معلوم ہوجاتا کہ اس میں کیسے کیسے اعتراضات ہیں اور جن جوابوں پر اس کی جماعت کو ناز ہے۔ ہر ایک کی کیسی قلعی کھولی گئی ہے۔ اگر مشتہر کا یہ قول صحیح ہے کہ فیصلہ آسمانی میں کوئی نیا اعتراض نہیں ہے بلکہ وہی اعتراضات ہیں جو اگلے معترضین کر چکے ہیں اور ان کا سینکڑوں بار جواب دیا جاچکا ہے تو پھر مرزائیوں کے لئے ایک ہزار روپیہ کا انعام حاصل کر لینا محض آسان ہے انہیں جوابات کو جمع کر کے پیش کر دیں اور حسب شرائط انعام لے لیں۔ مگر مجیب پر لازم ہے کہ ہر اعتراض اور جواب کے متعلق یہ بھی ظاہر کرے کہ اعتراض فلاں کتاب میں ہے اور جواب فلاں کتاب میں اور دیکھنا چاہئے کون ذی علم مرزائی اس کام کی ہمت کرتا ہے اور اپنی قابلیت کا جوہر دکھاتا ہے۔ پورے رسالہ کے جواب میں تردید ہوگی۔ سردست کوئی مرزائی ایسے ایک اعتراض کا جواب دے دے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جس کو سچا ملہم مان چکے ہیں اس کے الہاموں میں سے ایک کو مانیں اور دوسرے کو نہیں۔ مثیل مسیح یا مسیح موعود ہونے کے الہام پر ایمان لائیں اور نکاح آسمانی اور احمد بیگ کے داماد کی موت والے الہام پر جس کے نہ ہونے پر ملہم باقرار خود کاذب اور ہر ایک بد سے بدتر کہلانے کا مستحق ٹھہرتا ہے ایمان نہ لائیں۔ اگر ملہم کی غلطی اور نافہمی کا احتمال ہے تو دونوں الہام برابر ہیں اور اگر خدا کے غنا اور قدرت محولہ جس کے رو سے بقول مرزائیاں خداتعالیٰ خلاف وعدگی کرتا ہے۔ (نعوذ باللہ منہ) کا خیال ہے تو دونوں الہاموں میں یکساں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے آخری فیصلہ اور بلعم باعور کے قصہ پر کافی غور کرنے سے اوّل الہام میں یہ خیال قوی ہوجاتا ہے۔ فتدبر!

اپنے خصم پر بلا وعدہ انعام بعض نیک طبع مرزائی جنہوں نے فیصلہ آسمانی کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے کے نام و پتہ بتانے کی فرمائش کرنا اور خود اس غیر مرزائی (جس نے بقول مرزائیاں رسالہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے) کے نام بتانے پر انعام مانگنا قسمۃٌ ضیزیٰ نہیں تو کیا ہے:

آنچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسندا

شرائط اربعہ میں سے صرف چوتھی شرط کو تسلیم کرنا اور بقیہ کو لغو قرار دینا محض مرزائی سنت کی پیروی ہے اور کچھ نہیں۔ مرزا صاحب متوفی کی یہ عادت تھی کہ مناظرہ میں مباہلہ میں خود جس قدر شرطیں چاہیں لگائیں۔ مگر فریق کی شرطیں نہ مانیں۔ وہی وتیرہ مرزائیوں نے اختیار کیا ہے۔ ابھی ابھی مناظرہ لودھیانہ میں منشی قاسم علی صاحب دہلوی نے بمقابلہ مولوی ثناء اللہ صاحب سولہ شرطیں پیش کیں۔ مولوی صاحب نے اکثر شرطوں کو بلاترمیم تسلیم کرلیا۔ صرف بعض شرط میں ترمیم چاہی۔ مگر منشی جی نے ایک نہ سنی اور اس ترمیم کو غلط قرار دیا۔

دیکھو (الحق) ان شرائط میں سے بعض کی لغویت تو اسی سے ظاہر ہے کہ خود مرزائی ثالث نے اس کی پابندی نہیں کی۔ دیکھو رسالہ (فاتح قادیان) شرائط مندرجہ انعامی اشتہار محض ضروری اور لازمی ہیں۔ عدم قبول پر مرزائی ہی اصول کے رو سے مرزائیوں کا فرار اور جواب رسالہ سے ان کا عجز سمجھا جائے گا۔

تعجب بالائے تعجب ہے کہ انعامی اشتہار میں رسالہ کی اصل باتوں کی پوری تشریح موجود ہے۔ جہاں سے تشریح شروع ہوئی ہے۔ وہاں پر خط بھی کھینچ دیا گیا ہے۔ باوجود اس کے مرزائی مشتہر لکھتا ہے کہ: ''آپ کو لازم تھا کہ فیصلہ آسمانی کی اصل باتوں کی تشریح پہلے شائع کرتے پھر انعامی اشتہار دیتے'' اور آگے چل کر یہ لکھتا ہے: ''مہربانی فرما کر پندرہ روز کے اندر رسالہ مذکورہ کے اصل باتوں کی تشریح مطبوعہ شائع کریں۔''

پیارے ناظرین! آپ سنی مسلمان ہوں یا کرشن پنتھی مرزائی، ہندو ہوں یا عیسائی ذرا اس بات پر غور کریں کہ مشتہر کی یہ چالاکی ہے یا بے باکی؟ تجاہل عارفانہ ہے یا تغافل کورانہ؟ ذرا کوئی مشتہر صاحب سے یہ تو پوچھے کہ آپ نے انعامی اشتہار کا مطلب سمجھا بھی ہے یا نہیں۔ اگر سمجھا ہے تو یہ بتائیے کہ اشتہار مذکور میں دسویں سطر سے آخر تک کے مضامین کیا ہیں؟ اور اگر نہیں سمجھا ہے تو پہلے اشتہار مذکور کسی اردو دان سے سبقاً پڑھ لیتے۔ تب جواب شائع کرتے۔ بلا سمجھے بوجھے جواب کے لئے قلم اٹھانا اپنی جہالت اور سفاہت ثابت کرنا ہے۔ شرم! شرم! شرم!

تیسری شرط کے مطلب سمجھنے میں بھی مشتہر نے اپنی نادانی کا کافی ثبوت دیا ہے۔ مختصر ریمارک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مختصر جواب الجواب لکھیں گے تاکہ حکم تینوں تحریروں (۱) فیصلہ آسمانی (۲) جواب مرزائی (۳) ریمارک (از مؤلف) کو دیکھ کر فیصلہ کریں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مؤلف علامہ، مرزائی جواب پر تقریظ لکھیں گے تاکہ مجیب کو مؤقف علامہ کی خوشامد کرنا پڑے۔

ہر ایک دانا اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جب انعامی اشتہار کے مشتہر نے اپنا نام اور پورا پتہ لکھ دیا ہے تو مرزائی مجیب کو اپنے جواب ریمارک لکھانے کے لئے مؤلف علامہ کی جستجو کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجیب مشتہر کے پاس جواب بھیج دے۔ مشتہر مؤلف سے یہ ریمارک لکھ دے گا۔ مشتہر نے حضرت مؤلف علامہ کی شان میں جس طرح گستاخانہ ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی جماعت کی یہ خواہش ہے کہ ان کے گڑے مردے اکھاڑے جائیں اور قادیانی کرشن جی کے حلیہ لطیف (زردروئی وغیرہ) اور بیکنٹھ شریف (بہشتی مقبرہ) پر روشنی ڈالی جائے۔ بہت خوب میں ان کی خواہش پوری کرنے کے لئے تیار ہوں:

ذرا سنبھل کے قدم رکھنا دشت خار میں مجنوں ۔۔۔ کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

’’یمحوا اللّٰہ مایشاء ویثبت (الرعد:۳۹)‘‘اور’’یصبکم بعض الذی یعدکم (غافر:۲۸)‘‘ سے آسمانی نکاح کے مٹ جانے پر استدلال کرنا اور’’ولا تحسبن[۱] اللّٰہ مخلف وعدہٖ رسلہ (ابراہیم:۴۷)‘‘اور’’ان[۲] اللّٰہ لا یخلف المیعاد (آل عمران:۹)‘‘وغیرہ آیات بینات پر نظر نہیں کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مشرک اپنی مغفرت پر’’یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء (الفتح:۱۴)‘‘ سے استدلال کرے اور’’ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ (النساء:۴۸)‘‘کو نظر انداز کردے۔

۱؎ کوئی ایسا گمان نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مرسلوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے یعنی ایسا نہیں ہوسکتا۔
۲؎ اس میں شبہ نہیں کہ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

آیت کریمہ:''**ولو تقول علینا بعض الاقاویل** (الحاقہ:۴۴)'' کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ کاذب مدعی الہام کو تیئس برس کی مہلت نہیں ملتی ہے۔ کسی مرزائی کو اگر قرآن دانی کا دعویٰ ہے تو اس آیت سے تیئس برس کی تعیین ثابت کردے۔ عبارۃ النص سے ہو، دلالۃ النص سے یا اشارۃ النص سے ہو خواہ اقتضاء النص سے اگر کسی طریق سے بھی ثابت کردے تو مبلغ پچیس روپیہ ہم سے انعام لے۔ مذکورہ بالا آیتوں میں سے بعض آیت کی فیصلہ آسمانی میں اور بعض کی اس کے تتمہ میں صحیح صحیح طور سے تفسیر کردی گئی ہے اور یہ دکھلایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی عمربھر ان آیتوں کے مطلب سمجھنے میں غیرت ناک ٹھوکریں کھاتے رہے ہیں اور مرزائی جماعت اس وقت تک کھا رہی ہے۔ مگر جو لوگ''**ختم اللہ علیٰ قلوبھم** (البقرۃ:۷)''''**ویعمی ویصم**'' کے زیر اثر آچکے ہیں۔ وہ ان صحیح تفسیروں کو کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔ تمام اہل حق کا یہ سچا اور پکا عقیدہ ہے''**یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیرا** (البقرۃ:۲۶) **ومن یضلل اللہ** (الاعراف:۸۶) **فلا ھادی لہ** اور **واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم** (البقرۃ:۲۱۳)'' یہ تین آیتیں ہیں، قرآن مجید کی جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ ہدایت اور گمراہی اللہ ہی کے اختیار میں ہے، جسے چاہتا ہے وہ ہدایت کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔

معزز ناظرین! غور سے کہ خلیل قادیانی اپنے اشتہار میں بجز لفاظی اور بیہودہ سرائی کے اصل اشتہار کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ ہم نے اس اشتہار میں ان کے آسمانی نشان کا پورا جواب دیا ہے۔ یہ تینوں اشتہاروں کو سامنے رکھ کر ملاحظہ کیا جائے۔

خاکسار: شیخ فرید الحسن حنفی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی، مہولی، مونگیر

۱۹/جولائی ۱۹۱۲ء

○ ...... ○ ...... ○

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

نمک سلیمانی

بر

زخم قادیانی

مولانا عبدالرحمٰن قادری عظیم آبادی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظم خلائق پسند جس کو شکست لدھیانہ کے وقت جھوٹی فتح روحانی کے اشتہارات نے بزبان حال مدعا علیہ خلائق میں مشہور کیا:

خلیفہ جی کا کیا بگڑا چنیں کر کے چناں کر کے
جو کچھ بگڑا مرا بگڑا عدو کو شاداں کر کے

زبان پر گو نہیں پر دل میں ہے اس کا قلق مجھ کو
پچھاڑا شیر امرتسر نے آخر نیم جاں کر کے

اسی خاطر تو بحث عالماں سے بھاگتے ہم تھے
کہ نیچا دیکھنا ہوگا مجھے اک دن زیاں کر کے

گرہ سے تین سو کھوئے خلائق میں ہوئے رسوا
کیا اپنا زیاں نصرت نصیب دشمناں کر کے

مسیحا نے نہ لی کچھ بھی خبر بیمار کی اپنے
سسکتا رہ گیا بستر پہ وہ فغاں کر کے

مری محرومی قسمت پر فاتح کو نہ ترس آیا
نکالا مجھ کو لدھیانہ سے بھی بے خانماں کر کے

حضرات ناظرین! ’’**القاسم محروم**‘‘ ایک قدیم مقولہ زبان زدعام ہے باعتبار معنی اس کے اس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اس واقعہ کے متعلق جس کا ذکر نیچے کیا جاتا ہے۔ اس جملہ کو قدرتی طور پر اتفاقاً ایک عجیب وغریب خصوصیت حاصل ہوگئی ہے۔ جس کو یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گویا منشی قاسم علی قادیانی کی شکست لدھیانہ کے لئے یہ جملہ لفظی اور معنوی دونوں طرح سے قدرت نے موضوع کر رکھا تھا۔ اب مشیئت نے اس کا ظہور کر دکھایا۔ اس پر طرّہ یہ نکلا کہ الہامی طور پر اسی جملہ سے مادہ تاریخ بھی ۱۳۱۸ھ فصلی بلاکم وکاست اس عظیم شکست کی ان کی یوں نکلتی ہے کہ ’’**القاسم محروم**‘‘ کے اعداد اصلی بحساب ابجد ۵۲۶ ہوئے۔ اس کو اڑھائی گونہ ضرب بقاعدہ جفر صغیر دیجئے تو حاصل ضرب ۱۳۱۵ ہوا اور اس پر (تین سو روپیہ تاوان وصول شدہ کا) ۳ عدد اصلی اضافہ کیجئے تو پوری تاریخ ۱۳۱۸ فصلی کی نکل آئی۔ مرزا قادیانی آنجہانی کے تو اس قسم کے بہت سے الہامات اور نشانات دنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ یہ چودھویں صدی کا تاریخی الہام دلچسپی کے اعتبار سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔ جہاں ان کے الہاموں کا ذخیرہ ہو اس کو بھی ضرور ٹانک لیجئے۔ لطف سے خالی نہ ہوگا جوڑ توڑ۔

مختصر واقعہ لدھیانہ اسی قدر ہے کہ منشی قاسم علی مرزائی احمدی ایڈیٹر الحق سیالکوٹی ثم الدہلوی جن کی نسبت گذشتہ سال میں حین مناظرہ مقام مونگیر کے دار الخلافہ قادیانی سے چنیں چناں بہت لمبے چوڑے القاب یعنی خالد، صف شکن وغیرہ وغیرہ کے لقب سے مشہور کئے گئے تھے۔ مگر انجام کار برعکس ’’نہند نام زنگی کافور‘‘ مونگیر کے مناظرہ سے بھی بمقابلہ مولانا محمد

ابراہیم صاحب سیالکوٹی ومولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی پانچ ہزار کے مجمع سے کافور ہوگئے تھے۔ پھرامسال یکم/مارچ ۱۹۱۲ء میں خدا جانے خلیفہ صاحب کے اکسانے سے یا خود بخود بمقام لدھیانہ بمقابلہ شیر پنجاب عالی جناب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی بساط سے باہر آمادہ پیکار ہوکر بہ تجویز ثالثی بہ سرپنچی جناب سردار بچن صاحب بی۔اے پلیڈر امرتسر، یہ روز بد دیکھنا پڑا کہ اپنے دعوے میں محروم القسمت وناکام ہوئے اور ازروئے فیصلہ مذکورہ ان پر تین سوروپیہ کی ڈگری ہوئی اور مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی کو وہ تین سوروپیہ منشی قاسم علی صاحب مدعا علیہ سے جو امانت رکھوائے گئے تھے وصول کرادیئے گئے۔ مختصر تو یہی ہے۔ اگر پوری تفصیل دیکھنا ہو تو آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر رسالہ ’’فاتح قادیان‘‘ امرتسر سے منگوا لیجئے۔ مفت ہدیہ ناظرین ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ وغیرہ تصانیف مرزا قادیانی کی طرح کوئی قسم کا پیشگی ٹکٹ اور ڈونیشن وغیرہ اس پر نہیں ہے۔ اس قسم کی زرکشی بقول شخصے ’’چندیں شکل برائے (اکل) مرزا قادیانی کے ہی لوگوں کو سازگار رہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد اس شعر کا ہدف تیر ملامت کون ہو:

لقمۂ چرب شد گلو گیرش زانکہ بسیار مال مردم خورد

اس شکست عظیم کا لب لباب عنوان کے نیچے چھ شعروں میں بزبان حال مدعا علیہ ادا کیا گیا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اس تحریر کی بنیاد فقد دو لطیفوں پر ہے۔ جس کو آپ لوگ چاہے الہامی سمجھیں یا انتقال ذہن۔ یعنی جب میں نے رسالہ فاتح قادیان بلاتعصب بالاستیعاب دیکھنا شروع کیا اور مضمون رسالہ بتمامہ ختم کر چکا تو خود بخود میرے دل میں بطور القاء کے ان دونوں لطیفوں کے خیالی تصور کا خاکہ پیش نظر ہوگیا۔ جس کو میں کاغذی لباس پہنا کر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

لطیفہ اوّل: رسالہ فاتح قادیان کے مدعا علیہ یعنی منشی قاسم علی صاحب موصوف کے نام کے ساتھ بعد شکست لدھیانہ ’’القاسم محروم‘‘ کا قدرتی سجع اس قدر موزوں ہوگیا ہے جو غالباً منشی صاحب کو بھی دل میں اس جملہ کی کھٹک بے چین کرتی ہوگی۔ خدا جانے یہ کس صاحب کا مکاشفہ کا قول ہزاروں برس پہلے سے مشہور ہو چکا ہے جس کو حسب عقائد منشی صاحب اگر مرزا صاحب کی پیشین گوئی سے موازنہ کیا جائے تو اسی جملہ کو لفظاً ومعناً وتاریخاً ترجیح دینی پڑے گی۔ طرفہ تر یہ ہے کہ اس جملہ کی قدرتی موزونیت ان کے نام کے ساتھ اس واقعہ کے بعد

ایسی بے تکلف چسپاں ہوگئی ہے کہ ہزار اسپرٹ سے، تیزاب سے دھوئی جائے، مگر الگ نہیں ہوسکتی۔ بلکہ مجھ کو اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید کہیں ایسا بڑا اثر (خدانخواستہ) پیدا کرے کہ ان کے نام کی چڑ ہو جائے۔ پھر تو جب کبھی کوئی کسی مجلس میں ان کے حاضری میں یہ جملہ اتفاقاً بھی نیک نیتی سے مثال کے طور پر زبان سے نکالے تو خواہ مخواہ وہ یہی سمجھیں گے کہ میری ایذاء رسانی کے لئے یہ آوازہ کسا گیا ہے۔ اس لئے میں منشی صاحب ہی سے اس بدگمانی سے بچنے کی کوئی تدبیر پوچھتا ہوں۔ خفا ہونے کی بات نہیں۔ مہربانی فرما کر اپنے کسی پرچہ میں وہ تدبیر بتاویں اور مرہون منت فرمائیں۔ یہ بھی اجازت ہے کہ ’’البدر اور الحکم‘‘ سے بھی اس میں اعانت لیں۔

لطیفہ دوم: باب لد والی حدیث اہل علم میں مشہور ہے چونکہ حدیث طویل ہے اس لئے اس کے نقل کی چنداں حاجت نہیں۔ ماحصل مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ باب لد میں دجال قتل ہوگا۔ جس کی طرف خود مرزا قادیانی نے اپنی تصنیف (الہدیٰ ص۹۲، خزائن ج۱۸ ص۳۴۱) میں جب کہ لدھیانہ کے چندلوگوں کو اپنے دام میں لا کر بیعت لی تھی یہ پھڑکتا ہوا جملہ زیب زبان فرما کر عرفان وحقائق کے گلے پر کند چھری پھیری تھی کہ لد سے مراد مخبر صادق ﷺ کا لدھیانہ تھا بطور اشارہ کے لدھیانہ کا مخفف لد فرمایا۔ کیوں نہ ہو عرفان اور علم حقائق کا انکشاف بھلا ایسا بھی تو ہو! خیر یہ تو مرزا قادیانی کی تحقیق لد کے متعلق تھی مگر قتل دجال کا واقعہ ادھورا رہ گیا تھا کیونکہ کسی کی بیعت سے قتل دجال کو کچھ بھی مماثلت یا مناسبت عقلاء کے نزدیک ہرگز ہو نہیں سکتے۔ مگر اب البتہ اس شکست لدھیانہ کے واقعہ نے مرزا قادیانی کے انکشاف کو پورا کر دکھایا کہ ہمارے شیر امرتسر نے مرزائی دجل کو بتجویز ثالثی شکست فاش دے کر پاش پاش کر دیا اور منشی صاحب موصوف کو تین سو روپے تاوان گرہ سے کھولنے پڑے۔ اب مرزا قادیانی ہی کے انکشاف کے موافق (چاہے جیسا بھی ہو) عام طور سے بلحاظ دلچسپی کے لد والا اشارہ ماننے کے قابل ہوگیا ہے۔ ابھی اس پر بات کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے اعتبار سے مرزا قادیانی کی تحقیق مذکورہ بالا کو مان لینے میں مجھ کو بھی کوئی عذر نہیں۔ بشرطیکہ منشی صاحب اس شکست فاش کو اپنی زبان سے تسلیم کرلیں اور مستری اللہ بخش صاحب سے فتح روحانی کے رد میں شکست روحانی کا اعلان کرادیں۔ والسلام علی من اتبع الهدیٰ!

الراقم ایک سچا بہی خواہ مسلمانان

ابوالمجد محمد عبدالرحمٰن قادری مجددی عظیم آبادی مقیم مونگیر

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائیوں پر منظوری مباہلہ کا اثر

جوہر علی صندل پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانو! خاکسار نے اپنے یقین قلبی اور جوش ایمانی سے قادیانیوں کے مقابلہ میں مباہلہ کا اعلان دیا تھا۔ اس سے مقصود صرف اپنی قوت ایمانی کا اظہار ہی نہ تھا بلکہ بہت سے مسلمانوں کی خیرخواہی مدنظر تھی تاکہ خوب ظاہر ہو جائے کہ گروہ حقہ اہل سنت ایسا برحق اور پرزور ہے کہ اس میں مجھ ایسے ضعیف ایسی قوت ایمانی رکھتے ہیں کہ بڑے بڑے گمراہوں سے مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اس خدائے کریم قادر توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میری خالص نیت کا نتیجہ بہت ہی جلد اس نے دکھلا دیا۔ **الحمد للہ ثم الحمد للہ!**

اس کی شرح یہ ہے کہ میرے اشتہار کے پندرہ روز کے بعد وزارت حسین اور منشی قاسم علی دہلوی مرزائی نے ایک اعلان شائع کیا۔ جس میں بعض شرائط کے ساتھ مباہلہ کی منظوری تھی۔ میں نے ۲؍جون ۱۹۱۱ء کو اس کا جواب شائع کردیا تھا جس کے جواب میں صدائے برنخاست کا مضمون اس وقت تک ہے مگر اس وقت مجھے یہ ظاہر کرنا ہے کہ اب تک قادنیوں کو مباہلہ کے میدان میں آنے کی نوبت نہیں آئی ہے۔ بعض نے صرف اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا اس پر اس قدر طعن[1] اور نفرین کی بوچھاڑ ان پر پڑی اور پڑ رہی ہے اور ہر طرف سے رسوائی ان کی اس قدر ہو رہی ہے کہ خدا کی پناہ (العیاذ باللہ) جس کا معائنہ مسلمانان مونگیر و بھاگل پور نے کیا اور کر رہے ہیں۔ بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اس پر متنبہ نہیں ہوتے۔ وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہہ رہے ہیں اور جو بات ہزاروں آدمیوں کے روبرو ہوئی ہے اس کے خلاف محض جھوٹ اپنے اشتہاروں میں شائع کر رہے ہیں۔

مسلمانو! کیا یہ تھوڑی شرم کی بات ہے کہ دو دن قبل جن کو ہمارے بھائی اپنا دوست عزیز پیارا سمجھ رہے تھے۔ آج وہی ان کی صورت سے بیزار ہیں۔ انہیں اپنی جماعت اور سلسلہ اخوت سے الگ سمجھ کر ان پر چہار طرف سے نفرین کر رہے ہیں۔ یہ نوبت ہے کہ جو

[1] اگرچہ یہ حالت ان کی بظاہر اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ مونگیری مناظرہ سے وہ بھاگے مگر یہ سمجھنا چاہئے کہ منظوری مباہلہ کا اثر اس صورت میں ظاہر ہے۔

قادیانی ضرورتاً افیون یا اس کے کسی جزو کے عادی تھے ان کو مونگیر میں یہ ادنیٰ چیزیں بھی میسر نہیں آتیں۔ پھر اور چیزوں کا کیا ذکر ہے۔ لطف یہ ہے کہ مونگیر سے بھاگل پور تک ہمارے بھائی مسلمان غیرت کی نگاہ سے دیکھیں کہ بلا شبہ وگمان اور بغیر کسی کے ارادہ اور تحریک کے کیسی نفرین پر نفرین ان پر ہو رہی ہے۔ اس کو بھی آپ جان لیں کہ خداتعالیٰ کے قہر کی صورتیں مختلف طور سے اس عالم میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یکبارگی مخلوق خدا کو ان سے اس قدر نفرت ہو جانا ضرور خدا کی طرف سے ہے۔ دلوں کو اس قدر پھیر دینا اسی مقلب القلوب کا کام ہے۔ اس لئے یہ حالت ضرور خداتعالیٰ کی قہاری ہے کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ اب اگر شیطانی دھوکہ سے مباہلہ کے میدان میں کوئی آ گیا اس وقت خدائے قہار کا غضب اس پر کیا ہوگا ہم نہیں کہہ سکتے۔ البتہ اتنا ضرور کہیں گے کہ جس قدر رسوائی انہیں دنیاوی مناظرہ میں ہوئی ہے۔ اس سے ہزاروں حصہ زیادہ قیامت کے میدان میں ہوگی۔ مگر یہ عاجز پیشین گوئی کرتا ہے کہ مباہلہ کے میدان میں وہ نہ آئیں گے کیونکہ ان کے نبی کبھی نہیں آئے باوجود ایسے عظیم الشان دعویٰ کے پھر امت کی کیا ہستی ہے۔ البتہ عوام کے بہکانے کو کاغذی گھوڑے دوڑائیں گے۔ مگر ہم بھی تابخانہ بایدرسانید پر عمل کرنے کو موجود ہیں۔

المشتہر: میر جوہر علی صندل پوری ۱۰ر جون ۱۹۱۱ء

○ …… ○ …… ○

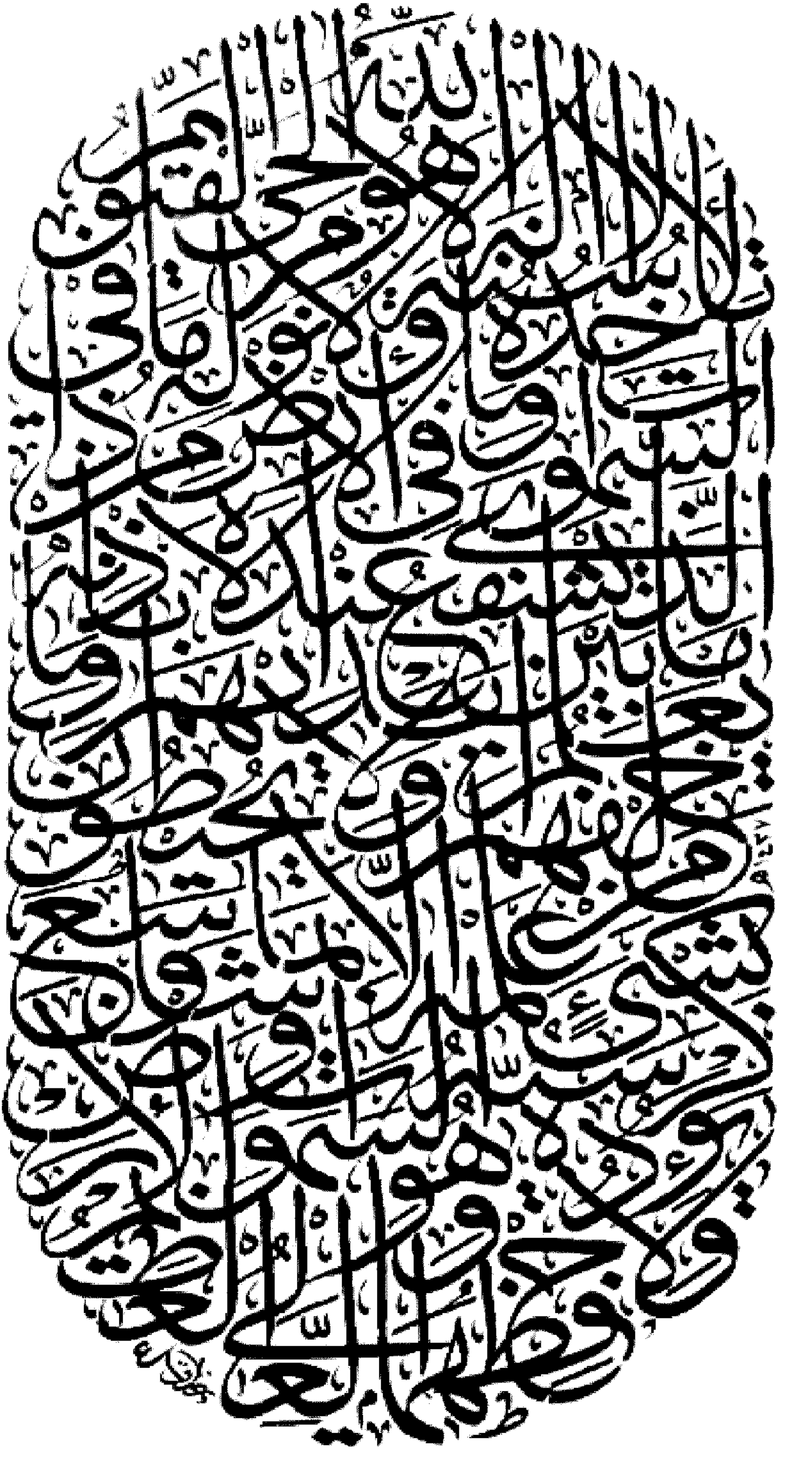
الله لا إله إلا هو الحي القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الأرض من ذا الذي يشفع عنده إلا بإذنه يعلم ما بين أيديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشيء من علمه إلا بما شاء وسع كرسيه السموات والأرض ولا يؤوده حفظهما وهو العلي العظيم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

القول فصیح

تحقیق

المہدی والمسیح

مولانا محمد اسحاق امرتسری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہٗ!

امابعد! خدائے قدوس وحدہ لاشریک کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے اپنے خاص نبی کی امت میں پیدا کیا میرے جسم کے تمام بال زبان بن جائیں اور میں تمام عمر سجدے میں پڑا رہوں تو پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا جو اس نے مجھے عطاء کئے ہیں، شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دین اسلام کا مبلغ بنایا سب سے پہلے میں نے قرآن پڑھنے والے بچوں کی آسانی کے واسطے ایک قاعدہ عنوان ''تدریس الفرقان'' تالیف کیا۔

اس کے بعد میں نے قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کیا رب کعبہ کے فضل سے میں نے مرزائیت کی تردید میں رسالہ ''حالات مرزا'' تالیف کیا جس کو عوام اور علمائے کرام نے بہت پسند کیا اور اس پر بڑے بڑے ریویو لکھے جس سے آج امت مرحومہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ باوجود قیمت زیادہ ہونے کے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہورہا ہے۔ اس کے بعد دو چھوٹے رسالے لکھے۔

آج خدا کے فضل سے یہ چوتھا رسالہ لکھ رہا ہوں۔ میں نے اس رسالہ کا نام ''القول فصیح تحقیق المہدی و مسیح'' تصور کیا ہے گو اس سے پیشتر علماء کرام نے حیات المسیح پر کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً مولانا ابراہیم صاحب (سیالکوٹی) نے ''شہادۃ القرآن'' قاضی سلمان منصورپوری نے ''تائیدالاسلام اور غایت المرام'' الغرض دیگر علماء نے بھی حیات المسیح پر قلم اٹھائی، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ مگر میرے خیال میں ان کتابوں سے صرف مولوی صاحبان ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے اور قادیانیوں کا قدیمی دستور العمل بھی ہے کہ جب بھی مناظرہ تبلیغ وغیرہ کے لئے نکلتے ہیں تو سب سے پہلے مسئلہ حیات المسیح کو چھیڑ کر عوام میں بدامنی پھیلا دیتے ہیں۔ عوام جو اپنے مذہب سے ناواقف ہوتے ہیں خصوصاً انگریزی خواں طبقہ انکا شکار ہو جاتا ہے۔ اس خیال کو مدنظر رکھ کر میں نے یہ رسالہ شروع کیا ہے، جس میں سب سے پیشتر قرآن کریم وحدیث نبوی ﷺ بعد میں اقوال بزرگان دین مفسرین وغیرہ سے

حیات المسیح کا ثبوت نہایت عجیب پیرایہ میں دیا گیا ہے اور آخر میں امام المہدی کا بھی مناسب حال درج کیا گیا ہے۔ تاکہ عوام سمجھ سکیں کہ امام مہدی اور مسیح ایک ہی نہیں، بلکہ دو عظیم الشان ہستیاں ہیں اور مرزائیوں کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔

بالآخر اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوں کہ وہ اپنی نصرت میرے شامل حال رکھے اور ہم سب مسلمانوں کو اس فتنۂ عظیم سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱...... یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو مار ڈالا، مگر قرآن کریم نے ان کے باطل دعویٰ کی اس طرح تردید کی فرمایا کہ ’’**وبکفرهم وقولهم علیٰ مریم بهتاناً عظیماً** (النساء:۱۵۶)‘‘ یعنی ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر ان کے بڑا بھاری بہتان تراشنے کی وجہ سے۔ ’’**وقولهم انّا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول الله** (النساء:۱۵۷)‘‘ اوران کے اس کہنے کی وجہ سے کہ تحقیق ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کو جو رسول اللہ کا ہے۔

آگے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ’’**وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم** (النساء:۱۵۷)‘‘ یعنی انہوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا۔ لیکن یہودیوں کو اشتباہ ہوگیا۔ ’’**وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه**‘‘ اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال پر ہیں۔ ’’**مالهم به من علم الا اتّباع الظن. وما قتلوه یقیناً** (النساء:۱۵۷)‘‘ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں مگر وہ اطاعت کرتے ہیں وہم کی اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ ’’**بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزاً حکیماً** (النساء:۱۵۸)‘‘ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

’’**وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته** (النساء:۱۵۹)‘‘ اور تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لاویں گے ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ان کا گواہ ہوگا۔

شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ اس آیت کے آگے یوں تفسیر لکھتے ہیں:

فائدہ: یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں چوتھے آسمان پر جب یہودیوں میں دجال پیدا ہوگا۔ تب اس جہاں میں آکر اسے ماریں گے اور یہود ونصاریٰ سب آپ پر ایمان لاویں گے کہ موئے نہ تھے زندہ تھے۔ (موضح القرآن ص۹۴ مطبوعہ کانپور)

حدیث نبوی درباره حیات المسیح

۱…… ''عن حذیفة بن اسید ؓ الغفاری قال اطّلع النّبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قالو نذکرالساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر اٰیات فذکر الدخان والدجال والدّآبة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ بن مریم ویاجوج وماجوج وثلٰثة خسوف خسف بجزیرة العرب واخر ذالک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشر. وفی روایة نآر تخرج من قصر عدن تسوق الناس الی المحشر وفی روایة فی العاشرة وریح تلقی الناس فی البحر'' (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف باب العلامات)

یعنی حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہم پر حضرت رسول خدا ﷺ نے جھانکا اس حال میں کہ ہم قیامت کا ذکر کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا باتیں کرتے ہو؟ صحابہ کبارؓ نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ تم اس سے پیشتر دس نشانیاں دیکھو گے۔ پس آپ نے نشانیوں کا ذکر فرمایا:

(۱) دجال کا نکلنا۔ (۲) دابۃ الارض کا نکلنا۔ (۳) اور مغرب کی طرف سے سورج کا نکلنا۔ (۴) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا۔ (۵) یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ (۶) تین خسفوں کا ہونا۔ (۷) ایک خسف مشرق میں۔ (۸) ایک خسف مغرب میں، (۹) ایک عرب میں اور وہ نشانی کہ سب کے بعد ہوگی۔ (۱۰) ایک آگ ہوگی جو عدن کے پرلے کنارے سے نکلے گی اور لوگوں زمین حشر کی طرف ہانکے گی۔

۲…… ''عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً مقسطاً فیکسر الصلیب ویقتل

الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لا یقبلهٔ احد حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا ومافیها ثم یقول ابوهریرة فاقرؤا ان شئتم ''وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته...... الخ!''

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے۔ عنقریب تم لوگوں میں ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور وہ ایک باانصاف حاکم ہوں گے صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور مال لبالب پھرے گا، کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر چیز سے کہ دنیا میں ہے۔ پھر کہتے تھے ابوہریرہؓ پس اگر شک وتردد رکھتے ہو اس پر پڑھو اگر چاہو۔ یہ آیت ''الا لیؤمنن به...... الخ!'' (بخاری)

۳...... ''عن عبدالله بن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنة ثمّ یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبروّاحد بین ابی بکر وعمر. رواه ابن الجوزی فی کتاب الوفاء''

ترجمہ: روایت ہے کہ عبداللہ بیٹے حضرت عمرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول خداﷺ نے اتریں گے عیسیٰ ابن مریم طرف زمین کے پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جاوے گی اولاد ان سے اور ٹھہریں گے زمین میں پینتالیس (۴۵) برس۔ پھر مریں گے عیسیٰ علیہ السلام پر دفن کئے جائیں گے نزدیک میرے بیچ قبر میری کے درمیان ابی بکرؓ اور عمرؓ کے۔ روایت کی یہ امام ابن جوزی نے کتاب وفاء میں۔ (مشکوٰۃ)

۴...... ''عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرهم تعال. صلّ لنا. فیقول: لا انّ بعضکم علی بعض امرآء تکرمة الله هٰذه الامة''

ترجمہ: روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہا اس نے فرمایا رسول خداﷺ نے ہمیشہ رہے گی ایک جماعت میری امت میں سے کہ لڑے گی حق پر درحالیکہ غالب ہوں گے،

قیامت تک فرمایا رسول خدا ﷺ نے پس اتریں گے عیسیٰ ابن مریم کہے گا امیر امت کا: آؤ نماز پڑھاؤ ہم کو۔ پس کہیں گے عیسیٰ علیہ السلام اس امیر سے کہ نہیں امامت کرتا میں تحقیق بعضے تم میں سے بعضوں پر امیر اور امام ہیں۔ بسبب بزرگ رکھنے خدا تعالیٰ کے اس امت کو۔

(رواہ مسلم)

۵...... ''وعن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لینزلنّ ابن مریم حكماً عادلاً فليكسرنّ الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية وليتركن القلاص فلا يسعى عليها ولتذهبن الشحنآء والتباغض والتحاسد وليدعون الى المال فلايقبله احد'' (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے خدا کی قسم البتہ اتریں گے عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مائی مریم صدیقہ کے اس حال میں کہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑ یں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور رکھ دیں گے جزیہ اہل ذمہ سے اور چھوڑی جاویں گی اونٹیاں جوان۔ پس نہیں کی جاوے گی سواری ان پر اور البتہ جاتا رہے گا لوگوں میں کینہ اور بغض اور حسد اور البتہ بلاویں گے عیسیٰ علیہ السلام کو طرف قبول کرنے مال کے، پس کوئی نہیں قبول کرے گا، مال کو۔ (مشکوۃ باب نزول عیسیٰ)

۶...... ''عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم'' ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا، جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ (بخاری)

۷...... ''حدثنا عبدالله حدثنى الى ثنا سلمان بن داؤد قال ثنا حرب بن شداد عن يحىٰ بن ابى كثير قال حدثنى الحضرمى بن لاحق ان ذكوان ابا صالح اخبره ان عائشةؓ اخبرته قالت دخل علىّ رسول الله ﷺ واناابكى فقال لى مايبكيك قلت يا رسول الله ﷺ ذكرت الدجال فبكيت فقال رسول الله ﷺ ان يخرج الدجال وانا حىّ كفيتكموه وان يخرج الدجال بعدى فان ربكم عزوجل ليس باعور انه يخرج فى يهودية اصبهان حتى

یاتی المدینة ینزل ناحیتها ولها یومئذٍ سبعة ابواب علیٰ کل نقب منها ملکان فیخرج الیه شرار اهلها حتی الشام مدینة بفلسطین بباب لد قال ابوداؤد مرة حتی یاتی بفلسطین باب لد فینزل عیسیٰ علیہ السلام فیقتله ثم یمکث عیسیٰ علیہ السلام فی الارض اربعین سنةً امام عدلاً وحکماً مقسطاً ''

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اس حال میں کہ میں رو رہی تھی۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کس چیز نے تجھے رلایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے دجال کا ذکر سنا۔ پس میں رو پڑی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دجال نے میری زندگی میں خروج کیا تو میں تمہاری طرف سے اس کو کافی ہوں گا اور اگر اس نے خروج کیا میرے بعد تو جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں۔ دجال شہر اصفہان کے یہود سے خروج کرے گا۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کی طرف آئے گا اور اس کے قریب کسی جگہ ٹھہرے گا۔ اس روز مدینہ شریف کے سات دروازے ہوں گے اور ہر راستے پر دو فرشتے ہوں گے۔ پس دجال کی طرف شریر لوگ نکلیں گے۔ یہاں تک کہ دجّال ملک شام میں آجائے گا[1] لد مقام پر پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس رہیں گے۔ امام ہوں گے عادل اور حاکم ہوں گے، انصاف کرنے والے۔ (مسند احمد)

۸...... ''قال ابن عباس قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل عیسیٰ بن مریم من السمآء علیٰ جبل افیق اماماً هادیاً وحکماً عادلاً علیه برنس له مربوع الخلق اصلت سبط الشعر بیده حربة یقتل الدجال فاذا قتل الدجال یضع الحرب اوزارها فکان السلم فیلقی الرجل الاسد فلا یهیجه ویاخذ اطبة فلا تضره وتنبت الارض کنباتها علیٰ آدم ویؤمن به اهل الارض ویکون الناس اهل ملة واخرة'' (کنز العمال ج۷ ص۲۶۸)

ترجمہ: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم منصف رہنما ہو کر آسمان سے جبل افیق پر نزول فرمائیں گے۔ آپ کا حلیہ یہ ہوگا کہ میانہ قد

[1] فلسطین میں مقام لد کے دروازے پر ابوداؤد نے کہا آئے گا۔

اور لمبے بال، آپ کے ہاتھ میں تلوار ہوگی۔ جس سے دجّال کو قتل کریں گے اور لڑائی ختم ہوجائے گی اور صلح رہے گی۔ جہاں تک امن رہے گا کہ پھاڑنے والے جانور انسانوں کو کچھ نہیں کہیں گے اور تمام اہل کتاب مسلمان ہوجائیں گے اور تمام روئے زمین پر ملت اسلامیہ قائم ہوجائے گی۔

۹...... ’’ان سعید بن المسیب سمع ابا ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم ‘‘ ترجمہ: تحقیق حضرت سعیدؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا کہ اس نے کہا رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ ضرور تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے

۱۰...... ’’عن حنظلۃ الاسلمی انہ سمع ابا ھریرۃؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ یھلن ابن مریم من فج الروحآبالحج اوالعمرۃ او یثینھا‘‘

ترجمہ: حضرت حنظلہ تابعی سے روایت ہے کہ اس نے سنا ابوہریرہؓ سے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور حضرت ابن مریم روحاء کے راستے سے احرام حج یا عمرہ یا قران باندھیں گے۔ (مسند امام احمد)

ناظرین کرام! غور کا مقام ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام حج کریں گے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ زندہ لوگ حج اور عمرہ کا احرام باندھتے ہیں نہ کہ مردہ۔ دوسری بات! مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ حدیث مذکورہ نے ان کے باطل خیال کی تردید کردی۔ کیونکہ آنحضرت (فداہ ابی وامی) ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام حج کا احرام باندھیں گے۔ مگر افسوس کہ مرزاجی کو ہندوستان کے باہر جانا نصیب نہ ہوا۔ احرام باندھنا تو دوسری بات ہے۔

حضرت قاضی محمد سلمان صاحب منصور پوری پٹیالوی مصنف ’’رحمۃ اللعالمین‘‘ جو نہایت محقق بڑے اجل عالم باعمل اہل حدیث تھے۔ مرزا قادیانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’مرزا صاحب کے مسیح موعود نہ ہونے پر حدیث ابوہریرہؓ جو احمد اور ابن جریر کے نزدیک ہے شاہد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مقام روحاء میں آکر حج اور عمرہ کریں گے‘‘۔ میں نہایت جزم کے ساتھ بآواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا صاحب کے نصیب نہیں ہوا۔ میری اس پیش گوئی کو سب صاحب یاد رکھیں۔ (تائیدالاسلام ۱۱۶ مطبع کریمی پریس لاہور)

مسیح مدینہ میں دفن ہوں گے نہ کہ قادیان میں

زمانہ رسالت سے لے کر آج دن تک مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ النبی ﷺ میں دفن ہوں گے۔ مگر افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیحیت کو تو ہاتھ مارا۔ مگر مسیح علیہ السلام والا ایک بھی کام نہ کیا۔ آپ کو چاہئے تھا کہ مدینہ طیبہ کے اندر دفن ہوتے۔ مگر برخلاف اس کے آپ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء برموقعہ میلہ بھدرکالی پنجاب کے دارالسلطنت لاہور کے اندر اس دنیائے فانی کو الوداع کہہ گئے۔ بعد میں آپ کے مریدوں نے آپ کو قادیان کے اندر آکر پیوند خاک کر دیا۔ جہاں آج تک آپ کی قبر موجود ہے۔

احرار کانفرنس کے موقعہ پر خاکسار بھی آپ کی قبر کو بچشم خود دیکھ کر آیا ہے۔ گو کانفرنس سے پہلے بھی میں دو دفعہ قادیان گیا تھا۔ مگر قبر دیکھنے کا موقعہ صرف ایک ہی دفعہ ملا۔ ہمارا اور تمام ائمہ مجتہدین کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مدینۃ النّبی میں نبی کریم ﷺ کے روضہ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ جیسا کہ ہم مسلمانوں کے عقیدے کی تائید صحیح احادیث سے ثابت ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

حدیث نمبر۱: ’’عن عائشۃؓ قالت قلت یا رسول اللہ ﷺ انّی اری انّی اعیش بعید فتاذن ان ادفن الی جنبیک فقال وانی لی بذلک الموضع مافیہ الاموضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ بن مریم‘‘ ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ زوجہ نبی کریم ﷺ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ پس آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کی بابت میرا کچھ اختیار نہیں۔ وہاں تو سوائے میری

قبر اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے کسی کے واسطے جگہ نہیں۔ (کنز العمال)

اس طریق سے رئیس المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے بھی تاریخ میں بیان کیا ہے فرمایا کہ: ’’**یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیه فیکون قبره رابعاً**‘‘ یعنی عیسیٰ بن مریم رسول خدا ﷺ اور ان کے دونوں اصحابوں کے پاس دفن ہوں گے اور ان کی قبر وہاں چوتھی ہوگی۔

سبحان اللہ! کہاں مدینہ طیبہ اور کہاں قادیان ہزاروں کوسوں کا درمیانی فاصلہ جو احباب کرام حج فریضہ کے بعد مدینہ شریف کی زیارت کو جاتے ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کے لئے نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر کے پاس ایک قبر کی جگہ خالی رکھی ہے۔ چنانچہ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی مدظلہ اپنے رسالہ مسمیٰ بہ ’’خبر صحیح‘‘ (ص۱۹) پر جذب القلوب کے حوالہ سے اس طرح خاکہ بتاتے ہیں:

روضہ مبارک آنحضرت ﷺ

روضہ اطہر ابوبکر صدیقؓ

موضع قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

روضہ پاک حضرت عمرؓ

نیز حضرت ابومودود سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے روضۂ پاک میں اب تک ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ ایسی بہت سی احادیث کے اندر صریح الفاظ موجود ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر اعظم کے ساتھ دفن ہوں گے۔

حدیث نمبر۲: ’’**ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث فی الارض خمساً واربعین سنة ثم یموت**‘‘ ترجمہ: اتریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر پس نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی اور زمین پر پینتالیس (۴۵) برس رہیں گے، پھر فوت ہوں گے۔

اس حدیث شریفہ سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا پر تشریف لاویں گے، نکاح کریں گے، اولاد وغیرہ ہوگی۔ پھر مرزا قادیانی کا قول کیونکہ صحیح ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم وفات پاچکے ہیں۔ الامان الحفیظ!''ھٰذا بھتان عظیم'' یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ہوسکتی۔

اقوال بزرگان دین درباره مسیح علیہ السلام اور آمد ثانی

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپالی کنزالعمال کے حوالہ سے حدیث نقل کرتے ہیں:

''**وفی حدیث ابن عباسؓ ذکرہ صاحب کنز العمال سمعت رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم من السمآء علی جبل افیق اماماً ھادیاً حکماً عادلاً علیه برنس له مربوع الخلقة اصلت سبط الشعر بیده حربة یقتل الدجال وتضع الحرب اوزادھا**'' حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں آیا ہے جس کو صاحب کنزالعمال نے ذکر کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ حضور پرنور ﷺ فرماتے تھے۔ کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے اترے گا افیق پہاڑ پر وہ امام ہدایت کرنے والا ہوگا اور عادل ہوگا۔ اس پر ایک کوٹ ہوگا میانہ پیدائش ہوگا۔ اس کے سر کے بال سیدھے لمبے ہوں گے۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا اور دجال کو قتل کرے گا اور جنگ بند ہوجائے گا۔ (حجج الکرامہ فی آثار القیامۃ ص۴۲۳)

__نوٹ:__ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب البریہ (ص۱۸۸ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۲۲۱) پر لکھتے ہیں: ''ایسا فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہؒ و ابن قیمؒ جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔''

ناظرین کرام! اس عبارت کو پھر غور سے ایک دفعہ پڑھئے۔ عبارت مندرجہ بالا میں مرزاجی کا دعویٰ ہے کہ حضرت امام تیمیہؒ بھی وفات عیسیٰ کے قائل ہیں۔ مگر افسوس کہ امام موصوف کی عبارت کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حوالہ اس حالت میں سپرد قلم کرتے جب کہ اپنے دعویٰ میں صادق ہوتے۔ مگر ان کا یہ دعویٰ سراسر افتراء ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ

حضرت امام تقی الدین ابن تیمیہؒ حیات المسیح کے قائل تھے۔ مرزا جی کا دعویٰ باطل ہے۔
حضرت امام صاحب کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔آپ لکھتے ہیں:

ا...... ''وقال لهم نبيهم لو كان موسىٰ حياً ثم اتبعتموه وتركتموني لضللتم وعيسىٰ بن مريم اذا نزل من السمآ انما يحكم فيهم بكتاب ربهم وسنة نبيهم فاى لحاجة لهم مع هٰذا الى انحضر وغيره والنبى ﷺ قد اخبرهم بنزول عيسىٰ من السمآء وحضوره مع مسلمين وقال كيف تهلك امة انا اولها وعيسىٰ فى اٰخرها''

(کتاب زیارۃ القبور رسالہ متن عربی مطبع لاہور ص ۷۷)

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور تم اس کی پیروی کرتے اور مجھ کو چھوڑ دیتے تو گمراہ ہوجاتے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جب اترے گا آسمان سے تو وہ مسلمانوں میں کتاب اور سنت کے مطابق حکم کرے گا۔ پس کونسی اور ضرورت ہے باوجود اس کے خضر علیہ السلام وغیرہ کی طرف حالانکہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو بتایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوں گے اور فرمایا کہ کیسے ہلاک ہوسکتی ہے وہ امت جس کے ابتداء میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہو۔

امام تقی الدین بن تیمیہؒ اپنی دوسری کتاب میں اس طرح فرماتے ہیں:

ا...... ''فان بنى اسرائيل كانوا قد فذلو السبب تبديلهم فلما بعث والمسيح نفسه لم يبق معهم بل رفع الىٰ السمآء ولكن الله كان مع من اتبعه بالنصر والاعانة'' (کتاب الجواب الصحیح ج۲ص۲۱۰)

ترجمہ: پس تحقیق بنی اسرائیل رسوا ہوچکے تھے۔ بسبب تبدیل وتحریف کے پس جب اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو حق کے ساتھ بھیجا تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوا۔ جو مسیح علیہ السلام کے پیرو ہوئے تھے اور مسیح علیہ السلام خود بھی ان کے ساتھ نہیں رہا۔ بلکہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نصرت واعانت کے ساتھ مسیح علیہ السلام کے تابعداروں کے ساتھ تھا۔

۲...... ''قلت وصعود الآدمى ببدنه الى السمآء قد ثبت فى امرا لمسيح عيسىٰ ابن مريم علیہ السلام فانه صعد الى السمآء وسوف ينزل الى الارض

ھذا مـا یـوافق النصاریٰ علیه المسلمین فانھم یقولون ان المسیح صعد الی السمآء ببدنه وروحه کما یقوله المسلمون ویقولون انه سوف ینزل الی الارض ایضاً کما یقول المسلمون وکما اخبر به النبی ﷺ فی الاحادیث الصحیحه......واما المسلمون وکثیر من النصاریٰ فیقولون انه لم یصلب ولکن صعد الی السمآء بلا صلب والمسلمون ومن وافقھم من النصاریٰ یقولون انه ینزل الی الارض قبل یوم القیامة وان نزوله من اشراط الساعة کما دل علیٰ ذالک الکتاب والسنة‘‘

(کتاب الجواب الصحیح ج۴ص۱۶۵،۱۶۶)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ آدمی کا بدن کے ساتھ چڑھ جانا آسمان پر تحقیق ثابت ہو چکا ہے۔ مسیح علیہ السلام بن مریم کے بارے میں۔ پس وہ چڑھ گیا طرف آسمان کی اور عنقریب اترے گا طرف زمین کے اور نصاریٰ بھی مسلمانوں سے اس میں موافق ہیں۔ نصاریٰ بھی کہتے ہیں کہ بدن کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا۔ جیسے مسلمان کہتے ہیں اور عنقریب زمین پر اترے گا۔ جیسے مسلمان کہتے ہیں جیسے کہ نبی کریم محمد رسول اللہ نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ لیکن مسلمان اور بہت سے عیسائی قائل ہیں کہ مسیح سولی نہیں دیئے گئے۔ بلکہ آسمان پر بلا سولی چڑھ گئے اور مسلمان اوران کے ہم خیال نصاریٰ قائل ہیں کہ مسیح علیہ السلام زمین پر اترے گا پہلے قیامت کے اور نزول مسیح علیہ السلام قیامت کی علامات سے ہے۔ جیسے کہ کتاب اور سنت اس پر دال ہے۔

اقوال مفسرین درباره حیات المسیح

ملا علی قاری شرح فقہ اکبرؒ فرماتے ہیں:

۱...... ’’ای عیسیٰ علیہ السلام (لعلم الساعة) ای علامة القیامة وقال اللہ تعالیٰ وان من اھل کتاب الا لیؤمنن به قبل موت عیسیٰ بعد نزوله عن قیام اللساعة فیصیر الملل واحدة وھی ملة الاسلام الحنیفیة‘‘

(شرح فقہ اکبر المعروف بہ شرح ملا علی قاری ص۱۳۶)

عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لاویں گے اور تمام دنیا میں صرف ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔

۲...... ’’عیسیٰ علیہ السلام (لعلم للساعة) ای علامتها فان نزوله من اشراطها‘‘ (جامع البیان ص۴۲۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہے اور ان کا دوبارہ دنیا پر تشریف لانا قیامت کی علامات سے ہے۔

۳...... ’’ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت بل یموت فی آخر الزمان ویؤمن به کل اهل الکتاب وقد ذکر الله تعالیٰ فی کتابه ان نزوله الی الارض من علامات الساعة قال الله تعالیٰ وانه لعلم للساعة وقال الامام ابن کثیر فی التفسیره الصحیح ان الضمیر عائد الی عیسیٰ علیہ السلام فان السیاق فی ذکره وان المراد نزوله قبل یوم القیامة کما قال تعالیٰ وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام‘‘

(عون المعبود شرح سنن ابوداؤد ج۴ ص۲۰۳)

ترجمہ: بے شک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ لیکن وہ آخر زمانہ میں فوت ہوں گے۔ کیونکہ تمام اہل کتاب ان کے فوت ہونے سے پہلے ان پر ایمان لے آویں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ ان کا دوبارہ زمین پر تشریف لانا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’بے شک عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہے۔‘‘ تفسیر ابن کثیر میں صاحب تفسیر نے فرمایا ہے کہ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ ضمیر سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر موجود ہے اور نزول سے عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا پر تشریف لانا مراد ہے۔ جس پر یہ آیت دال ہے: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آویں گے۔‘‘

۴...... ’’(لعلم للساعة) قال مجاهد والضحاک والسدی وقتادة ان المراد المسیح علیہ السلام وان خروجه ای نزوله مما یعلم به قیام الساعة ای

قربها لكونه شرطا من اشراطها لان الله سبحانه ينزل من السمآء قبيل قيامة الساعة'' (فتح البیان ج۴ص۲۱۲)

ترجمہ: وانہ لعلم اللساعۃ مجاہد، ضحاک اور سدی اور قتادہؒ کہتے ہیں کہ انہ کی ضمیر مسیح کی طرف لوٹتی ہے اور آپ کا دنیا پر دوبارہ تشریف لانا قیامت کے نشانی ہے جس سے لوگ قرب قیامت کو معلوم کریں گے۔ کیونکہ قیامت کے نشانات میں سے عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا پر آسمان سے نزول فرمانا قیامت کی ایک نشانی ہے جو قیامت قائم ہونے سے پہلے واقعہ ہوگی۔

۵...... ''ثم رجع سبحانه الیٰ ذكر عيسیٰ فقال (وانه لعلم للساعة) يعنى ان نزول عيسیٰ علیہ السلام من اشراط الساعة يعلم بها قربها (فلا تمترن بها) اى بالساعة فلا تكذبوا بها ولا تشكوا فيها'' (تفسیر مجمع[۲] البیان ج۲ص۳۳۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور فرمایا کہ عیسیٰ کا دنیا پر دوبارہ تشریف لانا قیامت کے علامات میں سے ہے۔ اس علامت سے قرب قیامت کو معلوم کریں گے۔ سو اے لوگو! تم اس کی تکذیب اور اس میں شک مت کرو۔

علامات جو قرب ظہور مہدی کی دلیل ہیں

۱...... دریائے فرات کھل جائے گا۔ اس میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

۲...... آسمان سے ندا ہوگی۔ ''الا ان الحق فی اٰل محمد'' لوگو حق ال محمد میں ہے۔

علامات شناخت مہدیؒ

۱...... ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کرتہ، تیغ اور علم ہوں گے۔ یہ نشان آنحضرت ﷺ کے بعد کبھی نہ نکلا ہوگا۔ ''البيعة لله'' بیعت خدا کے واسطے ہے۔

۲...... امام مہدیؒ کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا، اس میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا۔ ''هذا المهدی خليفة الله فاتبعوا'' یہ مہدی خلیفہ خدا کا ہے، اس کا اتباع کرو۔

۳...... یہ ایک سوکھی شاخ زمین میں لگادیں گے ہری ہوجائیں گی۔ اس میں برگ وبار آوے گا۔

۲ اس پر لکھا ہوگا۔

۴...... خزانہ کعبہ کو نکالیں گے اور تقسیم کریں گے۔

۵...... دریا ان کے لئے یوں پھٹ جائے گا، جیسے بنی اسرائیل کے لئے پھٹ گیا تھا۔

۶...... ان کے پاس تابوت سکینہ ہوگا جسے دیکھ کر یہود ایمان لائیں گے۔ مگر چند

امام مہدی کے اہل بیت نبوی ﷺ سے ہونے کی احادیث

''لا تذهب الدنيا ولا تنقضى حتىٰ يملك رجل من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى ابوداؤد والترمذى عن ابن مسعود''

ترجمہ: دنیا ختم نہ ہوگی، جب تک میری اہل بیت سے ایک شخص جس کا نام میرے نام پر محمد ہوگا۔ دنیا کا مالک نہ ہو جائے گا۔ (منقول از تائید الاسلام ص۱۴۵)

ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے:

۲...... **''يواطى اسمه اسمى واسم ابيه اسم ابى''** اس کا نام میرے نام پر، اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا، یعنی محمد بن عبداللہ۔

۳...... **''المهدى من عترتى من ولد فاطمة''** یعنی مہدی میرے کنبہ سے فاطمہؓ کی اولاد ہوں گے۔ (ابوداؤد، حاکم، ابن ماجہ)

۴...... ان کا مولد مدینہ ہے۔ (رواہ ابونعیم عن علی کرم اللہ وجہہ)

۵...... ہجرت گاہ ان کا بیت المقدس ہوگا۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے۔ بیت المقدس کی کامل آبادی، سبب ہے مدینہ کی ویرانی کا۔

۶...... حلیہ ان کا یہ ہے، گندم رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، کمان آبرو، دونوں آبروؤں میں فرق۔ بزرگ اور سیاہ چشم شرگین دیدہ۔ دانت روشن اور جدا جدا۔ داہنے رخسار پر تل سیاہ، چہرہ نورانی، ایسا روشن جیسا کوکب دری۔ ریش پر انبوہ، کشادہ ران، عربی رنگ، اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت، جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران چپ پر ہاتھ ماریں گے۔ کف دست میں نبی ﷺ کی نشانی ہوگی۔

ناظرین! یہ جملہ احادیث جو نواب صدیق حسن خان مرحوم کی کتاب اقترب الساعۃ سے لی گئی ہیں اور ان کے درج کرنے میں ہم نے بہت اختصار کیا ہے۔ ایسی احادیث

ہیں، جن کے ایک حرف سے بھی مرزا قادیانی کو تطبیق حاصل نہیں اور نہ آج تک انہوں نے ان کی تاویل کر کے ان کے معانی ہم کو سمجھائے ہیں۔

اب آپ مختصر طور پر عیسیٰ بن مریم کے نزول کی احادیث بھی ملاحظہ فرماویں:

۱...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ تم میں نزول فرمائیں گے۔ جب ان کو دیکھو تو اس حلیہ سے پہچان لو۔ قد میانہ، رنگ سرخ وسفید، لباس زردی مائل، گویا ان کے سر سے باوجود تر نہ ہونے کے پانی ٹپکتا ہوگا۔ وہ دین اسلام کے لئے لوگوں سے جنگ وقتال کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، خدا ان کے زمانہ میں تمام مذہب کو محو کر دے گا۔ صرف اسلام باقی رہے گا وہ دجال کو ہلاک کریں گے اور زمین پر چالیس سال تک قیام فرمائیں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

۲...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ میری امت کی ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی اور قیامت تک غالب رہے گی۔ پس عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ امیر جماعت کہے گا۔ آئیے نماز پڑھایئے۔ فرمائیں گے نہیں تم ایک دوسرے کے امام ہو۔ خدا نے اس امت کو یہ بزرگی دی ہے (کہ نبی بنی اسرائیل امتی محمدی کے پیچھے اقتدا کرے) مسلم کی یہ حدیث جو بروایت جابرؓ ہے۔ مسلم کی حدیث بروایت ابوہریرہؓ ''**کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم**'' کی بخوبی تفسیر کرتی ہے۔ کہ ''**وامامکم منکم**'' سے دوسرا امام غیر عیسیٰ ہی مراد ہے، نہ کہ حسب قول مرزا قادیانی خود عیسیٰ ہی جنہوں نے ''**وامامکم منکم**'' کے معنی بنانے کے لئے ''**وھو امامکم منکم**'' بنالیا ہے۔

۳...... رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں شب معراج ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام سے ملا۔ قیامت کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی۔ فیصلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد ہوا۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بات ڈالی گئی۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا تصفیہ رکھا گیا۔ انہوں نے کہا قیامت کے وقت کی خبر تو خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں! خدائے تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ

قیامت سے پہلے دجال نکلے گا اور میرے ہاتھ میں شمشیر برندہ ہوگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا جیسے کہ رانگ پگھل جاتا ہے۔

۴...... رسول اللہ ﷺ فرمایا۔ مجھے خدا پاک کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک قریب ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہوکر اتریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو اٹھادیں گے، مال کی کثرت ہوجائے گی اور زرد مال کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ تمام دنیا اور دنیا بھر کے مال سے ایک سجدہ کرنا اچھا معلوم ہوگا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ اگر تم ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے دلیل چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو ’’وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (النساء:۱۵۹)‘‘ ترجمہ: نہیں کوئی اہل کتاب مگر یہ کہ وہ ایمان لاوے گا، عیسیٰ پر عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے۔

(سورہ ال عمران، بخاری)

۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال قیام فرماویں گے۔ اگر وہ پتھریلی زمین سے کہہ دیں کہ شہد ہوکر بہہ جا تو وہ بہہ چلے۔ پہلی حدیث ابوداؤد، دوسری مسلم، تیسری مسند احمد، چوتھی بخاری اور پانچویں مسند کی ہے اور یہ احادیث متعدد اصحابہ سے مروی ہے۔

ناظرین کرام! ان کتابوں کے نام دیکھ کر ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جملہ دوادیں میں کس قدر احادیث نبوی مندرج ہوں گی۔ خاتمہ المحدثین امام شوکانیؒ نے کتاب التوضیح میں ان احادیث کو متواتر لکھا ہے:

’’واٰخر دعوانا عن الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین برحمتک یا ارحم الراحمین‘‘

نوٹ: حصہ دوم کے اندر حیات مسیح کے علاوہ ولادت مسیح پر بھی نہایت فصاحت کے ساتھ روشنی ڈالی جائے گی۔ ان شاء اللہ! (مؤلف)

○ ...... ○ ...... ○

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

القول فصیح

تحقیق

المہدی والمسیح

مولانا محمد اسحاق امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم نے نہایت خیر خواہی سے تمام مسلمانوں کو اور خصوصاً جماعت مرزائیہ کو مرزا قادیانی کی حالت سے آگاہ کیا اور متعدد رسالے لکھ کر ان کے سامنے پیش کئے مگر افسوس ہے کہ مرزائی جماعت کچھ توجہ نہیں کرتی اور ان کے سرگروہ ہمارے رسالوں کو دیکھنے نہیں دیتے اور ایک یقینی جھوٹے کی پیروی میں سرگرم ہے اور نہایت ناجائز طریقوں سے جھوٹ کی اشاعت میں کوشاں ہے اور کچھ خیال نہیں کرتی کہ دنیا میں بہت تھوڑے دن رہنا ہے۔

سخت حیرت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے علانیہ جھوٹ اور فریب چھپانے کے لئے خداتعالیٰ پر جھوٹ[۱] اور فریب کا الزام لگاتے ہیں اور یہ خوشی سے مان رہی ہے۔ ان کے مبلغ نہایت غلط اور شرمناک باتوں کو مرزا سے الزام اٹھانے کے لئے علانیہ پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے خدا پر الزام آئے گا اور شریعت الٰہی بیکار ہو جائے گی۔ مگر ان کی اس بے رخی اور بے اعتنائی کے ساتھ بھی ہم ان کی خیر خواہی سے باز نہیں رہ سکتے اور مخلوق خدا کو اس عظیم الشان گمراہی سے بچانے کے لئے مستعد ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے اور بھائیوں کو مستعد کرے۔

اس تحریر میں ہم خاص طور سے مرزا قادیانی کی کذب بیانی دکھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہیں کہ وہ ہادیٔ مطلق مرزائی جماعت کو ہدایت کرے اور راست بازی اور حق پسندی کا جوش ان کے دل میں عنایت فرمائے۔

پہلے اس کو اپنے ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ہمارا مذہب مقدس اسلام ایسا عالی مرتبہ ہے کہ راستی وسچائی اس کا بڑا جزو ہے۔ ہمارے نبی کریم سید المرسلین خاتم النّبیین نے مختلف اوقات میں فرمایا کہ ''مسلمان جھوٹ نہیں بولتا'' یہ کیسا پیارا اور سچا مقولہ ہے جس کی خوبی اور صداقت پر ہر ایک انسان شہادت دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ برگزیدہ اسلامی صفت، مرزائیوں کے مرشد میں نہیں پائی جاتی اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت اس سے بہت دور ہے اور ناراستی اور بے باکی ان کی سرشت میں سرایت کر گئی ہے۔ پھر ایسے شخص کو مقدس اور بزرگ ماننا اسلام کی ہتک کرنا اور ارشاد نبوی کو پامال کرنا ہے جس میں حدیث رسول اللہ ﷺ کے بموجب اسلام کا جزو اعظم نہ پایا جائے اسے بزرگ اور مسیح موعود سمجھنا اور تمام اولیائے کرام سے اسے افضل

[۱] منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی پوری نہ ہونے سے خداتعالیٰ کا جھوٹا ہونا اور فریب دینا دونوں ثابت ہوگیا۔ اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی حصہ اوّل اور حصہ دوم میں بخوبی کی گئی ہے۔

بتانا کس قدر اسلام پر اور کاملین اسلام پر مخالفین اسلام کو مضحکہ کا موقع دینا ہے۔

مخالفین علانیہ کہیں گے کہ جس مذہب کے بڑے بزرگ جنہیں خواجہ کمال جیسے لکچرار تمام اولیائے امت سے افضل قرار دیں اور ایک جماعت کے مفروض الطاعۃ امام میاں محمود انہیں خدا کا رسول بتائیں۔ وہ ایسے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ پھر اور اولیائے امت کا کیا حال ہوگا اور تمام شریعت الٰہی کے معتبر ہونے کی کیا وجہ ہوگی۔ حیرت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو جھوٹ بولنے میں اس قدر جرأت ہے کہ نہایت بے اصل اور علانیہ جھوٹ کو اس قدر زور اور دعویٰ سے بیان کرتے ہیں کہ ناواقف کے ذہن میں اس کی صداقت اثر کر جاتی ہے اور اس کے جھوٹے ہونے کا بھی اسے خطرہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سادہ لوح اور کج طبیعت حضرات نے انہیں مان لیا اور ماننے کے بعد اس میں سرشار ہوگئے اور بہتوں کو تنخواہیں ملنے لگیں۔ بعض کو بات کی پچ پڑگئی اور ابوطالب کے پیرو ہوگئے۔

اب مرزا قادیانی کی ناراستی اور کذب بیانی کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ ذرا اس صحیفہ کا پہلا صفحہ ملاحظہ کیجئے کہ اس میں کئی جھوٹ مرزا قادیانی کے بیان ہوئے ہیں اور کئی پیشین گوئیاں جو انہوں نے اپنے سخت مخالف کے مقابلہ میں کی تھیں وہ جھوٹی ہوئیں۔ پیام صلح والے اور محمودی پارٹی آنکھیں کھول کر دیکھے اور شمار کرے۔ اس نمبر کے شروع میں سات کتابوں کے نام لکھ کر یہ بتایا ہے کہ پہلے رسالہ میں ۱۵۹ جھوٹ فریب مرزا قادیانی کے دکھائے ہیں اور دوسرے میں ۶۹ اور تیسرے میں ۹۰ اور چوتھے میں ۴۵ اور پانچویں میں ۴۲ اور چھٹے میں ۲۴ اور ساتویں میں ۱۷۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی مقابلہ کی معرکۃ الآراء پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے اور اس سے کئی جھوٹ مرزا کے ثابت کئے ہیں انہیں دیکھئے:

۱...... ان کا یہ کہنا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم میرے روبرو ہلاک ہوگا۔

۲...... دنیا میں وہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

۳...... میں اس کی زندگی میں ہرگز نہ مروں گا۔ میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔

۴...... ڈاکٹر عبدالحکیم مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔

یہ چاروں باتیں مرزا قادیانی کی جھوٹی ہوئی ہیں اور اپنے اقرار سے لعنت کی موت سے مرے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے آٹھ برس ہوگئے اور ڈاکٹر صاحب نہایت خیر وخوبی سے اب تک بیٹھے ہوئے تالیف کر رہے ہیں اور مرزا قادیانی کے کذب کو

دکھا رہے ہیں۔ اسی صحیفہ کے آخری صفحہ میں تین پیش گوئیوں کا جھوٹا ہونا دکھایا گیا ہے۔ غرض کہ سات جھوٹ اور چار جھوٹی پیشین گوئیاں دکھائی گئی ہیں۔ اب ان کو سابقہ رسائل والے جھوٹوں کے ساتھ شمار کر لیجئے اور جمع کیجئے کہ سو جھوٹ بولے اور پھر تھوڑی سی عقل کو دخل دیجئے کہ جھوٹ ایسا جرم ہے کہ اگر ایک جھوٹ بھی کسی کا ثابت ہو جائے تو پھر اس کو کسی کا اعتبار نہیں رہتا اور جو ایسا جھوٹ بولے جس سے خدا پر الزام آئے تو حسب ارشاد خداوندی وہ جھوٹا ہے۔ مرزا قادیانی نے تو ہر قسم کے جھوٹ بولے ہیں پھر ایسا جھوٹا شخص مسیح موعود مانا جائے۔

حیرت ہے یہی حضرت ہیں جنہیں خواجہ کمال مسیح موعود اور تمام اولیاء اللہ سے افضل مانتے ہیں اور بڑے فخر سے ان کی مدح میں یہ مصرعہ پڑھتے ہیں:

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ کہتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی۔ خیر معتبر اور جھوٹا ہونے کے لئے ایک جھوٹ کا ثبوت کافی ہے اور یہاں تو دو ورق میں اس قدر جھوٹ ثابت کر دیئے گئے اور دکھا دیا گیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود تو کیا ہوتے صلحاء اور راست باز جماعت میں بھی ان کا شمار نہیں ہوسکتا اور مونگیر سے لے کر بنگال اور حیدرآباد تک اور حیدرآباد سے قادیان اور لاہور اور پشاور تک ہزاروں دو ورقے شائع کر دیئے۔ مگر کسی قادیانی کی مجال تو نہ ہوئی کہ جواب دے۔ اگر ہم نے غلط کہا ہے تو مرزائی جواب دیں۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

اس صحیفہ کے نمبر۲ میں دوسرے طریقہ سے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے۔ یعنی احادیث صحیحہ سے یہ دکھایا گیا کہ شریعت محمدیہ میں انبیاء کی توہین تحقیقاً اور الزاماً کسی طرح جائز نہیں ہے اور مرزا قادیانی نے اس ناجائز فعل کا ارتکاب بڑی شد و مد سے کیا ہے اور انبیاء کرام کی توہین کی ہے۔ جس سے وہ علانیہ دائرہ اسلام سے علیحدہ معلوم ہوتے ہیں اور اس توہین میں اپنی عادت مسخرہ کے بموجب محض جھوٹی باتیں لکھی ہیں۔ مثلاً (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ خزائن ج۱۱ ص۲۹۰) میں مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ:

۸...... ’’حق بات یہ ہے کہ ان سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘ ملاحظہ ہو یہ وہ جھوٹ ہے جس کی شہادت کلام الٰہی...... اور ارشاد خداوندی سورہ بقرہ کے دسویں رکوع میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے اور سورہ مائدہ میں ان معجزات کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ اب مرزا کا یہ کہنا کہ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ کیسا صریح جھوٹ

ہے اور یہ جھوٹ الزاماً نہیں بولا ہے۔ بلکہ ان کا یہ کہنا کہ ’’حق بات یہی ہے‘‘ بخوبی ثابت کرتا ہے کہ اس امر میں ان کے نزدیک جو امر حق ہے اسے بیان کیا ہے۔ اب ان کا حضرت مسیح کے معجزات سے انکار کرنا اور اس انکار کو حق بات کہنا قرآن مجید کی آیات مذکورہ سے صریح انکار ہے۔ مگر چونکہ مسلمان کو فریب دینا ہے اس لئے صاف انکار نہیں کرتے باتیں بنا کر فریب دیتے ہیں۔ مولوی عبدالماجد مرزائی سے اسی پر گفتگو ہوئی تھی اور مولانا عبدالشکور صاحب نے انہیں ایسا عاجز وساکت کر دیا کہ وہ اپنے عجز کے خود مقر ہوگئے اور تمام حاضرین جلسہ نے اس کا معائنہ کر لیا۔ اس صحیفہ میں ایک جھوٹ یہ بھی دکھایا ہے کہ حضرت مسیح کی نسبت لکھتے ہیں:

۹...... ’’ان کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ص۲۹۱) برادران اسلام ایک اولوالعزم نبی کی شان کو خیال کریں اور مرزا قادیانی کی اس گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ عالی مرتبہ پیغمبر ہیں جن کی عظمت ورسالت اور معجزات وتقرب الٰہی کا ذکر قرآن مجید میں غالباً دس جگہ آیا ہے۔ ان کی نسبت مرزا کا یہ قول ہے کہ ان کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہ تھا۔ یہ کیسی صریح ان آیات کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ پر الزام ہے جن میں ان کی رسالت وعظمت بیان ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے: ’’واتینا عیسیٰ بن مریم البیّنٰت وایدناہ بروح القدس (البقرۃ:۸۷)‘‘ (یعنی ہم نے عیسیٰ کو معجزے دیئے اور روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کی) بعض مقام پر ان کی تعریف اس طرح فرمائی: ’’وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین (آل عمران:۴۵)‘‘ (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دونوں جہاں میں صاحب وجاہت اور مقبولان خدا سے ہے) برادران اسلام ملاحظہ کریں کہ جن کے برگزیدہ صفات اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بیان فرمائے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی نہایت بے باکی سے یہ لکھتے کہ ان کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے اور کچھ نہ تھا یہ کیسی صریح تکذیب ہے کلام الٰہی کی۔ کسی مسلمان کو ایسی جرأت نہیں ہوسکتی۔ یہ کہنا کہ الزاماً ایسا کہا ہے محض جہالت یا فریب وہی ہے۔ اوّل انبیاء کی نسبت ایسی گستاخیاں تحقیقاً والزاماً ہر طرح منع ہیں حدیث سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ الزام دینے کا یہ طریقہ ہرگز نہیں ہے۔ اہل علم اسے خوب جانتے ہیں۔ یہی باتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو مذہب سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ البتہ مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے اپنے

آپ کو اسلام کا مطیع کہتے تھے اور قرآن وحدیث سے استدلال پیش کرتے تھے۔ مگر اس میں ایسی تحریف کرتے تھے جسے اہل علم خوب سمجھتے ہیں کہ یہ اپنی دلی خواہش کو مسلمانوں سے منوانے کے لئے قرآن مجید کو پیش کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہمارا مدعا ثابت ہے۔ ان باتوں کے علاوہ اس تحریر میں اور بھی جھوٹ وفریب بیان ہوئے ہیں۔ ناظرین اس نمبر کو ملاحظہ فرمائیں۔ اب یہاں سے دوسرے قسم کے جھوٹ لکھے جاتے ہیں۔

مسیح قادیان کے بعض علانیہ جھوٹ

جن میں بعض وہ بھی ہیں جو کئی برس ہوئے دکھا کر جواب طلب کیا گیا تھا۔ مگر اب تک یہاں سے قادیان تک، سب کا ناطقہ بند ہے، جواب سے عاجز ہیں۔ مگر سخت افسوس ہے ان کے حال پر کہ ایسے علانیہ جھوٹ دیکھ کر بھی اس کی پیروی سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ مقابلہ پر کبھی دم بخود ہو جاتے ہیں، کچھ نہیں کہتے، کبھی کہتے ہیں کہ حوالہ غلط ہے۔ پوری عبارت نہیں لکھی گئی۔ اصل کتاب دکھاؤ۔ چونکہ جانتے ہیں کہ ہر وقت ہر شخص کے پاس کتاب موجود نہیں رہتی اس لئے ٹالنے کے لئے ایسا کہہ دیتے ہیں۔ مگر جو حوالے ہم نے مرزا کی کتاب سے دیئے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کی کتاب میں یہ مطلب نہ ہو تو ہم مجمع میں اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کریں گے اور ہر غلط حوالے کے عوض ہزار روپیہ دینے کو موجود ہیں اور اگر حوالہ غلط نہ ہو، اور جو مطلب ہم نے ثابت کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہو تو تمہیں مرزا کو جھوٹا ماننا ہوگا۔ میں برادران اسلام سے کہتا ہوں کہ جب کوئی مرزائی ہمارے حوالہ پر الزام لگائے، اس سے بھی کہیں اور نہایت زور سے کہیں۔ اب مرزا کے جھوٹوں کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

<u>پہلا جھوٹ</u>: (اربعین نمبر۳ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی نے لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کے سامنے مر جائے گا۔‘‘ یہ مرزا قادیانی کا صریح کذب ہے۔ ان دونوں حضرات نے ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اگر کسی کو دعویٰ ہے تو بتائے کہ کون اور ان کی کس کتاب میں ہے۔ دعائے مرزا میں بھی یہ استفسار کیا گیا ہے اور مجیب کے لئے پانچ سو روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے اور یہ رسالہ صحیفہ رحمانیہ سے بہت پہلے چھپا ہے۔ پھر صحیفہ نمبر اوّل میں اس جھوٹ کو دکھایا گیا ہے۔ صفر ۱۳۳۲ھ میں چھپا ہے اور اب ۱۳۳۵ھ ہے۔ مگر اس وقت تک کوئی مرزائی اس جھوٹ کے داغ کو مٹا نہیں سکا اور نہ قیامت تک مٹا سکتا ہے۔

دوسرا جھوٹ: (اخبار بدر مؤرخہ ۲۷/دسمبر ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۹ ص۹۹) میں لکھا ہے کہ: ’’جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب ہلاک ہوئے۔‘‘ یہ دعویٰ بھی محض غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق صاحب کے سوا کسی سے مرزا قادیانی نے مباہلہ نہیں کیا اور صوفی صاحب اب تک زندہ موجود ہیں اور مرزا قادیانی کو ہلاک ہوئے آٹھ برس ہوگئے مگر مریدوں کی کذب پرستی کا یہ حال ہے کہ اپنے مرشد کے اس جھوٹے دعویٰ کو سچ مان کر بڑے زور سے اب تک یہی دعویٰ کررہے ہیں۔ چنانچہ ۱۱/دسمبر ۱۹۱۶ء کے پیغام صلح میں لکھا ہے: ’’کئی ایک مخالفین بالمقابل کھڑے ہوکر اور مباہلہ کر کے اپنی ہلاکت سے خدا کے اس مامور کی صداقت پر مہر لگا گئے۔‘‘ اب دیکھا جائے کہ یہ کیسا اعلانیہ جھوٹ ہے۔ مگر کاذب کی پیروی نے دل کو تاریک اور عقل و ہوش کو بیکار کر دیا ہے کہ متنبہ کرنے کے بعد بھی واقعی بات کی تحقیق نہیں کرتے۔ اس دعویٰ کا جھوٹا ہونا ۱۹۱۳ء میں صحیفہ رحمانیہ نمبر۱ میں دکھایا گیا ہے۔

بایں ہمہ ۱۹۱۷ء میں کس جرأت سے لکھتے ہیں کہ: ’’مباہلہ کر کے اپنی ہلاکت سے خدا کے اس مامور کی صداقت پر مہر لگا گئے۔‘‘ اگر اور کچھ نہیں دیکھا تھا اور مرزا قادیانی کے جھوٹ کو بھی وہ سچ سمجھتے تھے تو صوفی عبدالحق صاحب کو بھی انہوں نے دیکھا یا سنا نہ تھا کہ مباہلہ کرنے والے اس وقت تک زندہ امرتسر میں موجود ہیں۔ پھر ایسا اعلانیہ جھوٹ بولتے انہیں شرم نہیں آئی اور یہ بھی خیال نہیں کیا کہ باوجود اس شور کے تمام عمر میں ایک صوفی صاحب سے مباہلہ کی نوبت آئی اور ان کی زندگی میں مرزا قادیانی ہلاک ہوئے اور اس اہل حق کی صداقت پر مہر لگا گئے۔ اب اس اعلانیہ سچے واقعہ کے خلاف بیان کرنا کسی صاحب شرم وحیا کا کام ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ خواجہ کمال کی پارٹی کا جھوٹ ہے جو اشاعت اسلام کا دعویٰ کر کے مسلمانوں سے روپیہ بٹور رہے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ۱۷/جنوری ۱۹۱۷ء کو اہل حدیث میں ان مباہلین کے نام دریافت کئے ہیں جو مرزا قادیانی سے مباہلہ کر کے مر گئے تو بڑی جرأت سے تاریخ مذکور کے پیغام صلح میں ان پانچ شخصوں کے نام بتائے۔ جنہوں نے مرزا قادیانی سے کسی وقت مباہلہ نہیں کیا۔ البتہ جس طرح دنیا کے بہت لوگوں نے مرزا قادیانی کے سامنے انتقال کیا۔ اسی طرح ان پانچوں صاحب نے انتقال کیا۔ مگر اس جماعت کے کذب کی پیروی اور راستی اور سچائی سے بیزاری قابل ملاحظہ ہے کہ باوجودیکہ اپنا اور اپنے مرشد کا جھوٹ معلوم کر چکے۔ مگر عوام ناواقفوں کے سامنے ملمع کر کے اپنی سچائی دکھانا چاہتے

ہیں اور پانچ شخصوں کا نام گناتے ہیں تاکہ ناواقف یہ سمجھیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مباہلہ کیا اور مرگئے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے، ان لوگوں نے مباہلہ نہیں کیا۔ یہی حضرات اشاعت اسلام کا دعویٰ کررہے ہیں اور مسلمانوں سے چندہ مانگتے ہیں اور ہمارے سیدھے سادھے مسلمان انہیں سچا سمجھ کر چندہ دے رہے ہیں۔

تیسرا قول جس میں چھ جھوٹ ہیں: (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''یہ ضرور تھا کہ قرآن کریم وحدیث کی پیشین گوئی پوری ہوتیں جن میں یہ لکھا تھا کہ مسیح جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اسے کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کا فتویٰ دیں گے۔''

یہ دعویٰ بالکل غلط ہے قرآن اور حدیث میں کہیں ایسا نہیں ہے، بلکہ اس کے خلاف حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ امام مہدی اور مسیح جب آئیں گے تو مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت اس قدر ہوگی کہ ہر وقت ان کا ذکر کریں گے اور بلا ان کی خواہش کے بیعت ان سے کرنا چاہیں گے اور کریں گے (البرہان فی علامات مہدی آخرالزمان ملاحظہ ہو) اس قول میں تین باتیں قرآن وحدیث کی طرف منسوب کی ہیں۔

۱...... یہ کہ علماء کے ہاتھ سے مسیح موعود دکھ اٹھائے گا۔ یعنی اسے ماریں پیٹیں گے۔

۲...... اسے کافر قرار دیں گے۔

۳...... اس کے قتل کا فتویٰ دیں گے اور یہ تینوں باتیں قرآن وحدیث کی طرف منسوب کی ہیں۔ یعنی قرآن مجید میں بھی یہ تینوں باتیں آئی ہیں اور حدیث میں بھی۔ مگر جب یہ تینوں دعوے محض غلط ہیں نہ قرآن میں ان دعوؤں کا پتہ ہے اور نہ حدیث میں۔ اس لئے یہ چھ جھوٹ ہوئے۔ اب جس کو ان کے سچے ہونے کا دعویٰ ہے۔ وہ قرآن وحدیث سے ثابت کرے، ورنہ خدا سے ڈر کر ایسے جھوٹے سے علیحدہ ہوجائے۔ آٹھ جھوٹ تو یہ ہوئے۔ اب نواں جھوٹ دیکھئے۔

نواں جھوٹ: قادیانی اخبار (البدر مؤرخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء، چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ ص۲۹۹) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔'' دیکھئے یہ کیسا بے تکا جھوٹ ہے۔ قادیانی پارٹی یا لاہوری پارٹی کوئی اپنے مقتداء کی صداقت ثابت کرے اور معتبر روایت اس مضمون کی دکھائے۔ یہ اس قسم کے جھوٹ ہیں جن سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹ بولنے میں ایسے بے باک تھے کہ جب جو جی

چاہا بے تامل کہہ دیا۔ اب خیال کیا جائے کہ جو شخص ایسا علانیہ جھوٹ بولے جو تھوڑی سی تحقیق سے معلوم ہوسکتا ہے اس کے اس قول کو کہ مجھے یہ وحی والہام ہوا ہے، کون عقل باور کرسکتی ہے۔

دسواں جھوٹ: ۱۲/اگست ۱۹۰۷ء کو مرزا قادیانی نے اشتہار دیا تھا۔ جس کی سرخی تھی ''عام مریدوں کے لئے ہدایت'' اس میں لکھا ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وباء نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۷۱۳ جدید ایڈیشن) یہ قول بھی حضور سرور انبیاء علیہ السلام پر افتراء ہے۔ اس افتراء کی ضرورت مرزا قادیانی کو یہ پیش آئی کہ قادیان میں جب طاعون آیا تو مرزا قادیانی باہر بھاگے۔ اس لئے اس بھاگنے کو حضور علیہ السلام کا حکم ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اب اگر سچا ماننے والوں کو کچھ غیرت ہو تو کسی حدیث کی کتاب سے کوئی معتبر روایت اس مضمون کی دکھائیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں دکھا سکتے۔

گیارہواں جھوٹ: (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں بھی صادق القول فرماتے ہیں: ''اگرچہ حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ''**خلیفۃ اللہ المھدی**'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے۔''

اس مضمون کو بخاری کی روایت بتانا بھی اس کی شہادت دیتا ہے مرزا کی طبیعت میں احتیاط اور راست بازی کا بالکل خیال نہ تھا جو دل میں آ گیا۔ وہ زور سے بیان کر دیا اور جس کی طرف چاہا اس کی طرف اس خیال کو منسوب کر دیا۔ اگر اتفاقیہ سچ ہوگیا تو مدعا حاصل، ورنہ باتیں بنانا کچھ مشکل نہیں اور ماننے والے ہر طرح مان ہی لیتے ہیں۔ ''عیاں راچہ بیان'' مرزا قادیانی کے مرید اس کی کمال شہادت دیتی ہے۔ اگر میں غلط کہتا ہوں تو تمام دنیا کے مرزائی مل کر تلاش کریں اور بخاری کی اس روایت کو دکھائیں۔

اے مرزائیو! کچھ تو سوچو اور اگر اب تک غفلت میں تھے تو اب سوچو کہ ایسے شخص کے منہ پر دعویٰ نبوت مسیحیت اور مہدویت افضل الامۃ ہی نہیں۔ بلکہ قمر الانبیاء اور افضل من عیسیٰ روح اللہ ہونے کا زیب دیتا ہے جو اس قدر دلیر جھوٹا ہو؟

بخاری مسلمانوں کی ایک معروف ومشہور کتاب ہے۔ تمام احمدی مل کر اور جمع ہوکر بتائیں کہ بخاری کے کس باب میں یہ حدیث ہے اور اگر نہ بتاسکیں تو بس اب توبہ کرنے میں کیوں دیر کرتے ہیں؟ یہ تو وہ جھوٹ ہیں جن میں نہ کوئی الہام کی غلط فہمی کام آسکتی ہے، نہ کوئی شرط لگ سکتی ہے۔ نہ ''**یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت**'' کا پیچ چل سکتا ہے۔ نہ ''**یعد ولا یوفی**'' کام دے سکتا ہے۔ نہ چاند اور سورج کا گہن اس کو سچا کرسکتا ہے۔ کیا اسی نبی کی نبوت کی آسمان اور زمین نے شہادت دی تھی۔ اسی کی نبوت قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہو۔ آخر خدا نے انسان بنایا ہے۔ کچھ تو غوروفکر سے کام لو۔ کیا مرنا نہیں ہے۔ کیوں مخالفین اسلام کو ہنساتے ہو اور ان کی تعداد کو بڑھاتے ہو۔

بارھواں جھوٹ: (حقیقت الوحی ص۳۹۰،۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں اپنی مدح میں ایک پیشین گوئی گھڑی ہے اور اسے حدیث رسول اللہ ﷺ ٹھہرایا ہے لکھتے ہیں: ''واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں پیشین گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔''

یہ پیشین گوئی کسی حدیث میں نہیں آئی۔ مرزاقادیانی نے جاہلوں کے بہکانے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے۔ اگر ہم غلط کہتے ہیں تو کوئی مرزائی اس روایت کو کسی معتبر کتاب سے ثابت کرے مگر نہیں کرسکتا۔ اس قول میں مرزاقادیانی اپنے لئے پیشین گوئی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے مریدوں کو خوش کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اردو محاورے کے لحاظ سے اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ درحقیقت تو وہ عیسیٰ اور ابن مریم نہیں ہوگا۔ مگر دوسروں سے کہلائے۔ یعنی لوگوں سے کہے گا کہ مجھے عیسیٰ اور ابن مریم کہو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں سے جھوٹ بلوائے گا اور عیسیٰ اور ابن مریم بنے گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ نام تو اس کا کچھ اور ہوگا۔ مگر کسی وجہ سے لوگ اسے عیسیٰ اور ابن مریم کہنے لگیں گے وہ خود نہیں کہلائے گا۔ اب یہ قول پہلے معنی کے لحاظ سے تو صاف طور سے ایک جھوٹے کی پیشین گوئی ہوئی۔ جیسے دجال کی پیشین گوئی ہے۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے مرزاقادیانی اس کے مصداق نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ لوگوں نے انہیں خود عیسیٰ اور ابن مریم نہیں کہا۔ بلکہ انہوں نے بہت جھوٹی اور فریب آمیز باتیں بنا کر اپنے کو عیسیٰ اور ابن مریم بتایا ہے تاکہ مسیح موعود کے مصداق بنیں۔

بہرحال جو معنی ہوں کسی حدیث میں یہ پیشین گوئی نہیں کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ ایک جملہ اس قول میں یہ ہے ’’اور نبی کے نام سے موسوم ہوگا‘‘ یہ جملہ مرزا قادیانی نے بڑی ہوشیاری اور عیّاری سے لکھا ہے۔ اب مرزائی حضرات یہ فرمائیں کہ اس کا کیا مطلب ہے ظاہر اردو کے محاورہ کے لحاظ سے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ درحقیقت تو وہ نبی یعنی خدا کا رسول نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا نام نبی رکھا جائے گا۔ جس طرح اس وقت لکھنؤ میں ایک مشہور بیرسٹر ہیں۔ ان کا نام نبی اللہ ہے جا کر دیکھ لیجئے۔ مگر یہ مطلب اس لئے غلط ہے کہ مرزا قادیانی کا نام نبی نہیں رکھا گیا بلکہ غلام احمد ان کا نام ہے۔ غرض کہ برائے نام بھی انہیں نبی کہنا غلط ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے یہ جملہ اس لئے تراشا ہے کہ خاص وعام میں مشہور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان تسکین کے لئے کہتے ہیں کہ وہ حقیقی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ نبی اس کا نام رکھا جائے گا۔

اس سے مقصد یہ ہے کہ ہم پر یہ الزام نہ لگایا جائے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے منکر ہیں۔ بلکہ اسے مان کر ہم نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ ہمیں حدیث میں نبی کہا گیا ہے۔ مگر یہ محض فریب ہے۔ حدیث میں جنہیں نبی کہا گیا وہ واقعی نبی ہے۔ مگر انہیں رسول اللہ ﷺ سے پہلے نبوت کا مرتبہ مل چکا ہے رسول اللہ ﷺ کے بعد انہیں نبوت نہیں ملی۔ جو حضور علیہ السلام کے خاتم النّبیین ہونے کا مخالف ہو۔ بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ کسی حدیث صحیح میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ میری امت میں ایسا شخص پیدا ہوگا جس میں یہ تین باتیں ہوں گی یعنی یہ کہ وہ عیسیٰ کہلائے اور ابن مریم بھی اسی کو لوگ کہیں اور نبی کے نام سے بھی موسوم ہو۔ البتہ صحیح مسلم میں حضرت مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ہے۔ مگر اس میں ۲۷ باتوں سے زائد ایسی بیان ہوئی ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں (صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۱،۱۲ص ۴۲-۵۱) تک ملاحظہ ہو۔ اس حدیث میں پہلے حضرت عیسیٰ کا آنا اور کافروں کا مارا جانا بیان کر کے یاجوج ماجوج کا آنا اور حضرت عیسیٰ کا پہاڑ پر محصور ہونا بیان ہوا ہے۔ پھر ارشاد ہے ’’فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ‘‘ یعنی اس وقت خدا کے رسول جن کا نام عیسیٰ ہے اور ان کے اصحاب خدا کی طرف متوجہ ہوں گے اور دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نیست ونابود کر دے گا۔ اس کے بعد دنیا کی ایسی عمدہ حالت کی پیشین گوئی ہے کہ اس کا ظہور اس وقت تک کبھی نہیں ہوا۔ قادیانی مسیح کے وقت کی حالت تو

ایسی خراب رہی اور ہے کہ کبھی ایسی نہیں ہوئی۔ اس حدیث میں کسی امتی کا نام نبی یا نبی اللہ ہرگز نہیں بتایا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کی صفت نبی اللہ بیان ہوئی ہے۔

تیرہواں جھوٹ: (نشان آسمانی ص۱۶، خزائن ج۴ ص۳۷۸) میں لکھتے ہیں: ''جاننا چاہئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ہوچکی ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اسی کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارے میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں۔ جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔''

مرزا قادیانی نے یہ عظیم الشان دعویٰ کیا اور اکثر عمر رسائل لکھنے میں گزاری مگر کسی رسالے میں ان اشاروں کا اجمالی ذکر بھی کہیں دیکھا نہیں گیا۔ اگر کوئی دکھا سکے تو دکھائے۔ مگر یہ بات قطعاً اور یقیناً جھوٹی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کے لئے مخصوص اشارہ کسی حدیث میں ہیں جو اور مجددوں کے لئے نہیں ہیں۔ اس مضمون کی ایک روایت صرف ابوداؤد میں ہے جس کے معنی کے اشکال سے اگر قطع نظر کی جائے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد کو پیدا کرے گا جو دین کو بہت کچھ نفع پہنچائے گا جو عربی عبارت سمجھ سکتے ہیں۔ وہ بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ:

۱...... اس حدیث میں صرف اس قدر بیان ہے کہ ہر صدی پر مجدد ہوگا جو دین کو فائدہ پہنچائے گا۔ اس کے سواء کوئی کوئی اشارہ اس میں نہیں ہے۔ اس حدیث کے بموجب مرزا قادیانی مجدد ہرگز نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ انہوں نے دین اسلام کو کوئی نفع ایسا نہیں پہنچایا جو دوسرے علماء نے نہ پہنچایا ہو بلکہ نہایت نقصان پہنچایا مثلاً یہ کہ (۱) چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر دنیا کو اسلام سے خالی کر دیا۔ (۲) خدا اور رسول پر ایسے الزام لگائے جس سے منکرین اسلام کو اس مقدس مذہب پر مضحکہ کا موقع دیا۔ اس وقت تو یہ چند جھوٹ مسیح قادیانی کے دکھلائے گئے۔ آئندہ اس سے زیادہ دکھائے جائیں گے۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ قادیانیوں کے سردار جھوٹوں کے سرگروہ ہیں۔ انہیں کو خواجہ کمال، مسیح موعود اور تمام صحابہ کرام اور اولیاء عظام سے افضل کہتے ہیں اور در پردہ ہمارے مقدس بزرگوں کی سخت توہین کرتے ہیں۔

خاکسار ابواحمد رحمانی (رجب ۱۳۳۵ھ)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائیوں سے خیرخواہانہ گزارش

اور

مسیح قادیان کی حالت کا بیان

ابواحمد رحمانی مولانا محمد علی مونگیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسیح قادیانی کا فیصلہ

الحمدللہ! دو اشتہار میری نظر سے گزرے جو شہر مونگیر میں شائع ہوئے ہیں جن میں اس قصہ کا فیصلہ ہوگیا جو کچھ عرصہ سے ان اطراف میں پھیلا ہوا ہے کہ جس مسیح اور مہدی کے آنے کی بشارت حدیثوں میں آئی ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ پہلے اشتہار میں قادیانی کا خط چھپا ہے جس کا عنوان مرزا قادیانی نے جلی قلم سے یہ لکھا ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس عنوان میں مرزا قادیانی بہت زور سے خبر دے رہے ہیں کہ اس کے نیچے جو مضمون لکھا جائے گا، وہی فیصلہ ہے ہمارے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان میں۔ اس میں کسی کی منظوری اور نامنظوری کو کچھ دخل نہیں نہیں ہے اور اہل علم یہ بھی جانتے ہیں کہ خبر منسوخ نہیں ہوسکتی۔ حضرات مرزائی اگر مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح موعود اعتقاد کرتے ہیں تو انہیں فرض ہے کہ جو کچھ اس عنوان کے نیچے لکھا ہے وہ مرزا قادیانی کے حق میں کامل فیصلہ سمجھیں۔ عنوان مذکور کے نیچے طولانی خط ہے جس کا نتیجہ معلوم کرنے سے قادیانی صاحب کا سچا نہ ہونا ان کے اقرار کے بموجب ایسا یقینی اور بدیہی ہوجاتا ہے کہ تھوڑے فہم والے کو بھی اس میں شک نہیں رہ سکتا بشرطیکہ اس کے دل میں خوف خدا اور طلب حق ہو۔

اس طویل خط میں مولوی صاحب (مولانا ثناء اللہ امرتسری) کی شکایت کے علاوہ دو پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی ہیں یا یوں کہا جائے کہ مولوی صاحب کے مقابلہ میں انہوں نے سچے اور جھوٹے کا نشان بتایا ہے اور دو دعا ہیں جس کا حاصل ایک ہے۔ اس خط میں مباہلہ کا ارشارہ بھی نہیں ہے اور مرزا قادیانی نے ازالۃ الاوہام میں جو شرائط مباہلہ کے بیان کئے ہیں وہ بھی یہاں نہیں پائے جاتے اور جو اسے مباہلہ سمجھتا ہے وہ غلطی کرتا ہے یا عاجز ہوکر حق

بات کو چھپانا چاہتا ہے۔ اب میں ان دونوں پیشین گوئیوں اور دعا کے الفاظ کو بعینہٖ نقل کرتا ہوں۔ مگر فضول اور زائد الفاظ کو حذف کر کے (پہلی پیشین گوئی) مرزا قادیانی مولوی صاحب (مولانا ثناء اللہ امرتسری) سے فرماتے ہیں:

۱...... ’’اگر میں کذاب ومفتری ہوں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸) اس جملہ سے آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ مرزا قادیانی خبر دے رہے ہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے آفتاب صداقت کو چمکا کر کذاب اور مفتری کو ظاہر کر دیا اور پھر کسی ایسے دلیل وبرہان سے نہیں جن میں گفتگو کی گنجائش ہو سکے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے صاف وصریح کلام سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کذاب ومفتری ہیں کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں وہ ہلاک ہو گئے یا یوں کہا جائے کہ مرزا قادیانی نے جو کذاب ومفتری ہونے کی علامت بیان کی تھی وہ مرزا قادیانی میں پائی گئی اور مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے اور مفتری ٹھہرے۔

۲...... (دوسری پیشین گوئی) پھر مرزا قادیانی مولوی صاحب سے کہتے ہیں۔ ’’اگر طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی ہی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸) اس کے بعد اگرچہ اس خط میں یہ لکھا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کے بناء پر پیشین گوئی نہیں ہے۔ مگر انہیں کے (رسالہ البدر قادیان) مرقومہ ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء میں صاف لکھا ہے کہ: ’’ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہمارے طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس کی بنا ڈالی گئی ہے۔‘‘ (ملفوظات ج۹ ص۲۶۸) چونکہ یہ قول آخر ہے اس لئے اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اب اس کا یہ یقینی نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامی قول سے ظاہر ہو گیا کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اس وقت تک موجود ہیں اور مرزا قادیانی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو

ہیضہ واسہال میں راہی برزخ ہوئے۔ اب فرمائیے کہ قادیانی کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں کیا شک رہا بلکہ خدا تعالیٰ نے انہیں کے زبان سے ان کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا۔ اب اہل حق کو کسی مرزائی سے مناظرہ اور مباحثہ کی حاجت نہ رہی۔

۳...... آخر میں مرزا کی دعا یہ ہے:

''اے میرے بھیجنے والے میں تیرے ہی تقدیس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں مفسد و کذاب ہے اس کو صادق کے زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹)

یہ دعا بعینہٖ ایسی ہے جیسے کوئی بیوہ عورت اپنے کسی حریف مخالف سے عاجز و تنگ ہو کر کوسنے لگتی ہے۔ کبھی اپنے آپ کو، کبھی اپنے مخالف کو، کبھی اسی طرح جس طرح مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ تمام خط دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بڑی مستعدی سے اپنا فرض ادا کیا ہے اور مرزا قادیانی نے نہایت تنگ آ کر یہ خط لکھا ہے اور پریشانی کی حالت میں یہ دعا کی ہے۔ مگر نہایت عاجزی اور الحاح سے دعا مانگی ہے اور خدا تعالیٰ ہر مضطر کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کی شان رحیمی نے جلد اس کا فیصلہ کر دیا اور مخلوق پر روشن ہوگیا کہ مرزا غلام احمد جھوٹے اور مولوی ثناء اللہ سچے ہیں۔ **وللہ الحمد!** (حق کے جان نثاروں کو مژدہ ہو)

اب فرمائیے کہ ان باتوں کا کوئی جواب ہوسکتا ہے؟ کیا ایسے صریح اور بدیہی اقرار کو دیکھ کر کوئی طالب حق مرزا قادیانی کو سچا اور مہدی خیال کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ الحاصل اس مختصر تقریر سے روز روشن کی طرح حق بات ظاہر ہوگئی اور ہادیان امت کا اسی قدر فرض ہے۔ مگر حیرت اور سخت حیرت ہے کہ ان کے ماننے والے اب بھی متنبہ نہیں ہوتے اور شیطانی فریب سے علیحدہ نہیں ہو جاتے۔ ذرا خدا سے ڈریں۔ عنقریب اس ناحق کوشی کا نتیجہ دیکھ لیں گے اور سخت پشیمان ہوں گے۔ مسلمانو! اسے غور سے دیکھو اور مکرر دیکھو اور دل میں انصاف کرو۔

دوسرے اشتہار میں مرزا قادیانی کے دو خط چھپے ہیں۔ جن میں اس قصہ کا ذکر ہے جسے انہوں نے اپنی صداقت کا عظیم الشان نشان قرار دیا ہے۔ (شہادت القرآن مرزا قادیانی (ص۸۰) ملاحظہ ہو) اس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے قرابت مندوں میں ایک ناکتخدا لڑکی سے نکاح کرنا چاہا ہے۔ اس کے والدین نے انکار کیا۔ اب نہیں معلوم کہ ان کے بوڑھے ہونے کی وجہ سے یا اس خیال سے کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تمام علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ انہیں بیٹی دینا جائز نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے یہ الہام شائع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تیری جوانی پھر لوٹ آئے گی۔ یعنی مرزا قادیانی پھر جوان ہوں گے کوئی شخص انہیں بیٹی دینے میں اس وجہ سے انکار نہ کرے کہ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی نے مختلف اوقات میں بڑے زور وشور سے یہ الہام شائع کرنا شروع کیا کہ وہ لڑکی میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ جب اس کا نکاح دوسری جگہ ہوگیا تو پھر مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی کی کہ: ’’اس کا خاوند اڑھائی سال تک مرجائے گا اور تمام موانع کے دور ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اس لڑکی کو میرے نکاح میں لائے گا۔‘‘ (انجام آتھم (ص۲۱۶) ملاحظہ ہو)

یہ پیش گوئیاں یعنی اس کے خاوند کا مرجانا اور بیوہ ہونے کے بعد اس لڑکی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا۔ مرزا قادیانی نے اس زور وشور سے شائع کیں کہ ان کے وقوع میں آنے کو اپنے سچائی کی کسوٹی ٹھہرایا۔ چنانچہ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱) میں اس پیشین گوئی کی نسبت لکھتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳) میں قسم کھا کر لکھتے ہیں کہ میرا یہ کہنا سچ ہے اور میں اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کو اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا میعار قرار دیتا ہوں۔ یعنی اگر یہ پیشین گوئی وقوع میں نہ آئے تو میں سچا نہیں بلکہ جھوٹا ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے نکاح کو پندرہ بیس برس ہوگئے اور دس بارہ اولاد بھی اس کے ہوئے اور اس کا خاوند اب تک زندہ موجود ہے اور مرزا قادیانی تین برس ہوئے کہ غم مفارقت لے کر دنیا سے

تشریف لے گئے۔ نہ جوانی لوٹ کر آئی، نہ جوان محبوبہ ہاتھ آئی۔ افسوس یہ دو پیشین گوئیاں تھیں اور دونوں ایسی تھیں جن کو علیحدہ علیحدہ انہوں نے اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا۔ لہٰذا جب ان کا ظہور کسی طرح نہ ہوا تو ان کے قول کے بموجب ان کے جھوٹے ہونے کے دو نشان عظیم الشان ہوئے اور تیسرا نشان ان کی جوانی کا نہ لوٹنا ہوا۔ اب اگر کوئی ایسی صاف اور صریح علامتوں کو بھی انصاف سے نہ دیکھے اور انہیں مسیح موعود سمجھے تو بجز اس کے کہ مسلمان اس کی ہدایت کے لئے دعا کریں (وہ نہایت ہلاکت عظیم میں پڑ گیا ہے) اور کیا ہوسکتا ہے۔ جس قصہ کا خلاصہ میں نے ذکر کیا ہے اس کی تفصیل الہامات مرزا اور افادۃ الافہام میں مذکور ہے۔ (یہ دونوں کتابیں احتساب قادیانیت میں چھپ چکی ہیں۔ مرتب) اہل اسلام ان کتابوں کو ضرور دیکھیں۔ دوسری کتاب دو جلدوں میں ہے۔ مونگیر میں مل سکتی ہے اس میں نہایت تفصیل وتہذیب سے مرزا قادیانی کے مذہب کا فوٹو کھینچا ہے قابل دید کتاب ہے۔

العارض: محمد یعسوب مونگیری

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

کیفیت مناظرہ

غازی مولوی سعید الحسن صاحب مختار

بہ

حکیم خلیل احمد مرزائی

مولانا محمد یعسوب مونگیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً!

معزز ناظرین! صحیفہ محمدیہ نمبر۱۱ میں عرض کیا جاچکا ہے کہ مرزائیوں کی طرف سے اب تک ایک اشتہار ۱۰/اگست ۱۹۱۷ء کو شائع ہوا تھا۔ جس میں مسلمانوں کو لیکچر میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی کیفیت مختصر طریقہ سے بیان کروں جس سے معلوم ہوگا کہ مرزائی کس کس طریقے سے مرزا قادیانی کی نبوت اور صداقت ثابت کرنے سے بھاگتے ہیں اور دوسروں پر جھوٹے الزام لگا کر یا خالی باتیں بنا کر وقت گزار دیتے ہیں اور اپنے جہل پر پردہ ڈالتے ہیں۔ چنانچہ اس مناظرہ میں بھی یہی ہوا کہ جب مرزائیوں کا یہ اشتہار چند بہادران اسلام نے پڑھا جس میں یہ لکھا تھا کہ لوگ ہمارے جلسہ میں آ کر حکیم خلیل احمد قادیانی کی تقریروں پر جو نبوت پر ہونی تھی، اعتراضات وسوالات کر سکتے ہیں۔ اس تحریر پر ان بہادروں کے دل ولولوں اور جوش سے بھر گئے اور باوجود اس کے کہ بادل موسلا دھار برس رہا تھا۔ انجمن کے مکان پر جا پہنچے اور یہ کارروائی شروع ہوئی کہ مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب نے حکیم خلیل احمد قادیانی کے نام سے ایک رقعہ لکھا جس کی نقل (صحیفہ محمدیہ نمبر۱۱) میں چھپ چکی ہے۔ جب اس خط کے جواب آنے میں دیر ہوئی تو مولوی فضل احمد صاحب تقاضا کرنے کو گئے۔ حکیم خلیل قادیانی نے کہا کہ مولانا کو بلا لیجئے میں اعتراضات کے جوابات دینے کو تیار ہوں۔

مولوی فضل احمد صاحب نے جا کر یہی جناب مولانا سے کہا۔ مولانا نے فرمایا، لکھا کر لائیے۔ مولوی فضل احمد صاحب دوبارہ گئے اور حکیم خلیل سے کہا کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کو لکھ کر دیجئے۔ اس پر ان کی جماعت کے چند لوگوں نے (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے) کہا اتنے لوگوں کے سامنے کہہ رہے ہیں، لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر حکیم خلیل نے اپنی جماعت کے لوگوں کو جھڑکا اور مولوی فضل احمد صاحب کی طرف مخاطب ہوکر بولے کہ ''میں نے کہا کیا ہے، جو مجھ سے لکھانا چاہتے ہیں۔ (خوب اپنی جماعت کو آپ نے کیسا جھٹلایا ہے) اس پر جماعت حقہ محمدیہ کے چند لوگوں نے کہا کہ آپ نے ابھی سب کے سامنے کہا اور ابھی مکرتے ہیں۔ تب میر ارادت حسین قادیانی نے کہا ٹھہریئے جواب لکھتا ہوں اور مولوی فضل احمد صاحب کو ٹھہرا لیا۔ اس طرف مولانا عبداللہ صاحب کو انتظار تھا۔ جب دیر

ہوئی تو پھر میر فیض علی صاحب روانہ کئے گئے۔ لیکن یہ بھی روک لئے گئے۔ اسی طرح مولوی ابراہیم صاحب تاتار پوری جوکہ رقعہ لے کر گئے اور مولوی فضل احمد صاحب یہ تینوں بزرگ اس قادیانی جلسہ میں بٹھا لئے گئے اور مولانا عبداللہ صاحب کے پاس کچھ جواب نہیں گیا اور مولانا اور ان کی جماعت کی یہ حالت تھی کہ شوق مناظرہ سے بے تاب ہورہے تھے۔ آخر اکتا کر سب کے سب وہیں گئے اور اپنے خط کا جواب حاصل کیا جس کی نقل بھی بجنسہ (صحیفہ محمدیہ نمبر۱۱) میں درج کردی گئی ہے۔

خط کا جواب حاصل کرنے کے بعد مناظرہ کی ٹھن گئی اور ردوقدح کے بعد باتفاق فریقین مسلمانوں کی طرف سے مولوی عبداللہ صاحب اور مرزائیوں کی طرف سے میروزارت حسین پنچ مقرر کئے گئے اور سب انسپکٹر صاحب سرپنچ۔ پنچوں کا کام یہ قرار پایا کہ اپنی اپنی جماعت کے لوگوں کو بحث کے اندر دست اندازی کرنے سے روکیں اور سرپنچ صاحب ان تقریر کرنے والوں میں سے جو خارج از بحث باتوں کو چھیڑے اس کو روک دیں۔ تقریر کرنے کے لئے ہر فریق کو ۱۵، ۱۵ منٹ وقت دیا گیا۔ جلسہ ۱۱ر بجے سے شروع ہوا اور ایک بجے ختم کردیا گیا ہے۔

مولوی سعید الحسن صاحب نے کہا کہ حکیم خلیل احمد، مرزاقادیانی کے سچے نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ وہ اپنے دعویٰ کے دلائل پیش کریں۔ میں ان پر اعتراضات کروں گا۔ حکیم خلیل قادیانی نے کہا کہ ہم فریق مخالف کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ معیار نبوت پیش کریں۔ یعنی وہ باتیں بیان کریں جن سے نبی کی شناخت ہوسکے۔ ہم انہیں کے بیان کردہ میعار کے مطابق مرزاقادیانی کو سچا نبی ثابت کردیں گے۔ مولوی سعید الحسن صاحب نے کہا کہ حکیم خلیل مدعی ہیں اور دلائل بیان کرنا مدعی کا کام ہے۔ چونکہ اس بحث میں دلائل کا بیان کرنا معیار نبوت کے بیان کرنے پر موقوف ہے۔ اس لئے معیار نبوت کا بیان کرنا بھی انہیں کا کام ہے ہمارا نہیں۔ لیکن ہم ان کی خاطر سے سردست دو معیار نبوت بیان کئے دیتے ہیں۔ دیکھنا ہے کہ حکیم خلیل ہمارے پیش کردہ معیار نبوت کے مطابق مرزاقادیانی کو سچا نبی ثابت کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ثابت کرسکے (اور ہرگز ثابت نہیں کرسکتے) تو ان کو آیۃ کریمہ: ''**لم تقولون مالا تفعلون** (الصف:۲)'' کے مصداق بننے میں کیا عذر ہے۔ جو جھوٹوں کی علامت ہے۔ سنئے:

پہلا معیار: یہ ہے کہ ہم لوگ اگلے انبیاء علیہم السلام کے وقت میں موجود نہ تھے اور نہ

ان کی کتابیں محفوظ رہیں۔لیکن جب دلائل یقینیہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اوراس میں یہ لکھا ہے کہ فلاں فلاں حضرات انبیاء تھے تو انبیائے سابقین کی نبوت ثابت ہوگئی۔ اسی طرح قرآن مجید کے کلام الٰہی ثابت ہونے سے آنحضرتﷺ کی بھی نبوت ثابت ہوگئی۔ کیونکہ قرآن مجید میں صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ ''محمد رسول اللہ'' پس معیار نبوت یہ ٹھہرا کہ کلام الٰہی سے جس کا نبی ہونا ثابت ہو وہ سچا نبی ہے اور جس کا نبی ہونا کلام الٰہی سے ثابت نہ ہو وہ ہرگز نبی نہیں ہوسکتا۔ اب حکیم خلیل پر لازم ہے کہ مرزا قادیانی پر خدا کا جو کلام نازل ہوا ہے۔ اس کا کلام الٰہی ہونا ثابت کریں۔ اس کے کلام الٰہی ثابت ہونے سے مرزا قادیانی کی نبوت بھی ثابت ہو جائے گی۔ مگر واضح رہے کہ وہ کلام آیات قرآنیہ نہ ہوں۔ کیونکہ یہ تو ہر شخص کرسکتا ہے کہ قرآن مجید کی کسی مناسب آیت کو لے کر دعویٰ کردے کہ یہ مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

دوسرا معیار: یہ ہے کہ آنحضرتﷺ امی نبی تھے (یعنی آپ نے کسی استاد سے پڑھا لکھا نہیں تھا) اور باوجود امی ہونے کے آپ نے وہ تعلیمات وہدایات فرمائی ہیں کہ کوئی آپ کا مقابلہ نہ کرسکا۔ فریق مخالف کو چاہئے کہ پہلے مرزا قادیانی کا امی ہونا ثابت کرے۔ پھر ان کی تعلیمات وہدایات کا آنحضرتﷺ کے تعلیمات ہدایات سے مقابلہ کر کے دکھائے۔

ہم یہ بات اوپر کہہ چکے ہیں کہ بوجہ مدعی ہونے کے معیار نبوت بیان کرنا حکیم خلیل کا کام تھا۔ مگر جب انہوں نے خود معیار نبوت نہیں بیان کیا اور اپنے فریق سے معیار نبوت کا مطالبہ کیا اوران کے فریق نے محض ان کی خاطر سے معیار نبوت بیان کیا تو ان کو کوئی حق نہ تھا کہ فریق کے بیان کردہ معیار نبوت پر جرح کرتے۔ بلکہ ان کا کام یہ تھا کہ اپنے وعدہ کے مطابق فریق کے بیان کردہ معیار پر مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرتے۔ مگر وہ ایسا نہ کرسکے۔ پہلے معیار پر تو ایسے ساکت اور مبہوت ہوگئے کہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے۔ دوسرے معیار کے متعلق یہ کہا کہ امی ہونا آنحضرتﷺ کے لئے امتیازی صفت اور فضیلت اور خصوصیت کا نشان اگلے انبیاء پر ہے۔ یعنی امی ہونا خاص آپ کی صفت ہے۔ اس کو عام کیوں کیا؟ پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر ہم ایسا کرتے۔ یعنی امی ہونے کو جو آپ کی خاص صفت ہے۔ عام کردیتے تو ہمارے مخالفین ہم پر آنحضرتﷺ کی توہین کا الزام لگا کر ہم پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے۔ مگر ان کو کوئی کچھ نہیں کہتا ہے۔

مولوی سعید الحسن صاحب مختار نے یہ جواب دیا کہ آپ نے ہماری تقریر پر غور نہیں کیا۔ اگر غور کرتے تو کفر اور فتویٰ وغیرہ الفاظ زبان پر نہ لاتے۔ بہر کیف سنو! آنحضرت ﷺ نے اپنی فضیلت اور خصوصیت میں چھ باتیں بیان فرمائی ہیں: (۱) مجھ کو جامع کلمے دیئے گئے۔ (۲) میں ہیبت کی وجہ سے فتح یاب کیا گیا۔ (۳) مال غنیمت ہمارے لئے حلال کیا گیا (۴) ساری زمین ہمارے لئے نماز اور تیمّم کے لائق بنائی گئی۔ (۵) میں ساری مخلوق کے لئے رسول بھیجا گیا ہوں۔ (۶) نبیوں کے آنے کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔

اب ظاہر ہے کہ اگر امی ہونا بھی آپ کی صفت خاص ہوتی تو آپ اس کو بھی شمار کرتے۔ جب آپ نے امی ہونے کو اپنی صفات خاصہ میں بیان نہیں فرمایا تو آپ کو کیا حق ہے کہ اس کو اپنے جی سے صفات خاصہ میں شمار کریں۔ اگر اس کی کوئی دلیل آپ کے پاس ہے تو بیان کیجئے؟ علاوہ اس کے یہ بات آپ کو کیونکر معلوم ہوئی کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کسی مدرسہ یا کالج کے تعلیم یافتہ تھے یا کسی خوانگی استاد کے شاگرد تھے۔ اس جواب پر حکیم خلیل کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور ایسے مبہوت ہوگئے کہ ایک لفظ بھی ان کی زبان سے نہیں نکل سکا۔ ان حالتوں کو حاضرین نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بار بار کہا گیا یا تو ہمارے بیان کردہ معیار پر مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کیجئے یا خود کوئی معیار نبوت بیان کر کے ان کی نبوت کا ثبوت دیجئے۔ مگر حکیم خلیل کچھ ایسے پریشان اور مرعوب ہوگئے کہ کچھ نہ کر سکے اور مرزا قادیانی کی نبوت کی ایک دلیل بھی پیش نہ کی۔ ان کی پریشانی، ان کی کمزوری خود ان کی جماعت محسوس کر رہی تھی اور ایک دوسرے کے منہ کو دیکھ رہے تھے۔

مجبور ہو کر انہوں نے اپنی کمزوری چھپانے کے لئے یہ بات چھیڑ دی کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد بھی نبی ہوں گے۔ پہلے اس پر بحث کرلو اور اپنے دعویٰ کی دلیل دو۔ اس کے جواب میں مولوی سعید الحسن صاحب مختار نے یہ کہا میں اس مسئلہ پر بھی بحث کرنے کو تیار ہوں۔ مگر اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے۔ زیر بحث مرزا قادیانی کی نبوت ہے۔ پہلے آپ مرزا قادیانی کی نبوت پر بحث کرلیں۔ بعدہٗ اس مسئلہ کو زیر بحث لائیں یا یہ لکھ دیں کہ ہم مرزا قادیانی کی نبوت پر بحث نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد اپنے اس عقیدہ کو ثابت کریں کہ بعد آنحضرت ﷺ کے نبی ہوں گے۔ ہم اس پر جرح کرنے کو تیار ہیں۔ اگر ہمت ہے تو ایسا کرو اور اپنی کمزوری پر پردہ

ڈالنے اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے خلط مبحث نہ کرو۔

مگر حکیم خلیل اس کہنے پر بھی کسی طرح راضی نہ ہوئے اور محض خلط مبحث کرنے کے لئے یہ بحث شروع کردی کہ جس طرح ''اذا ھلک کسری فلا کسری بعدہ'' کا یہ مطلب ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کسریٰ جیسا دوسرا کسریٰ نہ ہوگا اور جس طرح ''لا فتی الا علی. لا سیف الا ذوالفقار'' کا یہ مطلب ہے کہ حضرت علیؓ جیسا کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں۔ اسی طرح ''لا نبی بعدی'' کا یہ مطلب ہے کہ محمد ﷺ کے جیسا کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ سے کم درجہ کا نبی ہوسکتا ہے۔ یعنی غیر تشریعی نبی اور حضرت عائشہؓ کے قول کا حوالہ پیش کردیا کہ آپ کو خاتم النّبیین کہو اور ''لانبی بعدہ'' مت کہو۔

مولوی سعید الحسن صاحب نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ آخر آپ نے خلط مبحث کر ہی دیا اور اپنے اصل دعویٰ (نبوت مرزا قادیانی) کو چھوڑ کر خارج از بحث بات چھیڑ دی۔ بہرکیف اس کا بھی سرسری جواب سن لو۔ اوّلاً جب ''لا نبی بعدی'' کا مطلب یہ ہے کہ آپ جیسا کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ سے کم درجہ کا نبی ہوسکتا ہے تو پھر حضرت عائشہؓ کے اس قول کا کیا مطلب ہوگا کہ ''لا نبی بعدہ'' اور اس کہنے سے منع کرنے کی وجہ کیا؟ کیا حضرت عائشہؓ نے ''لانبی بعدی'' کا یہ مطلب سمجھا تھا کہ آپ کے برابر یا آپ سے بڑھ کر کوئی نبی ہوگا۔ یہ دونوں دلیل (۱) ''لانبی بعدی'' اس مطلب کے رو سے جو آپ کہتے ہیں (۲) حضرت عائشہؓ کا قول ''ولا تقولوا لا نبی بعدہ'' آپس میں متناقض ہیں۔ ثانیاً آپ نے ''لا'' کے معنی پر کافی غور نہیں کیا۔ اگر غور کرتے تو سمجھتے کہ ''لا'' کے یہ معنی آپ کی جماعت کے حق میں ایک بلا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے بیان کے رو سے ''لا مھدی الا عیسیٰ'' کا یہ مطلب ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جیسا مہدی نہ ہوگا۔ اس سے کم درجہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص کا نام ہے اور وہ شخص میں ہوں۔ باطل ہوگیا۔ لیجئے اس ''لا'' سے آپ پر یہ بلا آئی کہ آپ کے اقرار سے مرزا صاحب کی مہدویت غائب ہوگئی:

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

مولوی سعید الحسن صاحب کی اس تقریر سے حکیم خلیل اور ان کی جماعت کی وہ ذلت ورسوائی ہوئی کہ ان کے چہروں پر سیاہی چھاگئی اور ''وجوہ یومئذ علیھا غبرہ. ترھقھا قترہ (عبس:۴۰،۳۹)'' کے مصداق بن گئے۔ چونکہ ایک بج گیا تھا۔ سرپنچ صاحب نے

جلسہ برخاست کر دیا اور مسلمانوں کی فتح یاب جماعت ''فان حزب اللہ هم الغالبون (المائدة:۵٦)'' کی مصداق بنتی ہوئی اور زبان حال سے یہ آیت پڑھتی ہوئی ''فاذا نزل بسٰحتهم فسآء صباح المنذرين (الصٰفٰت:۱۷۷)'' مظفر ومنصور واپس آئی۔

مرزائیوں کی ایک اور ذلت

معزز ناظرین! اس بحث مباحثہ میں جو ذلت مرزائیوں کو ہوئی اس کا فوٹو آپ نے ابھی دیکھ لیا۔ اب ذرا دوسرا نقشہ ملاحظہ کیجئے جس میں ان کو ایسی روسیاہی ہوئی کہ اگر ان میں کچھ بھی غیرت ہوتی تو لوگوں کو منہ دکھانے کی ہمت نہ کرتے۔ اس کی کیفیت ملاحظہ ہو:

ابھی اس اعلان میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ مولانا عبداللہ صاحب کے خط کا جواب حاصل کرنے کے انتظار میں مولوی فضل احمد صاحب و میر فیض علی صاحب وغیرہم مرزائیوں کے جلسہ میں بیٹھے رہے۔ اسی جلسہ میں حکیم خلیل کو یہ اعتراض کرتے ہوئے سنا کہ مرزا صاحب کے مخالف مرزا صاحب پر جو اعتراض کرتے ہیں اس میں مرزا صاحب کی عبارت بعینہٖ نقل نہیں کرتے۔ ایک ایک لفظ ادھر سے اور ایک لفظ ادھر سے لے کر ایک عبارت بنا کر اس سے غلط نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ اس کی دلیل میں آپ کو ایک رسالہ دکھلاتا ہوں اس کو دیکھئے (صحیفہ رحمانیہ نمبر۷ ص۱۹) میں مرزا صاحب کی عبارت نقل کر کے (اربعین نمبر۲ ص۱۳) کا حوالہ دیا ہے۔ اس کو کوئی شخص اس ترتیب سے نہیں دکھا سکتا۔

اس پر مولوی فضل احمد صاحب نے کہا کہ کتاب لائیے میں دکھاتا ہوں۔ حکیم خلیل سے کتاب لے لی اور اس کا (ص۱۲و۱۳) دیکھا اس وقت ایڈیشن کے فرق کی وجہ سے وہ عبارت صفحات مذکورہ میں نہ ملی۔ اس پر ادھر سے کہا گیا کہ ایڈیشن دوسرا ہوگا۔ اس پر حکیم خلیل نے بہت زور سے غصہ میں آ کر کہا کہ اس کا دوسرا ایڈیشن چھپا ہی نہیں۔ اس پر مولوی فضل احمد صاحب نے کہا کہ چار روز کے اندر اس کو دکھلاؤں گا۔ چنانچہ ۱۳؍اگست کو بعد عصر مولوی فضل احمد صاحب اور منشی سراج الدین احمد صاحب، حکیم خلیل کے مکان پر گئے اور مولوی صاحب نے کہا کہ کتاب لائیے ایفائے وعدہ کے لئے آیا ہوں۔ حکیم خلیل کتاب اٹھا کر لائے۔ اس کے (ص۱۱) میں وہ عبارت ذیل دکھادی گئی تو حکیم خلیل نے یہ اعتراض کیا کہ حوالہ (ص۱۳) کا ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا اس کو بھی دکھاتا ہوں اور جو اربعین مولوی صاحب کے پاس تھی اس کو کھول کر (ص۱۳) میں عبارت ذیل دکھادی گئی۔

اس پر حکیم صاحب نے کہا چھ سطر بیچ سے نکال کیوں دی گئی؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ اعتراض نیا نہیں ہے۔ اس کا جواب مدت ہوئی نہایت تفصیل کے ساتھ آئینہ صداقت کے آخری صفحہ پر دیا جاچکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعت حقہ محمدیہ کی طرف سے جب کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو بسا اوقات مرزا قادیانی کی عبارت نقل کر کے اس پر خط کر دیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی کی عبارت بہت طویل ہوتی ہے اور ایک کام والے شخص کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کی فضولیات کو نقل کر کے اس کا جواب دے۔ بلکہ اس عبارت کا جو خلاصہ ہوتا ہے اس کو نقل کر کے اس کا جواب یا اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ لیکن خلاصہ نکالنے میں اس کا بہت بڑا اہتمام کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی عبارت میں جبطگی واقع نہ ہو یا مرزا قادیانی کے مقصود کے خلاف ہونے نہ پائے۔ مولوی فضل احمد صاحب نے یہ جواب دے کر آئینہ صداقت بھی پیش کر دی اور فرمایا کہ آپ ہی بتائیے کہ اس موقع پر مرزا قادیانی کے مقصود میں کوئی جبطگی واقع ہوئی ہے۔

مگر افسوس ہے کہ حکیم خلیل اپنے دعویٰ کو چند بار دہرانے کے سوا کچھ نہ کر سکے، نہ کوئی دلیل پیش کی اور نہ مضمون میں کوئی غلطی دکھلا سکے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ حکیم خلیل یا ان کا کوئی ہم مشرب اس قسم کے مواقع میں مطلب کی جبطگی یا غلط نتیجہ نکالنے کا الزام ہرگز نہیں دے سکتا۔ اگر کسی کو شک ہو تو آ کر آزمائے اور مرزائیوں کے فریب کو دیکھے۔

اب ہم ناظرین کی خاطر سے صحیفہ کی عبارت مع نتیجہ اور اربعین کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں اور ناظرین سے چاہتے ہیں کہ ہماری تحریر کو ٹھنڈے دل سے اور انصاف کی عینک لگا کر غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا قادیانی (اربعین ص۱۱،۱۲، خزائن ج۱۷ ص۳۵۸،۳۵۹) کے حاشیہ پر تحریر کرتے ہیں: ''یاد رہے کہ اگرچہ ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ سب نبی تلامیذ الرحمٰن ہیں اور نیز اگرچہ سب نبیوں میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ تمام نبی روح القدس سے تائید یافتہ ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی ﷺ سے خاص ہے اور مسیح علیہ السلام یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے۔ گو ہمارے نبی ﷺ اس نام کے رو سے بھی فائق ہیں۔ کیونکہ ان کو شدید القویٰ کا دائمی انعام دیا گیا ہے۔ لیکن روح القدس کے مرتبہ میں جو شدید القویٰ سے کم مرتبہ ہے حضرت مسیح

کو یہ خصوصیت دی گئی ہے۔ جیسا کہ یہ دونوں خصوصیتیں قرآن شریف سے ظاہر ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا نام امی مہدی رکھا اور ''وعلمهٔ شدید القویٰ (النجم:۵)'' فرمایا اور حضرت مسیح کو روح القدس سے تعلیم یافتہ قرار دیا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے بھی کہا ہے:

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ہمہ ان کار کنند آنچہ مسیحا می کرد

اور نبیوں کی پیشین گوئیوں میں یہ تھا کہ امام آخرالزمان میں یہ دونوں صفتیں اکھٹی ہو جائیں گی۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ وہ آدھا اسرائیلی ہوگا اور آدھا اسماعیلی۔''

علامہ مصنف متع اللہ المسلمین بطول بقائہ نے اس عبارت کو نقل کر کے جن پر دو خط دیئے گئے ہیں۔ اس قول کا نتیجہ ذیل میں یوں تحریر فرمایا ہے:

اس قول میں غور کیا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک مؤید بروح القدس ہونے کی صفت رسول اللہ ﷺ میں نہ تھی۔ صرف مہدی ہونے کی صفت تھی۔ یعنی ایک عظیم الشان صفت سے جناب رسول اللہ ﷺ محروم تھے (نعوذ باللہ منہ) مگر مرزا قادیانی دونوں صفت کے جامع ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ تم کلامهٔ السامی!

اب مرزا قادیانی کی اربعین کی عبارت اور علامہ مصنف متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کے نتیجہ کو نقل کرنے کے بعد توضیح کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مگر ناظرین کی خاطر سے لکھی جاتی ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مہدی کا نام آنحضرت ﷺ سے خاص ہے اور مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور امام آخرالزمان میں یہ دونوں صفتیں اکھٹی ہیں۔ اب صاف طور پر سے حاصل وہی نکلا جو حضرت مصنف نے فرمایا ہے کہ مرزا قادیانی میں آنحضرت ﷺ کی خصوصیت اور عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت دونوں پائی جاتی ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص میں عزت وکرامت کی دو خصوصیتیں اکھٹا پائی جائیں۔ وہ بالضرور افضل ہوگا۔ ان دو حضرات سے جن میں کرامت کی ایک ایک وجہ پائی جاتی ہے۔ پہلے شخص مرزا قادیانی تھے جن میں ان کے دعویٰ کے مطابق دونوں خصوصیتیں اکھٹا ہو کر پائی جاتی ہیں اور دوسرے حضرات آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن میں ایک ایک خصوصیت پائی جاتی ہے۔

اب ہمارا قلم آگے نہیں بڑھتا کہ اس کا نتیجہ صاف طور سے ہم لکھیں۔ اس لئے ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ وہ اس کا فیصلہ ٹھنڈے دل سے کرلیں۔ یہاں پر مرزا قادیانی نے

صاف طور سے سرور انبیاء علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولعزم انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ کیا ہے اور جب سرور انبیاء ﷺ پر افضیلت ثابت ہوگئی تو تمام نبیوں پر فضیلت لامحالہ ثابت ہو جائے گی اور مرزا قادیانی نے صرف یہی ایک فضیلت پر کفایت نہیں کی بلکہ اور فضیلتیں بھی بیان کی ہیں۔ صحیفہ نمبر مذکورہ دیکھا جائے۔

مرزا قادیانی کی بے انتہا تعلّی

صحیفہ مذکورہ میں جو مرزا قادیانی کی تعلیاں نقل کی گئی ہیں۔ ان میں ان کا یہ الہام بھی منقول ہے ’’لولاک لما خلقت الافلاک ‘‘(استفتاء ص۸۵، حقیقت الوحی ج۲۲ ص۱۰۲) یہ بعینہ ان کے الہام کے الفاظ ہیں۔ اس میں کسی حرف کی کمی بیشی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان وزمین اور جو کچھ کہ اس کے اندر ہے۔ اسے پیدا نہ کرتا۔ یعنی سارے جہاں کا وجود تیرے طفیل سے ہے۔ تمام اولیاء، انبیاء کا وجود اور ان کے کمالات ونبوت وولایت مرزا قادیانی کے طفیل سے ہیں۔ کیونکہ تمام کمالات وجود کے بعد ہیں۔ جب ان کا وجود مرزا قادیانی کے طفیل سے ہوا تو ان کے کمالات بھی ان کے طفیلی ہوئے۔ اس تعلّی کی کچھ انتہاء ہے کہ حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کو اور ان کے کمالات وفضائل کو اپنا طفیلی بتاتے ہیں۔ کون مسلمان ہے جو ایسی سخت بے ادبی پر بے تاب نہ ہو جائے گا اور مرزا قادیانی کو دجال وفریبی نہ سمجھے گا، کہ کہیں تو دعوے غلامی ہے اور کہیں یہ تعلّیاں ہیں کہ انہیں اپنا طفیلی بتا رہے ہیں اور اہل علموں کے مقابلہ میں خاص طور سے اپنی تعلّی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ عام طور سے یہ روایت جناب رسول اللہ ﷺ کی شان میں مشہور ہے۔ مگر مرزا قادیانی اسے غلط قرار دے کر اسے اپنا یقینی الہام بیان کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فضیلت جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے نہیں ہے بلکہ میرے لئے ہے۔ اس کی تائید ان کے اور مقولوں سے بخوبی ہوتی ہے۔ مثلاً اپنے نشانات تین لاکھ سے زیادہ بتاتے ہیں۔ (اخبار بدر مؤرخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۰۶ء) اور جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات صرف تین ہزار بتاتے ہیں (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) ملاحظہ ہو۔ پھر جس شخص نے اپنے نشانات کو سوحصے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ سے بتایا ہو اسے آنحضرت ﷺ کو طفیلی کہنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے۔

المشتہر: محمد یعسوب غفر اللہ الذنوب ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مسیح قادیان کے جھوٹ

اور

ان کے کاذب ہونے کا معیار

(صحیفہ محمدیہ ۱۳)

مولانا محمد یعسوب مونگیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کئی برس سے مسیح قادیان کا جھوٹا ہونا نہایت قطعی دلیلوں سے ثابت کیا جاتا ہے اور ہر طرح کے جھوٹ ان کے دکھائے گئے ہیں۔ مگر یہاں سے قادیان تک کسی کی مجال نہیں کہ جواب دے سکے۔ ان تحریروں کا نتیجہ خداتعالیٰ نے دکھایا کہ سینکڑوں گم گشتگان راہ حق راہ مستقیم پر آئے اور مرزائی مذہب چھوڑ کر دین حقہ اسلام کے پیرو ہوئے اور ہزاروں اس خطرناک راہ سے محفوظ رہے اور دائمی عذاب سے بچے۔ بالفعل مولوی محمود حسن صاحب اور مولوی سعید الحسن صاحب مختار جو مرزائی پارٹی کے بڑے رکن تھے۔ وہ مرزا قادیانی سے بیزار ہوکر حقیقی اسلام سے مشرف ہوئے۔ اس کی تفصیلی حالت جداگانہ رسالہ میں دکھائی گئی ہے۔ اس لئے مرزائیوں میں بڑی کھلبلی مچی اور ایک بڑا جھوٹا، بدزبان، فریب دینے والا سنبھالنے کے لئے آیا ہے اور محض جھوٹی باتیں بنا کر مرزا کو سچا کرنا چاہتا ہے اور کسی اہل علم کے مقابلہ میں نہیں آتا۔

مگر تعجب ہے کہ مرزائی حضرات اس جھوٹے سے یہ نہیں کہتے کہ اتنے رسالے مرزا کے جھوٹے ہونے کے ثبوت میں لکھے گئے ان کا تو جواب دو۔ بغیر ان کے جواب دیئے مرزا قادیانی کی نبوت کیسے ثابت ہوسکتی ہے۔ ان میں تو ہر طرح سے ان کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔ ابھی (صحیفہ محمدیہ نمبر۸) میں دو قسم کے بائیس جھوٹ دکھائے ہیں، وہ سامنے موجود ہے، مشتہر ہورہا ہے۔ اس کے جواب سے تو عاجز ہیں۔ مگر بے حیائی اس قدر ہے کہ باوجود ان رسائل کے مرزا کی نبوت ثابت کرنا چاہتے ہیں اور ناواقفوں کو فریب دیتے ہیں۔ ہم اب بنظر خیر خواہی تیسری قسم کے جھوٹ ناظرین اہل حق کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی فن دروغ گوئی میں نہایت عالی دماغ اور بے نظیر ثابت ہوتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انہیں سچے مذہب اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے راست بازی کو اسلام کا معیار فرمایا ہے۔ مگر چونکہ دروغ گوئی اور عیاری میں کمال رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک پر اپنے دلی راز کو ظاہر ہونے نہیں دیتے اور عمدہ پیرایہ سے اپنے آپ کو اسلام کا شیدائی ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ پہلے مسلمان تھے اور ان کے دعویٰ کو سادہ لوح اور دنیا طلب مسلمانوں ہی نے مانا ہے۔ عیسائی اور ہنود وغیرہ نے ان کی طرف کچھ توجہ نہیں کی۔ اس لئے اسلام سے علانیہ

مخالف ہوکر کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ مگر اسلام کی صداقت ایسے جھوٹے کو اپنے اندر رہنے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی۔ اب ہم ان کے کچھ جھوٹ ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے بے شمار جھوٹ اور حیرت انگیز تعلّیاں

اس میں دو قسم کے جھوٹ نقل کئے جائیں گے۔ بعض وہ جھوٹ جو نبوت کے بعد انہوں نے مخلوق پر ظاہر فرمائے ہیں اور بعض وہ جھوٹ جو دعویٰ نبوت سے پہلے ان کی زبان اور قلم سے نکلے ہیں۔ ان دونوں قسموں کا نمونہ دکھایا جاتا ہے۔ جنہیں دیکھ کر خداترس مرزا کو سچا ماننے پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اس طالب مبلغ سے اس کا جواب دریافت کیا جائے۔

پہلی قسم کا نمونہ: ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی نے رسالہ تحفہ الندوہ لکھا ہے۔ اس کے (ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۶) میں لکھتے ہیں: ''(۱) قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ (۳) پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کردیا ہے۔ (۴) کہ جو یہی زمانہ ہے۔ (۵) قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کردیا ہے۔ (۶) کہ جو یہی زمانہ ہے۔ (۷) اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی ہے۔ (۸) اور زمین نے بھی۔ (۹) اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا۔''

اس قول میں مرزا قادیانی اپنے لئے قرآن وحدیث کی گواہی بیان کرتے ہیں۔ اس کا مطلب اگر یہ کہا جائے کہ جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے ہم اس قول کو نہایت سچا سمجھیں گے اور مقولہ مشہور ''زبان الکذوب قد یصدق'' کا مصداق جانیں گے۔ یعنی جھوٹا کبھی سچ بھی بول دیتا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے یہاں سچ بول دیا۔ مگر مرزا قادیانی ایسے نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے اس قول میں عالی شان دعوے کئے ہیں کہ انبیائے صادقین میں سے کسی نے نہیں کئے اور مرزا قادیانی کا مقصد بھی یہی ہے کہ مختلف طور سے اپنا افضل الانبیاء ہونا ثابت کریں۔ یہاں انہوں نے نو دعوے کئے ہیں اور آسمان وزمین کے قلابے ملا دیئے ہیں اور جھوٹوں کو تعلیم دی ہے کہ جھوٹ بولے تو ایسا تو بولے جیسا ہم بول رہے ہیں کہ دیکھنے اور سننے والے حیران ہو جائیں۔

بھائیو! ایسے ہی زور کے دعوؤں نے سادہ لوحوں کو ان کا معتقد بنا دیا ہے۔ مگر یہ خیر خواہ نہایت کامل یقین سے کہتا ہے کہ کل دعوے محض غلط اور صریح جھوٹ ہیں۔ نہ قرآن مجید نے ان کی گواہی دی ہے، نہ رسول کریم ﷺ نے اور نہ کسی نبی نے ان کے آنے کا وقت متعین کیا ہے۔ یہ پہلے نبیوں پر افتراء ہے۔ صاحبان عقل اس پر غور کریں کہ ایسا شخص جن کے جھوٹ کا انبار پیش ہو رہا ہے۔ جن کے مختلف قسم کے جھوٹ دکھائے گئے۔ جن کی عظیم الشان پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور قرآن مجید اور توریت مقدس نے انہیں جھوٹا ٹھہرایا جو اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ ان کی صداقت کی شہادت کلام الٰہی اور حدیث نبوی میں ہوسکتی ہے؟ انہیں انبیائے کرام سچا کہہ سکتے ہیں؟ آسمان وزمین ٹل جائیں گے مگر یہ نہیں ہوسکتا بلکہ آسمانی کتابوں نے اور کلام الٰہی نے ان کے جھوٹے ہونے کی قطعی شہادت دی ہے۔ کیونکہ قران مجید میں اور توریت میں جھوٹے نبی کا یہ معیار بیان کیا ہے کہ اس کی پیشین گوئی جھوٹی ہو جائے اور مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں ایسی قطعی طور سے جھوٹی ہوئیں کہ ان کے ماننے والے بھی اس کی تصدیق پر مجبور ہوگئے۔

دیکھو رسالہ ''نبی کی پہچان'' کیا خواجہ کمال کی پارٹی یا مرزا محمود کا گروہ ان دعوؤں کو ثابت کر سکتا ہے؟ میں نہایت استحکام اور کامل وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر تمام مرزائی جماعت سر رگڑ کر مر جائے تو ان نو دعوؤں میں سے ایک دعویٰ کو بھی ثابت نہیں کر سکتی، نہیں کر سکتی۔ اگر کسی کو دعویٰ ہے تو سامنے آئے۔ مگر بمقتضائے ''الحق یعلو ولا یعلیٰ'' کوئی سامنے نہیں آ سکتا۔ یوں عوام کو بہکانا اور قرآن مجید میں تحریف کر کے محض غلط باتیں بتانا ہر ایک فریب دہندہ کر سکتا ہے۔ یہاں نواں قول قابل لحاظ زیادہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے تمام انبیائے کرام پر یہ افتراء کیا ہے کہ کوئی نبی نہیں جو میری گواہی نہیں دے چکا۔ اس کا حاصل یہی ہے کہ تمام انبیائے کرام نے میری گواہی دی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ انبیائے کرام پر بالکل افتراء ہے۔

خیال تو کیجئے کہ تمام انبیاء جن کی تعداد لاکھ سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ ان سب کی کتابیں کیا قادیان کی الماری میں رکھی ہیں؟ جنہیں دیکھ کر مرزا قادیانی یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر کیا کسی ایک یا دو کتاب آسمانی میں سب انبیاء کا یہ قول

منقول ہے اور کوئی اسے دکھا سکتا ہے؟ غیر ممکن ہے، ہرگز نہیں دکھا سکتا۔ جب یہ افتراء عام طور سے تمام انبیاء پر کیا گیا تو بے شمار افتراء ہوئے اور ہزاروں سے زائد جھوٹ ہو گئے۔ ایسے مفتری اور کذاب کو یہ قادیانی (مبلغ) خلیل سچا ثابت کرنے آیا ہے اور صریح جھوٹا معیار بنا کر ناواقفوں کو فریب دیتا ہے۔ ایسے معیار بتاتا ہے جس سے تمام جھوٹے مدعی مثلاً مسیلمہ کذاب، جس کا نام احمد اور کنیت ابومسیلم تھی وغیرہ سب سچے ثابت ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ اس کذاب کا نام بھی احمد تھا۔ اس لئے مرزائی ایسے معیار بیان کرتے ہیں کہ یہ کذاب بھی سچا ثابت ہو جائے۔ کہئے میاں خلیل؟ یہی نیت آپ کی ہے۔ آئندہ اور بھی جھوٹ اس قسم کے بیان کئے جائیں گے۔

مرزا قادیانی کے ایک قول میں کروڑں جھوٹ

(تحفہ غزنویہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۵۳۵) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''یہ تمام دنیا کا جانا ہوا مسئلہ اور اہل اسلام اور نصاریٰ اور یہود کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشین گوئی بغیر شرط توبہ اور استغفار اور خوف کے بھی ٹل سکتی ہے۔'' اس قول میں مرزا قادیانی اپنی جھوٹی پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے عوام کو فریب دیتے ہیں اور قرآن مجید کے خلاف تمام اہل اسلام کا عقیدہ بیان کرتے ہیں اور محض جھوٹ بولتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ قرآن مجید کی نص قطعی ''ما یبدل القول لدیّ (ق:۲۹)'' ان کے پیش نظر ہے۔ متعدد آیات قرآنیہ کی رو سے ان کا اعتقاد ہے کہ خداوند تعالیٰ کی وعید ہرگز نہیں ٹلتی۔

اب اس کہنے میں ہمیں کیا تامل ہوسکتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ بتانا ان پر صریح افتراء ہے اور ظاہر ہے کہ کسی ایک مسلمان پر یہ افتراء نہیں ہے بلکہ اس وقت چالیس کروڑ مسلمانوں پر یہ جھوٹ باندھا گیا ہے۔ اس لئے اس کہنے میں کوئی تامل نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی کے اس قول میں چالیس کروڑ جھوٹ ہیں اور اگر بالکل جاہل کالانعام کو چھوڑ دیا جائے تو بھی کروڑوں کی تعداد رہے گی۔ یہاں تو وعید کے ٹلنے کا امکان بیان کیا گیا۔

اس کے بعد ہی اس رسالے (تحفہ غزنویہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۳۶) میں لکھتے ہیں:

’’وعید یعنی عذاب کی پیشین گوئی کی نسبت خدائے تعالیٰ کی بھی سنت ہے کہ خواہ پیشین گوئی میں شرط ہو یا نہ، تضرع اور توبہ اور خوف کی وجہ سے ٹال دیتا ہے۔‘‘ یہ دعویٰ مرزا قادیانی نے بہت جگہ کیا ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ دعویٰ محض غلط اور خدا تعالیٰ پر افتراء ہے۔ عذاب کی پیشین گوئی یعنی وعید الٰہی جس میں شرط نہیں ہے وہ کسی وجہ سے ٹل نہیں سکتی۔ وہ ضرور پوری ہوتی ہے۔ ایسی وعید جس کے لئے کی جاتی ہے اسے توبہ اور تضرع کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ وہ اپنے جھوٹے عقیدہ پر بدستور قائم رہتا ہے اور خدا کا کلام پورا ہوتا ہے۔

اس بات کا ثبوت کہ وعید الٰہی ہرگز نہیں ٹلتی۔ فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں کامل طور سے کیا گیا ہے۔ اس کے خلاف کو سنت اللہ کہنا خدا تعالیٰ پر عظیم الشان افتراء ہے جو اس قدوس عالم الغیب کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ مرزائیوں پر فرض ہے کہ کم سے کم چار پانچ مثالیں ایسی پیش کریں جہاں وعید کی پیشین گوئی صرف خوف سے ٹل گئی ہو۔ مگر فیصلہ آسمانی حصہ سوم کو بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ مرزا قادیانی کی اس طوفان بدتمیزی کی حقیقت انہیں کھل جائے۔ اگر انہیں طلب حق ہے۔

معزز ناظرین! آپ نے مرزا قادیانی کی حالت کا معائنہ کرلیا۔ ملاحظہ کیجئے کہ اس پر یہ صاحب نبی کہے جاتے ہیں اور لمبے چوڑے خطابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ افسوس! کیوں حکیم (خلیل قادیانی) آپ کی دیانت کا یہی تقاضا ہے کہ جس شخص کے لاتعداد جھوٹ ہوں اس کو آپ نبی ماننے اور منانے کے لئے تیار ہیں؟ یہ فلسفہ آپ نے کہاں سے سیکھا ہے کہ جھوٹا شخص نبی مانا جائے اور لطف تو یہ ہے کہ یہ شخص خداوند تعالیٰ کو بھی جھوٹا بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: ’’**لاتحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ. ان اللہ لا یخلف المیعاد** (آل عمران:۹)‘‘ یعنی اللہ پاک وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے اور اللہ پاک کو ہرگز ہرگز ایسا نہیں سمجھو کہ اپنے رسولوں سے وعدہ کر کے پورا نہ کرے۔ خدائے پاک کا تو یہ ارشاد ہے۔ لیکن جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں غلط ہونے لگیں تو کہنے لگے خدا کی یہ سنت ہے کہ رسولوں کی پیشین گوئیوں کو ٹال بھی دیا کرتا ہے۔ کیوں میر وزارت حسین قادیانی خدا کے واسطے کچھ تو غور کیجئے۔

میر صاحب اور حکیم صاحب اور پروفیسر مولوی صاحب اگر آپ کو سامنے آنے کی ہمت ہوگی تو ہم آپ کو انہیں آیات قرآنی سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے دکھاویں گے۔ ان دونوں آیتوں میں جھوٹے مدعی نبوت کا یہ معیار بتایا ہے کہ جو مدعی نبوت کوئی وعدہ یا وعید الٰہی بیان کرے۔ یعنی وعدہ وعید کی پیشین گوئی کرے اور وہ پوری نہ ہو تو وہ قطعاً جھوٹا ہے۔ اب مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیوں کا انبار دیکھئے۔ سب سے بڑی پیشین گوئی منکوحہ آسمانی والی ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان بتایا تھا۔ یعنی عظیم الشان نشان تو اور بھی انہوں نے بتائے ہیں۔ مگر اس منکوحہ کا نکاح میں آنا نہایت ہی عظیم الشان نشان تھا۔ **الحمدللہ** ! وہ ایسا غلط ہوا کہ خاص وعام پر روشن ہوگیا کہ مرزا قادیانی اس خیالی منکوحہ کو ترستے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

اب چونکہ مرزا قادیانی نے اس کے لئے وعدہ الٰہی اس طرح بیان کیا تھا کہ: ’’ہر طرح تیری طرف اسے لائے گا اور سارے موانع کو دور کرے گا۔‘‘ (ازالۃ الاوہام ص۱۶۳،۱۶۴، خزائن ج۳ ص۳۰۵) ملاحظہ کیجئے۔ جب یہ منکوحہ مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی تو معلوم ہوا کہ وہ وعدہ الٰہی نہ تھا بلکہ مرزا قادیانی کا افتراء تھا اللہ تعالیٰ پر۔ ورنہ بموجب ارشاد خداوندی ’’**لا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ** ‘‘ وہ وعدہ ضرور پورا ہوتا۔ اسی طرح احمد بیگ کے داماد کی وعید پوری ہونے سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی اس جھوٹ سے ایسے پریشان ہوئے ہیں کہ اس کے سچ بنانے کے لئے بہت سے سفید جھوٹے بولے ہیں۔ چنانچہ (انجام آتھم ص۲۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹) میں وعید کی میعاد کے ٹلنے کا ذکر کر کے (ص۳۰، خزائن ج۱۱ ص۳۰) میں لکھتے ہیں کہ: ’’خداتعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل کرنے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا۔ جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر ص۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔‘‘ (ص۳۱و۳۲، خزائن ج۱۱ ص۳۱،۳۲) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: ’’جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظریں موجود ہیں وعید کی پیشین گوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت

کے لئے منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔‘‘

یہ دو عبارتیں ہیں اس میں مرزا قادیانی نے بارہ جھوٹ بولے ہیں۔(۱) خداتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام سے چالیس دن میں عذاب نازل کرنے کا قطعی وعدہ کیا تھا۔ محض غلط، نزول عذاب کا وعدہ کسی قطعی روایت سے ثابت نہیں۔ اب مرزائیوں پر فرض ہے کہ اس کو قطعی روایت سے ثابت کریں۔ (۲،۳) پھر لکھتے ہیں اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی اس قول میں جو جھوٹ ہیں ایک تو وہی جھوٹ ہے کہ اسے وعدہ کہہ کے اسے قطعی کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں تھی اور اس کی تصدیق کے لئے تفسیر کبیر کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ تفسیر کبیر میں یہ مضمون ہرگز نہیں ہے کہ حضرت یونس سے قطعی طور پر وعدہ کیا گیا کہ چالیس دن میں عذاب نازل کیا جائے گا اور یہ بھی نہیں ہے کہ نزول عذاب کے وعدہ میں شرط نہیں تھی۔ بلکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ (تفسیر کبیر (ج۶ص۱۸۸) ملاحظہ ہو) اس قول میں بھی دو جھوٹ ہوئے۔ پھر لکھتے ہیں امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کے رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔

اس قول میں بھی تین جھوٹ ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت یونس سے قطعی وعدہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اس کے لئے کوئی شرط نہیں تھی۔ تیسرے یہ کہ احادیث صحیحہ کے رو سے اس کی تصدیق بتانا کسی صحیح حدیث سے ان دونوں باتوں کا ثبوت نہیں ہے۔ اس پورے قول میں آٹھ جھوٹ ہوئے۔ دوسرے قول میں یہ لکھتے ہیں: ’’جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشین گوئی میں...... الخ!‘‘ اس قول میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں پر افتراء کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث اور پہلی معتبر کتابوں میں کہیں نہیں ہے کہ وعید کی پیشین گوئی کی میعاد میں تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ اس سے تین جھوٹ ثابت ہوئے۔ چونکہ تاخیر ڈال دینے کو مرزا قادیانی خدا کی طرف اور رسول کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کتابوں کی طرف اس لئے یہ تین جھوٹ ہوئے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی اس عقیدہ کو اجماعی بتاتے ہیں۔ حالانکہ محض غلط ہے۔ کوئی مرزائی دکھائے کہ اجماعی عقیدہ کہاں ہے اور کس نے لکھا ہے۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ جھوٹ تو بولے مگر مدعا

حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ ان جھوٹوں سے تو وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وعید کی میعاد ٹل جاتی ہے۔ یعنی وعید پوری ہوتی ہے۔ مگر اس کی میعاد میں تاخیر ہو جایا کرتی ہے۔ مگر احمد بیگ کے داماد کی پیشین گوئی میں صرف تاخیر ہی نہیں ہوئی بلکہ وہ پیشین گوئی بالکل غلط ہوگئی اور مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے۔

حکیم خلیل صاحب! جو جھوٹ بیان کئے گئے انہیں پر کفایت نہیں ہے۔ مذکورہ جھوٹ تو ایسے تھے کہ انہیں ذی علم حضرات معلوم کر سکتے ہیں۔ مگر فضل خداوندی نے مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کو ایک طریق پر منحصر نہیں رکھا۔ بلکہ متعدد طریقوں سے انہیں جھوٹا ثابت کیا۔ تمام مسلمانوں پر ان کا افتراء ثابت ہو گیا۔ نہایت دعویٰ کی پیشین گوئیاں ان کی جھوٹی ہوئیں۔ تیسرے عظیم الشان قدرت الٰہی کا نمونہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ ایسا ہوشیار شخص جو عوام کے فریب دینے میں کمال رکھتا ہو وہ نہایت صفائی سے اپنے اقرار سے جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ثابت ہوا اور اس طرح کا ثبوت کہ خاص وعام سب بے تکلف سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ اس قسم کے دس بارہ قول جناب مرزا قادیانی کے موجود ہیں کسی وقت وہ سب مشتہر کئے جائیں گے۔ اس وقت ایک ہی حوالہ دیتا ہوں (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱ حاشیہ) میں احمد بیگ کے داماد کی پیشین گوئی کی نسبت لکھتے ہیں ’’کہ نفس پیشین گوئی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘

کہئے حکیم صاحب یہ آخر جملہ تو مرزا قادیانی کا سچا ہوگیا۔ چونکہ جھوٹے تھے اس لئے پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی اور ان کی موت آگئی اور ہزاروں مسلمان ان کے فریب سے محفوظ رہے۔ مگر اس سچے جملہ نے سچائی کو کیسا ظاہر کر دیا اور مرزا قادیانی کی واقعی حالت دنیا پر ظاہر ہوگئی ہے۔ کیا آپ اس جملہ کی سچائی نہیں مانتے؟ اس میں مرزا قادیانی کو جھوٹا جانتے ہیں۔ اب زیادہ حیرت یہ ہے کہ جو آپ کے خیال کے بموجب بھی جھوٹا ثابت ہو گیا ہو، اسے آپ نبی اور خدا کا رسول مانتے ہیں۔ یہ کیا غضب ہے ذرا ہوش درست کیجئے۔ یہاں یہ نہایت بدیہی اور عقلی بات ہے کہ جھوٹا نبی نہیں ہو سکتا اور بالخصوص ایسا جھوٹا جس کے جھوٹ

اور فریب کا دریا موجزن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اقرار سے اسے جھوٹا ثابت کر دیا ہو۔

اگر آپ یہاں کسی قسم کی غلطی بتائیں تو خدا کے لئے کچھ ہوش وحواس سے کام لیجئے کہ انبیاء سے ایسی غلطی ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے اقرار سے مخلوق کے روبرو جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ٹھہریں اور برسوں اس غلطی میں رہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ نہ کیا اور اس کا جھوٹا اور رسوا ہونا پسند کیا۔ کہئے بھئی آپ کے نبی ہیں، جہلاء کے سامنے انہیں کی نبوت کا معیار بیان کیا جاتا ہے۔ ذرا شرم کیجئے۔ ان رسالوں کو دیکھئے جو آپ کی خیر خواہی میں مشتہر کئے گئے ہیں اور خدا پر توکل کیجئے۔ مبالغ پر ایمان فروشی نہ کیجئے۔ ایمان درست کرنے کے لئے فیصلہ آسمانی کا پہلا حصہ کافی ہے۔ اگر اس میں آپ کو شبہ ہو تو سامنے آ کر دریافت کیجئے۔

جماعت احمدیہ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کر کے فیصلہ کے اسی حصہ کو دیکھئے کہ مرزا قادیانی کو کس طرح جھوٹا ثابت کیا ہے اور اسی فیصلہ آسمانی کو دکھایا ہے کہ مرزا قادیانی نے جس بات کو اپنی صداقت کا نہایت عظیم الشان نشان بڑے زور سے کہا تھا اور آخر عمر تک اس کی امید پر رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسے کیسا جھوٹا کر کے انہیں رسواء کیا۔ پھر ان کے خانگی خطوں کو مشتہر کرا کے کیسی ان کی اندرونی حالت کو ظاہر کر کے مخلوق پر حجت تام کر دی۔ پھر آپ حضرات ان علانیہ باتوں پر کیوں غور نہیں فرماتے۔ اس پر نظر کیجئے کہ اس خدائی فیصلہ پر پردہ ڈالنے کے لئے جس قدر باتیں خود مرزا قادیانی نے اور ان کے خلیفہ اور مریدوں نے بنائی ہیں۔ سب کی دھجیاں کیسی اڑائی ہیں اور انہیں کیسا غلط ثابت کیا ہے۔ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہونے کے لئے صرف یہی ایک نشان کافی ہے۔ مگر بھائیو! آپ کے مرشد کے جھوٹوں کا انبار ہے۔ دوسری شہادت آسمانی کو ٹھنڈے دل سے ملاحظہ کیجئے کہ کس خوبی وتحقیق سے ان کی آسمانی شہادت کو کیسا خاک میں ملایا ہے اور ان کے جھوٹ وفریب کو کس طرح روشن کر کے دکھایا ہے۔ اگر پورا رسالہ نہ دیکھئے تو شروع کا ایک جز اور آخر کا (۸۱) سے آخر تک ضرور ملاحظہ کر لیجئے۔ اب آپ کو اس سے علیحدہ ہونے میں کیا عذر ہوسکتا ہے؟

آپ کا سچا بہی خواہ: خادم الحکما محمد یعقوب مونگیری ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزا محمود کی آمد آمد
اور
آسمانی نشان کے متعلق
چند سوالات

مولانا محمد یعسوب مونگیری و محمد اصغر علی رشادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے سنا ہے کہ مرزا محمود قادیانی خلف مرزا غلام احمد قادیانی مونگیر آنے والے ہیں۔ یہ خبر سن کر بعض حضرات نے تو یہ شعر پڑھ دیا:

قدم نا مبارک محمود گر بدریا رود بر آرد دود

لیکن ہم ایسا نہیں کہتے ہیں۔ ہم کو ان کے یہاں آنے کی خبر سے کمال مسرت ہوئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے رد میں جتنی کتابیں مونگیر سے شائع ہوئیں باوجود سخت تقاضا کے قادیانیوں کی طرف سے ایک کا بھی کافی جواب نہیں دیا تھا۔ مولوی عبدالماجد قادیانی نے متعدد کتابوں میں سے صرف فیصلہ آسمانی حصہ دوم کا جواب لکھا بھی تو اس قدر ناکافی وغیر مکمل کہ اس کو جواب نہیں کہا جاسکتا ہے۔ اصل اعتراض کا کچھ جواب نہیں ہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ محض غلط ہے۔

رسالہ نور ایمانی، تنزیہ ربانی، عبرت خیز، معیار صداقت (آخر الذکر تین رسائل احتساب قادیانیت جلد ۵ اور ۷ میں چھپ چکے ہیں) دیکھا جائے اور اصل مطلب کے علاوہ جو انہوں نے اپنی قابلیت کا اظہار کیا ہے اس کی وہ دھجیاں اڑائی گئی ہیں کہ باید وشاید اور کہیں حضرت مؤلف فیصلہ پر اپنی بے خبری اور ناواقفی سے انجام دیئے ہیں۔ ان کے جوابات کچھ اس خاکسار نے بھی دیئے ہیں اور کچھ جناب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب عم فیضہم نے دیئے ہیں۔ (صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲) ملاحظہ کیا جائے۔ بڑے فخر سے انہوں نے منہاج نبوت بیان کی جس سے مقصود ان کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے غلط الہامات اور جھوٹی پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالا جائے اور شائستہ پیرایہ سے حضرت خاتم النّبیین پر وہی اعتراض کیا جائے جو مرزا قادیانیت پر کیا جاتا ہے۔ مگر الحمدللہ! اس منہاج کی ایسی ٹانگیں توڑی گئی ہیں کہ آپ کے مولوی کے حواس باختہ ہوجائیں گے۔ جواب الجواب کے لئے ان کی ہمت پہلے بھی نہیں پڑی بالکل ساکت رہ گئے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہونا ہے۔

جن رسالوں میں ان کی قابلیت کا زیادہ پردہ فاش کیا گیا ہے وہ ابھی چھپے نہیں ہیں۔ ان کے چھپنے کے بعد انہیں اپنی اور اپنے مرشد کی قابلیت کا حال کسی قدر معلوم ہوگا۔ اس سے اگرچہ لوگوں پر یہ ظاہر ہوگیا کہ پورب کے قادیانی دلائل سے معرّا (خالی) ومفلس ہیں۔ لیکن بعض قادیانی کے لئے یہ ضعیف حیلہ باقی رہ گیا تھا کہ ہمارے مقتدائے مرزائیان یعنی مرزا محمود سے اب تک کوئی بحث نہیں چھڑی ہے۔ ان سے بحث چھڑتی اور یہ بھی مثل

مولوی عبدالماجد قادیانی کے ساکت ہوجاتے تو البتہ فیصلہ اور مرزائیت سے توبہ کرنا ممکن تھا۔ جو قادیانی ایسا کہے اس کے لئے یہ حیلہ تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ جو کتاب یہاں سے شائع ہوتی ہے۔ قادیان تک پہنچتی ہے۔ اگر مرزا محمود قادیانی کے پاس کوئی جواب ہوتا تو ضرور وہ اپنے پدر بزرگوار کی حمایت میں گھر ہی بیٹھے لکھتے یا اپنے مددگاروں سے لکھواتے بالمواجہہ گفتگو کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

لیکن جب کہ مرزا محمود قادیانی یہاں آرہے ہیں تو اس خیال سے کہ اتمام حجت میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ ہم لوگوں کے لئے ضروری ہوا کہ بالمواجہہ بھی ان سے کچھ گفتگو ضرور کر لی جائے اور روبرو گفتگو کے لئے کوئی صورت سوائے ان کے آنے کے ممکن نہیں تھی۔ اس لئے ان کی تشریف آوری کی خبر سے جس قدر مسرت کی جائے کم ہے۔ اگرچہ جناب مولانا واستاذنا جامع الکمالات مفتی عبداللطیف صاحب تو گفتگو کے لئے آمادہ ہی ہیں۔ مگر اس عاجز کو بھی بعض امور ان سے پوچھنا ہے۔ ان کی اطلاع میں مرزا محمود کو پہلے سے دیتا ہوں تاکہ قادیانی خلیفہ پہلے سے اس پر غور کر کے جواب کے لئے تیار ہو کر آئیں کہ دریافت کرنے کے وقت ان کو کوئی تأمل نہ ہو۔

۱...... مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک بہت بڑا نشان یہ پیش کیا ہے کہ رمضان شریف کے مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا اجتماع ہوا اور اس کا بیان انہوں نے اپنے متعدد رسالوں میں بڑے زور وشور کے ساتھ کیا ہے اور خاص رسالے بھی اس باب میں لکھے ہیں۔ ان تمام بیانوں کا مدار دارقطنی کی ایک روایت پر ہے اور اس کو وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں اور امام باقرؒ کو اس کا راوی قرار دیتے ہیں۔ مجھے آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ دارقطنی کی روایت دیکھنے سے یہ ثابت کسی طرح نہیں ہوتا کہ وہ روایت رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے اور حضرت امام باقرؒ اس کے راوی ہیں۔

اب ان دونوں دعوؤں کو آپ تحقیقی طور پر دارقطنی کی روایت سے ثابت کر دیجئے۔ میں نے جو یہ کہا کہ دارقطنی کی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ حدیث رسول اکرم ﷺ کی ہے۔ اس کے وجوہ یہ ہیں:

اوّل: روایت کے الفاظ یہ ہیں ''عن عمرو ابن شمر عن جابر عن محمد ابن علی قال: ان لمهدينا ایتین الخ'' اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ

یہ قول جناب رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے۔ بلکہ محمد ابن علی کا ہے اور محمد ابن علی کون ہیں؟ یہ کسی طرح نہیں معلوم ہوتا کہ یہ محمد ابن علی امام باقر ہیں۔ کیونکہ محمد ابن علی متعدد حضرات کا نام ہے۔ پھر امام باقر کی تعیین کس طرح ہوسکتی ہے؟

دوم: اس کا ایک راوی عمرو ابن شمر ہے اس کی نسبت محدثین نے لکھا[1] ہے کہ وہ بڑا جھوٹا تھا، جھوٹی حدیثیں ثقہ لوگوں کے نام سے روایت کیا کرتا تھا اور کمال درجہ کا غیر معتبر تھا۔ پھر ایسے شخص کی روایت پر اعتماد کرنا اور اس سے عظیم الشان امر کا ثبوت دینا کسی فہمیدہ حق پرست کا کام نہیں ہوسکتا؟ حیرت یہ ہے کہ ایسے جھوٹے، کذاب کی روایت پر آپ کے والد (مرزا قادیانی) نے اس قدر شور وغل اٹھایا اور مرزائیوں میں ہر طرف اس کا غل رہا اور اس کو آسمانی شہادت بتایا کہ خدا کی پناہ۔ البتہ جب سے رسالہ شہادت آسمانی چھپا ہے۔ اس وقت سے ہم خاموشی دیکھتے ہیں۔ خیر اب آپ بتایئے کہ اس روایت پر اعتماد کرنے کی کیا وجہ ہے اور کس طرح معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے؟

شاید آپ یہ کہیں کہ اس روایت میں غیب کی خبر دی گئی ہے اور غیب کی خبر تو خدا کا رسول ہی دے سکتا ہے۔ ایسا خیال کرنا سخت نادانی ہے۔ کیونکہ چاند وسورج کے گہن لگنے کی خبریں تمام اخباروں میں چھپا کرتی ہیں اور مسٹر کیتھ کی کتاب میں سو برس کے گہنوں کی خبریں لکھی ہیں۔ چنانچہ جن گہنوں کو مرزا قادیانی نے اپنے لئے شہادت قرار دیا ہے۔ اس کی پیشین گوئی بھی اس میں موجود ہے۔ پھر کیا جن لوگوں نے یہ خبریں دی ہیں۔ آپ کے نزدیک وہ نبی ورسول تھے؟ یا خدا نے ان کو یہ خبریں دی تھیں۔ ہم کو یہ امید نہیں کہ آپ ایسا کہیں۔ جب نجوم جاننے والے گہنوں کی خبر دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اس راوی نے جھوٹی بات بنا کر پیش کردی۔ غرض کہ کوئی وجہ نہیں کہ اس روایت کو صحیح مانا جائے۔

پھر ایسی جھوٹی روایت پر مرزا قادیانی کا شور وغل مچانا اور امام باقرؒ کی روایت کہنا ایسے مدعی کے لئے کس قدر شرم کی بات ہے۔ آپ ان کی صداقت کے مدعی ہیں۔ اس لئے آپ کو یا آپ کے یہاں جو قابل ہوں ان کو چاہئے کہ اس کو اوّل امام باقرؒ کا قول ثابت

[1] چنانچہ میزان الاعتدال میں اس کی نسبت لکھا ہے کہ ''لیس بشیٔ، زائع، کذاب، رافضی، یشتم الصحابة ویروی الموضوعات عن الثقات، منکر الحدیث، لا یکتب حدیثه، متروک الحدیث'' یہ نو الفاظ اس کے کذب کی شہادت دے رہے ہیں۔

کریں۔ اس کے بعد اس کو حدیث رسول اللہ ثابت کریں۔ امام باقرؒ کے کلام ہونے میں ہمیں دو وجہ سے عذر ہے:

اوّل: یہ کہ روایت میں محمد ابن علی کا قول لکھا ہے۔ محمد ابن علی کئی شخص ہیں۔ اب اس کی تعیین کہ اس کے راوی امام باقرؒ ہی ہیں، کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کرسکیں یا آپ کا کوئی مولوی کرسکے تو بیان کیجئے۔

دوسرے یہ کہ اگر ہم مان لیں کہ محمد بن علی امام باقرؒ ہی ہیں۔ مگر جو راوی امام باقرؒ کا نام لے رہا ہے۔ وہ تو نہایت جھوٹا اور کذاب ہے تو اس کی بات پر کیوں کر اعتبار ہوسکتا ہے کہ اس کا نام لینا سچ ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق جھوٹی روایت کو ایک بڑے شخص کی طرف منسوب کر دیا تاکہ لوگ اس کا اعتبار کریں۔ اس کی زیادہ تفصیل دوسری شہادت آسمانی میں ہے۔ اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جھوٹی حدیث کو سچی ثابت کرنے کے لئے عجب طرح کی باتیں بنائی ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۹) میں لکھتے ہیں کہ: ’’حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اس کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔‘‘ اب ذرا آپ ہی دیکھئے کہ مرزا قادیانی یہ کیسی لغو اور انوکھی بات کہتے ہیں۔ کوئی سمجھ دار کہہ سکتا ہے کہ حدیث نے اپنی سچائی آپ ظاہر کر دی۔ دوسرے اس سے عجیب تر مرزا قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ (اس کی پیش گوئی پوری ہوگئی) کیونکہ پیش گوئی تو ایک عام لفظ ہے۔ نجومی بھی آئندہ گہنوں کی پیش گوئیاں کیا کرتے ہیں اور پوری ہوا کرتی ہیں۔ پھر کیا اس کے پورا ہونے سے وہ حدیث ہو جائے گی۔

اب اگر آپ یہ کہیں کہ یہ وہ پیش گوئی ہے کہ اس کو مہدی کی علامت کہا گیا ہے۔ اس لئے جب وہ پوری ہوگئی تو سچائی ظاہر ہوئی۔ اس کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ گفتگو اس میں ہے کہ یہ پیش گوئی رسول اللہ ﷺ کی ہے یا نہیں؟ جب اس کا ثبوت نہیں ہوتا کہ یہ پیش گوئی رسول اللہ ﷺ کی ہے تو پھر اس کے پورا ہونے کے کیا معنی؟ چونکہ مرزا قادیانی نے یہاں بہت سخت کلامی سے کام لیا ہے اور بزرگوں کو احمق بتایا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم (ص۴۹) ملاحظہ کیا جائے) اس لئے ہم بھی اس کہنے پر مجبور ہیں کہ دوسری حماقت مرزا قادیانی کی یہ ہے جو لکھتے ہیں کہ پیش گوئی کا پورا ہو جانا اور اس کا صدق مشاہدہ میں آجانا یقینی امر ہے۔ اب ان سے کوئی پوچھے کہ پہلے یہ تو ثابت کرو کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی ہے۔ جب اس کا ثبوت نہیں ہے تو پھر اس کا پورا ہونا چہ معنی دارد اور یہ کہنا کہ اس کا صدق مشاہدہ میں آ گیا۔ کس قدر حماقت

ہے؟ اس کی تمیز نہیں کہ مشاہدہ میں کیا چیز آ گئی اور صادق ہونا کس کا مطلوب تھا۔

اہل علم خوب سمجھتے ہیں کہ مقصود تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ پیش گوئی کی۔ اب جو حضرات کہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اس بات کو کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کو مشاہدہ کر لیا اور ہمارے مشاہدہ نے یہ بات ثابت کر دی کہ یہ پیش گوئی رسول اللہ ﷺ کی ہے، یہ دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا۔ پھر یہ کہنا کہ اس کا صدق مشاہدہ میں آ گیا کس قدر بے وقوفی ہے۔ مشاہدہ صرف گہنوں کا ہوا ہے۔ اب اس کا ثبوت کہ اس طرح کے گہن مہدی کی علامت ہیں۔ ہرگز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد لکھتے ہیں:

’’فرض کیا کہ اس حدیث میں کوئی راوی کذاب ہے، مفتری ہے، شیعہ ہے۔ مگر جب کہ یہ پیش گوئی پوری ہو گئی تو اس طریقہ سے حدیث کی صحت پر شہادت پیدا ہو گئی۔‘‘

مرزا قادیانی بار بار یہ کہتے ہیں کہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اے صاحب! کس کی پیش گوئی پوری ہو گئی؟ پیش گوئیاں تو ہر قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ آپ پہلے یہ ثابت کریں کہ یہ پیش گوئی رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ پھر اس کے پورا ہونے کی نسبت بعد کو گفتگو کی جائے گی۔ مگر یہ ہرگز آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ یہ پیش گوئی رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ علم نجوم کی وجہ سے یوں ہی ایک پیش گوئی کر دی یا ایسی ہی جھوٹی بات بنا کر اس نے کہہ دی۔ اس غرض سے کہ اگر اتفاقیہ کسی جھوٹے کے عہد میں ایسا ہو تو وہ جھوٹا دعویٰ کر سکے۔ کیونکہ بعض جھوٹوں کو جھوٹ پھیلانے کا شوق ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی اس پر آپ خوب خیال رکھیں کہ اوّل اس روایت میں یہی امر تصفیہ طلب ہے جو میں نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک یہ حدیث ہرگز صحیح نہیں ہے۔ آپ اس کو حدیث صحیح ثابت کریں۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں جو معنی کہ مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں وہ محض غلط ہیں اور یقیناً غلط ہیں۔ کوئی عربی دان وہ معنی نہیں کر سکتا اور بالیقین مرزا قادیانی کے معنی کو غلط بتائے گا۔ مگر پہلے آپ اس کی صحت ثابت کر لیجئے اور اس کے بعد اس کے معنی میں گفتگو کی جائے گی۔ پھر اس کے متعلق دوسرے امور میں کیونکہ دعویٰ کی بنیاد وہ روایت ہے اور اس کے معنی جب یہ دونوں غلط ہیں تو ان کا دعویٰ بدیہی طور سے غلط ہے۔ اس لئے دوسرے امور میں بحث کرنا فضول ہے۔ اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو دوسری شہادت آسمانی میں دیکھئے اور خوب یاد رکھئے کہ اسی طریقہ پر مجتہدانہ گفتگو کی

جائے گی اور جس طرح مرزا قادیانی نے تمام سلف کے خلاف اس کے معنی بیان کر کے اپنے لئے اسے حجت بنایا ہے۔ اسی لئے ہمیں بھی ضرور ہے کہ محققانہ طور سے اس میں گفتگو کریں اوران کی غلطی کو اظہر من الشمّس کر کے دکھائیں۔ اس لئے پہلے اس روایت کی صحت میں گفتگو ہونا چاہئے۔ پھراس کے معنی میں اس کے بعد اور باتوں میں۔

آخر میں مجھے اس کی بھی اطلاع دینا ہے کہ آپ کے ابا جان (مرزا قادیانی) کے قصیدہ کا جواب لکھا گیا ہے اوراس پر اعتراضات کئے گئے ہیں اور مرزا قادیانی کی صرفی، نحوی، ادبی، عروضی اور قوافی اور املاء اور ترجمہ کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ وہ بھی آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور جلسہ میں سنائے جائیں گے۔ آپ تو علوم عربیہ سے محروم ہیں۔ مگر ممکن ہے کہ آپ کے متبعین میں کوئی ہو کہ عربی کا ادب کچھ جانتا ہو اسے ہمراہ لایئے گا تا کہ وہ کچھ سمجھے۔ (خادم الحکماء والعلما محمد یعسوب)

مرزا محمود قادیانی سے دوسری گزارش

مرزا محمود قادیانی مجھے بڑی تمنا ہے کہ آپ میری گزارش پر نظر توجہ کریں اور میری تسکین کر دیں۔ آپ کے متبعین تو کچھ نہیں کرتے۔ ہاں! کبھی کسی حاجت مند طالب علم کو طمع دے کر بیعت کا خط لکھوا دیتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی جدت پسند خیال سے حیات مسیح علیہ السلام پر مرزا قادیانی کے اعتراضات بیان کر کے ان کا معتقد کرتے ہیں اور آپ کو اطلاع دیتے ہیں اور آپ سے تنخواہ لیتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی پر جو اعتراضات ہورہے ہیں اور برسوں سے ان کا تذکرہ خاص وعام میں ہورہا ہے۔ ان کا جواب کوئی نہیں دیتا۔ کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے ان سے علیحدہ ہورہے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے بڑی وجہ مرزا قادیانی کو چھوڑنے کی یہ ہے کہ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آئی اور برسوں مرزا قادیانی یہی کہتے رہے کہ آخر کار وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی اور سب موانع دور ہوں گے۔

اس کو صرف اپنا خیال ہی نہیں بتایا بلکہ الہام الٰہی بتایا ہے۔ جس کے سچا ہونے کا یقین مثل قرآن مجید کے ہے (ازالۃ الاوہام ص۱۹۸،۱۹۹) اور (انجام آتھم ص۶۰،۶۱) کو دیکھا جائے کہ کس زور کے ساتھ محمدی کی پیشین گوئی بار بار اس کے نکاح میں آنے کی، کی ہے جس سے یقینی طور سے ظاہر ہورہا ہے کہ کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔ ایسے اسباب پیش نہیں آسکتے کہ یہ پیش گوئی پوری نہ ہو۔ اگر اس کے نہ ہونے کے لئے کوئی شرط مانع ہوسکتی ہے تو وہ شرط ہرگز نہ پائی جائے گی۔ اس

کے شوہر کا ایمان لانا یا نہ لانا اسے کسی طرح روک نہیں سکتا۔ اس پیش گوئی کے الفاظ نہایت صفائی سے بتارہے ہیں کہ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہوسکتا۔

اوّل تو اس پیشین گوئی کی ابتدا کو دیکھئے کہ کس طرح ہوئی۔ مرزا قادیانی نے الہام سے پیام نکاح اس کے باپ سے کیا تھا یعنی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ محمدی کے باپ سے نکاح کا پیام کر۔ مرزا قادیانی نے اس الہام کے بموجب نکاح کا پیام کیا۔ اب اسی پر نظر کی جائے کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اور گزشتہ اور آئندہ کی تمام باتوں کا اسے علم ہے، کوئی ذراسی بات بھی اس سے چھپی نہیں ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ جس وقت اس نے نکاح کے پیام کے لئے الہام کیا تھا اس وقت اسے ان تمام واقعات کا علم تھا جو آئندہ پیش آئے اور نکاح میں نہ آنا بھی اس کے پیش نظر ہوگا۔ مگر بایں ہمہ اس نے نکاح کے پیام کو کہا اور انکار کے بعد برسوں اپنے رسول کو وثوق واعتماد دلاتا رہا کہ ''انجام کار تیرے نکاح میں آئے گی اور یہ وعدہ الٰہی ضرور پورا ہوگا'' مگر وہ وعدہ پورا نہ ہوا۔

اب اس پر غور کیا جائے کہ اگر کوئی انسان پورے طور سے جان لیتا ہے کہ یہ کام ہونے والا نہیں ہے تو اس کے کہنے اور کرنے کی طرف وہ توجہ ہی نہیں کرتا۔ کوئی شریف انسان ایسا وعدہ ہرگز نہیں کرتا۔ جس کے پورا نہ ہونے کو وہ یقین جان رہا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ جو ہر عیب سے پاک اور کامل قدرت رکھنے والا ہے۔ جسے انسانوں کے دلوں پر اختیار ہے۔ وہ اپنے رسول کو ایسا دھوکا دے۔ اسے کوئی مسلمان باور نہیں کرسکتا۔ اگر اس کا شوہر ایمان اور خوف کی وجہ سے موت کے وعید سے بچ گیا تو اس کا نکاح میں آنا آسان تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے پاس آکر کہتا کہ میرے قصور کو آپ معاف کریں۔ میں نے آپ کے خلاف مرضی محمدی سے نکاح کرلیا۔ اب میں اسے طلاق دیتا ہوں، آپ اس سے نکاح کرلیں۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ پھر آپ کے مریدین اس کا غل کیوں مچارہے ہیں کہ بسبب خوف وایمان کے وہ بچ گیا۔ اس لئے وعدہ الٰہی پورا نہ ہوا۔ حتمی وعدہ الٰہی پورا ہونے کے لئے تو یہ عمدہ سبب تھا جس سے خدا کے وعدہ کی صداقت دنیا پر ظاہر ہوجاتی۔ ان باتوں کا جواب دیجئے تاکہ بہت خلق خدا انہیں سچا جان کر ان پر ایمان لائے اور جو جوابات پہلے دیئے گئے ہیں۔ انہیں تو فیصلہ آسمانی نے بالکل بے کار کردیا۔ ملاحظہ کیجئے کہ خاص مرزا قادیانی نے جو جواب دیا ہے۔ اس کا غلط ہونا حصہ۳ فیصلہ آسمانی میں کس زور سے ظاہر کیا ہے (ص۱۱۴) سے آخر تک ملاحظہ کیجئے۔

محمد اصغر علی رشادی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

النجم الثاقب ۱۳۳۱ھ

مولانا محمد عبد المعز رحمانی مونگیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وحبیبہ النبی الامی الذی لا نبی بعدہٗ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین!

مرزاغلام احمد قادیانی نے مہدی ومسیح موعود ونبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے کچھ اہل اسلام ان کوسچا مان کران کے مرید ہوگئے ہیں اور مرزا قادیانی اپنی نبوت کی صداقت میں اپنی پیشین گوئیاں پیش کرتے ہیں۔ معیار صداقت اپنی پیشین گوئیوں کا پورا ہونا بتلارہے ہیں۔ مباحثہ مونگیر کے بعد حضرت مولانا ومرشدنا سیدنا ابواحمد صاحب قبلہ مدفیضہ، نے مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی پر بحث کر کے ان کے جھوٹے الہام کو بنظر بہی خواہی امت محمدیہ پر روشن کردیا ہے جس کی وجہ سے مرزا قادیانی کے متبعین کے اندر بڑی کھلبلی مچی ہوئی ہے۔

میرے مکرم دوست جناب ماسٹر مولوی عبدالمجید صاحب بی.اے ٹرانسلیٹر گورنمنٹ بنگال بھی مرزا قادیانی کوان کے دعوے میں سچا مان چکے ہیں۔ فیصلہ آسمانی دیکھنے کے بعد کچھ شبہات میرے معزز دوست کو ہوئے اور یہ بات مشہور ہوگئی۔ تب ان کے چھوٹے بھائی جناب مولوی عبدالحمید صاحب بی.اے۔ بی.ایل نے ان سے دریافت کیا جس کے جواب میں ۲۰/جون ۱۹۱۲ء کوایک خط میرے معزز دوست نے اپنے چھوٹے بھائی کولکھا جس کی سرخی ''انہ حمید مجید'' ہے اوراس کا نام ''ایک حق طلب کی فریاد'' رکھا گیا ہے۔ جس خط کومولوی عبدالماجد صاحب مرزائی بھاگلپوری نے ایک خاص نیت سے اپنی رائے کے مطابق درست کر کے چھپوایا ہے۔ جس کی کیفیت ناظرین کوآگے چل کر معلوم ہوجائے گی۔

خط مذکورہ بالا میں میرے معزز دوست تحریر فرماتے ہیں: ''سخت الجھن اس بات سے ہے کہ بہت سے بزرگ، حضرت مرزا صاحب کوحق پرنہیں جانتے ہیں لیکن وہ اس کا سبب نہیں بتاتے کہ اگر حق پرنہیں ہیں تواس قدر پیشین گوئیاں کیوں صحیح ہوئیں۔ خداتعالیٰ کی تائید اور مدد ان کے شامل حال کیوں رہی۔ ان کے الہامات جن کوشیطانی کہا جاتا ہے یا اپنے دل کے خیالات اس قدر پیشین گوئیوں پرمبنی، اس قدر پرشکوک ہیں۔'' اس لئے ضروری ہوا کہ مرزا قادیانی کی ان سب پیشین گوئیوں کو جن کو میرے مکرم دوست اپنے خیال میں پوری ہوتی ہوئی بتا رہے ہیں۔ حالانکہ پیشین گوئیوں کا پورا ہونا صداقت کی دلیل نہیں ہے اور مرزا

قادیانی کی تھوڑی ظاہری جاہ کو تائید الٰہی سمجھ رہے ہیں۔ اس کی اصل حقیقت کو جہاں تک میرے علم میں ہے ظاہر کردوں اور اسی درمیان میں بہت سی الہامی پیشین گوئیاں جو ہرگز پوری نہیں ہوئی ہیں۔ ان کو دکھا کر سچے طالب حق کی فریادرسی کروں۔ پیشین گوئیوں کی جانچ پڑتال سے پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کو چاہئے کہ اپنے خیالات اور قیاسات سے علیحدہ ہوکر سب سے اوّل قرآن کریم اور حدیث نبوی کی طرف توجہ کریں اور مرزا قادیانی کے دعویٰ کو جانچیں۔ اگر دونوں شاہد ربّانی مرزا قادیانی کے کذب پر شہادت دے دیویں تو پھر کسی مسلمان کو چون وچرا کی مجال نہیں ہوسکتی۔ اس حقانی شہادت کے بعد انسانی قیاسات کو پیش کرنا خیالات باطل اور شیطانی وسوسہ ہے۔ اس لئے میں طالب حق کی فریادرسی وتشفی ان حقانی دلائل سے کرنا چاہتا ہوں جن کے بعد طالب حق کو بجز تسلیم کے کوئی گفتگو کا موقع نہ رہے۔

کیونکہ حضور پرنورﷺ نے فرمایا ہے: ’’**من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ (مسلم شریف)**‘‘ جس نے میری فرمانبرداری کی بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میرا خلاف کیا تو بے شک اس نے خدا کا خلاف کیا۔ اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ خدا کی رضامندی بغیر فرمان برداری حضرت رسول اللہﷺ کے ممکن نہیں ہے۔ غرض کہ مسلمانوں کو سب سے اوّل کلام خدا اور کلام رسول پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے میں پہلے کلام خدا پیش کرتا ہوں۔ پھر کلام رسول پیش کروں گا۔

اللہ تعالیٰ، رسول اللہ کی شان میں فرماتا ہے: ’’**ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (احزاب:۴۰)**‘‘ ترجمہ: البتہ وہ اللہ کا پیغمبر ہے اور تمام پیغمبروں کے آخر میں آنے والا۔ اس فرمان ربی سے صاف ثابت ہورہا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی (تشریعی، غیرتشریعی، مستقل، غیرمستقل، اصلی، ظلی) نہیں ہوگا۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے یا اعتقاد رکھے کہ حضور پرنورﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی پیدا ہونے والے ہیں تو وہ شخص اس آیت کا منکر کہلائے گا۔ کیونکہ خاتم النّبیین کے معنی لغت عرب میں آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا اور یہی بات صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتی ہے۔

اب حضرت رسول خداﷺ کا فرمان ملاحظہ فرمائیے: ’’**سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ولایزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لایضرھم من خالفھم حتی یأتی امر اللہ**

(مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرھم من ائمة الحدیث) ’’ترجمہ: میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا یہ گمان ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا۔ اس کے مخالف اسے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔

دوسری حدیث: ’’دجالون کذابون قریب من ثلٰثین کلھم یزعم انه رسول الله. متفق علیه ‘‘ترجمہ: تیس دجال جھوٹے ہوں گے ہر ایک ان میں کا خیال کرے گا کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔ حدیث مذکورہ بالا کی صحت وصداقت واقعات عالم سے ثابت ہو رہی ہے۔ تاریخ ابن کثیر اور ابن خلدون کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امت میں نبوت اور مہدویت کا دعویٰ کرنے والے بہت ہوئے۔ ان میں سے طریف اور صالح بن طریف اور ابومنصور عیسیٰ اور سید محمد جونپوری وغیرہ وغیرہ ہیں جنہوں نے اپنا اپنا شعبدہ اور کرشمہ اور پیشین گوئیوں کا پورا ہونا دکھلا کر لوگوں کو گمراہ کیا اور ان لوگوں کے مقابل پر ہمیشہ ایک گروہ مطابق فرمان رسول اللہ ﷺ کے حق پر قائم رہا اور غالب رہا جھوٹے نبی ان لوگوں کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکے۔ بلکہ خود ان کا سلسلہ بالکل معدوم ومفقود ہوگیا یا کالعدم رہا۔ تمام امت محمدیہ ﷺ کا یہ اعتقاد ہے اور تیرہ سو برس سے اس پر اجماع واتفاق ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے بہت ہی صحیح خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد بہت جھوٹے دجال، کذاب، دغاباز، مکار فریبی یا فریب خوردہ پیدا ہوں گے اور دعویٰ نبوت کر کے اپنے مختلف قسم کے شعبدے دکھلا کر اپنے دام میں لائیں گے۔

اب اگر کوئی شخص ہتھیلی پر سرسوں جمانے لگے اور ہوا پر اڑنے لگے، دریا پر چلنے لگے اور مردہ زندہ کرنے لگے اور ہزاروں لاکھوں پیشین گوئیاں کرنے لگے اور سب کی سب صحیح بھی ہو جاویں تو کوئی صحیح الاعتقاد مسلمان ان شعبدہ بازوں اور مکاروں کے فریب میں آ کر ان کو اپنا پیشوا نہیں بنا سکتا اور نہ نبی مان سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کی ہدایت اور حدیث نبوی کے صریح ارشاد سے یہی ثابت ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے آدمی کو نبی مانے تو اس نے قرآن واحادیث صحیحہ کے خلاف کیا اور قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال دیا اور مطابق حدیث: ’’من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ‘‘ کے اللہ ورسول کا نافرمان ہوگیا۔

اب میں مرزا قادیانی کے صادق نہ ہونے پر ایسی حدیث پیش کرتا ہوں کہ جسے مرزا قادیانی صحیح مان کر اپنی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مرزا قادیانی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کے متعلق (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷ حاشیہ) میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے ہی سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ ’یتزوج ویولدلہ‘‘ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں، بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور[1] پوری ہوں گی۔‘‘ مرزا قادیانی ’’یتزوج ویولدلہ ‘‘والی حدیث کی صحت وصداقت کی تصدیق کررہے ہیں اور اپنے ثبوت میں پیش کررہے ہیں۔

اب مرزا قادیانی کو یا ان کے متبعین کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اس سے انکار کریں اور جو کچھ اس حدیث سے ثابت ہوگا سب کو ماننا پڑے گا۔ پوری حدیث یوں ہے: ’’**عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا مشکوۃ شریف)** ‘‘ترجمہ: روایت ہے عبداللہ بیٹے عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کے۔ پس نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور ۴۵ برس تک زندہ رہیں گے۔ پھر مریں گے عیسیٰ علیہ السلام اور میرے پاس میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے۔ پس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ بن مریم ایک مقبرہ سے درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں۔

[1] طالبین حق اس جملہ پر غور کریں کہ منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کا پورا ہونا مرزا قادیانی حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت کررہے ہیں اور اس کے ظہور میں آنے کو ضروری بتارہے ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ میں کوئی اس پر نظر نہیں کرتا۔ ہمارے معزز دوست تو غور کریں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے آٹھ باتوں کی خبر دی ہے:

(۱)عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا، (۲)ان کا شادی کرنا، (۳)ان کے لئے اولاد کا پیدا ہونا، (۴)۴۵ برس اس دنیا میں رہنا، (۵)روضہ پاک مدینہ منورہ میں ان کا دفن ہونا، (۶)قیامت کے دن ایک مقبرہ سے شامل رسول اللہ علیہ السلام کے اٹھنا، (۷)حضرت ابوبکرؓ و(۸)حضرت عمرؓ کا آپ کے مقبرے میں دفن ہونا۔

منجملہ آٹھ باتوں کے دو باتیں تو پوری ہوچکی ہیں۔ یعنی جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ ہمارے مقبرے میں دفن ہوں گے۔[1] ویسا ہی ظہور میں آیا۔ واقعات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ فرمان حضور ﷺ کا سچا ہوا۔ اب بقیہ باتوں کو بھی سچ ماننا پڑے گا کہ اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گی۔ چنانچہ مرزاقادیانی بھی اس حدیث کی تصدیق فرمارہے ہیں کہ ''یتزوج ویولدلہ'' سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا...... الخ!

اس فرمان کے ساتھ ان واقعات میں شک لانے والوں کو سیاہ دل اور منکر کا خطاب دے رہے ہیں۔ اب جو شخص اس حدیث کی صحت وصداقت سے انکار کرے۔ وہ مطابق قول مرزاقادیانی کے سیاہ دل اور منکر ہے۔

[1] ''بین ابی بکرؓ وعمرؓ'' یہ ارشاد اصدق الصادقین ﷺ کا اس وقت کا ہے کہ کسی طرح پر یہ بات خیال میں نہیں آسکتی تھی کہ حضرات شیخینؓ مدینہ پاک میں دفن ہوں گے۔ کیونکہ وہ زمانہ ایسے جنگ وجہاد کا تھا کہ کسی صحابہ کرامؓ کو کسی طرح پر یہ اندازہ نہیں تھا کہ ہم لوگوں میں سے کل کون زندہ رہے گا اور کہاں کس سرزمین میں شہید ہوجائے گا۔ سینکڑوں کوس پر صحابہ کرامؓ جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تھے کمانڈر، سپہ سالار، افسر اور سپاہی سبھی کچھ ہوتے تھے اور ان ہی میں سے شہید بھی ہوتے تھے اور غازی بھی رہتے تھے۔ ایسے اضطراب وخطرناک حالت وقت میں آپ کا یہ فرمانا کہ: ''حضرات شیخینؓ کے درمیان سے اٹھوں گا'' کس قدر تعجب خیز اور حیرت انگیز ارشاد ہے۔ مگر اللہ اکبر کہ حرف بحرف پورا بھی ہوا۔ ان دونوں تعجب خیز واقعات کے وقوع میں آنے سے حدیث کی صحت وصداقت پر یقین کامل ہوگیا۔

مگر واقعات سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی اٹھارہ انیس برس تک لوگوں کو یقین دلاتے رہے کہ شادی ضرور ہوگی اور اولاد پیدا ہوگی۔ مگر ایک بھی نہیں ہوا، نہ محمدی بیگم سے شادی ہوئی اور نہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس حدیث کو تو مرزا قادیانی صحیح مان کر اپنے ثبوت میں پیش کر چکے ہیں۔ اب مرزا قادیانی مطابق اس حدیث کے عیسیٰ موعود تو ثابت نہیں ہوئے۔ اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہوتے تو مطابق اس پیش گوئی رسول اللہ ﷺ کے اور نیز مطابق اپنے لکھنے اور سمجھنے کے شادی ضرور ہوتی اور اس سے لڑکا پیدا ہوتا۔ مگر یہ کچھ نہیں ہوا اور دوسری نشانیاں بھی نہیں پائی گئیں۔ اس لئے وہ مسیح موعود نہیں ہوسکتے۔ اب باوجود ان باتوں کے پورے نہ ہونے پر بھی اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کیا جاوے جیسا کہ جماعت احمدیہ تسلیم کر رہی ہے تو نعوذ باللہ منہ! رسول اللہ ﷺ کی حدیث غلط ہو جائے گی۔ مگر چونکہ اس حدیث کی منجملہ آٹھ باتوں کے دو باتیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس وجہ سے اس حدیث میں غلطی کا احتمال ہی باقی نہیں رہ سکتا ہے اور نیز مرزا قادیانی غلطی کے شبہ کو خود ہی نکال کر اس حدیث کے نہ ماننے والوں کو سیاہ دل اور منکر کا خطاب دے چکے ہیں۔ گویا مرزا قادیانی کا فتویٰ ہے کہ ''یتزوج ویولدلہ'' میں شک وشبہ کرنے والے سیاہ دل اور منکر ہیں۔ اب میں جماعت احمدیہ خصوصاً حکیم نورالدین قادیانی سے پوچھتا ہوں کہ ''یتزوج ویولدلہ'' تو نہیں ہوا۔ ایسی حالت میں سیاہ دل اور منکر جماعت احمدیہ ہوئی یا غیر احمدی یا یہ فتویٰ مرزا قادیانی کی طرف لوٹ کر گیا؟ اور مطابق حدیث مذکورہ بالا کے مرزا قادیانی مسیح صادق ہوئے یا مسیح کاذب؟ خدا کے واسطے سمجھ کر جواب دیجئے گا۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام ۴۵ برس تک اس دنیا میں ٹھہریں گے۔ مگر مرزا قادیانی تو کسی صورت سے ۴۵ برس تک زندہ نہیں رہے۔ مرزا قادیانی کی عمر قریب قریب ستر برس کی تھی۔ اگر نبوت کے دعویٰ کے وقت سے ان کی عمر شمار کی جاوے تو تقریباً انیس بیس برس کی ہوتی ہے۔ اگر الہام کے وقت سے ان کی عمر لی جاوے تو قریب تیس برس کے ہوتی ہے اور پیدائش کے وقت سے تو پینتالیس برس سے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ غرض کسی صورت سے ۴۵ برس نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے رو سے یعنی مرزا قادیانی مسیح موعود ثابت نہیں ہوسکتے۔ جس مسیح علیہ السلام کے لئے پیش گوئی کی گئی ہے وہ ضرور دنیا میں تشریف لاکر ۴۵ برس ٹھہریں گے اور انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن کئے جائیں گے۔

(۱) غلط الہام

مرزا قادیانی تو مدینہ منورہ میں نہیں مرے اور نہ وہاں دفن کئے گئے۔ بلکہ لاہور میں مرے اور قادیان میں مدفون ہوئے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی موجود ہے۔ (تذکرہ طبع چہارم ص۵۹۱، اخبار بدر ج۲ نمبر۳، ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء) ’’ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں‘‘ اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہوتے تو مطابق فرمان رسول اللہ ﷺ کے ونیز مطابق الہام ۱۹؍جنوری کے مدینہ پاک میں مرتے اور دفن کئے جاتے۔ پس مرزا قادیانی کے لاہور میں مرنے اور قادیان میں دفن ہونے سے صاف ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہرگز نہیں تھے اور مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی جھوٹا ہوگیا اور اس الہام کے جھوٹے ہوجانے سے یہ امر بھی ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کو الہام ربّانی ہرگز نہیں ہوا تھا۔ اگر الہام ربّانی ہوتا تو ضرور پورا ہوتا۔ بے شک مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا جیسا کہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء والے الہام کے صریح جھوٹ ہونے سے صاف روشن ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی مفتری تھے۔

الغرض مطابق ان کے الہام ومطابق ان کے فہم کے پیش گوئی حدیث شریف کی وقوع میں نہیں آئی۔ یعنی مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے نہیں ہوا اور نہ لڑکا پیدا ہوا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے سمجھا تھا کہ اس حدیث شریف میں اس نکاح کی بابت پیش گوئی کی گئی ہے۔ پس مرزا قادیانی مطابق اپنے الہام وفہم حدیث شریف کے مسیح موعود ہرگز نہیں ہوئے۔ نکاح کے متعلق کل الہامات وپیش گوئیاں جو کچھ مرزا قادیانی نے کی تھیں۔ سب کی سب صریح غلط وجھوٹ نکل گئیں۔ یہ اس بات پر صریح دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے الہام الہام ربّانی نہیں تھے ورنہ ضرور وقوع میں آتے۔ جتنے نقد اور یقینی الہامات مرزا قادیانی کے منکوحہ آسمانی کے متعلق تھے۔ صریح جھوٹ وغلط ہوگئے۔ اس کی ایک نظیر بھی کسی ایک نبی کی زندگی میں کوئی شخص قیامت تک ہرگز پیش نہیں کرسکتا ہے کہ کسی نبی نے ایسے یقین سے بار بار برسوں خبر دی ہو اور پھر اس کا ظہور نہ ہوا ہو۔ جس طرح مرزا قادیانی نے دی۔

(۲) غلط الہام

جس بات کو مرزا قادیانی نہایت پختہ یقین کے ساتھ قسم کھا کھا کر لوگوں کو تقریباً پندرہ سولہ برس تک یقین دلاتے رہے کہ میرا نکاح محمدی بیگم سے ضرور ہوگا اور اولاد ہوگی۔

مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر رحم فرما کر ان کو بے وقت قریب ستر برس کی عمر میں ہلاک کر کے ساری دنیا میں جھوٹا وذلیل ورسوا کر دیا اور ان کے بہت سے الہامات کے ساتھ اس الہام کو بھی کہ (تیری عمر اسی، پانچ کم یا پانچ زیادہ ہوگی) جھوٹا کر کے دکھلا دیا۔ کیا اسی کو تائید الٰہی اور پیش گوئیوں کا پورا ہونا کہتے ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار!**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

میرے مکرم دوست تحریر فرماتے ہیں ''چونکہ مصنف فیصلہ آسمانی نے دیگر مخالفین کی طرح مرزا قادیانی کو مفتری قرار دینے میں اوّل ہی قدم میں غلطی کی ہے۔ اس لئے کتاب قابل توجہ نہیں ہے۔''

اس عبارت سے ترشح ہوتا ہے کہ کتاب فیصلہ آسمانی کے اندر کتنی ہی بڑی دلیل قابل قبول کیوں نہ ہو۔ مگر وہ اس وجہ سے بے کار اور قابل توجہ نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کو مفتری کہا گیا ہے۔ اس جگہ پر یہ بات قابل توجہ ہے کہ انسانی فطرت کے اندر یہ مادہ موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ ہر انسان صادق شخص کو صادق ہی کہا کرتا ہے اور جھوٹے اور کذاب کے لئے ویسا ہی لفظ جھوٹا اور کاذب کا استعمال کرتا ہے اور افتراء کرنے والے کو مفتری ہی کہا کرتے ہیں، زنا کرنے والے کو زانی، خون کرنے والے کو خونی، چوری کرنے والے کو چور، ڈکیتی کرنے والے کو ڈاکو وغیرہ وغیرہ۔ ہاں! اگر دنیا کے تمام لوگوں کا یا فطرت انسانی کا یہ خاصہ ہوتا کہ چور کو سادھ اور زانی کو پاک باز اور مفتری کو صادق اور جھوٹے کو سچا کہہ کر پکارتے ہوتے تو ضرور حضرت علامہ مصنف فیصلہ آسمانی بھی مرزا قادیانی کو ویسا ہی جملہ کہہ کر مخاطب کرتے۔ مگر چونکہ ایسا دستور نہیں ہے۔ اس وجہ سے ونیز جب مرزا قادیانی کا افتراء آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہوگیا اور جو جو لفظ مرزا قادیانی نے اپنے لئے پسند فرمائے۔ انہی کے الفاظوں سے مرزا قادیانی کو مخاطب کیا گیا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے الفاظ ذیل اپنے لئے پسند فرمائے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں یوں تحریر فرماتے ہیں: ''یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔'' مرزا قادیانی ہر ایک بد سے بدتر کا لفظ پیش گوئی کے نہ پوری ہونے پر اپنے لئے کہہ رہے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ

صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ اشتہار مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین!‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۹) اس تحریر سے روشن ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی خود فرمارہے ہیں کہ اگر میں مفسد وکذاب ومفتری ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہلاک کردے۔ جب اپنی دعا کے مطابق مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہلاک ہوگئے تو صاف ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی مفسد وکذاب ومفتری تھے۔ مرزا قادیانی نے اپنے لئے خود مفسد کذاب مفتری کا لفظ استعمال فرمایا۔ اب اگر حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی نے وہی لفظ استعمال کیا جو مرزا قادیانی نے اپنے لئے تجویز کیا تھا اور خداتعالیٰ کی طرف سے اس کی منظوری بھی ثابت ہوگئی تھی۔ اب اس سے ناخوش ہونا تو اللہ تعالیٰ سے ناخوش ہونا ہے۔

جماعت احمدیہ خصوصاً میرے معزز دوست اس امر میں غور وتامل سے کام لیں کہ جب پیش گوئی کا دوسرا جزو پورا نہ ہوا اور مولوی ثناء اللہ کے سامنے مرزا قادیانی ہلاک ہوگئے تو اب بقول مرزا قادیانی کے لفظ بد سے بدتر ومفسد کذاب مفتری سے مخاطب کرنے کے سوا اور کون سا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے؟ ہاں اگر خلاف واقعہ اس جگہ پر اچھے سے اچھا مصلح، صادق، راست گفتار کا لفظ استعمال کیا جاتا تو ضرور کتاب فیصلہ آسمانی میرے معزز دوست کے سامنے قابل توجہ ہوتی۔

(۳) غلط الہام

اب میں مزید بصارت کے لئے مرزا قادیانی ہی کے الہام سے ان کا مفتری ہونا دکھلاتا ہوں غور سے ملاحظہ فرمائیں:

’’**ایتہا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک**‘‘ یعنی اے عورت توبہ توبہ کر کہ تیری دختر اور دخترِ دختر پر بلا نازل ہونے والی ہے (یہ الہام ۱۸۸۶ء کا ہے۔ دیکھو (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) بعد اس الہام کے مرزا قادیانی بذریعہ اشتہار ۱۰/جولائی ۱۸۸۸ء کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ: ’’اس خدا نے قادر حکیم مطلق نے مجھ

سے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ[1] جنبانی کر۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۷) جب سلسلہ جنبانی کے بعد باوجود بے حد برکتوں اور رحمتوں کا وعدہ دینے کے کچھ فائدہ نہ ہوا (جیسا کہ مرزا قادیانی کے خانگی خطوط سے جو الہامات مرزا میں چھپے ہوئے ہیں ظاہر ہوتا ہے اور میرے مکرم دوست بھی ۱۰/اکتوبر والے خط میں خوشامد اور دھمکی کے الفاظ سے مرزا قادیانی پر اعتراض کررہے ہیں) اور اس لڑکی کی شادی سلطان محمد بیگ سے ہوگئی اور مرزا قادیانی محروم رہ گئے۔

اور اسی اشتہار میں یہ پیش گوئی بھی ہے کہ: ’’اگر احمد بیگ نے اس نکاح سے انحراف کیا تو یہ لڑکی جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہوجائے گا۔‘‘ بعد شادی ہوجانے کے بعد مطابق الہام مرزا قادیانی کے اس کا شوہر سلطان محمد بیگ اڑھائی سال کے اندر نہیں مرا۔ یعنی مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی غلط ہوگئی تو اس واقعہ کو اہل حق نے ظاہر کرنا شروع کیا اور مرزا قادیانی پر اعتراض کی بوچھاڑ پڑنے لگی۔ تب مرزا قادیانی یہ ظاہر کرنے لگے کہ: ’’اس الہام میں توبی کا لفظ توبہ کی شرط کو ظاہر کررہا تھا اور اس شرط کو احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں نے پورا کردیا اور وہ بہت ڈرے اور اپنے داماد کے لئے دعا اور رجوع میں لگ گئے۔ اس لئے احمد بیگ کے داماد کی موت میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ہوگئی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ص۲۹۸)

چونکہ یہ صریح بناوٹ تھی بلکہ الہام نکاح میں کوئی شرط نہ تھی اور وعید کی پیشین گوئی کا وقت مقررہ کے خوف کی وجہ سے ٹل جانا یا تاخیر میں پڑنا سنت اللہ ہرگز نہیں ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے مخالف انہیں الزام دیتے رہے اور ان کے اس غلط جواب سے ساکت نہیں ہوئے۔ بناءً علیہ مرزا قادیانی نے دوسری پیشین گوئی کی۔ چنانچہ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً) کے حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں: ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘

۱؎ یہاں خوب خیال رہے کہ جملہ توبی، توبی کا الہام نکاح کی سلسلہ جنبانی سے دو برس پہلے کا ہے پھر نکاح کے لئے اسے شرط رکھنا عجیب بات ہے۔

اس پیشین گوئی میں مرزا قادیانی اس کی موت کی کوئی میعاد معین نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مجھ سے پہلے مرے گا۔ پھر اسی پیشین گوئی کو تفصیل کے ساتھ (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص۲۲۳) میں تحریر کرتے ہیں:

''بلکہ اصل امر برحال خود قائم است و ہیچ کس باحیلۂ خود اورا ردنتواں کرد۔ وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است وعنقریب وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آن خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے ما مبعوث فرمودہ و اورا بہترین مخلوقات گردانید کہ ایں حق است وعنقریب خواہی دید ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار میگردانم ومن نگفتم الا بعد از آنکہ از رب خود خبر دادہ شد۔'' ترجمہ:''اصل بات اپنے حال پر قائم ہے یعنی احمد بیگ کے داماد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا اور محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا۔ کوئی شخص کسی تدبیر سے اسے مٹا نہیں سکتا۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے جو بغیر پوری ہوئے ٹل نہیں سکتی اور اس کے پورے ہونے کا وقت قریب ہے۔ اس خدا کی قسم ہے جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارا نبی کیا اور ساری مخلوق سے انہیں بہتر بنایا جو میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے۔ عنقریب تو اسے دیکھ لے گا۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کے مرنے میں جو کچھ تاخیر ہوئی وہ ایک وجہ سے ہوئی۔ مگر میرے سامنے اس کا مرجانا اس میں شبہ نہیں ہے۔ عنقریب تو دیکھ لے گا کہ وہ میرے سامنے مرگیا اور میں اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی اسے ٹھہراتا ہوں۔ اگر وہ میرے سامنے مرگیا تو میں سچا ہوں اور اگر ایسا نہ ہوا، بلکہ میں اس کے سامنے مرگیا تو میں جھوٹا ہوں اور جس امر کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے وہی میں نے کہا ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہا۔''

اس عبارت سے صاف روشن ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ احمد بیگ کا داماد میری زندگی میں مرے گا اور میرے روبرو اس کا مرنا تقدیر مبرم ہے۔ یہ سب باتیں بالہام الٰہی ہیں۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی اس پیشین گوئی کو اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیتے ہیں اور پھر اسی مضمون کو دوسری جگہ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص۳۳۸) میں بڑے زور شور سے یوں تحریر کرتے ہیں کہ یاد رکھو کہ:''اس پیشین گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی۔ (احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ

انسان کا افتراء نہیں، کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور وہی[1] خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔'' اب میں مرزا قادیانی کے الہام کو پیش کر کے ثابت کردوں گا کہ ان کے یہ الہامات ربّانی نہیں تھے بلکہ مرزا قادیانی کا افتراء تھا۔

مرزا قادیانی کا یہ الہام کہ: ''وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہوجائے گا۔'' مگر جب وہ اڑھائی سال کے اندر نہیں مرا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ چونکہ توبہ کی شرط الہام میں موجود تھی۔ اس وجہ سے موت میں تاخیر ہوگئی۔ حالانکہ الہام کے اندر کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے شرط سمجھی۔ بلکہ جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے وہ الہام تو اس نکاح والے الہام سے تقریباً دو برس پہلے کا ہے۔ اس لئے اس پیشین گوئی میں اور اس کے لئے شرط قرار دینے میں اور اس کہنے میں کہ خوف کی وجہ سے عذاب کا مؤخر ہوجانا سنت اللہ ہے۔ ان تینوں باتوں میں مرزا قادیانی مفتری ہیں۔

(۴) غلط الہام

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ توبہ اور رجوع سے سلطان محمد بیگ زندہ رہ گیا اور اڑھائی برس کے اندر نہیں مرا۔ مگر اس کے بعد پھر دوسری پیشین گوئی مرزا قادیانی الہاماً فرماتے ہیں: ''بلکہ اصل امر برحال خود قائم است۔ ایں تقدیر مبرم است۔ ایں حق است وعنقریب خواہی دید...... الخ!'' اس الہام کے بعد بھی پھر احمد بیگ کا داماد سلطان محمد بیگ نہیں مرا بلکہ مرزا قادیانی خود اس کے سامنے مر گئے۔ یہاں پر اب سلطان محمد بیگ نے کس شرط وتوبہ سے فائدہ اٹھایا اور نہیں مرا۔

بھائیو! مرزا قادیانی جس صفحہ میں اس پیشین گوئی کو لکھ رہے ہیں اسی میں لکھتے ہیں یعنی مرزا قادیانی، داماد احمد بیگ کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور جس بات کا وقوع میں آنا علم الٰہی کے اندر قرار پاچکا ہے۔ اسی کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور تقدیر مبرم کی اطلاع بغیر وحی الٰہی

[1] اس پیشین گوئی کے مختلف مقامات کے تمام الفاظ اور مضمون کو پیش نظر رکھ کر اس بناوٹ کو دیکھا جائے جو مرزا قادیانی کے صاحبزادے نے چھاپ کر مشتہر کی ہے کہ پیشین گوئی سے مقصود ان کی ہدایت تھی وہ حاصل ہوگئی۔ ہمارے معزز دوست فرمائیں کیا ہدایت کا یہ طریقہ ہوسکتا ہے کہ خدا پر جھوٹ کا الزام آئے اور جسے خدا کا سچا وعدہ کہا جاوے وہ پورا نہ ہو۔

کے نہیں ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کو ضرور اس بات کا علم تھا کہ سلطان محمد بیگ مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں مرے گا۔ مگر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے خلاف مرزا قادیانی کو الہام کرتا ہے کہ سلطان محمد بیگ کا تمہاری زندگی میں مرنا تقدیر مبرم ہے۔ واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلطان محمد بیگ مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں مرا اور اب تک زندہ ہے۔ ایسے حالات میں اگر مرزا قادیانی کے الہام کو الہام ربّانی تسلیم کیا جائے تو نعوذ باللہ منہ! اس علام الغیوب کا علم غلط ہوجاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کو اصل واقعہ کی خبر ہی نہیں تھی۔ مرزا قادیانی کے الہام کو الہام ربّانی تسلیم کرنے سے اس قدوس پر جو علیم وخبیر اور علام الغیوب ہے۔ سخت الزام جہل کا لازم آتا ہے۔ وہ ذات پاک سب عیوب سے پاک ومنزہ ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرزا قادیانی کا اپنی زندگی میں سلطان محمد بیگ کی موت کو تقدیر مبرم کہنا الہام ربّانی سے ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ خدا پر افتراء تھا اور مرزا قادیانی مطابق اپنے اقرار والہام کے جھوٹے ومفتری ثابت ہوئے۔

اس کے علاوہ عنقریب میں حوالہ دے چکا ہوں کہ مرزا قادیانی اس کے مرنے کو یقیناً خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں اور جب ظاہر ہوگیا کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں وہ نہ مرا تو بالیقین معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا سچا وعدہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایسا حتمی وعدہ تو ٹوٹ نہیں سکتا۔ اس صادق الوعد کا ارشاد ملاحظہ کیجئے: ''فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ (ابراھیم:۴۷)'' ترجمہ: یہ گمان مت کرو کہ خدا تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے۔ غرض کہ پہلا افترا تو اس کی موت کو تقدیر مبرم کہنا تھا اور دوسرا افتراء اسے خدا کا سچا وعدہ کہنا ہوا۔ جب ایسے کھلے کھلے افتراء مرزا قادیانی کے موجود ہیں تو میرے دوست اس لفظ سے اس قدر ناخوش کیوں ہوگئے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت افتراء کا ہوسکتا ہے۔ حضرت علامہ مصنف فیصلہ آسمانی کے اوپر مرزا قادیانی کا افتراء ظاہر ہوگیا۔ جب مفتری کا لفظ (جو بہت ہی صحیح اور درست ہے) مرزا قادیانی کے حق میں استعمال فرمایا۔ ''دوسرے میں نے سلسلہ احمدیہ میں ابھی تک بیعت نہیں کی ہے۔ اس لئے ان کا بعض نیک طبع احمدی لکھنا غلط ہوگیا۔''

میں نہیں سمجھ سکتا کہ میرے دوست نے کیونکر تحریر کیا ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں۔ حالانکہ ۲۲/اگست ۱۹۱۲ء والے خط میں میرے پاس تحریر کر چکے ہیں کہ میں ۱۸۹۴ء سے مرزا قادیانی کو مان گیا ہوں۔ اس خط کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو معلوم

ہو جائے گا کہ میرے معزز دوست ۱۸۹۴ء سے کیسے پختہ احمدی ہیں۔

گل وگل چین کا گلہ بلبل خوش نوا نہ کر تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

محبّ مخلص منشی معز صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خیرت وغیرہ تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: ’’بہت غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کسی بات پر ایمان لانے کے لئے یا اس سے انکار کرکے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس بات کے سنتے ہی قلب ایک نہ ایک طرف فیصلہ کر لیتا ہے۔ پھر اگر سچ مانا ہے تو وہ شخص اس کی سچائی پر دلائل قائم کرتا ہے، دلیلوں کو سنتا ہے، یاد رکھتا ہے۔ اگر معاملہ برعکس ہوا یعنی انکار کیا تو اس کے بطلان کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اور کے ساتھ یہ بات نہ ہو۔ لیکن میری حالت بعینہٖ یہی ہے۔ ۱۸۹۴ء میں ایک روز شام کے وقت مولانا حسن علی صاحب مرحوم کی زبان سے یہ سن کر کہ دجال عیسائی پادری ہیں جن کی دنیاوی آنکھ بہت تیز ہے اور دینی آنکھ اندھی، ریل ان کا گدھا ہے۔ میرا دل حضرت مرزا صاحب کی باتوں کو قبل اس کے مجھ کو علم ہو، مان گیا۔ کتاب اور رسالے تو بعد کو دیکھتا رہا۔ جس سے ایمان بڑھتا گیا۔ اب اگر دلیل کے رو سے حضرت مرزا صاحب کا ناحق پر ہونا کوئی ثابت کر دے تو دل سے وہ یقین جو پہلے ہو چکا ہے مٹ نہیں سکتا۔ ہاں اگر مقلب القلوب خود دلوں کو پھیر دے تو ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ کی یہ نیت ہو کہ میرے خط کے جواب میں حضرت مرزا صاحب کا ناحق پر ہونا بذریعہ دلیل ثابت کر کے بھیج دیں تو فضول ہوگا۔ آپ جو چاہیں لکھیں۔ ان شاء اللہ رنج نہیں ہوگا۔ ہاں میرے خیال میں اس طرح کے جواب کا فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ دل کو منوانا مشکل ہے۔‘‘

کیا جماعت احمدیہ میں ایسے پختہ ایمان کا کوئی بھی ہے کہ ۱۸۹۴ء سے جس کو عرصہ اٹھارہ انیس برس کا ہوگیا۔ صرف ایک جملہ کے سننے سے کہ دجال عیسائی پادری ہیں اور ریل ان کا گدھا ہے (جو سراسر غلط ہے) بغیر علم کے مرزا قادیانی کی سب باتوں کو مان گیا ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کون احمدی ہوسکتا ہے۔ اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی عملی کارروائیوں سے دنیا پر روشن کر دیا کہ میں احمدی ہوں۔ یعنی ۱۸۹۴ء کے بعد سے مرزائی کتابوں کو دیکھتے رہے۔ الحکم اور میگزین منگواتے رہے خود پڑھتے اور دوسروں کو پڑھواتے رہے۔ اکثر چندہ وغیرہ دینے میں شریک رہے۔ کشتی نوح، کرشن اوتار اور بہت سی کتابیں خرید کر مفت تقسیم کرتے رہے۔ جماعت احمدیہ کے بڑھانے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہے۔ مرزا قادیانی پر جان ومال فدا

کرتے رہے۔ ایسا فدائی مرید مرزا قادیانی کا دوسرا بہت ہی کم ہوگا۔ جس کے دل میں ایسا یقین ہو اور کہتا ہو کہ اب اگر دلیل کے رو سے مرزا قادیانی کا ناحق پر ہونا کوئی ثابت کردے تو دل سے وہ یقین جو پہلے ہو چکا ہے۔ مٹ نہیں سکتا۔ مرزا قادیانی کا حق پر ہونا بذریعہ دلیل کے ثابت کر کے بھیج دیں تو فضول ہوگا۔ جس شخص کو ایسا یقین ہو اور مرزا قادیانی کو دل سے مانتا ہو کیا ایسا شخص یہ جملہ لکھ سکتا ہے کہ: ''میں احمدی نہیں ہوں۔'' مجھ کو نہایت سخت حیرت اور استعجاب ہے کہ جس شخص کا عرصہ دراز سے ایسا پختہ ایمان مرزا قادیانی پر ہو وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں؟ بلکہ وہ اس وقت ایسے احمدی تھے جیسے اب ہیں۔ ایک حق طلب کی فریاد بھی اس تحریر کو کہنا اگست والے خط سے صریح غلط ہوگیا۔

اس تحریر سے تو صاف روشن ہو رہا ہے کہ میرے معزز دوست خلاف واقعہ اپنے کو طالب حق غیر احمدی ظاہر کر کے احمدیوں کو اس بات کے کہنے کا موقع دیتے ہیں کہ ایک غیر احمدی ''فیصلہ آسمانی'' دیکھ کر ایسا ریمارک کرتا ہے جس کا دلی مطلب جماعت احمدیہ کو ترقی دینا ہے۔ اس سے بڑھ کر قوم کو اپنی طرف کھینچنے کا اور کیا ذریعہ ہوسکتا ہے؟

نیز میرے معزز دوست کو جماعت احمدیہ ہمیشہ سے اپنی ہی جماعت کا آدمی تصور کرتی رہی ہے۔ جس کا ثبوت مولوی عبدالماجد صاحب احمدی کے خط سے (جو بنام محبی حکیم ولی الدین صاحب آیا ہے) ہوتا ہے۔ نقل خط بجنسہ ذیل میں درج کی جاتی ہے:

خط عبدالماجد قادیانی

''برادر عزیز! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد! تمہارا ایک طولانی خط میرے خط کے جواب میں ملا۔ افسوس ہے کہ مجھ کو اس کے پڑھنے تک کی بھی مہلت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک ہفتہ میں میں نے سمجھا تھا کہ فیصلہ آسمانی کا جواب ہو جائے گا۔ مگر وہ ایک چوتھائی ابھی تک باقی ہے۔ ابھی ایک تار سہسرام سے آیا ہے اور میں شب ہی کو وہاں جاؤں گا۔ میں نے خط کو اسی طرح رکھ دیا ہے۔ ان شاء اللہ فرصت ہونے سے جو بات سمجھ میں آوے گی جواب دوں گا۔ بہتر ہے کہ تم حضرت صاحب کی کتابیں جہاں تک بہم ہوسکیں پڑھو اور خالی الذہن ہو کر دعا میں لگے رہو۔ چونکہ برادرم مولوی عبدالمجید صاحب ان دنوں گھر میں ہیں۔ تمہارے خطوط میں ان کے پاس بھیج دینے کا ارادہ کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے حضرت صاحب کی

کتابیں اچھی طرح دیکھی ہیں۔ اگر ان سے تشفی بخش جواب نہ ہوگا تو پھر جو سمجھ ناقص میں آئے گا لکھوں گا۔ اب اس کا فیصلہ سہسرام سے لوٹ کر ہوگا۔ والسلام!

تمہارا دعا گو: عبدالماجد ۱۶/ اکتوبر ۱۹۱۲ء

اس خط کے آنے کے بعد حکیم صاحب نے مطابق لکھنے مولوی عبدالماجد صاحب احمدی کے مرزا قادیانی کا پہلا رسالہ ''فتح اسلام'' دیکھا اور اس کے دیکھنے سے جو کچھ شبہات ان کے دل میں پیدا ہوئے۔ ان کو ایک طولانی خط میں لکھ کر ۱۴/ نومبر ۱۹۱۲ء کو مولوی عبدالماجد احمدی کے پاس بھیج دیا۔ جس کے چند جملے یہ ہیں:

''غالباً آپ کو فیصلہ آسمانی کے جواب سے فرصت ہوگئی ہوگی۔ مولوی عبدالمجید صاحب چھوٹے ماموں (مولوی علی احمد احمدی) اور بھی ان جیسے محتاط اور منصف مزاج حضرات خوشی سے ہماری تحریر دیکھ سکتے ہیں۔ مجھ کو خود بھی اس کی زیادہ مسرت ہوگی۔ لیکن ابھی مولوی عبدالمجید خود اس خاص مسئلہ میں حنیف دل نہیں ہیں۔ ان کا جواب تسلیمی جواب نہیں ہوسکتا۔ میرے خیال میں ان سے زیادہ چھوٹے ماموں ہر حیثیت سے اس کے اہل ہیں۔ اس لئے میری آرزو ہے کہ آپ خود تشفی بخش جواب سے مطمئن فرماویں۔ سخت انتظار وانتشار ہے۔'' پھر اس کے جواب میں مولوی عبدالماجد احمدی نے تاریخ ۲/ دسمبر ۱۹۱۲ء کو ایک کارڈ بنام حکیم صاحب لکھا۔ جس کے چند جملے یہ ہیں: ''تیسرا خط تمہارا ہم نے پورا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ تینوں خط مولوی عبدالمجید صاحب لے گئے وہ یہاں آئے اور دن بھر ٹھہرے۔ تمہاری تشفی ہم وہاں بذریعہ تحریر مناسب نہیں سمجھتے۔''

ان خطوط سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ میرے معزز دوست (مولوی عبدالمجید) کو جماعت احمدیہ خصوصاً مولوی عبدالماجد قادیانی نے اس قابل سمجھا کہ مرزا قادیانی پر جو جو اعتراضات ہیں اس کے جواب دینے کے لائق میرے معزز دوست مولوی عبدالمجید صاحب احمدی ہیں۔ اس سے بڑھ کر مولوی عبدالمجید صاحب کے احمدی ہونے کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے؟

افسوس ہے کہ میرے دوست باوجود احمدی ہونے کے (جیسا کہ ان کے خط سے اور مولوی عبدالماجد قادیانی کے خطوط سے ظاہر ہو رہا ہے) اپنے ۲۰/ جون ۱۹۱۲ء والے خط کا غلط نام ''ایک حق طلب کی فریاد'' رکھ کر اپنے کو غیر احمدی ظاہر کیا۔ یہ شاید مرزا قادیانی کی پیروی کا اثر ہو تو عجب نہیں۔ اب مجی مولوی عبدالمجید صاحب کا مرزا قادیانی سے بدظن ہونا

انہی کی تحریر سے دکھلاتا ہوں تاکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ فیصلہ آسمانی کے دیکھنے سے حقیقت میں میرے معزز دوست شبہات میں پڑ گئے اور سچ مشہور ہوا تھا کہ بعض نیک طبع احمدیوں نے فیصلہ آسمانی کی معقولیت کی تعریف کی ہے۔ نیک طبع احمدی سے مراد میرے معزز دوست ہی تھے۔

جب فیصلہ آسمانی میرے معزز دوست کے پاس بھیجی گئی تو اس کتاب کے دلائل کو انکے قلب نے قبول کرلیا اور یہ کتاب مرزا قادیانی پر اعتراضات پیدا کرنے کے لئے رہبر ہوئی۔ چنانچہ بعض اعتراضات تو وہی کئے ہیں جو فیصلہ آسمانی میں ہیں۔

۱۰/اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ایک طویل خط میرے معزز دوست نے بنام جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب دامت برکاتہم کو لکھا۔ جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے بعض خواب بعض تحریر بعض الہام پر شبہات پیدا ہوگئے ہیں جس خط کا کچھ حصہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ یہ خط مرزا قادیانی سے بدظن ہونے کے لئے کافی ثبوت ہے۔

’’۱۰/اکتوبر ۱۹۱۲ء کلکتہ۔ مرزا قادیانی کی بعض تحریر بعض خواب بعض الہام وغیرہ وغیرہ کے متعلق شبہات ہوتے ہیں۔ اس کو سوالوں کے طرز پر لکھوں گا۔ امید ہے کہ ہمارے دوست میری تشفی کے قابل جواب دیں گے۔ کیونکہ ہر حیثیت سے وہ ہم سے بہت زیادہ قابل ہیں۔ غرض وہ خط احمدی نکتہ خیال سے ہمارے تاریک پہلو کو ظاہر کرے گا۔ اس خط کا ایک مسودہ تو ضرور اپنے پاس رکھوں گا اور عندالملاقات حضور کو دکھلاؤں گا۔ لیکن اگر ہمت نے یاری کی تو ممکن ہے کہ ایک نقل بھی روانہ کروں وہ خط کیا ہوگا۔ اس کا مضمون کس طرز کا ہوگا۔ نموناً کچھ نیچے درج کرتا ہوں۔

۱...... مرزا قادیانی کا الہام ہے: ’’اریک زلزلة الساعة‘‘ (تذکرہ ص۶۰۹) یعنی میں تجھ کو قیامت خیز زلزلہ دکھاؤں گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اریک سے الہام پانے والے کا بچشم خود اس زلزلہ کو مشاہدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس زلزلہ کو اس کی زندگی میں آنا چاہئے یا نہیں؟ اگر الہام پانے والے کے لئے دیکھنا ضرور نہیں ہے۔ بلکہ اس کی زندگی کے بعد اس کے جانشین کا ایسے زلزلہ کو مشاہدہ کرنا الہام کو سچا کرتا ہے تو اس کی مثال قرآن شریف سے دینا چاہئے۔ اگر الہام پانے والے ہی کا دیکھنا ضروری ہے تو انصافاً فرمایئے کہ حضرت مرزا کی زندگی میں اس الہام کے بعد کب ایسا زلزلہ آیا (کوئی احمدی اس کا جواب نہیں دے سکتا)

۲...... مرزا قادیانی کا الہام:’’ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی‘‘ (تذکرہ ص۳۷۸) اب سوال یہ ہے کہ (۱) اس الہام کے بعد سے حضرت مرزا صاحب وحی الٰہی سے بولنے لگے تھے یا بچپن ہی سے یا بعثت کے بعد سے اگر اس الہام کے بعد سے وحی الٰہی کے مطابق آپ بولنے لگے تو اس کے قبل والے کلمات طیبات کو کس نظر سے دیکھنا چاہئے۔ (۲) یہ لفظ ینطق یکتب پر حاوی ہے یا نہیں۔ یعنی کیا حضرت مرزا صاحب کی صرف زبانی بات ہی الہام سے ہوتی تھی یا جو کچھ وہ لکھتے تھے وہ بھی۔ الغرض زبانی باتیں اور لکھی ہوئی باتوں میں کون سی عن الھویٰ ہوتی تھی۔ اگر کوئی بھی نہیں یعنی ہر دو وحی الٰہی سے ہوتی تھی تو نمبر۱ ثناء اللہ والا اشتہار وحی الٰہی سے تھا یا نہیں؟ نمبر۲۔ احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کی ہمشیرہ وغیرہ کو جو خطوط لکھے گئے وہ وحی الٰہی سے تھے یا نہیں؟ اگر وحی الٰہی سے لکھے گئے تو چونکہ ان خطوط کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔ اس لئے وحی الٰہی نے ایک فعل عبث کیا یا نہیں؟ (۳) احمد بیگ کے داماد کی پیش گوئی اور نکاح[۱] آسمانی کے جتنے تحدی کے الفاظ ہیں۔ سب وحی الٰہی سے ہے یا نہیں؟ (۴) دنیاوی امور کے متعلق جو آپ فرمایا کرتے تھے وہ بھی وحی الٰہی سے ہوتے تھے یا صرف دینی امور کی باتیں! واضح ہو کہ الزامی جواب بے کار ہوتا ہے۔ تحقیقی جواب ہونا چاہئے۔

[۱] فیصلہ آسمانی میں اصل یہی بحث ہے کہ وہ الہامات جو منکوحہ آسمانی کے متعلق مرزا قادیانی کو ہوئے تھے وہ الہام ربانی نہیں تھے بلکہ مرزا قادیانی کا افتراء تھا میرے مکرم دوست فیصلہ آسمانی کو دیکھ کر ان الہامات پر جو منکوحہ آسمانی کے متعلق ہیں شبہات میں پڑ گئے جیسا کہ ان کی تحریروں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ پس ماسٹر صاحب کا مرزا قادیانی سے اور سلسلہ احمدیہ سے بدظن ہونا آفتاب کی طرح روشن ہو رہا ہے اور نیز (ص۱۱) میں میرے معزز دوست تحریر فرماتے ہیں کہ غرض اس میں شک نہیں کہ نکاح والی پیش گوئی پر ایک پہلو دکھا کر اعتراض کئے گئے ہیں اور احمدیوں کو اس کی مثال نبیوں کی زندگی میں دکھانی ہوگی کہ باوجود اتنی تحدی اور زور کے کسی ایک نبی کی پیش گوئی ظاہر طور سے پوری نہ ہوئی ہے۔ اس تحریر سے بھی صاف روشن ہے کہ کتاب فیصلہ آسمانی کے حصہ دوم کی اصل بحث کو میرے معزز دوست نے قبول کر لیا ہے۔ جب ہی تو اپنی جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے ایسا تحریر کر رہے ہیں۔ میرے معزز دوست! میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ ساری دنیا کے لوگ ایک مثال بھی کسی نبی کی زندگی میں نہیں دکھا سکتے ہیں اور جب کوئی احمدی اس کی مثال نہیں لا سکتا تو مقتضائے دیانت وانصاف یہی ہے کہ مرزا قادیانی کو چھوڑنا چاہئے۔ عبدالمعز!

۳...... حضرت مرزا صاحب کا الہام ’’انما امرک اذا اردت شیئاً ان یقول له کن فیکون‘‘ (تذکرہ ص۲۰۳) اس کے متعلق ذیل کے سوالات ہیں:

۱...... یہ الہام حضرت مرزا صاحب کے فضیلت کی دلیل ہے یا نہیں؟

۲...... اگر فضیلت کی دلیل ہے تو حضرت رسول اکرم ﷺ (فداہ روحی) کو بھی یہ الہام ہوا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتو آپ اس فضیلت سے (نعوذ باللہ) محروم رکھے گئے یا نہیں؟ اور اس طرح پر حضرت مرزا صاحب کو حضرت رسول اکرم ﷺ پر فضیلت (اگرچہ جزوی ہی سہی) ہوئی یا نہیں؟

۳...... اگر اس الہام کی کچھ بھی اصلیت تھی، یعنی اگر صرف بات ہی بات نہیں تھی تو کیوں نہیں حضرت مرزا صاحب نے صرف لفظ ’’کن‘‘ سے اپنا سب کام کر لیا۔ احمد بیگ اور اس کی ہمشیرہ کے پاس خوشامد اور دھمکی کے خط لکھنے کی زحمت اٹھانے کے بدلے کیوں نہیں ایک ’’کن‘‘ سے سب کو راضی کر کے شادی کر لی۔ بالفرض اگر غیر سے شادی ہو چکی تھی تو ایک یا دو حد تین ’’کن‘‘ سے سب موانع کو دور کر سکتے تھے اور پھر محمدی بیگم کے ساتھ عقد کر لیتے۔‘‘ (ماشاء اللہ کیا اعتراضات ہیں۔ پھر کیا ان اعتراضات کا جواب ہو سکتا ہے! میں بالیقین کہتا ہوں کہ نہیں ہو سکتا)

۴...... حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں یہ ذیل کے فقرے ہیں:

اعمل ماشئت[۱] ’’تو جو جی چاہے کر کیونکہ تو مغفور ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۳۶۴) اس کے متعلق سوالات ذیل کا جواب درکار ہے:

۱...... کیا اس آزادی کی اجازت دینے والا اللہ تعالیٰ ہو سکتا ہے؟

۲...... کیا اس الہام کی بنا پر شریعت کا روک مرزا قادیانی پر سے اٹھ نہیں گیا تھا؟

۳...... کیا اس الہام پانے والے کا درجہ اس سے بڑا ہوا معلوم نہیں ہوتا ہے کہ جس کو حکم ہوتا ہے: ’’فصل لربک وانحر (الکوثر:۲) قم فانذر (مدثر:۲) وثیابک فطھر (مدثر:۴)‘‘ وغیرہ وغیرہ!

۴...... کیا اس مضمون کا الہام کسی گزشتہ نبی یا ولی کو ہوا ہے؟

۱؎ یہ اعتراض بھی حاشیہ فیصلہ آسمانی کے (ص۵۵) سے لیا گیا ہے۔

۵ ...... کیا اس الہام کا مفہوم عقبٰی کے منکر فلاسفروں کے قول سے نہیں ملتا جلتا ہے جو کہتے ہیں کھاؤ، پیئو اور خوش رہو۔ نقد کو دیکھو۔ ادھار پر بھروسہ نہ کرو۔ (میرے دوست نے کیسی سچی بات کہی ہے اور مرزا قادیانی کی تہ کو پہنچ گئے ہیں)

۶ ...... آتھم کے متعلق جو حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ: ''دونوں فریق سے جو عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ آج سے پندرہ مہینے کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ بشرطیکہ رجوع الی الحق نہ کرے۔'' (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲) اب مضمون صاف ہے کہ اگر آتھم رجوع الی الحق نہ کرے گا تو ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ یعنی اگر رجوع کرے گا تو وہ ہاویہ کی سزا کی سے بچ جائے گا۔ رجوع الی الحق اور سزائے ہاویہ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے آتھم بھاگے پھرنے اور سراسیمہ ہونے کا نام رجوع الی الحق بھی رکھا ہے اور ہاویہ میں گرنا بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ رجوع اور ہاویہ کا جمع ہونا تو الہام کے رو سے ناممکن ہے۔ بیچارہ آتھم اگر رجوع کر چکا تو پھر ہاویہ اس پر کہاں سے آ گیا یا تو رجوع ہی کرتا یا ہاویہ میں گرتا۔ یہ تاویل جس میں اجتماع ضدین ہے ''ماینطق عن الھویٰ...... الخ!'' والے الہام کے ماتحت ہو کر وحی الٰہی سے ہوا تھا یا نہیں پھر یہ کہتے ہیں)

۶ ...... اسی آتھم کے متعلق زمانہ کے بعد (کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ ص۶) میں مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں: ''پیش گوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو وہ (آتھم) مجھ سے پہلے مر گیا۔'' یہ پیش گوئی میں جو مضمون تھا وہ تو اوپر نمبر۵ میں بیان ہو چکا ہے۔ لیکن کشتی نوح میں جو اس کا خلاصہ درج ہوا ہے وہ بھی غور سے ملاحظہ کیجئے اور انصاف فرمایئے کہ اس طرح کا خلاصہ لکھنا جائز ہے؟ کیا پندرہ ماہ کی مدت کو پس انداز کرنے سے رجوع الی الحق کی شرط کو چھوڑنے سے پیش گوئی کی وہی حیثیت رہی جو پہلے تھی، یقیناً نہ رہی۔ اس طرح کا خلاصہ اور مختصر بیانی سے ایک فریق کو یعنی حضرت مرزا صاحب کو بہت زیادہ ناجائز فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ برسوں کے بعد آتھم دنیا سے گزر چکا ہے۔

ایک ناواقف کشتی نوح کی مذکورہ بالا عبارت کو پڑھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ایک فریق زندہ موجود ہے اور دوسرا مر چکا وہ فوراً زندہ فریق کے حق میں ڈگری دے دیتا ہے۔

حالانکہ اگر اصل کیفیت معلوم ہو کہ مدت پندرہ ماہ مقرر تھی۔ شرط رجوع الی الحق تھی اور سزا ہاویہ میں گرایا جانا۔ جس کے معنی صرف گھبرا کر سراسیمہ پھرنا کہا گیا تھا تو قرینہ غالب ہے کہ وہ اس پیش گوئی کے بارے میں کچھ اور رائے قائم کر سکتا تھا۔ پس پیش گوئی کو اس طرح مختصر کرنے سے ایک ناواقف کو دھوکا لگنے کا احتمال ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں ضرور احتمال ہے اور قوی احتمال ہے۔ احتیاط اور حزم کے خلاف ہے۔

۱۰/اکتوبر۱۹۱۲ء والی تحریر سے صاف ثابت ہورہا ہے کہ فیصلہ آسمانی کے دلائل کو میرے معزز دوست کے قلب نے قبول کرلیا۔ باوجودیکہ ان کے قلب نے پہلے ان کی تصدیق پوری کرلی تھی اور یہ کتاب فیصلہ آسمانی مرزا قادیانی پر اعتراضات کرنے کے لئے رہبر بنی۔ کیونکہ بعض بعض اعتراضات تو وہی ہیں جو فیصلہ آسمانی میں موجود ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ فیصلہ آسمانی بے نظیر کتاب لکھی گئی۔ جس کے اعتراضات دماغ سے اتر کر دل میں جاگزیں ہوئے۔ کیا یہ دلیل فیصلہ آسمانی کے لاجواب کتاب ہونے کے لئے کافی نہیں ہے؟ اور اشتہار میں یہ لکھنا کہ بعض نیک طبع احمدی نے فیصلہ آسمانی کی معقولیت کی تعریف کی ہے۔ بہت ہی صحیح ثابت ہوگیا اور برادرم مولوی عبدالمجید صاحب بی.اے ٹرنسلیٹر گورنمنٹ بنگال کتاب فیصلہ آسمانی کو پڑھ کر اپنی خوش عقیدگی سے جوان کو مرزا قادیانی مغفور اور سلسلہ احمدیہ کے ساتھ تھی باز آ کر بدظن ہوگئے ہیں۔ بہت ہی صحیح و درست مشہور ہوا تھا۔ استعجاب کی بات تو ضرور تھی اور ہے کہ ایسا پختہ یقین کتاب مذکور دیکھنے کے بعد ٹل جاوے اور مرزا قادیانی پر اعتراضات کے پیدا کرنے کی دماغ کے اندر قوت ڈال دے۔

اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ فیصلہ آسمانی لاجواب کتاب لکھی گئی ہے۔ جس کے دیکھنے سے احمدیوں کے دل و دماغ میں تزلزل پیدا ہوگیا۔ گو زبان سے مقر نہ ہوں مگر دل سب کا مان گیا ہے اور اب ہٹ دھرمی کر رہے ہیں۔ خدا تعصب کا روگ کسی حق پرست کے دل پر نہ ڈالے۔ جماعت احمدیہ کو لازم ہے کہ جو جو کتاب خلاف میں مرزا قادیانی کے مصنف فیصلہ آسمانی نے شائع کر کے حق کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس کو غور سے پڑھے اور ان سب باتوں کو مرزا قادیانی کی کتاب سے ملا کر دیکھے۔ اگر کوئی بات غلط ثابت ہو تو ردی کے طور پر پھینک دے۔ ورنہ خدا سے ڈر کر اس کو قبول کرے اور مرزا قادیانی کی حالت پر غور سے نظر ڈالے اور جو اعتراضات مرزا قادیانی پر کئے گئے ہیں۔ ان کا جواب اپنے نور قلب سے لیں کہ یہ

اعتراضات اگر مرزا قادیانی پر وارد ہوتے ہیں تو واقعی ان کا جواب کیا ہے۔ یاد رہے کہ قیامت کے دن ضرور اس کی باز پرس ہوگی۔

اوّلاً مولوی عبدالماجد قادیانی کو ۲۰؍جون ۱۹۱۲ء والے خط کو چھپوا کر شائع کرنے کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ جب ۱۵؍ستمبر ۱۹۱۲ء کو جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب حسب خواہش وتمنائے مولوی عبدالمجید صاحب کے بھاگلپوران سے ملنے کو تشریف لے گئے اور مولوی عبدالماجد قادیانی نے دیکھا کہ مولوی عبدالمجید صاحب کا میلان قلب وحسن عقیدت تمام جماعت احمدیہ سے زیادہ مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کے ساتھ ہے (جیسا کہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۱۲ء والے خط کی اس عبارت سے ظاہر ہورہا ہے۔ ۱۵؍ستمبر کو مولانا عبدالماجد صاحب سے ہم نے عرض کیا تھا کہ مولانا شاہ سرور صاحب وحافظ روشن علی صاحب ومولوی غلام رسول صاحب (جملہ قادیانی تھے) کے شامل کچھ دیر تک مباحثہ مونگیر کے زمانہ میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن ہم پر ان کی روحانیت کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کی صحبت میں مجھ پر بہت اثر پڑتا ہے)

ایسا نہ ہو کہ مولوی عبدالمجید صاحب احمدیت سے پھر جاویں۔ چونکہ ۲۰؍جون والا خط بقول[۱] میرے مکرم کے احمدی نقطہ خیال سے ان کی ایمانی حالت کا روشن پہلو ہے۔ اس وجہ سے چھپوا کر شائع کرادیا تھا کہ مولوی عبدالمجید صاحب بلحاظ اپنی تحریر کے احمدیت کے جال میں پھنسے رہیں۔ اس سے باہر نہ نکل سکیں۔

دوسرے مولوی عبدالماجد قادیانی نے جب دیکھا کہ مولوی عبدالمجید صاحب سخت شبہات میں پڑ گئے ہیں اور اکابر جماعت احمدیہ کی روحانیت کے بھی قائل نہیں ہیں تو محض اپنی چالاکی سے ان کو یکطرف کر لینے اور سخت بنا دینے کے لئے کوشش کرتے رہے۔ جس کا موقع مولوی عبدالماجد احمدی کو اس طور پر ملا کہ محبی حکیم ولی الدین صاحب نے خطوط[۲] بنام مولوی عبدالماجد احمدی روانہ کئے اور لکھا کہ یہ اعتراضات مرزا قادیانی پر ان کی کتابوں کے دیکھنے سے وارد ہوتے ہیں۔ آپ خود تسلی وتشفی بخش جواب سے سرفراز فرمادیں۔ (مولوی عبدالماجد

۱؎ میرے مکرم دوست ۱۰؍اکتوبر ۱۹۱۲ء والے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ عزیزم عبدالمجید کے نام جو خط اس عاجز نے بھیجا ہے وہ احمدی نقطہ خیال سے ہماری ایمانی حالت کا روشن پہلو ہے۔

۲؎ ان شاء اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کے خطوط بہت جلد شائع ہوں گے۔

احمدی حکیم صاحب کے خطوط کے جواب دینے سے خود عاجز وقاصر رہے۔ جیسا کہ ان کے ایک خط کے جواب سے عجز ان کا ظاہر ہورہا ہے۔ چونکہ حکیم صاحب کے اعتراضات لاجواب ہیں۔ کوئی احمدی یہاں تک کہ خلیفۃ المسیح بھی قیامت تک حق وصحیح جواب نہیں دے سکتے ہیں) تب مولوی عبدالماجد احمدی نے اپنی ہوشیاری اور چالاکی سے مولوی عبدالمجید صاحب کو جواب دینے کے لئے مستعد کیا اور حکیم صاحب کے خطوط ان کے حوالہ کردیئے۔ حالانکہ حکیم صاحب برابر منع کرتے رہے اور آرزو کرتے رہے کہ مولوی عبدالمجید ان دنوں سخت شبہات میں پڑ گئے ہیں۔ وہ خود حنیف دل نہیں ہیں۔ ان کو خود مرزا قادیانی پر اعتراضات ہیں۔ وہ میرے خطوط کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے ہیں۔ آپ خود تشفی بخش جواب دیں۔ مگر مولوی عبدالماجد نے ایک نہ سنی اور مولوی عبدالمجید کو حکیم صاحب کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے مستعد کردیا جن کو خود مرزا قادیانی کے بعض الہام، بعض تحریر، بعض خواب وغیرہ پر اعتراضات ہوں اور حنیف دل نہ ہو۔ کیا وہ دوسرے معترض کی تشفی کرسکتا ہے اور دوسرے کے اعتراض کا تسلی بخش جواب دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

جواب دلوانے کی اصلی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی پر سے اعتراضات کے دفع کرنے میں مولوی عبدالمجید ایک پہلو پر ہوجائیں گے اور اپنے اعتراضات کو بھول جائیں گے اور اپنے جواب کو اچھا سمجھ کر اس پر اڑے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مولوی عبدالماجد اپنے ارادے میں کامیاب ہوگئے۔ شاید اس وقت تک میرے معزز دوست کے خیال میں یہ خدشہ نہیں گزرا ہوگا:

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

میرے معزز دوست! کیا آپ اپنے اعتراضات کا جواب اپنے قابل دوست سے پاکر اپنی تشفی کرچکے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کی تشفی ہوگئی ہو تو اس جواب کے دیکھنے اور سننے کے خواہش عاجز کو بھی ہے۔

ہم یقیناً کہتے ہیں کہ آپ کے اعتراضات کا جواب قابل تشفی وصحیح کوئی احمدی ہرگز نہیں دے سکتا۔ چونکہ آپ کے اعتراضات لاجواب وحق ہیں۔ کیا اتنے اعتراضات کا جواب نہ ملنے پر بھی مرزا قادیانی کو حق پر سمجھتے رہنا طالب حق کا کام ہے؟ نہیں ہرگز نہیں؟

پھر ہمارے دوست تحریر کرتے ہیں: ’’کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ احمدیہ

سلسلہ کی کتابوں کے دیکھنے کے بعد بھی کوئی عاقل بالغ آزاد، ایک انسان کو انیس سو برس سے آسمان پر زندہ مان سکتا ہے۔'' عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ رہنے سے تو زیادہ تعجب خیز وحیرت انگیز اور بہت سی باتیں قرآن کریم میں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی سب آیتوں پر ایمان اور قرآن کریم کو کلام واقعی جانتے ہیں۔ ان کو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے پر اور انیس سو برس سے زندہ رہنے پر بھی ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی نسبت یوں ارشاد فرماتا ہے: ''**منها خلقناکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارةً اخری** (طٰهٰ: ۵۵)'' ترجمہ: اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹا دیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکال کر کھڑا کریں گے۔ سڑ گل کر مٹی ہو جانے کے بعد دوبارہ نکال کر کھڑا کرنا تو ایک موجودہ شئے کو قائم رکھنے سے کہیں زیادہ تعجب خیز ہے۔

''**الیوم نختم علیٰ افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون** (یٰس: ۶۵)'' ترجمہ: آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر اور ہم سے کلام کریں گے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں۔ اس کی جن کے ذریعہ سے وہ کماتے تھے۔ ہاتھ پاؤں کا بلوانا تو عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ رکھنے سے ہزار درجہ بڑھ کر حیرت انگیز ہے۔ دوبارہ زندہ کرنا، زندہ کرنے کے بعد حساب کتاب کا لینا اور ہر ایک کو بدلہ دینا اور منہ پر مہر کر دینا اور ہاتھ پاؤں کو کلام کرنے کی قدرت دینا اور ان کا کلام کرنا۔ یہ چاروں باتیں تو عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے اور آسمان پر انیس سو برس سے زندہ رکھنے سے ہزارہا درجہ بڑھ کر تعجب خیز ہیں۔ جس کسی کو قرآن کریم مذکورہ بالا آیتوں پر ایمان ہے اور کلام الٰہی کو سچا مانتا ہے اور ان سب باتوں کے ہونے پر یقین کامل رکھتا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک انسان کا انیس سو برس سے آسمان پر زندہ رہنا اس کی قدرت کاملہ کے نزدیک غیر ممکن سمجھا جاوے۔ جس کی قدرت کاملہ کا احاطہ کرنا انسانی فطرت سے باہر و بالاتر ہے۔ فلاسفروں کی عقل کے مطابق جو محض نادان اور دنیا کے کیڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود نہیں مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو محیط اور محدود کر دینا ہے اور یہ سب سے زیادہ بے ایمانی اور بددینی کی بات ہے۔

غرض جس کو اللہ تعالیٰ کے ''**ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر**'' ہونے پر اور حشر ونشر پر اور جزا وسزا پر، دوزخ بہشت پر ایمان ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کی ان تمام قدرتوں پر بھی

ایمان ہے اور جس کو اس کی قدرتوں پر ایمان نہیں ہے، اسی کو زندہ رہنے پر بھی ایمان نہ ہوگا۔ کیا معجزہ شق القمر اور اصحاب کہف کا زندہ رہنا اور سو برس تک طعام کا ویسا ہی رہنا اور عزیر علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا میں زندہ کرنا (جس کا مفصل قصہ قرآن کریم میں درج ہے اور طوالت کے خیال سے اس کا ذکر چھوڑتا ہوں) کوئی فلاسفران سبھوں کو مان سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

چونکہ مرزا قادیانی کا مذاق فلسفی ہے اور اکثر فلسفہ کے خلاف میں جو آیات اور احادیث وارد ہوتے ہیں۔ اس کو رد کر دیتے ہیں۔ اسی بناپر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہی لکھتے ہیں: مگر جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اس کی قدرت کو غیر محدود و غیر متناہی جانتا ہے، اس کو ان سب باتوں کے ہونے پر ایمان ہے۔ یہ بات کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ ساری اسلامی دنیا تیرہ سو برس سے مانتی چلی آرہی ہے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں علماء اسلام اور نیز مرزا قادیانی بھی مانتے رہے ہیں۔

(قرآن کریم کی آیت: ''وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً (النساء:۱۵۷)'' ترجمہ: اور کہنے لگے ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو مار ڈالا۔ حالانکہ نہ اس کو مار ڈالا، نہ سولی دیا۔ لیکن ان کو شبہ پڑ گیا اور جو لوگ اس میں اختلاف کررہے ہیں وہ خود شک میں تھے۔ ان کو کوئی یقین نہیں تھا مگر اٹکل پر چلتے تھے اور نہیں قتل کیا۔ ان لوگوں نے اس کو یقیناً بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اس آیت شریفہ میں جو جو ضمیریں ہیں ان کو واضح طور پر بیان کر دیتا ہوں تاکہ اس آیت کا مطلب صاف صاف روشن ہوجاوے اور سمجھنے والے سمجھ جاویں۔

''وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله'' اور یہودی لوگ کہنے لگے ہم لوگوں نے عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو مار ڈالا۔ اب اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کا جواب یوں ارشاد فرماتا ہے: ''وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم'' حالانکہ ان یہودیوں نے نہ مسیح ابن مریم رسول اللہ کو مار ڈالا، نہ ان کو سولی دیا۔ لیکن یہودیوں کو شبہ پڑ گیا۔ ''وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه'' اور جو لوگ اس مسیح ابن مریم

علیہ السلام کے مارڈالنے میں یا سولی دینے میں اختلاف کررہے تھے وہ خود شک میں تھے۔ ’’مالهم به من علم الا اتباع الظن ‘‘ان کو کوئی یقین نہیں تھا۔ مگر اٹکل پر چلے تھے’’وما قتلوه يقيناً ‘‘اور نہیں قتل کیا ان یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً’’بل رفعه الله اليه ‘‘بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس اٹھالیا۔’’وكان الله عزيزاً حكيماً ‘‘اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ کل ضمیریں جسم مع روح عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہیں۔ اس میں دوسرے احتمال کی ہرگز گنجائش نہیں۔ کیونکہ روح تو محل قتل وصلیب ہرگز ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ عقلاً اور نقلاً یہ امر محال ہے کہ صرف روح مقتول ومصلوب ہو۔ یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ رفعہ کی ضمیر ٹھیک اسی ذات کی طرف پھرتی ہے۔ جس ذات کی طرف’’وما قتلوه وما صلبوه ‘‘کی ضمیریں پھر رہی ہیں۔ یہ تو خوب ظاہر ہو چکا کہ’’وما قتلوه وما صلبوه. ورفعه ‘‘کی کل ضمیریں جسم مع روح عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہیں تو اب اس میں کیا شک باقی رہ سکتا ہے کہ قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے یہ بات اچھی طرح پر ثابت ہوگئی کہ اس عزیز حکیم نے اپنی حکمت بالغہ سے (جس کی حکمت بالغہ کا علم کسی انسان کو نہیں ہوسکتا ہے) جسم مع روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس اٹھالیا۔ روح تو ایسی چیز ہے کہ کوئی فلسفی مذاق والا انسان اس کے اٹھائے جانے کا بھی قائل نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جس وقت انسان مرتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے تو روح بھی اسی وقت بقول ان فلسفیوں کے (جن کی عقل محدود ہے اور اپنی محدود عقل کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں کا احاطہ کرنا چاہتے ہیں جو سراسر نادانی ہے) معدوم وفنا ہو جاتی ہے۔ آج تک ڈاکٹروں اور فلاسفروں نے اس بات کی بڑی کوشش کی ہے اور کررہے ہیں کہ روح کو محسوسات ومرئیات کے اندر لاویں۔ مگر اب تک ناکامیاب رہے۔ اسی وجہ سے روح کا اٹھایا جانا ان کے نزدیک محالات سے ہے نہ معلوم مرزاقادیانی کس عقل کے مطابق روح کا اٹھایا جانا قبول کررہے ہیں اور جسم کے اٹھائے جانے سے انکار کررہے ہیں۔ حالانکہ بہ نسبت جسم کے روح کا اٹھایا جانا زیادہ محال معلوم ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں کو جن کا احاطہ کرنا انسانی عقل کے اندر بالکل محال ہے۔ اپنی محدود عقل سے اس کا انکار کررہے ہیں۔ باوجودیکہ وہ عزیز حکیم ضرور اس بات پر قادر ہے کہ ایک انسان کو انیس سو برس تو کیا انیس ہزار بلکہ لاکھ در لاکھ برس تک جہاں چاہے، جس طرح

پر چاہئے، زندہ رکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیت زیر بحث سے معلوم ہورہا ہے۔
’’**امنت باللہ وبقدرتہ الکاملۃ وحکمۃ البالغۃ کما آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون خلاف المرزائیۃ**‘‘

اس آیت شریفہ کا جو معنی ومطلب بیان کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی بھی اس کے مطابق (براہین احمدیہ ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ) میں تحریر فرما رہے ہیں:
’’**ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آوے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے صاف روشن ہورہا ہے کہ جس طرح دنیا کے کل مسلمان اس بات کو قرآن کریم کے فرمان کے مطابق مانتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی اسی طرح مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا مان رہے ہیں۔

اور پھر (ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱،۶۰۲ حاشیہ در حاشیہ) میں تحریر فرماتے ہیں: ’’اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کردیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کردے گا اور یہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کررہا ہے۔‘‘

اور پھر مرزا قادیانی سرمہ چشم آریہ میں اس شخص کے بارے میں جو اپنی عقل سے خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں کو محدود خیال کررہا ہو کیا تحریر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:
’’اگر ہم خدائے تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اس کی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں۔ کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود ہوسکیں تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے ازلی وابدی کی تمام قدرتوں کا حد بست کرنے والا ہوگا بلکہ

ایک بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ اس کی قدرتوں کے محدود ہونے سے وہ خود بھی محدود ہو جائے گا اور پھر یہ کہنا پڑے گا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی حقیقت اور کنہ ہے ہم نے سب معلوم کر لی اور اس کے گہراؤ اور تہہ تک ہم پہنچ گئے اور اس کلمہ میں جس قدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے، حاجت بیان نہیں۔ سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کرنا اور اس پر غیر متناہی سلسلۂ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کے لئے اسرار کھلنے سے ناامید ہو جانا، ان پست نظروں کا نتیجہ ہے جنہوں نے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہئے تھا شناخت نہیں کیا۔'' (سرمہ چشم آریہ ص۱۶،۱۷، خزائن ج۲ ص۶۴،۶۵)

یہ ہیں مرزا قادیانی کی تحریریں جن کی ہم تہہ دل سے تعریف کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں سچ بات کے ماننے میں کسی وقت تأمل نہیں ہے۔ گو کسی کی زبان سے نکلیں۔

اب میرے مکرم کے اس قول کا رد کس طور سے کرتے ہیں اور خدا کی غیر محدود قدرتوں کو اپنی محدود عقل اور محدود تجربہ سے اس کی وراء الوراء قدرتوں اور حکمتوں سے انکار کرنے والے کے لئے کیسا کیسا سخت لفظ استعمال فرما رہے ہیں۔

ہم نے قرآن کریم سے اور مرزا قادیانی کے قول سے ثابت کر دیا کہ مسیح علیہ السلام کا آسمان پر زندہ رہنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی احمدی قرآن کریم کو نہ مانے تو نہ مانے۔ مگر مرزا قادیانی کے قول کو ضرور مانے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ رہنے کو بقول مرزا قادیانی تسلیم کرلے گا۔ اگر اس بھی تسلیم نہ کرے تو مرزا قادیانی کا فتویٰ اس پر صادق آئے گا۔ ایسا قیاس جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ سب سے پہلے شیطان نے فرمان ربی کے خلاف قیاس کیا تھا۔ شیطان کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف یہ قیاس کیا کہ ہم آگ سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم ان سے اچھے ہیں۔ اچھا کیونکر خراب کو سجدہ کر سکتا ہے۔ پس یہ قیاس اس کا گمراہی کا باعث ہوا۔ اسی طرح پر جو شخص اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف شرع شریف کے حکم میں اپنی محدود عقل سے قیاس کرے گا۔ اس کو گمراہی کے سوا اور کیا ہاتھ آسکتا ہے۔

پھر میرے مکرم فرماتے ہیں: ''بہرکیف اس کے بعد حضرت مولانا سید محمد علی صاحب کا ایک طول طویل خط ہمارے پاس پہنچا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ تم گمراہی میں پڑے ہو...... الخ!''

میں نہیں سمجھ سکتا ہوں کہ اس طول طویل خط کا ذکر اس ۲۰/جون والی تحریر میں کیونکر آ گیا۔ حالانکہ وہ طول طویل خط ۴/جولائی ۱۹۱۲ء کو ڈاک خانہ سوپول سے میں نے رجسٹری کیا ہے جس کی رجسٹری کا نمبر ۵۱ ہے۔ سرکاری رجسٹر موجود ہے جو شخص چاہے دیکھ سکتا ہے۔ اس تحریر میں اتنی عبارت کے بڑھا دینے سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ ۲۰/جون والی تحریر میں ترمیم وتنسیخ کر کے چھپوایا گیا ہے۔ ضرور چھپوانے والے نے بڑھا گھٹا کر چھپوایا ہے۔ ''میں پوچھتا ہوں کہ ہماری اس گمراہی کا سبب کون ہوا۔ قیامت کے دن اگر سوال ہوگا تو میں ان ہی علماء کو پیش کروں گا یہی لوگ ہماری گمراہی کا سبب ہوئے۔''

میرے معزز دوست کی یہ تحریر سراسر لغو وبے کار ہے۔ کیونکہ میرے دوست ۱۸۹۴ء سے مرزا قادیانی کے اوپر ایمان لا چکے ہیں۔ جیسا کہ میں اوپر انہی کے خط سے دکھلا چکا ہوں اور بغیر دلیل کے مرزا قادیانی کو مان چکے ہیں۔ کوئی شخص کیسی ہی زبردست دلیل سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو غلط ثابت کر دے تو بھی میرے دوست کے دل سے وہ یقین جو پہلے ہو چکا ہے مٹنا مشکل ہے۔ ''کوئی شخص'' کے اندر تو یہ علماء بھی داخل ہیں۔ گویا علماء کے زبردست دلیل دینے پر بھی میرے دوست کا اقرار ہے کہ دل سے وہ یقین جو پہلے ہو چکا ہے مٹ نہیں سکتا۔ دل کا منوانا مشکل ہے تو ایسی حالت میں قیامت کے دن یہ جواب کہ ہماری گمراہی کے سبب یہی علماء ہوئے ہرگز کافی نہیں ہوسکتا ہے۔ حسب تحریر میرے دوست کے مولوی حسن علی صاحب کا وہ جملہ کہ دجال عیسائی پادری ہیں اور ریل ان کا گدھا ہے۔ ان کی گمراہی کا باعث ہوا۔ ہاں! مباہلہ اور قرآنی تحدی وغیرہ کا اشتہار تو ۱۸۹۴ء کے بعد ہوا ہے۔ اس وقت تو میرے معزز دوست مرزا قادیانی کی آنکھ سے دیکھتے تھے اور کان سے سنتے تھے اور منہ سے بولتے تھے۔ حق وباطل میں تمیز کرنے کا موقع تو پہلے ہی ہاتھ سے دے چکے تھے۔ پھر علماء کے سر پر الزام دھرنا کس قدر غلطی ہے۔ میرے معزز! آپ نے بھاری بات کہی۔ اس پر مکرر سہ مکرر غور کریں۔ آپ کا یہ جواب احکم الحاکمین کے سامنے کیونکر کافی ہوسکتا ہے۔ جن علماء پر آپ الزام لگانا چاہتے ہیں وہی آپ کو سیدھا راستہ بتا رہے ہیں۔ کیا علام الغیوب ان علماء کی ہدایت کو اور آپ کے اعتراض کو نہیں دیکھتا، ضرور دیکھتا ہے۔

قولہ: ''مباہلہ کے واسطے بلاتا ہے۔ علماء اور مشائخ کو کہتا ہے کہ ہمارے الہامات کو ہاتھ میں لے کر قسم کھاؤ کہ یہ خدا کی باتیں نہیں ہیں اور پھر اس قسم کے بعد ہر ایک تم میں

سے اگر چہ ہزار ہی کیوں نہ ہوں۔ سال بھر کے اندر مختلف سزاؤں کے اندر نہیں آ جائیں تو میں جھوٹا ہوں۔ ادھر سے صدائے برنمے خیزد۔‘‘

یہ تحریر واقعات کے خلاف اور بالکل ہی غلط ہے مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۲۴۰، خزائن ج۲۲ص۲۵۱) نشان ۹۲ میں تحریر فرماتے ہیں: ’’غرض عبدالحق کے بہت اصرار کے بعد میں نے اس کی طرف لکھا کہ میں کسی کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر (مرزا قادیانی پر) کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب ہم تمہارے نزدیک کافر ہوگئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضائقہ۔ غرض اس کے سخت اصرار کے بعد میں مباہلہ کے لئے امرتسر آیا۔‘‘

دیکھئے مباہلہ کا ثبوت مرزا قادیانی کی تحریر سے کس طرح ہو رہا ہے اور آپ کے صدائے برنمے خیزد کے جواب میں مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کا مباہلہ کے لئے اصرار کرنا بھی مرزا قادیانی ہی کی تحریر سے ثابت ہو رہا ہے۔ علاوہ اس کے مولوی ثناءاللہ صاحب ومولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی مرزا قادیانی سے مباہلہ کی درخواست کی اور مرزا قادیانی مباہلہ سے گریز کر گئے۔ مولوی ثناءاللہ صاحب نے ۱۳۱۶ھ میں رسالہ ’’مظہر نعمت‘‘ میں مباہلہ کی درخواست کی اور مرزا قادیانی سکوت کر گئے۔ پھر مولوی ثناءاللہ صاحب نے مسیح الکذاب کے عنوان سے ضمیمہ اخبار شحنہ ہند مطبوعہ یکم/ جون ۱۹۰۰ء میں مکرر اس کی یاد دہانی کرائی۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کی طرف سے صدائے برنمے خیزد کی صدا آتی رہی۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی مرزا قادیانی سے مباہلہ کے لئے مستعد ہوئے اور مرزا قادیانی مباہلہ سے گریز کر گئے۔ آپ (اشاعۃ السنۃ نمبر۸و۱۲وج۱۵ص۱۲۶و۱۸۸و۳۹۳) و(نمبر۱۸ص۸۹) کو ملاحظہ فرماویں۔ جس سے آپ پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ ان مفخر علمائے نے ڈنکے کی چوٹ سے مرزا قادیانی کو مباہلہ کے لئے للکارا اور مرزا قادیانی برابر پہلو تہی اور گریز کرتے رہے۔ صدائے برنمے خیزد مرزا قادیانی پر اچھی طرح چسپاں ہوتا ہے۔ میرے معزز دوست! ’’حبک الشیٔ یعمی ویصم‘‘ بہت ہی سچ ہے۔ آپ مرزا قادیانی کی محبت میں کچھ ایسے سرشار ہیں کہ خود مرزا قادیانی کی تحریر اور واقعات کے خلاف تحریر کر رہے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی نے بعض وقت نہایت زور وشور سے مناظرے یا مباہلہ کا دعویٰ کیا ہے اور علماء کو اپنے مقابلہ کے لئے بلایا ہے۔ مگر جب کوئی

سامنے آ گیا تو پھر مرزا قادیانی کی طرف سے صدائے برنخاست کا مضمون ہوا ہے۔ مباہلہ کی نظریں تو میں بیان کر چکا۔ مناظرے کی حالت بھی ملاحظہ کیجئے:

مرزا قادیانی سے مناظرے

پیر مہر علی شاہ صاحب سے مناظرہ کی درخواست بڑے زورشور سے کی۔ بہت اشتہارات لن ترانیوں کے ساتھ چھپے اور ۲۵/اگست ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی۔ لاہور میں مناظرہ ٹھہرا۔ پیر صاحب ۲۴/تاریخ کو لاہور پہنچ گئے اور ۲۹/تک مرزا قادیانی کا انتظار کیا۔ مگر مرزا قادیانی بیت الفکر سے باہر نہ نکلے۔ اگرچہ مریدین نے بہت کوشش کی۔ اس کی مفصل کیفیت ''روئداد جلسہ اسلامیہ لاہور'' میں چھپی تھی۔ اب رسالہ کی صورت میں دوبارہ عمدۃ المطابع لکھنؤ میں شائع ہوئی۔ اس رسالہ کا نام ''حق نماء'' جو لائق دید ہے۔ (یہ روئیداد ''حق نماء'' احتساب قادیانیت جلد ۳۸ میں چھپ چکی ہے)

میرے مکرم تحریر فرماتے ہیں: ''قرآنی تحدی کے ساتھ کتاب لکھ کر پیش کرتا ہے کہ ہندوستان کے علماء سے اگر نہ ہوسکے تو عرب، شام، مصر، بیروت سے مددگار منگوار کر جواب دو۔ کم سے کم ہمارے اس الہام کو غلط کرو کہ کوئی جواب کے لئے کھڑا نہ ہو سکے گا۔ ادھر سے وہی جواب دیرینہ دیا جاتا ہے کہ کتاب فصیح نہیں ہے، بلیغ نہیں۔ صرفی، نحوی غلطیاں ہیں۔ سب کچھ تو ہے مگر کوئی فصیح، بلیغ سحبان وقت ان الہامات کو جھوٹا کرنے کے لئے آگے نہیں آتا ہے...... الخ!''

میرے مکرم کو چونکہ مرزا قادیانی سے نہایت شغف محبت ہے۔ اس لئے یہاں نہ تو اس پر غور فرمایا کہ اس تحدی اور دعویٰ کا انجام کیا ہے اور خود مرزا قادیانی نے ایسے دعویٰ کرنے والے کی نسبت کیا کیا الفاظ[۱] لکھے ہیں اور نہ اس کی تفتیش کی کہ مرزا قادیانی تحریری نشانات تو بہت دکھا چکے تھے۔ اس تحدی کی کیا خاص وجہ ہوئی۔ جس کی وجہ سے انہیں ایسا عظیم الشان دعویٰ کرنا پڑا۔ اس دعویٰ کا نتیجہ تو میں آخر میں بیان کروں گا۔ پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے دو رسالے ہیں جن پر تحدی کی گئی ہے اور انہیں معجزہ کہا گیا ہے۔

۱؎ براہین احمدیہ میں ایسا دعویٰ کرنے والے کو سودائی مخبوط الحواس وغیرہ وغیرہ خطاب سے مخاطب کیا ہے۔ جب مرزا قادیانی نے خود ایسا دعویٰ کیا تو بقول خود مرزا قادیانی کیا ہوئے۔

(۱) اعجاز المسیح اس میں سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ (۲) اعجاز احمدی اس میں عربی کا قصیدہ ہے اور پہلے اردو میں کچھ لکھا ہے۔ پہلے رسالہ کا اختتام ۲۰/فروری ۱۹۰۱ء کو ہوا۔ جیسا کہ اسی کتاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اعجاز دکھانے کی ضرورت یہ پیش آئی تھی کہ ۱۹۰۰ء میں یا کچھ قبل مرزا قادیانی نے پیر مہر علی شاہ صاحب (یہ صاحب پنجاب کے مشہور مشائخ میں ہیں اور عالم ہیں) کو بڑے زور شور سے خط لکھا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ میرے دعویٰ کو تسلیم کرو ورنہ ہم سے مناظرہ کرو اور مناظرہ کی صورت یہ بیان کی کہ لاہور میں جلسہ کیا جائے۔ اس جلسہ میں قرآن مجید کی چالیس آیتیں منتخب کی جائیں۔ ان کی تفسیر اسی جلسہ میں میں بھی کروں اور تم بھی کرو اور تین عالم جو پہلے سے حکم مقرر کئے جائیں گے وہ دونوں تفسیروں کو دیکھ کر فیصلہ کریں کہ کس کی تفسیر ہر طرح عمدہ ہے۔ جس کی تفسیر عمدہ ہو وہ حق پر ہے۔

پیر صاحب نے اس مناظرہ کو منظور کیا اور ۲۵/اگست ۱۹۰۰ء تاریخ مناظرہ قرار پائی۔ مرزا قادیانی نے یہ بھی اعلان دیا تھا کہ اگر میں جلسہ میں نہ آؤں تو جھوٹا اور ملعون ہوں۔ ۲۴/اگست کو پیر صاحب لاہور پہنچے اور ۲۹/اگست تک وہاں ٹھہرے۔ مگر مرزا قادیانی[1] نہ آئے۔ اس انتظار کے بعد جب مرزا قادیانی نہ آئے تو اس وقت بہت علماء وہاں جمع ہوگئے تھے۔ سب نے متفق ہوکر یہ قرار دیا کہ مرزا قادیانی کو ایسے دعوؤں سے اپنی شہرت اور علماء کو تنگ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے اب کوئی ذی علم ان سے خطاب نہ کرے وہ لائق خطاب نہیں ہے (دیکھو روئداد جلسہ اسلامیہ لاہور) اس واقعہ سے مرزا قادیانی کو کمال خفت ہوئی۔ اس خفت کے مٹانے کی تدبیر یہ نکالی کہ پیر صاحب سے کہا کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر چار جزو دان ستر دن میں ہم بھی لکھیں اور تم بھی لکھو۔ پیر صاحب تو اپنے قول وقرار کی وجہ سے مخاطب نہیں ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی نے لکھ کران کے پاس بھیج دی اور الہام ''منعہ مانع من السماء'' بھی بیان کردیا۔ کیونکہ جانتے تھے کہ پیر جی جلسہ عام میں عہد کر چکے ہیں کہ اب مرزا قادیانی سے خطاب نہ کریں گے اور اپنے قول وقرار پر قائم رہنا آسمانی حکم ہے۔

[1] اس کی تفصیل رسالہ حق نما (ص۱۷، ۱۸) ملاحظہ فرمائیں۔ (یہ رسالہ احتساب قادیانی جلد۳۸ میں بھی موجود ہے)

اس لئے مرزا قادیانی نے مذکورہ الہام سنادیا۔اب میرے دوست پہلے تو اس پر غور کریں کہ قرآنی تحدی میں کوئی میعاد حد بیان کی ہے۔جیسے مرزا قادیانی بیان کررہے ہیں یہ مانا کہ قرآن کا تو یہ دعویٰ ہے کہ سارے قرآن کا جواب تو کوئی کیا لائے گا۔صرف اس کی ایک سورۃ کا جواب لایئے۔مرزا قادیانی اپنی ساری کتاب کا جواب مانگتے ہیں۔قرآن کی برابری نہیں کرتے۔مگر یہ ستر دن کی قید کیوں ہے اور جب ایسی قیدیں قرآنی تحدی کے خلاف لکھیں تو اسے قرآنی تحدی کیوں لکھا جاتا ہے۔پھر اس پر نظر نہیں کی جائے کہ اس میعاد میں تو علماء ہندوستان کو بھی خبر نہیں ہوسکتی۔چہ جائے کہ عرب وشام کے علماء کو خبر ہو اور وہ لکھیں ذرا انصاف تو کیجئے کہ اس میعاد کے اندر مرزا قادیانی نے تمام علماء ہندوستان کو اس کی اطلاع پہنچائی تھی۔ہرگز نہیں یا کتاب چھاپ کر ہر ایک کے پاس بھیجی تھی اور لکھا تھا کہ اس کا جواب اس میعاد کے اندر دو۔ہرگز ہرگز نہیں۔کیا کوئی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس میعاد کے اندر صرف ہندوستان کے علماء کو اس دعویٰ کی خبر دی گئی تھی۔میں نہایت سچائی سے دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اکثر علماء کو اس میعاد کے اندر تو کیا برسوں تک خبر نہیں ہوئی۔میں علماء کی شہادت پیش کرسکتا ہوں۔جب ہندوستان کے علماء کو اس کی خبر نہیں پہنچی تو عرب ومصر وشام کے علماء کا ذکر کرنا کیسی خام خیالی اور صریح غلطی ہے۔اب میں اصلی واقعہ کو بیان کرکے مرزا قادیانی اور ان کے پیرو کی حالت دکھاتا ہوں۔خدا کے لئے میرے دوست غور فرمائیں۔

(حقیقت الوحی نشان ۱۷۶ ص۳۷۹، خزائن ج۲۲ ص۳۹۳) میں تحریر فرماتے ہیں:

’’رسالہ اعجاز المسیح جب فصیح عربی میں میں نے لکھا تو خدائے تعالیٰ سے الہام پاکر میں نے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت وبلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کرسکے گا۔تب ایک شخص پیر مہر علی نام ساکن گولڑہ نے یہ لاف وگزاف مشہور کی کہ گویا وہ ایسا ہی رسالہ لکھ کر دکھلائے گا۔اس وقت خدئے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔’’منعہ مانع من السماء‘‘یعنی ایک مانع نے آسمان سے اس کو نظیر پیش کرنے سے منع کردیا۔تب وہ ایسا ساکت اور لاجواب ہوگیا۔‘‘

اس عبارت سے امور ذیل سمجھے جاتے ہیں:

۱...... رسالہ اعجاز المسیح مرزا قادیانی نے خود اپنی عقل وفکر سے لکھا ہے جیسے دوسرے مصنف کتابیں لکھا کرتے ہیں۔گویا یہ کتاب الہامی نہیں ہے۔مرزا قادیانی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

۲...... رسالہ لکھنے کے بعد خدائے تعالیٰ سے الہام پاکر اعلان شائع کیا گیا۔
۳...... اس تفسیر کی نظیر فصاحت بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کر سکے گا۔
۴...... اعلان[۱] شائع کرنے کے بعد پیر مہر علی شاہ نے مشہور کیا کہ میں جواب دوں گا۔
۵...... گزشتہ چاروں بات کے وقوع میں آنے کے بعد الہام ’’منعہ مانع من السماء‘‘ ہوا۔
۶...... گزشتہ واقعات کے بعد پیر مہر علی شاہ ساکت ولاجواب رہے۔

اب اخبار الحکم کے مضمون کو ملاحظہ فرمائیے: الحکم ۱۷؍جنوری ۱۹۰۴ء (ص۵) میں ’’ناظرین کو اس کی حالت اور کوائف پر پوری اطلاع پانے کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ اعجاز المسیح حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصنیف ہے جو ستر دن کے اندر باوجودیکہ چار جز کا وعدہ تھا ساڑھے[۲] بارہ جز پر شائع ہوگئی اور ۲۳؍فروری ۱۹۰۱ء کو پیر گولڑوی کو بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف سے ستر دن کے اندر چار جز اور ساڑھے بارہ جز تو کجا ایک آدھ صفحہ پر اعجازی عربی تفسیر کا شائع نہیں ہوا اور اسی طرح پر الہام ’’منعہ مانع من السماء‘‘ پورا ہوگیا۔ پیر گولڑوی کی علمیت عربی دانی وقرآن دانی کا راز طشت از بام ہوگیا۔‘‘

۱؎ یہ چوتھا دعویٰ بالکل غلط ہے۔ پیر صاحب نے ہرگز نہیں کہا کہ میں جواب دوں گا۔ البتہ وہ ساکت رہے اور سکوت کی وجہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ بالفعل بطور خط جناب پیر صاحب سے دریافت کیا گیا وہ فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے بمقابلہ اعجاز المسیح مؤلفہ مرزا غلام احمد رسالہ کا کبھی تحریراً یا تقریراً ذکر نہیں کیا۔‘‘ یہ عبارت مع دستخط جناب پیر صاحب کے خاص ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔ آپ مرزا قادیانی کی دروغ بیانی پر نظر کیجئے۔ اگر کسی مرزائی کو مرزا قادیانی کی صداقت کا دعویٰ ہو وہ ثابت کرے کہ پیر صاحب نے ایسا مشہور کیا۔ کوئی تحریر یا کوئی اشتہار اس مضمون کا دکھائے۔ مگر ہم نہایت سے کہتے ہیں کہ نہیں دکھا سکتے۔ میں نہایت سچائی سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے ایسے غلط دعویٰ بہت کئے ہیں۔ اگر میرے دوست کہیں گے تو کوشش کر کے ان کی فہرست پیش کروں گا۔ مگر طالب حق کے لئے ایک نظیر کافی ہے۔

۲؎ یہ بات کیسی بناوٹ کی ہے کہ ساڑھے بارہ جز کا رسالہ شائع کیا۔ کیونکہ ہر واقف کار یہ جان سکتا ہے کہ جو رسالہ معمولی طور سے لکھے جانے سے دو اڑھائی جز سے تین جز سے زیادہ کا نہیں ہے۔ اسے موٹے موٹے حرفوں میں چھپوا کر ساڑھے بارہ جز کا دعوی کر دیا جاتا ہے۔ افسوس کہ ایسی موٹی باتوں پر بھی آپ نظر نہیں کرتے اور مرزا قادیانی کی صریح بناوٹ کو ملاحظہ نہیں فرماتے اور ایسے شخص کا اعجاز ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

اخبار الحکم کی عبارت سے امور مفصلہ ذیل سمجھے جاتے ہیں:

۱...... رسالہ اعجاز المسیح لکھنے کے قبل مرزا قادیانی اور پیر مہر علی شاہ سے یہ قرار ہوا تھا کہ چار چار جز کی تفسیر لکھ کر پیش کریں۔

۲...... اس کی میعاد بمنظوری فریقین ستر دن کی مقرر کی گئی تھی۔

۳...... اسی وقت مرزا قادیانی کو الہام ''منعہ مانع من السماء'' ہوا۔

۴...... ۲۳؍فروری ۱۹۰۱ء کو جو ستر کا آخری دن تھا مرزا قادیانی نے تفسیر لکھ کر بصیغہ رجسٹری پیر مہر علی شاہ صاحب کے پاس بھیجی۔

۵...... پیر صاحب کی طرف سے مقررہ ستر دن کے اندر ایک آدھ جز بھی شائع نہیں ہوا اور اسی ستر دن کے بعد الہام کا پورا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

۶...... پیر گولڑوی کے سوا اور کوئی مولوی مخاطب نہیں تھے۔ جیسا کہ الہام ''منعہ مانع من السماء'' سے ترشح ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ منعہ' کی ضمیر پیر گولڑوی کی طرف پھرتی ہے۔ کیونکہ واحد کی ضمیر ہے۔ جس کا مرجع سوائے پیر گولڑوی کے اور کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔ اس الہام کے معنی یہ ہوئے کہ پیر صاحب کو آسمانی روکنے والے نے روک دیا۔

الغرض الحکم کی عبارت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی کا مقابل صرف پیر گولڑوی ہے۔ دوسرے کوئی مولوی شام، عرب، بیروت وغیرہ کے نہیں ہیں اور مرزا قادیانی اور پیر گولڑوی سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ستر دن کے اندر اپنی اپنی تفسیر لکھ کر پیش کرو۔ وعدہ بھی چار چار جز کا دیا جا چکا تھا اور الہام ''منعہ من السماء'' ہی اسی وقت ہو چکا تھا۔ مرزا قادیانی نے ساڑھے بارہ جز کا رسالہ اعجاز المسیح چھپوا کر ۲۳؍فروری ۱۹۰۱ء کو جس روز ستر دن ختم ہو رہا ہے۔ رجسٹری کر کے پیر گولڑوی کے پاس بھیج دیا۔ ۲۳؍فروری آخری میعاد رسالہ کے پیش کرنے کی تھی اور اسی وقت الہام ''منعہ مانع من السماء'' پورا ہوگیا۔ اور حقیقت الوحی کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب مرزا قادیانی نے رسالہ اعجاز المسیح عربی میں لکھا۔ تب خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر کوئی مولوی پیش نہیں کر سکے گا۔ حقیقت الوحی میں کوئی مولوی کی شرط کہاں سے بڑھا دی گئی۔ کیا کوئی الہام شام، مصر، عرب اور بیروت وغیرہ کے علماء کو مخاطب کرنے کا کوئی احمدی دکھا سکتا ہے۔؟ نہیں ہرگز نہیں۔ الحکم کی عبارت سے حقیقت الوحی کی عبارت یک دم غلط ہو جاتی ہے۔ الحکم میں تو

بجز پیر مہر علی شاہ صاحب کے اور کوئی مولوی مخاطب ومقابل نہیں ہے اور پچھلی تحریر حقیقت الوحی میں اور اور مولوی مقابل اور مخاطب بتلائے جارہے ہیں۔ یہ چالاکی نہیں ہے تو کیا ہے؟

حقیقت الوحی کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ کتاب لکھنے کے بعد اعلان دیا گیا اور تب اس اعلان کے بعد پیر مہر علی شاہ صاحب مقابل پر کھڑا ہوا اور الحکم کی عبارت سے ظاہر ہورہا ہے کہ کتاب لکھنے کے قبل دونوں صاحبان کے شامل یہ معاہدہ ہوا تھا کہ چار چار جز کی تفسیر لکھ کر ستر دن کے اندر پیش کریں۔ حقیقت الوحی سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر لکھ کر شائع کرنے کے بعد پیر مہر علی شاہ صاحب مقابل پر جواب لکھنے کے لئے کھڑا ہوا۔ تب الہام ''منعہ مانع من السما'' ہوا اور الحکم کی عبارت سے یہ ظاہر ہورہا ہے کہ اعجاز المسیح شائع ہونے کے پہلے ہی الہام ''منعہ مانع من السماء'' ہو چکا تھا اور جس کا پورا ہونا ۲۳/فروری کو جو پہلا دن کتاب شائع ہونے کا ہی بیان کیا جارہا ہے۔

الحکم سے یہ بھی ظاہر ہورہا ہے کہ ہنوز کتاب اعجاز المسیح کسی کے ہاتھ میں نہیں پہنچی اور میعاد جواب دینے کی ختم ہوگئی اور الہام پورا ہوگیا۔

ان دونوں عبارتوں میں جس قدر اختلاف ہے حاجت بیان نہیں۔ اس لئے ہم دونوں عبارتوں کو ایک دوسری کے صریح خلاف ہونے کی وجہ سے غلط سمجھ کر اس بحث سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے میرے محبّ کا یہ لکھنا کہ ہندوستان عرب، شام، مصر اور بیروت سے مددگار منگوا کر جواب دو۔ سراسر غلط ہوگیا۔ کیونکہ بجز پیر گولڑوی کے اور کوئی مخاطب اور مقابل نہیں تھا۔ اسی وجہ سے اور علماء نے توجہ نہیں کی اور نہ علمائے وقت کو پہلے اس کی خبر تھی اور جب خبر ہوگئی تو جواب دینے کا وقت گزر گیا۔ بعد گزرنے معیاد کے جواب دینا لغو وبے کار ہے اور پیر صاحب نے چونکہ لاہور میں عہد کر لیا تھا، اس وجہ سے اس طرف توجہ نہ کی۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔

قصیدہ اعجازیہ

مولوی ثناءاللہ صاحب کے مقابلہ میں لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ دس ہزار والے اشتہار سے ظاہر ہورہا ہے اور یہ قصیدہ الہامی نہیں ہے۔ مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ: ''۷/نومبر۱۹۰۲ء کو میں ایک گواہی کے لئے منشی نصیر الدین صاحب کی عدالت میں بٹالہ کی کچہری میں گیا۔ شاید میں نے ایک دو شعر راہ میں بنائے۔ مگر ۸/نومبر۱۹۰۲ء کو قصیدہ توجہ سے شروع کیا اور

پانچ دن تک قصیدہ اور اردو کا مضمون ختم کرلیا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۷۸،۴۷۹)

اس قصیدہ کے جواب دینے کی میعاد صرف بیس دن مقرر کی گئی تھی اور اس کے ساتھ یہ بھی شرط تھی کہ قصیدہ کا جواب اتنی ہی مدت میں چھپوا کر میرے پاس (مرزا قادیانی کے پاس) بھیج دینا چاہئے۔

میرے نزدیک یہ دونوں شرطیں لغو وبیکار ہیں۔ قرآن کریم کو بے مثل ہونے کا دعویٰ ہے اور قوئ بشریہ اس کا مثل بنانے سے آج تیرہ سو برس سے عاجز وقاصر ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ مرزا قادیانی نے بیس روز کی نکمی قید لگا کر خود ہی اپنے قصیدہ اعجازیہ کے عدیم النظیر ہونے سے انکار کر دیا اور اپنی کمزوری کا آپ ہی اقرار کر لیا۔ اس قلیل مدت کو وسعت دینے سے مرزا قادیانی خوف کھاتے رہے کہ کہیں میرا اعجاز باطل نہ ہو جائے۔ بیس روز کی قید لگا دینے کے یہ معنی ہوئے کہ اس کے بعد تم اس کی نظیر لا سکتے ہو۔

مگر بیس روز کے اندر جو ایک بہت ہی قلیل مدت ہے نہیں لا سکتے ہو۔ کیونکہ بیس روز کے اندر قصیدہ اعجازیہ کا ہر جگہ پہنچنا اور قصیدہ کا حسب شرائط مقابل پر جواب لکھنا اور پھر صاف کرا کر مطبع میں بھیجنا اور مطبع والے کا چھاپ کر اسی مدت کے اندر تیار کرنا اور مصنف کے پاس بھیج دینا اور پھر مصنف کو قصیدہ کا جواب مرزا قادیانی کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیج دینا اور رجسٹری کا اسی معیاد کے اندر پہنچنا۔ ان سب باتوں کا انجام دینا بیس دن کے اندر فریق مخالف علماء کے لئے نہایت مشکل ہی نہیں۔ بلکہ غیر ممکن ہے۔ کیونکہ قصیدہ اعجازیہ ۹۰ صفحہ کا ہے۔ یعنی ساڑھے پانچ جزو سے ایک ورق زیادہ اس قدر تحریر کی نقل پانچ چھ روز میں اکثر علماء سے ہونا مشکل ہے نہ کہ اس کی تالیف اور تصنیف میں نصف اردو اور نصف عربی نظم۔ اب نقل کرنے اور تالیف میں کم سے کم دونی مدت تو ہونا چاہئے۔ یہ بھی اس کے لئے جو عربی نظم میں مشاق ہو۔ غرض کہ کم سے کم دس بارہ روز میں تالیف ہو سکتی ہے۔ یہ بھی اس وقت کہ تالیف کے سوا اپنے تمام ضروری کاموں کو چھوڑ دے اور اسی کا ہو رہے۔

اب آٹھ دس روز میں اس کا چھپنا اور مرتب ہو کر بذریعہ ڈاک رجسٹری شدہ مرزا قادیانی کے پاس پہنچنا غیر ممکن ہے۔ کسی عالم کے پاس ذاتی مطبع نہیں ہے کہ جس وقت چاہے اپنا رسالہ چھپوا سکے اور دوسروں کے مطبع میں طبع کرانے سے کس قدر دقتیں ہوتی ہیں اور کتنی دیر لگتی ہے اسے وہی جانتے ہیں جنہیں رسائل چھپوانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ بالفرض اگر کوئی ذی

علم ایک پریس پر قابض ہو اور حسب خواہ اس سے کام لے سکتا ہو تو چار دن میں ایک جز چھپ سکتا ہے۔ اس حساب سے بیس اکیس دن میں ساڑھے پانچ جز چھپ سکتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا مرتب کر کے سلوانا اور بذریعہ رجسٹری مرزا قادیانی تک پہنچنا پانچ روز سے کم میں نہیں ہوسکتا۔ حاصل یہ کہ اگر کوئی ذی علم پریس پر قابض ہو اور پریس مین وغیرہ اس درمیان میں ذاتی ضرورت کی وجہ سے کام کو نہ چھوڑے اور وہ ذی علم اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر اسی پر مستعد سے تو پچیس چھبیس روز میں یہ کام بدشواری ہوسکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ علماء ایسی دقتیں اٹھانے کے عادی نہیں۔ پھر یہ کہ کیوں اٹھائیں۔ کیا نتیجہ۔ ان کے ماننے والوں کی حالت کا خوب تجربہ ہولیا ہے کہ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا کسی طرح ثابت کیا جائے۔ مگر وہ نہیں مانتے۔ غرض کہ مرزا قادیانی نے ان سب پہلوؤں پر نظر کر کے ایسی قید لگادی کہ اس کا جواب اس مدت کے اندر ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر جو حضرات ان باتوں سے واقف نہیں ہیں یا اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کے دام میں لانے کو اعجاز کا غل مچادیا۔ قصیدہ اعجازیہ اور اعجاز المسیح تو مرزا قادیانی کا من گھڑت ہے الہامی نہیں ہے۔ ''**تنزیل من رب العالمین**'' کا دعویٰ اس کو نہیں ہے۔ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ جس چیز کو قوائے بشریہ نے بنایا ہے وہ بے نظیر نہیں ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ عبارت ذیل سے صاف ثابت ہو رہا ہے۔ '' (براہین احمدیہ ص۱۵۹،۱۶۰، خزائن ج۱ ص۱۶۸،۱۶۹) بلکہ جس کو ذرا بھی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قوائے بشریہ نے بنایا ہے، اس کا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں ہے۔ ورنہ کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہوسکتا۔ جب تم نے ایک کلام کو بشری کلام کہا تو اس ضمن میں تم نے آپ ہی قبول کرلیا کہ بشری طاقتیں اس کلام کو بنا سکتی ہیں اور جس صورت میں بشری طاقتیں اس کو بنا سکتی ہیں تو پھر وہ بے نظیر کیوں کر ہوا۔ پس یہ خیال سراسر سودائیوں اور مخبوط الحواس کا سا ہے۔''

مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس جب قصیدہ بھیجا گیا۔ تب مولوی صاحب موصوف نے مرزا قادیانی کو لکھا کہ قصیدہ کا فصیح وبلیغ ہونا تو بڑی بات ہے۔ اس کے اندر انواع واقسام کی غلطیاں ہیں آپ ان غلطیوں کو جن کو میں پیش کروں۔ پہلے صاف کر دیں۔ پھر میں آپ سے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا (یعنی جواب دوں گا) یہ کیا بات ہے کہ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا علم نہیں ہے (یعنی آپ نے کتنے دن میں لکھی) محدود وقت کا پابند کریں۔ مگر مرزا

قادیانی کی طرف سے صدائے برنخیزد کا مضمون ہے۔ جب مرزا قادیانی نے انہیں مخاطب خاص بنایا تھا اور دس ہزار کا انعام بھی انہیں دینے کو کہا تھا تو کیوں ان کے سامنے نہ آئے اور ان کی شرط کے مطابق کیوں نہ کیا؟

افسوس ہے کہ ہمارے دوست کیا ان باتوں سے بالکل بے خبر ہیں یا یہ باتیں لحاظ کے قابل نہیں ہیں۔ (بعض غلطیاں الہامات مرزا مصنف مولوی ثناء اللہ صاحب میں شائع ہوچکی ہیں) مرزا قادیانی نے تو آج تک ان غلطیوں سے قصیدہ کو صاف نہیں کیا۔ پھر ایسے پراز اغلاط قصیدہ کو قرآنی تحدی کے طور پر پیش کرنا ایک منصف مزاج اور عاقل کے نزدیک تو بڑے شرم کی بات ہے۔ قرآن کریم ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ فصیح وبلیغ وبے مثل ہونے کا دعویٰ کرے۔ تیرہ سو برس کے اندر بڑے بڑے ادیب اور فصاحت وبلاغت والے گزر گئے۔ مگر کسی طرح کی غلطی نہیں نکال سکے اور نہ اس کی مثل لاسکے۔ انسانی کلام کو بے مثل اور بے نظیر کہنے والے اور قرآنی تحدی کی طرح دعویٰ کرنے والے شخص کو مرزا قادیانی، سودائی، مخبوط الحواس، نادان، عقل وایمان کی بیخ کنی کرنے والا، غافل، عقل کا اندھا، نکس طینت، ناقص الفہم، مغرور، کورباطن اور منکر وغیرہ وغیرہ کلمات سے یاد فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (براہین احمدیہ ص۱۵۹تا۱۹۳، خزائن ج۱ ص۱۶۹تا۲۰۹) پھر آگے (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۲۹۵، خزائن ج۱ ص۴۷۲) بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳ میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ ’’پھر خدا نہ کرے کہ کسی پڑے لکھے آدمی کو ایسی پست عقل ہو...... الخ!‘‘

غرض مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کرنے کے یہی معنی ہوئے کہ خداوندکریم نے جس طرح قرآن مجید کو بے مثل وبے نظیر بنایا ہے۔ ویسے ہی اعجاز المسیح اور قصیدہ اعجازیہ کو بھی بے مثل اور بے نظیر ہونے کا مرتبہ بخشا ہے۔ اب غور طلب یہ بات ہے کہ قرآن مجید تو افضل مرسل ﷺ پر نازل ہوا اور ایسے وقت میں نازل ہوا جب کہ بڑے بڑے فصحائے عرب عربی قصائد خانہ کعبہ پر لکھ کر چسپاں کیا کرتے تھے۔ مگر قرآن مجید کے نزول ہونے پر حالانکہ کلام مجید صرف نثر ہی نازل کیا گیا۔ تمام فصحائے عرب نے معلقہ قصائد کو اس کلام پاک کے مقابلہ میں ہیچ وذلیل سمجھ کر خانہ کعبہ سے علیحدہ کردیا اور اپنی فصاحت وبلاغت سے کلام مجید کے مقابلہ پر عاجز آگئے۔ مگر مرزا قادیانی اپنی نبوت ورسالت ثابت کرنے کے زعم میں نظم ونثر دونوں طریقہ سے اپنے ہی کلام کو بطور قرآنی تحدی کے پیش کرکے نہایت صاف طریقہ سے

اپنے کو رسول اللہ ﷺ سے افضل ثابت کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر تو صرف نثر ہی میں کلام پاک نازل ہوا اور مرزا قادیانی پر نظم ونثر دونوں میں۔ دوسرے قرآن مجید کے اعجاز کو بھی باطل کرنا چاہا تھا۔ کیونکہ یہ بات غیر قوموں کے لئے بڑے اعتراض کی ہے کہ آج تیرہ سو برس کے اندر قرآن مجید کا مثل نہیں ہوسکا۔ مگر مسلمانوں ہی کے گروہ کا ایک شخص اپنے ہی کلام کو قرآنی تحدی کے مانند پیش کر کے دعویٰ کرتا ہے۔ گویا قرآن مجید کے بےنظیر ہونے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی نے اپنے کلام کو ویسا ہی بےنظیر بتلایا جیسا قرآن مجید ہے تو بالضرور کمال درجہ فصیح وبلیغ اور بےنظیر ہونے میں اپنے کلام کو قرآن مجید کے مثل ٹھہرایا۔ اس سے نہایت ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے بےنظیر ہونے سے انکار کیا۔

مگر نہایت چالاکی اور بڑے پھیر سے اس دعویٰ کرنے سے آفتاب کی طرح روشن ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی اسلام کی بیخ وبنیاد کو اکھاڑنا چاہتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ چونکہ ''**انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** (الحجر:۹)'' کا وعدہ فرماچکا ہے۔ اس لئے اگر ایسے ایسے ہزار مرزا قادیانی پیدا ہوں تو بھی۔ اس مقدس کلام اصل وحق کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے ''**لایضرھم من خالفھم**'' ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

اس کے بعد ایک اور طریقہ سے میرے معزز دوست کی ۲۰؍جون ۱۹۱۲ء والی تحریر کے اس مضمون کی کہ: ''قرآنی تحدی کے ساتھ کتاب لکھ کر پیش کرتا ہے کہ ہندوستان کے علماء سے اگر نہ ہوسکے تو عرب، شام، مصر، بیروت سے مددگار منگوا کر جواب دو۔ کم سے کم ہمارے اس الہام کو غلط کرو کہ کوئی جواب کے لئے کھڑا نہ ہوسکے گا...... الخ!'' صریح تردید ہوجاتی ہے۔ پیش کرتا ہوں غور سے ملاحظہ فرماویں: جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے میرے معزز دوست سے دریافت کیا کہ اعجاز المسیح اور قصیدہ اعجازیہ کے جواب دینے کی مدت ختم ہوگئی یا باقی ہے؟ جس کے جواب میں میرے دوست ۹؍نومبر ۱۹۱۲ء کو لکھتے ہیں کہ: ''قصیدہ اعجازیہ یا اعجاز المسیح کے جواب کے متعلق اگر خلیفۃ المسیح سے دریافت کیا جائے گا تو غالباً ان کا یہ جواب ہوگا کہ جواب کے متعلق ساری باتیں ان ہر دو کتابوں میں موجود ہیں۔ میں کچھ نئی شرط نہیں لگاتا۔ بہرکیف چونکہ یہ معاملہ خانگی نہیں رہا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں جو جواب لکھنا چاہیں وہ بذریعہ رجسٹری خط کے خلیفۃ المسیح کو اطلاع دیں کہ آئینہ حق نما کے مصنف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی کتابوں کی تحدی ابھی تک باقی ہے۔ اگر آپ بھی متفق ہوں تو

مہربانی فرما کران شرائط سے آگاہ کریں۔جن کا جاننا ایک مجیب کے لئے ضروری ہے۔‘‘

مولانا عصمت اللہ کا خط خلیفہ قادیان کے نام

اس خط کے آنے کے بعد جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے ایک خط خلیفۃ المسیح کولکھا جس کو ذیل میں بعینہٖ نقل کرتا ہوں:

بسم اللہ تعالیٰ. نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ازعاجز محمد عصمت اللہ کان اللہ لہ۔بعالی جناب حکیم نورالدین صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

۱...... تفسیر اعجاز المسیح وقصیدہ یہ اعجازیہ کے جواب دینے کی مدت ختم ہوگئی یا ابھی باقی ہے؟

۲...... اگر باقی ہےتو جواب دینے والے کوکن کن شرائط کی رعایت کرنا ہوگا؟

خیال سے مہربانی فرما کر اپنے دست خاص سے مفصل ومشرح تحریر فرمادیں گے۔ ممنون ہوں گا۔والسلام مع التواضع والاکرام! محمد عصمت اللہ ڈاکخانہ سوپول ضلع بھاگلپور

۱۲/ذوالحجہ جمعہ، مطابق ۲۲/نومبر۱۹۱۲ء

اس خط کے جواب میں حکیم صاحب کی طرف سے میر محمد صادق صاحب تحریر کرتے ہیں۔اس کو بھی بعینہٖ نقل کرتا ہوں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط حضرت کی خدمت میں پہنچا۔انعامی رسالہ اعجاز احمدی کے بالمقابل لکھنے کی میعاد ۱۰/دسمبر۱۹۰۲ء تک تھی اور اعجاز المسیح کے بالمقابل تفسیر سورۂ فاتحہ لکھنے کی میعاد ۲۵/فروری ۱۹۰۱ء تک تھی۔والسلام!

میر محمد صادق عفی عنہ

ازقادیان مؤرخہ ۴/دسمبر۱۹۱۲ء

حکیم صاحب کی طرف سے جو جواب آیا اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ ان دونوں کے جواب دینے کا وقت باقی نہیں رہا۔چونکہ جواب دینے کی میعاد ختم ہوگئی۔اس کا جواب دینا ایک فعل لغو اور کوشش کرنا عبث وبے کار ہے۔حکیم نورالدین صاحب کے خط سے میرے مکرم دوست کی ۳۰/جون ۱۹۱۲ء والی تحریر کی صریح تردید ہوگئی۔اب کسی احمدی کو حکیم صاحب کے ارشاد کے بعد یہ حق حاصل نہیں ہے اور نہیں ہوگا کہ قصیدہ اعجاز المسیح کے جواب دینے کا کسی شخص کو ذمہ دار خیال کرے یا سمجھے اور اس کو تحدی کے طور پر پیش کرسکے۔

اب میں مولوی محمد یونس صاحب کے ایک خط کو پیش کر کے ثابت کر دوں گا کہ مرزا قادیانی ہمیشہ اس بات سے اعراض کرتے رہے اور حیلہ سازی سے کام لیتے رہے کہ کسی شخص کو جواب دینے کا موقع نہ دیا جائے۔ جب مولوی محمد یونس صاحب نے قصیدہ لکھنے کے لئے مستعدی ظاہر فرمائی اور بذریعہ پیسہ اخبار کے خط لکھا اور قصیدہ مانگ بھیجا تو پھر کیا وجہ مانع ہوئی کہ مرزا قادیانی نے قصیدہ مولوی محمد یونس صاحب کے پاس نہیں بھیجا۔ گویا مرزا قادیانی ضرور ڈرتے رہے اور اسی وجہ سے اپنے رسالہ کو اعجازی قرار دے کر اس کے جواب کے لئے ایک مدت قلیل مقرر کر کے قوم کو دھوکا دیا اور قصیدہ نہیں بھیجا اور نہ جواب دینے کا موقع دیا۔

مولوی محمد یونس صاحب نے مرزا قادیانی کو بذریعہ پیسہ اخبار کے یہ خط لکھا:

اب میں بذریعہ تحریر ہذا مرزا قادیانی سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ فوراً قصیدہ مذکورہ میرے نام روانہ فرمادیں یا اخبار میں شائع فرمادیں اور اپنے اعجاز کے زمانہ کو ذرا سی وسعت بخشیں۔ جس دن قصیدہ میرے پاس پہنچے گا۔ اس دن سے بیس دن کے اندر ان شاء اللہ اس سے بہتر جواب آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا۔ (دیکھو الہامات مرزا)

مقتضائے انصاف تو یہ تھا کہ قصیدہ بھیج کر یا اخبار میں شائع کر کے بیس روز تک انتظار کرتے۔ اگر جواب نہیں آتا تو مولوی محمد یونس صاحب کے خط کو اعجازی قصیدہ کے بے مثل ہونے کے ثبوت میں مشتہر کرا دیتے۔ مگر مرزا قادیانی نے سکوت ہی سے کام لیا۔ کسی نے سچ کہا ہے ’’ایک چپکی میں سو بلا کٹتی ہے‘‘:

دو چیز تیرہ عقل است دم فرد بستن بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی

الغرض اعجاز المسیح کے جواب دینے کی میعاد اعجاز المسیح کے شائع ہونے ہی کے دن یعنی ۲۴؍فروری ۱۹۰۱ء کو ختم ہوگئی۔ کیا کوئی احمدی اس بات کو ثابت کرسکتا ہے کہ ۲۳ یا ۲۵؍فروری ۱۹۰۱ء کے ستر دن قبل رسالہ اعجاز المسیح ہندوستان، عرب، شام مصر اور بیروت کے تمام علماء کے پاس بھیجی جا چکی تھی اور باوجود بھیجے جانے کے ستر دن کے اندر جواب نہیں آیا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ممالک غیر تو دور ہیں تمام ہندوستان کے علماء کے پاس بھی اعجازی تفسیر اس مقررہ میعاد کے اندر ہرگز نہیں بھیجی گئی۔ بلکہ اس میعاد کے بعد بھی بہت علماء برسوں تک اس کے نام سے بھی واقف نہیں ہوئے۔ اس لئے کوئی شخص ذمہ دار جواب دینے کا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے اور قصیدہ اعجازیہ معیاد مقررہ کے اندر بجز مولوی ثناء اللہ صاحب کے دوسرے

بعض اہل علم کو جو جواب دینے کے لئے مستعد تھے باوجود طلب وتقاضا کے نہیں دیا گیا (جیسا کہ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں) اور جواب دینے کے لئے جب کوئی کھڑا ہوا تو مرزا قادیانی نے سکوت ہی سے کام لیا یا یہ کہہ دیا کہ جواب دینے کی میعاد ختم ہوگئی۔ جناب خلیفہ صاحب بھی اسی روش پر ہیں۔ جیسا کہ میر محمد صادق کے خط سے ظاہر ہورہا ہے۔ اگر تفسیر یا قصیدہ کا اعجاز اس وقت تک باقی ہے تو جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کے خط کے جواب میں تحریر کرنا چاہئے تھا کہ میعاد باقی ہے جو چاہیں جواب لکھ کر بھیج دیں۔ مگر ایسا جواب نہیں دے کر جواب لکھنے والوں کو تو یہ کہہ کر کہ میعاد ختم ہوگئی۔ اب جواب کا فائدہ نہیں ہوگا، روکا گیا اور پھر اسی کو دوسرے طریقہ سے اعجاز کے لئے دلیل پیش کرتے ہیں کہ کسی سے جواب نہ ہوسکا۔ کیا یہی دیانت وانصاف ہے؟ کیا ایسی روش کسی سچے نبی یا ان کے پیروکی آپ پیش کر سکتے ہیں۔ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ میرے معزز دوست تحریر فرماتے ہیں:

''پیر گولڑوی نے مرزا قادیانی کے مقابل آنے سے کس طرح اپنی گلوخلاصی کی۔''

میرے مکرم! واقعات پر کیوں پردہ ڈالنے چاہتے ہیں۔ اصل واقعہ یوں ہوا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو بذریعہ اشتہار مرزا قادیانی نے اطلاع دی کہ مباحثہ کے لئے چالیس علماء کے ساتھ جن کے نام بھی لکھے تھے۔ لاہور میں آویں۔ اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کاذب سمجھا جاؤں۔ شاہ صاحب تو بحسب دعوت مع علماء لاہور میں تشریف لائے اور پانچ روز تک منتظر رہے۔ مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے اور صدائے برنخاست کا پورا مضمون صادق ہوگیا۔ مرزا قادیانی کے مریدین نے بھی بہت بلایا۔ مگر مرزا قادیانی گریز ہی کرتے رہے۔

اب میں اپنے دوست کو اطلاع دیتا ہوں کہ چونکہ جماعت احمدیہ نے یہ بھی ایک جال پھیلا رکھا ہے کہ خانگی طور سے تو اس کی میعاد بیان کر دیتے ہیں اور اعلانیہ طور سے اس کے جواب کے خواستگار ہوتے ہیں اور لاجوابی کی وجہ سے اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اس لئے حضرت اقدس مؤلف فیصلہ آسمانی عم فیضہم کی توجہ اور ہمت سے تمام جماعت احمدی پر حجت تمام کرنے کے لئے ان رسالوں کا جواب بھی ہوگیا۔ قطع نظر اس کے کہ میعاد کے اندر لکھا گیا یا باہر (اگرچہ سچے اعجاز کے لئے کوئی میعاد نہیں ہوسکتی) اہل علم دیکھنے والے دونوں قصیدوں اور تفسیروں کو ملا کر یہ تو دیکھیں گے کہ مرزا قادیانی کا قصیدہ اور تفسیر کیا چیز تھی جس پر اس قدر غل تھا۔ قصیدہ اور تفسیر یہ ہے جو اس کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

میرے معزز فرمائیں کہ اتمام حجت کامل طور سے ہوا یا نہیں۔ اگر اس بھی آپ پر امر حق ظاہر نہ ہو تو سخت افسوس ہے اور پیر صاحب نے تو گلو خلاصی نہیں کی، بلکہ مرزا قادیانی خود ہی مقابل پر آنے سے عاجز و قاصر رہے جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ میرے معزز دوست تحریر فرماتے ہیں: ''مولوی ثناء اللہ صاحب بھی جس وقت قادیان بلائے گئے تھے، گئے نہیں اور جب گئے بھی تو جس طرح سید ارادت حسین احمدی، مولانا سید محمد علی صاحب کو مقاصد ندوہ کے متعلق خط کتابت کر کے ۱۹۰۳ء میں تحریری مناظرہ کے میدان میں لانا چاہتے تھے۔ ٹھیک اسی طرح مولوی ثناء اللہ نے بھی مرزا قادیانی کو پیشین گوئیوں کے متعلق تقریری مناظرہ کے میدان میں لانا چاہا۔ جس طرح حضرت مولانا سید محمد علی صاحب نے یہ کہہ کر کہ مناظرہ کرنے سے ہمارے بزرگوں نے منع فرمایا ہے۔ سید ارادت حسین احمدی سے پیچھا چھڑایا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی یہ کہہ کہ ایسے مباحثات سے ہم کو اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ مولوی ثناء اللہ سے ان کو روکا۔ غرض ہر دو بزرگوں نے وہی کیا جو کرنا مناسب تھا۔ میرے خیال میں ہر دو واقعہ ہم رنگ ہیں۔ اعتراض کے قابل کوئی نہیں۔'' میرے معزز دوست مرزا قادیانی کی محبت میں گزشتہ واقعات کے خلاف واقعہ بیان کر کے مرزا قادیانی کو الزام سے بری کرنا چاہتے ہیں۔ اصل واقعات کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جس سے میرے معزز دوست کے خیال کی تردید ہو جائے گی اور ہر دو واقعہ کا ہمرنگ ہونا بھی غلط ہو جائے گا اور مرزا قادیانی کا قابل اعتراض ہونا نہایت صفائی سے ثابت ہو جائے گا۔

دو واقعات کی تصحیح

''مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اول تو جس وقت قادیان بلائے گئے تھے، گئے نہیں۔'' اس جملہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ کسی مقررہ وقت کے اندر مولوی ثناء اللہ قادیان بلائے گئے تھے۔ مگر مرزا قادیانی کی عبارت سے تعین وقت کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ مرزا قادیانی نے الفاظ ذیل میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوت دی تھی۔ ملاحظہ ہو رسالہ (اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷، ۱۱۸) ''اگر یہ (مولوی ثناء اللہ) سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیشین گوئی کو جھوٹی ثابت کریں اور ہر ایک پیشین گوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔'' مولوی ثناء اللہ نے کہا تھا کہ سب پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اس لئے ہم آپ کو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ ایسی تحقیق کے لئے

قادیان میں آویں۔نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشین گوئیاں میں نے لکھی ہیں تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جاویں گے اس وقت لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک[1] روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہوجائے گا اور وہ سب ان کی نذر ہوگا۔'' (۴۳)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارت سے کوئی تعین وقت کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ بلکہ خدا کی قسم دے کر پیشین گوئیوں کو جھوٹی ثابت کرنے کے لئے بلاتعین وقت بلاتے ہیں۔ میرے معزز دوست کا یہ لکھنا کہ مولوی ثناء اللہ جس وقت بلائے گئے تھے، گئے نہیں۔ سراسر غلط ہوگیا۔ کیا مسیح موعود کے مرید ہوجانے سے ایسا ہی تقویٰ ہاتھ آجاتا ہے؟

مرزا قادیانی تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو مدعو کرتے ہیں کہ: ''اگر مولوی ثناء اللہ صاحب سچے ہیں تو قادیان میں آکر پیشین گوئیوں کو جھوٹی ثابت کریں اور ہر ایک پیشین گوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔'' (اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷)

بعد اس دعوت کے مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ گئے۔ جس سے مرزا قادیانی کے رسالہ (اعجاز احمدی ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸) والی یہ پیش گوئی کہ: ''وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی جانچ پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔'' صریح جھوٹ ہوگئی اور مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ حسب دعوت مندرجہ (اعجاز احمدی ص۱۱و۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷،۱۳۲) قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔ مگر مرزا قادیانی غیظ وغضب میں آکر اپنی عادت قدیم کے مطابق گریز کر گئے اور ایسی ایسی بے ہودہ شرائط لگا کر مولوی ثناء اللہ صاحب سے جان چھڑائی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ! ملاحظہ ہو الہامات مرزا۔

سید ارادت حسین کو حضرت مولانا سید محمد علی صاحب قبلہ نے اپنے مقابل پر نہیں بلایا تھا کہ کوئی پیشین گوئی کی تھی کہ تم ہمارے پاس مقاصد ندوہ کے متعلق کوئی خط نہیں لکھ سکو گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ تم تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے ہرگز قادیان نہیں آؤ گے۔ نہ کوئی چیلنج ارادت حسین کو دیا گیا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ صاحب کو دے رہے ہیں۔ چونکہ ارادت حسین ایک کم علم آدمی ہیں، علم عربی سے ناواقف ہیں۔

[1] کیا مرزا قادیانی کے مریدین مرزا قادیانی کے پیشین گوئیوں کے جھوٹی ہوجانے پر بھی چندہ دیں گے۔

حضرت ممدوح کی ادنیٰ تحریر کو سمجھنے کی قوت نہیں ہے۔ اس وجہ سے مولانا موصوف نے فرمایا کہ مونگیر آ کر ہم سے مقاصد ندوہ کے متعلق دریافت کر لینا۔ اس پر ارادت حسین نے کہا کہ ہم کمزور دل کے آدمی ہیں۔ میری زبان آپ کے سامنے نہیں کھل سکے گی۔ اس لئے بذریعۂ تحریر جواب دیجئے۔ تب مولانا موصوف نے ''واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً'' پر عمل کیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ایک ذی علم زبردست فاضل دیوبند اور مدرسہ فیض عام کانپور و پنجاب یونیورسٹی سے امتحان مولوی فاضل پاس شدہ اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ مرزا قادیانی و مولوی ثناء اللہ صاحب سے زمانہ دراز سے بحث و مباحثہ تحریری ہو رہا ہے۔ اکثر مقامات میں مرزا قادیانی و نیز جماعت احمدیہ کو شکست دیتے رہے۔ ان سب وجہوں سے مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب سے پیچھا چھڑا کر اور شکست کے ڈر سے ڈرتے رہے۔ ورنہ اس کے کیا معنی کہ دعوت دے کر تو بلایا اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے آجانے کے بعد غیظ وغضب ظاہر کر کے گریز کر گئے اور چالاکی سے یہ ظاہر کر دیا کہ ہم مباحثہ نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انجام آتھم میں ہم نے خداتعالیٰ سے عہد کر لیا ہے۔ جب خداتعالیٰ سے وعدہ کر چکے تھے تو علماء ندوہ کو انجام آتھم کی تحریر کے بہت دنوں بعد بحث کرنے کے لئے کیوں بلایا۔ کیا اس وقت یہ وعدہ بھول گئے تھے۔ غرض دونوں واقعہ کو ہم رنگ قرار دینا انصاف کا خون کرنا ہے۔ دونوں واقعہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ایک ایسے واقعہ کو جس سے مرزا قادیانی کا دل خود ملزم تھا۔ جیسا کہ ان کی تحریر سے ثابت ہو رہا ہے۔ اس پر پردہ ڈالنا اور مرزا قادیانی کی پالالیش کرنا ہرگز کسی حق طلب، انصاف پسند کا کام نہیں ہے۔

میرے معزز دوست فرماتے ہیں: ''(ص۷ تا ۲۴) تک نکاح والی پیش گوئی پر اعتراض ہے، جس کا جواب فیصلہ آسمانی کے جواب دینے والے پر لازم ہے۔ چونکہ میرا منصب نہیں ہے اس لئے اس کو ہم چھوڑتے ہیں۔''

میرے معزز دوست کا یہ جملہ لکھنا بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ میرے معزز دوست اپنے کو فیصلہ آسمانی کے جواب دینے والوں کے شمار میں داخل کر چکے ہیں۔ اس لئے آپ پر بھی فرض تھا کہ آپ خود اس کا جواب دیتے۔ لیکن آپ کا دل اس بات کو یقیناً مان گیا ہے کہ یہ پیش گوئی مرزا قادیانی کی صریح جھوٹی نکل گئی۔ جیسا کہ آپ کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ: ''اس میں شک نہیں کہ نکاح والی پیش گوئی پر ایک پہلو دکھا کر اعتراض کئے گئے ہیں اور احمدیوں کو اس کی مثال نبیوں کی زندگی میں دکھانی ہوگی کہ باوجود اتنی تحدی اور زور کے کسی نبی

کی پیش گوئی ظاہر طور پر پوری نہیں ہوئی۔'' اس عبارت کے یہ معنی ہوئے کہ مرزا قادیانی تو اس پیش گوئی کے نہ پوری ہونے سے بلاشبہ جھوٹے ثابت ہوچکے۔ کم سے کم جماعت احمدیہ ایک اور نبی تلاش کر کے پیش کرے تاکہ مرزا قادیانی کے لئے ایسی مثال ٹھیک وآڑ ہوجاوے۔ میں کہتا ہوں آپ کے پاس تو کیا کسی احمدی حتی کہ خلیفۃ المسیح قادیانی کے پاس بھی بجز غلط بات بنانے کے اور کوئی جواب نہیں ہے ہرگز کسی سچے نبی کی زندگی میں اس کی نظیر قیامت تک نہیں مل سکتی ہے۔ اس لئے آپ مجبور ہوکر قوم کو دھوکہ میں رکھ کر یہ لکھ کر پیچھا چھڑایا کہ: ''چونکہ میرا منصب نہیں اس لئے ہم اس کو چھوڑتے ہیں۔'' ہاں مگر آپ کا منصب ''لو تقول علینا الخ'' کی بحث میں ناجائز وغلط بات ظاہر کرنے اور ابن خلدون کے صحیح حوالہ کے انکار میں اپنی کم علمی کے اظہار کرنے کا اور فیصلہ آسمانی کے مصنف پر ناجائز وقابل نفرت اعتراض کرنے کا منصب تھا؟ **فاعتبروا یاولی الابصار!**

میرے مکرم فرماتے ہیں: ''یقیناً مصنف فیصلہ آسمانی نے مرزا قادیانی کے انجام آتھم کے (ص۶۳) کے نوٹ کو نہیں پڑھا ہے۔ جہاں موصوف لکھتے ہیں کہ افتراء سے مراد الخ'' میں کہتا ہوں علامہ مصنف فیصلہ آسمانی نے یقیناً انجام آتھم کے (ص۶۳) والے نوٹ کو پڑھا ہے۔ جس کا حوالہ فیصلہ آسمانی حصہ دوم کے (ص۴۴) میں مع تردید نہایت مضبوط، مدلل مضمون کے ساتھ موجود ہے۔ مکرمی ماسٹر صاحب کی اس عبارت سے ظاہر ہورہا ہے کہ ماسٹر صاحب نے فیصلہ آسمانی کو توجہ وغور سے نہیں پڑھا ورنہ ایسا صریح غلط ہرگز نہیں لکھتے۔

میرے مکرم، افتراء کے معنی مطابق تحریر انجام آتھم یوں لکھتے ہیں: ''افتراء سے مراد ہمارے کلام میں وہ افتراء ہے کہ کوئی شخص عمداً اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کر یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعویٰ کرے کہ یہ باتیں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اس نے پیچھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں مرے پر اس کی وحی نازل ہوئی ہے۔ حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔'' غرض مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارت کو پڑھنے کے بعد صاف صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ فیصلہ آسمانی میں وہ طول طویل مدت جو مفتریوں کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ قریب قریب ضرورت سے زیادہ ہے۔

مذکورہ بالا تحریر سے مفہوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی جہاں کہیں لفظ افتراء اپنی تحریر میں استعمال کریں تو اس سے مراد صرف جھوٹا الہام بنانے والا سمجھا جائے گا اور دوسرے کوئی معنی

لفظ افتراء کے مرزا قادیانی کے کلام میں ہرگز نہیں ہوسکتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے لفظ افتراء کو جھوٹے ملہم ہی کی شان میں استعمال کیا ہے یا کسی اور شخص کے بارے میں بھی۔ اگر مرزا قادیانی کی تحریر سے یہ ثابت ہو جاوے کہ انہوں نے غیر ملہم کاذب کو مفتری کہا ہو تو یہ خاص مفہوم مقرر کردہ لغو سراسر غلط ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی کو افتراء کے معنی خاص کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جب کہ قرآن کریم میں افتراء کے عام معنی موجود ہیں۔ قرآن مجید کا مطالعہ کر کے دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو، نصاریٰ کو، مشرکین کو، عام کافروں کو مفتری کہا ہے اور عام طور سے ہر مفتری کا خائب وخاسر ہونا اور فلاح نہ پانا بیان فرمایا ہے۔ آیت: ''وقد خاب من افتری'' نہایت صفائی سے بتارہی ہے کہ جو مفتری ہے (یعنی جسے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس صفت سے یاد کیا ہے) وہ ضرور نقصان اور ٹوٹے میں ہے وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔ اس کا کچھ بیان معیار المسیح میں ہے وہ ملاحظہ کے لائق ہے۔ دوسری آیت میں ہے ''انہ لایفلح الکفرون'' نہایت تاکید کے ساتھ ارشاد ہے کہ کوئی کافر فلاح نہیں پائے گا۔ یہ دونوں آیتیں صاف بتارہی ہیں کہ فائز المرام نہ ہونا، فلاح نہ پانا۔ اس مفتری سے مخصوص نہیں ہے جو الہام کا جھوٹا دعویٰ کرے بلکہ ہر مفتری اور تمام کفار کے لئے یہی نتیجہ ہے۔ اب جو کوئی مفتری کے معنی خاص بیان کر کے ناکامی اور خسران کو اس سے مخصوص کرتا ہے۔ وہ یقیناً قرآن مجید کے خلاف کرتا ہے۔ اس کا بیان سراسر غلط ہے پھر جسے اللہ تعالیٰ نے علم ظاہری اور باطنی سے مالا مال کیا ہے وہ مرزا قادیانی کے صریح خلاف ہے۔ اس مختصر بیان سے ظاہر ہوگیا کہ حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی عم فیضہم نے جو عوام کے سمجھانے کے لئے اور مرزا قادیانی کی غلطی ظاہر کرنے کے لئے عام مفتری کی حالت کو دکھایا ہے وہ نہایت ضروری اور سرغامض پر مبنی ہے۔ البتہ سمجھنے کے لئے فہم سلیم اور انصاف پسندی درکار ہے۔ غرض کہ مفتری کے معنی خاص کرنا یا ناکامی اور نقصان کو مفتری کی خاص قسم سے مخصوص کرنا۔ دونوں باتیں غلط اور خلاف قرآن مجید کے ہیں اور پہلے معنی کی غلطی تو مرزا قادیانی کے کلام سے بھی ظاہر ہے ملاحظہ ہو۔

مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ جن کو دعویٰ ملہم ہونے کا نہیں تھا۔ لیکن مرزا قادیانی ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: (انجام آتھم ص۴۵) ''بلکہ نذیر حسین صاحب کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر تحقیق اور تنقیح اس پر ایمان لے آئے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادت مند

شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افتراء ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء[1] علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعویٰ نبوت[2] کرتے ہیں یا نعوذ باللہ! حضرت سید

[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے مرزا قادیانی نے انکار کیا ہے۔ اوّلاً رسالہ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹) ''ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شبکور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر ان کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوئے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزہ کی پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کردیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں، بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔'' اس سے بڑھ کر انکار معجزہ کا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی صریح جھوٹ بولے اور محض جھوٹا الزام محدث دہلوی کو دیا۔ دوم توضیح المرام (ص۹) ''کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے سے کسی طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کو ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہوجاتی ہے۔'' سوم (ازالۃ الاوہام حصہ اول ص۳۵۳) ''کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید نہیں ہے۔'' چہارم (ازالۃ الاوہام ص۳۱۴) ''ماسواء اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔'' غرض عیسیٰ علیہ السلام کو جو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تھا اس سے مرزا قادیانی صاف انکار کر رہے ہیں اور اس کو عمل مسمریزم بتلا رہے ہیں۔

[2] مرزا قادیانی دعویٰ نبوت ورسالت کرتے ہیں اوّلاً (توضیح المرام ص۱۸) ''میں نبی ہوں، میرا انکار کرنے مستوجب سزا ہے۔'' دوم (معیار الاخیار ص۳۱۲) ''قل ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' سوم (الحکم ۲۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء) ''آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول اس کی طرف سے خلقت کے لئے رحمت وبرکت ہے ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا گرے گا۔'' چہارم (الحکم ۲۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء) ''مرزا قادیانی کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہے۔'' پنجم (الحکم ۲۴؍مارچ ۱۹۰۰ء) ''مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔'' ششم (الحکم ۳۱؍جنوری ۱۹۰۵ء) الہام ہوا ''انی مع الرسول اقوم'' مرزا قادیانی اس جگہ بھی صریح جھوٹ بولے کہ ہم دعویٰ نبوت نہیں کرتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے متعدد اقوال سے جو متعدد مقام میں ہے بڑے زورں سے دعویٰ نبوت ورسالت ثابت ہوتا ہے جیسا کہ عبارات مذکورہ بالا سے ثابت ہورہا ہے۔ پس محض جھوٹ اور بے جا الزام مفتری کا محدث دہلوی کو دیا اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو واضح طور پر ان شاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے دوسرے حصہ میں دکھلاؤں گا۔

المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے ہیں یا ملائکؑ سے انکاری یا حشر ونشر وغیرہ

۱؎ مرزا قادیانی کے نبوت ورسالت کا دعویٰ ان کے متعدد اقوال سے ثابت ہوگیا۔ اس دعویٰ نبوت ورسالت سے صریح انکار ختم نبوت ہورہا ہے اور ختم نبوت کے ایسے معنی بیان کرنا جو صحیح حدیثوں کے خلاف اور لغت عرب کے مخالف ہیں۔ لائق توجہ نہیں ہوسکتا اس کی تشریح رسالہ فیصلہ آسمانی کے حصہ تین میں تفصیل سے لکھی گئی ہے اور تتمہ فیصلہ آسمانی میں بھی ہے۔

۲؎ فرشتوں کا انکار اسی توضیح مرام کی اس تقریر سے ظاہر ہے جو کئی صفحوں سے مرزا قادیانی نے نہایت زور کے ساتھ علمائے دین اور ہنود کی دل ربائی کی ہے اور محض غلط قرآن مجید کی طرف منسوب کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ستاروں کے نفوس ہیں۔ ان کی تاثیرات زمین پر پڑتی ہیں انہیں کو فرشتہ کہا گیا ہے۔ چنانچہ (توضیح المرام ص۴۳، خزائن ج۳ ص۷۳) میں لکھتے ہیں: ’’بلکہ ان نفوس نورانیہ کو اجرام سماویہ سے یا عناصر یا دخانات سے ایسا تعلق رکھتے ہیں جیسے جان کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔ صرف ملائکہ یا جنات کے نام سے موسوم کیا ہے۔‘‘ ملاحظہ ہو قرآن مجید میں جو نہایت صفائی سے فرشتوں کو اور جنوں کو علیحدہ علیحدہ مخلوق بیان فرمایا ہے اور ان کے احکامات اور آثارات بیان کئے ہیں وہ سب غلط ہیں بلکہ وہی تاروں کے نفوس ہیں جن کا نام فرشتہ یا جن رکھ دیا ہے۔ درحقیقت نہ کوئی فرشتہ ہے، نہ جن ہے۔ یہ وہ بات ہے جو کسی نبی یا کسی مجدد نے نہیں کہی۔ اب اس عقیدہ اسلامیہ کے خلاف جسے رسول اللہ ﷺ کے وقت سے اس وقت تک سب مانتے رہے ہیں۔ ایک شئے کو برائے نام ملائکہ کہہ دیا گیا ہے۔ پھر یہ حقیقی ملائکہ اور جنات سے صریح انکار ہے یا نہیں؟ مگر وہی کہ نہایت پھیر سے عوام کے بہکانے کو ملائکہ کا نام بھی رہا اور اس سے انکار بھی ہوگیا۔ شریعت نے جس چیز کی جو حقیقت بیان کی ہے۔ جب اس سے انکار ہے اور ایک خیالی اور فلسفی باتیں بنا کر اس کی دوسری حقیقت بیان کی گئی ہے تو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ دراصل اس شرعی امر سے انکار ہے۔ حشر ونشر کا انکار بھی مرزا قادیانی کے رسائل میں موجود ہے۔ مگر ایسے طریقہ سے کہ عوام کم اسے سمجھیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ توضیح مرام جس کے ٹائٹل پیج، خزائن ج۳ ص۴۹ پر تین طرف لکھا ہے ’’الہامی‘‘ یعنی اس رسالہ کے مضامین الہامی ہیں۔ اس کے (ص۷،۸، خزائن ج۳ ص۵۴،۵۵) میں انجیل اور قرآن مجید کا اس مطلب میں اتفاق دکھاتے ہیں کہ حضرت مسیح دنیا سے اٹھالئے گئے اور اسی وقت بہشت میں داخل کئے گئے اور اس امر پر اتفاق ہے کہ جو بہشت میں داخل ہوجائے گا پھر اس سے باہر نہیں آئے گا۔ ان کی تھوڑی عبارت بعینہ دیکھی جائے۔ لکھتے ہیں: ’’مقدس بندوں کے لئے وفات پانا اور بہشت میں داخل ہونا ایک ہی حکم میں ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ (بے شک مرزا قادیانی ایسے ہی ہیں جیسا کہ ان لوگوں نے لکھا ہے)'' اس کی عبارت سے صاف ثابت ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے خاص مقرر کردہ مفہوم کر چھوڑ دیا اور خود غیر ملہم کاذب کے شان میں لفظ افتراء کا استعمال کیا۔ مرزا قادیانی خود اس کے پابند نہیں رہے اور نہ دوسرے شخص کو اس خاص تعریف افتراء کی پابندی لازمی ہے۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی کا خاص مرید آئینہ حق نما میں کادیانی لکھنے والے کو مفتری لکھتا ہے۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مرزا قادیانی اور ان کا مرید کوئی پابند اس خاص معنی کا نہیں رہا اور بیان سابق سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایسے مفتری کے لئے مرزا قادیانی نے جو حکم (ص۶۳) کے نوٹ میں بیان کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حکم اور یہ نتیجہ ایسے مفتری کے لئے مخصوص ہے وہ سراسر غلط اور قرآن مجید کے خلاف ہے اور لفظ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی غلطی کی شہادت جس طرح قرآن مجید دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا کے واقعات بھی اسے غلط بتا رہے ہیں۔ اس کے لئے زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف صالح بن

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) کیونکہ برطبق آیت ''قیل ادخل الجنة وادخلی جنتی'' وہ بلاتوقف بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں۔'' یہاں تو مرزا قادیانی صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ تمام نیک بندے مرتے ہی جنت میں چلے جاتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو بندے بدکار ہیں وہ مرتے ہی جہنم میں چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ نصوص قطعیہ قرآنیہ نے تمام انسانوں کا ٹھکانہ انجام کار میں دو ہی جگہ بتایا ہے جنت اور دوزخ۔ نیکوں کے لئے جنت اور بدوں کے لئے دوزخ۔ جب جنتی مرتے ہی جنت میں چلے گئے تو بالضرور دوزخی مرتے ہی دوزخ میں جائیں گے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ''اس کی (خدا کی) تمام پاک کتابوں میں بتواتر وتصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل ہونے والے پھر اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔ اسی طرح دوزخیوں کا حال بھی ہونا چاہئے۔ ان دونوں کلاموں کے ملانے سے نہایت ظاہر ہے کہ حشر ونشر کوئی چیز نہیں ہے۔ انسان جب مرتے ہی جنت میں چلا گیا اور پھر وہاں سے نکلتا نہیں ہے تو پھر انسان کا جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہونا اور سب کا مجتمع ہونا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں بہت جگہ ہے (اور حشر ونشر کے یہی معنی ہیں) سب غلط ٹھہرا۔ اب اگر اس الہامی قول کے خلاف حشر ونشر کا اقرار ہے تو عوام کے دھوکا دینے کو، ورنہ اس منقولہ قول کے بجز اس کے اور کیا معنی ہوسکتے ہیں جو میں نے ظاہر کئے۔ جب یہ ان کا الہامی کلام صاف بتا رہا ہے کہ انسان مرتے ہی جنت یا دوزخ میں چلا جاتا ہے اور پھر دونوں سے باہر نہیں آتا تو پھر ایک دن بندوں کا جسم کے ساتھ اٹھنا اور میدان حشر میں مجتمع ہونا اور حساب وکتاب ہونا بیکار اور غلط ہوا۔

طریف کا نام لکھ دینا کافی ہے جس نے علاوہ دعویٰ نبوت کے جدید قرآن کے نازل ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور خوب کامیابی کے ساتھ ۴۷ برس تک نبوت کے ساتھ بادشاہت کی اور پھر بیٹے کو بادشاہت دے گیا اور پچاس برس اس کا بیٹا بادشاہ رہا اور کئی سو برس اس کی اولاد میں سلطنت رہی۔

اب مرزا قادیانی کی کامل تحقیقات کو ردی میں پھینک دینے کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کے خودتراشیدہ معنی غلط ثابت ہوگئے تو فیصلہ آسمانی حصہ دوم میں جس قدر مضامین مفتریوں کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ سب حسب ضرورت ہیں۔ صالح کے حال کی توضیح حضرت مؤلف فیصلہ نے ایک دوسرے رسالہ میں نہایت عمدہ کی ہے۔

میرے مکرم فرماتے ہیں: ''سب دعوے دار مہدویت وغیرہ کے حال دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ صرف ان لوگوں کے بارے میں دیکھنا ہے کہ جنہوں نے دعویٰ الہام کیا ہے۔ سو ایسا شخص صرف صالح بن طریف جس کا ذکر فیصلہ آسمانی میں ہے اور جس کا حوالہ ابن خلدون سے دیا گیا ہے۔ لیکن ہم نے سارا ابن خلدون چھان مارا کہیں پتہ نہیں چلا کہ اس طرح کا وحی یا الہام الٰہی اس نے افتراء کیا ہو کہ جس افتراء کو مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ہم کو افسوس ہے کہ باوجود مفتری کی خاص تعریف کر دی گئی ہے۔ کیونکر مصنف فیصلہ آسمانی نے ہر طرح کے مفتریوں کا ذکر کر کے اعتراض کیا ہے۔''

سب دعوے دار نبوت ومہدویت سے میرے دوست کیوں بھاگتے ہیں اور صرف صالح بن طریف ہی کی حالت دیکھنا چاہتے ہیں۔ نہایت تعجب ہے کہ آپ ذرا تامل نہیں کرتے۔ فیصلہ آسمانی میں مدعی نبوت کا نام لکھا ہے طریف، صالح اور ابوعیسیٰ۔ جب انہوں نے صراحۃً نبوت کا دعویٰ کیا تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ الہام کا دعویٰ نہ ہو؟ دعویٰ نبوت کے لئے الہام کا دعویٰ ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ نبی ہونے اور مامور من اللہ ہونے کا علم تو وہ مدعی اس طرح بیان کرے گا کہ اللہ نے مجھ پر یہ الہام کیا ہے کہ میں نبی ہوں۔

باقی رہا تاریخ میں کسی کی مفصل حالت لکھی ہے، کسی کی مجمل۔ مدعی مہدویت جو گزرے ان کی حالت بھی یہی دیکھی۔ مرزا قادیانی مدعی مہدویت ہوئے۔ مگر انہیں دعویٰ الہام سید محمد جونپوری مدعی مہدویت ہوا۔ مگر اس کے ساتھ دعویٰ نبوت اس زور سے کہ تمام انبیاء سے افضل اور جناب رسول اللہ ﷺ کے برابر بتایا۔ یہی حال ابن تومرت اور عبیداللہ

صاحب افریقہ کا ہوگا۔ مؤرخ نے اس تفصیل نہیں کی اور ابن تومرت کے الہامات تو فیصلہ آسمانی میں لکھے ہیں۔ البتہ انہیں لفظ الہام سے بیان نہیں کیا۔

افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کی محبت نے آپ کے حواس کو محدود کر دیا۔ اس باب میں اس سے زیادہ یہ افسوس ہے کہ صالح بن طریف کی حالت کو بھی اس وجہ سے چھوڑتے ہیں کہ ابن خلدون میں ان کو پتہ نہیں چلا اور اپنے خاص مشیر مولوی عبدالماجد قادیانی سے بھی دریافت نہیں کرتے۔ کیا انہیں بھی پتہ نہیں چلا۔ فیصلہ آسمانی میں تو جلد بھی بتادی ہے۔ پھر اس جلد میں جس مقام پر اس کا ذکر ہے اسے بھی بتا دیا ہے۔ مگر دونوں حضرات کو کچھ ایسی پراگندگی ہے کہ پھر بھی پتہ نہیں ملتا۔

میرے مکرم سارے ابن خلدون کو چھان مارنے کی ضرورت تو نہیں تھی۔ صرف جلد ۶ میں برغواطہ کا حال دیکھ لینا کافی تھا۔ جہاں صالح بن طریف وغیرہ مدعیان نبوت والہام کی کامیابی وغیرہ کا حال لکھا ہوا ہے اور جس کا نہایت ہی صاف اور پورا پتہ فیصلہ آسمانی حصہ دوم کے (ص۲۴) میں علامہ مصنف نے دے دیا ہے۔ پھر یہ کہے جانا کہ ابن خلدون میں صالح بن طریف کا حوالہ جو دیا گیا ہے نہیں ملا کس قدر خلاف تہذیب بات ہے؟ آپ سے مجھ کو ایسی امید ہرگز نہیں تھی کہ آپ علامہ مصنف فیصلہ آسمانی پر ایسی بدگمانی کر سکیں۔ ملاحظہ ہو عبارت ابن خلدون (ج۶ ص۲۰۷ مطبوعہ ۱۲۸۴ھ)

’’وولی مکانه ابنه صالح وقد کان حضر مع ابیه حروب میسرة وکان من اهل العلم والخیر فیهم ثم انسلخ من اٰیات الله وانتحل دعویٰ النبوة وشرع لهم الدیانة التی کانوا علیها من بعده وهی معروفة فی کتب المؤرخین وادعیٰ انه ینزل علیه قرآن یتلوا علیهم سوراً منه یسمی منها سورة الدیک وسورة الحمر وسورة الفیل وسورة اٰدم وسورة نوح وکثیر من الانبیاء وماروت وابلیس وسورة غرائب الدنیا...... الخ!‘‘

تھوڑی سی عبارت ابن خلدون آپ کے پیش نظر ہے۔ آپ مرزا قادیانی کا مقرر کردہ قاعدہ یا معنی اور کامل تحقیقات کہ کوئی جھوٹا ملہم ۲۳ برس تک زندہ و کامیاب نہیں رہ سکتا ہے اور نہیں رہا۔ اس عبارت کے ملنے کے بعد کیسا صریح غلط ہوگیا اور مرزا قادیانی حسب اقرار خود مفتری ثابت ہوئے اور آپ کو بھی اب یقین ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے جو’’لو

تقول علینا بعض الاقاویل...... الخ!‘‘ کے مفہوم کو غلط طور پر قوم کے سامنے پیش کیا کس قدر غلط ثابت ہوگیا۔ مرزا قادیانی بھی اگر انہی مفتریوں کی طرح شاید کچھ کامیاب ہوئے ہوں تو یہ کچھ تعجب خیز بات نہیں ہے۔

میرے معزز دوست آپ سے خیر خواہانہ عرض ہے کہ اب ابن خلدون کی عبارت کے ملنے کے بعد آپ کو مرزا قادیانی کے چھوڑ دینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس سے باز پرس کرے گا۔ اس وقت بجز حسرت وافسوس کے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی نے تاریخ کامل وغیرہ سے ابن تومرت کے بعض الہام نقل کئے ہیں۔ میں اس کی تائید میں اردو کی بہت مشہور تاریخ پیش کرتا ہوں جس میں صاف طور سے لکھا ہے کہ وہ مدعی الہام تھا۔ حالانکہ خدا نے اس پر کوئی الہام نہیں کیا تھا۔ (تذکرہ بہادران اسلام ص۲۷۴) مہدی مذکور نے فتح وظفر کی پیش گوئی کی اور الہامی دعوؤں سے فوج کا دل بڑھا دیا و(ص۲۷۵) اور مجھ کو الہام ہوا ہے کہ فلاں کنوئیں میں خدا نے ملائک اتارے ہیں۔ ملاحظہ کیا جائے کہ ابن تومرت کے یہ جھوٹے الہامی دعوے ہیں اور اتفاقیہ طور سے ان کے پورا ہو جانے سے اسے کامیابی ہوئی۔ یہاں تک کہ بادشاہ ہوگیا۔ کوئی اولاد نہ تھی تو اپنے خاص رازدار مرید کو اپنا جانشین کر گیا۔ مرزا قادیانی کو تو یہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تھوڑی سی کامیابی کو پیش کر کے ان کی صداقت ثابت کی جاتی ہے اور ابن تومرت کے حال کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بے علم، ضدی اور نفس پرست ایسا کرے تو عجب نہیں۔ آپ سے کمال تعجب ہے۔

ابومنصور عیسیٰ نے بھی دعویٰ نبوت کیا جس کا حال ابن خلدون میں موجود ہے:

’’وولی بعدہ ابنہ ابو منصور عیسیٰ ابن اثنتین وعشرین سنۃ فسار سیراً بانہ وادعی النبوۃ‘‘ دعویٰ پہلا زینہ الہام ہی ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اپنے کو نبی کہتا ہے تو اپنی طرف سے نہیں کہتا ہے۔ بلکہ لوگوں پر ظاہر کرتا ہے کہ خدا نے مجھ کو بذریعہ الہام نبوت عنایت فرمائی ہے۔ دعویٰ نبوت کے لئے الہام کا ہونا شرط لازمی ہے۔ یعنی ہر نبی ضرور ملہم ہے۔ اس لئے ان لوگوں کا حال بھی ضروری دیکھنا چاہئے۔ جب حضرت علامہ مصنف فیصلہ آسمانی نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ دعویداران نبوت والہام ہیں اور مرزا قادیانی کا بھی ویسا ہی

دعویٰ ہے تو مرزا قادیانی کے حالات سے مقابلہ کرنا ضروری ہوا۔ اسی وجہ سے فیصلہ آسمانی میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی نے جو افتراء کے معنی لئے ہیں انہی کے معنی کے مطابق صالح بن طریف وابن تومرت وابومنصور عیسیٰ وغیرہ بھی مدعیان نبوت والہام ثابت ہورہے ہیں اور صاحب کے قول سے یہ لوگ جھوٹے ہورہے ہیں اور ان لوگوں کو جیسی کامیابی دنیا کی زندگی میں حاصل ہوئی وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے اور فیصلہ آسمانی کے دیکھنے والوں پر بخوبی ظاہر وروشن ہے۔ مرزا قادیانی تو ان مدعیان نبوت والہام کے مقابلہ عشر عشیر بھی کامیاب نہیں ہوئے تو پھر مرزا قادیانی کو بقول ان کے مفتری سمجھنے میں کیا شک باقی رہ سکتا ہے۔

اب مرزا قادیانی کا یہ کہنا (آنجام آتھم ص۶۳) میں کہ: ''ہم کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افتراء (جھوٹی نبوت والہام کا دعویٰ) کبھی کسی زمانہ میں چل نہیں سکا'' اور (ص۴۹) ''قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے قادر غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا ہے اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے۔'' اور (ص۵۰) ''کون اس کو قبول کرسکتا ہے کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے۔ اس لمبے عرصے تک اس جھوٹے کو چھوڑ دے۔ جس کی نظیر دنیا کے صفحہ میں مل نہیں سکتی۔ کس طور سے صحیح ودرست ہوسکتا ہے۔''

ایک محقق حق پسند بیان سابق پر نظر کر کے بے تامل کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی نے اس قول میں پانچ دعوے محض غلط کئے ہیں:

۱...... ایسا افتراء کبھی چل نہیں سکا۔ اس کی غلطی ظاہر ہے کہ بعض افتراء خوب چلا۔

۲...... خدا تعالیٰ ایسے مفتری کو امن میں نہیں چھوڑتا۔ محض غلط ہے صالح بن طریف وغیرہ خوب امن میں رہے۔

۳...... خدا کی غیرت ایسے مفتری کو جلد ہلاک کرتی ہے۔ اس دعویٰ پر خوب نظر رہے۔ یعنی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ایسے مفتری کو خدا جلد ہلاک کرتا ہے۔ حالانکہ ابن تومرت دس برس تک خود اور ۲۳ برس تک اس کا جانشین ہلاک نہیں ہوا اور صالح ۴۸ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔

۴...... خدا کے غضب کی آگ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے۔ یہاں یہ

دعویٰ ہے کہ جھوٹے ملہم بہت جلد مارے گئے ہیں حالانکہ محض غلط ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ قول ۲۳ برس کی مہلت کو بالکل غلط بتاتا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جسے دس پندرہ برس کی مہلت دی جائے۔ اسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کی عظمت کی آگ نے بہت جلد کھالیا۔ پھر بائیس تیئس برس تو بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

۵...... یہ کہنا کہ اس کی نظیر دنیا کے صفحوں پر نہیں مل سکتی۔ جب اس کی متعدد نظیریں دکھائی گئیں تو اس کی غلطی میں کیا شبہ رہا؟ اب میں نہایت زور سے دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ کوئی احمدی مرزا قادیانی کے ان غلط دعوؤں کو ثابت نہیں کرسکتا۔ ان پانچ دعوؤں کے علاوہ سب سے زیادہ لائق گرفت ان کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ ایسا مفتری دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے۔

میرے مکرم ذرا تو غور کرو اگر یہ دعویٰ صحیح ہو تو قرآن مقدس پر کیسا الزام آئے گا۔ یعنی اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو واقعات کے بالکل خلاف ہیں۔ کیونکہ واقعات کامل شہادت دے رہے ہیں۔ ایسے متعدد مفتریوں کو دست بدست تو کیا برسوں انہیں سزا نہیں دی گئی۔ بلکہ سزا ہی نہیں دی گئی۔ بلکہ نہایت عیش کے ساتھ بادشاہت کرتے رہے اور مرتے وقت اپنی اولاد کو بادشاہت دے گئے۔ افسوس ہے کہ جن کے ایک ایک قول میں پانچ پانچ اور چھ چھ جھوٹ ہوں ان کی صداقت ثابت کی جائے اور انہیں مجدد وقت اور مہدی موعود مانا جائے۔

قرآن کریم کے خلاف افتراء کے معنی خاص کرنے میں سوائے اس کے اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ مثال میں اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ ورنہ اس خاص معنی کرنے کی کیا وجہ اور کیا دلیل ہے۔ ان مدعیوں کے وقت میں ذریعہ اشاعت کچھ نہ تھا، نہ ریل، نہ ڈاک، نہ مطبع تھا اور نہ ان لوگوں کے الہامات اس طور پر شائع ہوتے تھے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے الہامات بذریعہ اخبار واشتہارات شائع ہوتے رہے۔ مرزا قادیانی نے جب یہ دیکھ لیا کہ بعد زمانہ وانقلابات کثیرہ کی وجہ سے ان مدعیان نبوت ومہدویت کے کل الہامات نہیں مل سکتے ہیں تو پھر خاص معنی کر کے ایسا دعویٰ کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مرزا قادیانی نے افتراء کے معنی خاص کرنے سے بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ چونکہ ایسے لوگوں کی نظیریں بھی مل گئیں۔ جس کو میں اوپر ثابت کر چکا ہوں۔ جس سے مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں اب کوئی شک باقی نہیں رہا۔

’’لو تقول علینا بعض الاقاویل …… الخ!‘‘ کے متعلق صرف اس قدر دکھلا دینا کافی ہے کہ یہ آیت عام قانون ہے یا خاص رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے؟ اگر یہ عام قانون ہے تو پھر اس کا عمل درآمد ہوا یا نہیں۔ اس آیت شریفہ کے مخاطب خاص حضور پر نور ﷺ ہیں اور اس کا حکم آپ کے ساتھ مختص اور غیر متجاوز ہے۔ چونکہ آپ کی ذات پاک خاتم الانبیاء ہے جیسا کہ آیت ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ آیت نبی کے ہونے کے راستہ کو مسدود کر رہی ہے۔ اگر بعد رسول اللہ ﷺ کے کوئی سچا نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل نہیں فرماتا اور آپ کو خاتم الانبیاء کے خلعت سے سرفراز نہیں فرماتا۔ اس لئے ’’لو تقول علینا بعض الاقاویل‘‘ عام قانون نہیں ہوسکتا ہے۔ اگر اس کو عام قانون یا قاعدہ تسلیم کیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ دوسرے نبی کے آنے کا انتظار کرو۔ اگر وہ نبی اپنی طرف سے کچھ ملا کر کہے گا تو قطع وتین کی سزا تیئس برس کے اندر پائے گا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کئی جھوٹے نبی آئے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا اور ان کی قطع وتین نہیں ہوئی۔ مثلاً صالح بن طریف ۴۷ برس تک نبوت کا دعویٰ کرتا رہا۔ قرآن کریم کے مانند سورہ کے نازل ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اپنے الہام کو الہام ربانی کہتا رہا۔ مگر تیئس برس کے اندر قطع وتین کی سزا کو نہیں پہنچا۔

دوسری خرابی یہ لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قانون یا قاعدہ قرآن کریم میں سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کے لئے بتلایا اور اس پر خود عمل نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کا عمل درآمد تو اسی وقت سمجھا جاتا جب صالح بن طریف کو تیئس برس کے اندر مار ڈالتا۔ ۴۷ برس تک زندہ رہنے نہیں دیتا اور کامیاب نہیں ہونے دیتا اور نبوت کے شامل بادشاہت نہ کرنے دیتا۔ مرزا قادیانی تو صالح بن طریف کے پاسنگ برابر بھی کامیاب نہیں ہوئے اور اپنے خیال کے مطابق ناکامیاب ہی دنیا سے چلے گئے۔ پھر یہ کہے جانا کہ مرزا قادیانی کامیاب ہوگئے۔ کس قدر شرمناک بات ہے۔

واقعات عالم سے بھی شہادت دے دی کہ بہت جھوٹے نبی مطابق فرمان رسول اکرم ﷺ کے آتے رہے۔ (’’سیکون فی امتی کذابون ثلاثون…… الخ!‘‘ یعنی میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ میں

نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں...... الخ!) اور ان کی قطع وتین نہیں ہوئی تو پھر آیت ’’**لو تقول علینا بعض الاقاویل**‘‘ کو عام قاعدہ یا قانون قرار دینا قرآن کریم کو غلط ٹھہرانے کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ مرزا قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کا غلط مفہوم لوگوں کو بتلا کر اپنی سچائی کے ثبوت میں پیش کر کے اپنے کو سچا نبی ثابت کرنا چاہا۔

میرے مکرم دوست تحریر فرماتے ہیں: ’’میرے خیال میں اب جو بعض کا لفظ لیا گیا ہے۔ پہلے مفہوم سے آیت کے یہ معنی ہوئے کہ سب باتوں کا جھوٹ بنانا تو درکنار اگر ایک لفظ بھی نبی نے جھوٹ بنایا تو قطع وتین کی سزا ہوگی اور بعد میں جو مفہوم لیا گیا ہے۔ اس سے آیت کے یہ معنی ہوئے کہ صرف ایسا نبی جو سچے الہاموں کے ساتھ کچھ اپنی طرف سے ملاوے گا۔ اس کی قطع وتین ہوگی۔ اب غور کرو ہر دو مفہوم میں کس قدر فرق ہے۔‘‘ میں کہتا ہوں کہ علامہ مصنف فیصلہ آسمانی کی عبارت سے ہرگز وہ مفہوم نہیں سمجھا جاتا ہے۔ پہلے مفہوم اور دوسرے مفہوم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر ایک لفظ بھی نبی نے جھوٹ بنایا تو قطع وتین ہوگی اور سچے الہاموں کے ساتھ کچھ اپنی طرف سے ملاوے گا تو قطع وتین ہوگی۔ جھوٹ بنانا اور کچھ ملا دینا کے ایک ہی معنی ہیں۔ اپنی طرف سے ملا دینے کو بھی دوسرے الفاظ میں جھوٹ ہی کہتے ہیں اور جھوٹ بنانے کو بھی دوسرے لفظ میں اپنی طرف سے ملا دینا کہتے ہیں۔

اس میں مخالف کو اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں اپنے مکرم سے خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ انہیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی اس آیت کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور اس سے یہ قاعدہ کلیہ نکالتے ہیں کہ خداتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ جو مدعی نبوت ۲۳ برس تک کامیاب رہے وہ سچا ہے اور جو اس کے اندر ناکام ہو جائے وہ جھوٹا ہے۔ یہ کسی طرح اس آیت سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ آپ تو کیا اگر جناب خلیفۃ المسیح بھی اپنی آخر عمر تک زور لگائیں تو ثابت نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے فیصلہ آسمانی کی تین باتوں پر نظر کرنا کافی ہے۔

۱...... آیت: ’’**لو تقول علینا...... الخ!**‘‘ مکی ہے یعنی جناب رسول اللہﷺ کی نبوت کے بعد تیرہ برس کے اندر نازل ہوئی۔ اگر مان لیا جائے کہ یہ آیت نبوت کے پہلے یا دوسرے برس نہیں اتری۔ بلکہ تیرہویں میں اتری تو بھی اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اگر یہ رسول افتراء کرتا تو اس تیرہ برس کے اندر ہلاک ہو جاتا ۲۳ برس کہنا محض غلط ہے۔

۲...... یہ دکھا دیا گیا ہے کہ ایسے جھوٹے مدعی گزرے کہ اس مدت میں ہلاک نہیں ہوئے۔ بلکہ نہایت کامیاب رہے۔

۳...... یہ بھی دکھا دیا گیا کہ بعض سچے نبی اسی مدت کے اندر اسی دنیا سے تشریف لے گئے اور نہایت مظلومانہ طرح سے شہید کر دیئے گئے۔ ان تین باتوں نے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو ایسا غلط ثابت کر دیا کہ کسی حق پسند کو اس غلطی میں تامل نہیں ہوسکتا اور بعض کم علموں کا تیسری بات کے جواب میں یہ کہہ دینا کہ جھوٹ ہے اور جھوٹ کی وجہ پیش کرنا کہ قرآن وحدیث میں نہیں آیا ہے۔ اپنے کم مایہ اور کم علم ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ قرآن وحدیث سیر وتاریخ کی کتاب نہیں ہے کہ اس میں تمام واقعات مذکور ہوں اور جو واقعہ نہ ہوا سے جھوٹ کہہ دیا جائے۔ اس واقعہ کی صحت عربی معتبر تاریخ کے علاوہ ان کتابوں میں بھی ہے جن کے حوالے مرزا قادیانی اپنے دعوؤں کی صداقت میں پیش کرتے ہیں اور خود مرزا قادیانی بھی اسے مانتے ہیں۔ (ازالۃ الاوہام)

میرے مکرم فرماتے ہیں: ’’اب ذیل میں ہم وہ دلائل لکھتے ہیں جس سے ہم نے اپنی تشفی نکاح کی پیشین گوئی کے متعلق کر لی ہے۔ ہم نے ان دلائل کو حضرت مخدومنا مولوی عصمت اللہ صاحب کو بھی لکھ بھیجا تھا۔ مگر انہوں نے ہم سے اس بارے میں مخالفت کی ہے۔ بہرکیف چونکہ مولانا موصوف نے وجہ نہیں تحریر کی ہے۔ اس لئے ہم اپنی پہلی رائے پر قائم ہیں۔‘‘ میرے مکرم دوست نے حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کے پاس ۲۰/ جون ۱۹۱۲ء کے قبل اس مضمون کا کوئی خط نہیں لکھا ہے۔ ہاں ۱۲/ جولائی ۱۹۱۲ء کو جناب مولانا موصوف کے نام آیا تھا۔ جس کا جواب معہ دلائل دے دیا گیا تھا۔ جس کے دلائل اور مضامین سے میرے دوست کو پورا پورا اتفاق ہے اور اپنی سابق رائے پر ہرگز قائم نہیں رہے۔ جیسا کہ ۲۸/ اگست ۱۹۱۲ء والے خط سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ سخت تعجب ہے کہ ۱۲/ جولائی والے خط اور اس کے جواب کا تذکرہ ۲۰/ جون ۱۹۱۲ء کی تحریر میں کہاں سے آجاتا ہے۔ اس بات کے سمجھنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے کہ یہ مضمون پیچھے چھپوانے والے نے میرے معزز دوست سے پوچھ کر بڑھا دیا ہو۔

اب میں ذیل میں خطوط کو نقل کرتا ہوں جس سے صاف ثابت ہو جائے گا کہ میرے معزز دوست نکاح والی پیشین گوئی کا غلط ہونا تسلیم کر چکے ہیں (وہ خطوط یہ ہیں):

آفس ۱۲؍جولائی ۱۹۱۲ء۔ **نحمدہٗ ونصلّی** ! مولانا مخدومنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خیریت سے ہوں وحضور کے نیز متعلقین کی خیر وعافیت کا خواہاں ہوں۔ ایک خط رجسٹری شدہ مرسلہ محبی منشی معز صاحب پایا جس میں ایک خط حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب وایک خط حضور کا وایک خط منشی معز صاحب کا تھا۔ خطوں کو کئی دفعہ پڑھ چکا ہوں اور پھر بھی پڑھوں گا۔ اس طرف کچھ ناسازی طبیعت کی وجہ اور کچھ عدیم الفرصتی کی وجہ سے خط لکھنا جبر سا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے فقط ایک مختصر سا مضمون ترسیل خدمت ہے۔ نکاح والی پیشین گوئی میں ہم نے جس طرح اپنی تشفی کر لی ہے۔ وہ ذیل میں درج کرتا ہوں اگر نقص ہو تو مطلع فرمائیں گے۔ ہاں! ایک بات لکھنا ضرور ہے کہ قادیان سے خط آیا ہے کہ انجام آتھم سردست نہیں ہے۔ چھپنے سے ارسال ہوگا۔

۱...... قرآن کریم کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یونس کے مخالفین نے ایمان لایا تھا۔ لیکن قرآن کریم ہی کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ صرف دنیا میں ان سے عذاب ٹال دیا گیا تھا۔ ورنہ آخرت ان کا اچھا نہیں ہوا۔ پس ایمان کو حضرت مسیح موعود کے لفظ میں رجوع کہنا بہت مناسب ہے۔ ورنہ یہ کیسا ایمان تھا جو آخرت کے واسطے فائدہ بخش نہیں ہوا۔ پس جب رجوع سے وعید (یعنی عذاب کی پیشین گوئی) ٹل چکا ہے اور خاص کر بالمقابل ایک نبی کے تو آئندہ بھی کسی مجدد، مصلح یا ظلی نبی کے مقابل پر مخالف کے رجوع کرنے سے عذاب ٹل جائے تو کچھ تعجب نہیں۔

۲...... نکاح والی پیشین گوئی میں پہلے عورت کا بیوہ ہونا ضروری ہے۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کا مرنا ضروری ہے۔ اس لئے اس پیشین گوئی کو وعید نہیں، کہہ کر وعدہ کہنا بھی غلط ہے۔ اس کی بنیاد وعید پر ہے۔ پس جب احمد بیگ کے داماد کی موت رجوع سے ٹل گئی تو ''**اذا فات الشرط فات المشروط**'' نکاح بھی ٹل گیا۔

۳...... رہا اس کا ثبوت کہ احمد بیگ کے داماد نے رجوع کیا یا نہیں۔ اسی انجام آتھم میں ہے اوّلاً تو جب دو شخصوں کی موت کے بارے میں ایک ساتھ پیش گوئی کی جائے اوران میں سے ایک حسب پیشین گوئی مر بھی جائے تو دوسرے پر فطرتاً بہت ہی اثر پڑے گا اور ضرور اس کا دل اس کو رجوع پر مجبور کرے گا۔ دوم یہ کہ واقعی اس نے رجوع کیا۔ سو حضرت مسیح موعود

کے رسالہ انجام آتھم سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے گھر والوں نے بعد موت احمد بیگ اپنے عادات واطوار کو بہت درست کرلیا تھا اور حضرت صاحب کی مخالفت یک دم چھوڑ دی۔ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کا خط بھی حضرت صاحب کے پاس آیا۔ تیسرے اس انجام آتھم میں حضرت صاحب نے مخالفین کو مخاطب کر کے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تم کو احمد بیگ کے داماد کی جلدی پڑی ہے تو اس سے میری تکذیب کا اشتہار شائع کراؤ۔ اس نے رجوع کیا اور اسی لئے مہلت ملی ہے۔ یہ بھی مسلم بات ہے کہ داماد احمد بیگ تا حیات مسیح موعود (بلکہ آج تک) اپنی زبان بند کئے رہا۔ چوتھا قرینہ اس کے رجوع پر یہ ہے کہ کیسا ہی بزدل، کمزور، نامرد انسان کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی اس قسم کا اشتہار شائع کرے کہ اس کے مرنے کے بعد کی اس کی بیوی کا عقد ہم سے ہوگا تو ضرور ہے کہ وہ شخص اگر اس مجتہد سے واقعی خوف نہیں رکھتا ہے اور اس کو مامور من اللہ نہیں سمجھتا ہو تو اس کی مخالفت میں تہذیب کو بھی خیرباد کہہ کر جو جی چاہے گا، کہے گا، لکھے گا اور شائع کرے گا۔

مگر احمد بیگ کا داماد باوجود اس کے کہ حضرت اقدس تقریباً ’’پندرہ سولہ سال تک بڑے شدومد[۱] سے لکھتے رہے کہ وہ ضرور مرے گا اور اس کی بیوی کا عقد ہم سے ہوکر رہے گا۔‘‘ کچھ نہیں بولتا ہے، کچھ نہیں شائع کرتا ہے۔ بلکہ انجام آتھم کے اس دعویٰ کا کہ احمد بیگ کے داماد نے رجوع کیا، تکذیب بھی نہیں کرتا ہے۔ غرض ان وجوہات سے میں سمجھتا ہوں کہ احمد بیگ کے داماد نے توبہ اور رجوع کیا اور اس اضطراری ایمان سے ٹھیک مخالفین حضرت یونس علیہ السلام کی طرح فائدہ اٹھا کر بچ گیا۔

یہ حضرت مسیح موعود کی اجتہادی رائے تھی کہ تھوڑی مدت کے لئے وعید روک رکھا گیا ہے۔ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اس اجتہادی غلطی سے متنبہ نہیں کیا۔ سو اوّل تو حضرت اقدس کوئی مستقل نبی نہیں۔

[۱] اس دراز مدت تک اس کے مرنے کی پیشین گوئی کرتے رہے۔ اگر اس نے رجوع کیا تھا تو یہ پھر اس شدت کے ساتھ مرنے کی دھمکی کیوں دی جارہی ہے۔ انہیں شدومد سے اس پیشین گوئی کے وقوع پر اصرار تو اس کا ضرور مقتضی ہے کہ کسی وقت اس کا ظہور یا بالفرض اگر اس نے رجوع کیا تھا تو مرزا قادیانی کا یہ اصرار اس کو یقینی بتا رہا ہے کہ وہ پھر سرکشی کرے گا اور مرے گا۔ مگر یہ نہیں ہوا اور یقینی طور سے پیشین گوئی غلط ہوئی۔

احمد بیگ کے داماد کا مرنا یا جینا[1] کوئی شریعت کا حکم نہیں کہ اس کے اصلاح نہیں کرنے سے دین میں خلل واقع ہوتا ہو۔ اس کی ذات بے نیاز ہے جو چاہا سو کیا۔ غرض دلائل مذکورہ بالا سے میں نے اپنی تشفی کر لی ہے۔ اگر سقم ہو تو مطلع فرمائیں۔ میں سچائی کے لئے ہر وقت اپنی رائے کو بدلنے کے لئے تیار ہوں۔ الحمدللہ!

حضور کو حضرت مولانا کے الہام سے کب واقفیت ہوئی۔ کیونکہ جب حضور کلکتہ تشریف لائے تھے۔ اس وقت حضور نے الہام صاف نہیں بتایا تھا۔ جناب حکیم صاحب و محبی منشی معز صاحب سے سلام مسنون فرمائیں گے۔ عبدالمجید ۱۲/ جولائی ۱۹۱۲ء

جواب از جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی!

از محمد عصمت اللہ کان اللہ لہٗ!

بخدمت شریف جناب مولوی عبدالمجید صاحب دام مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے اپنے گرامی نامہ میں حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ ہاں! کتاب الشفاء میں ہے: ’’**فاعلم اکرمک اللہ انہ لیس فی خبر من الاخبار الواردۃ فی ہذا الباب ان یونس قال لہم ان اللہ مہلکہم وانما فیہ انہ دعا علیہم بالہلاک والدعاء لیس بخبر یطلب صدقہ من کذبہ لکنہ قال لہم ان العذاب مصبحکم وقت کذا وکذا فکان ذالک کما قال ثم رفع اللہ عنہم العذاب...... الخ!**‘‘

کسی ایک خبر سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ البتہ یہ آیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کے لئے ہلاکت کی دعا کی اور دعا خبر نہیں ہے کہ اس کے صدق کو کذب سے تلاش کرے۔ لیکن انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ فلاں وقت عذاب آنے والا ہے اور ایسے ہی ہوا۔ جیسا انہوں نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے عذاب اٹھا لیا (انجام آتھم ص۳۰، خزائن ج۱۱ ص۳۰ حاشیہ) میں ہے ’’**اوحی اللہ الی یونس انی مرسل علیہم العذاب**

[1] یہ آپ کی بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ پیشین گوئی صداقت کی دلیل میں پیش کی گئی ہے۔ اس کا سچا ہونا احکام شریعت سے بہت زیادہ مہتم بالشان ہے کیونکہ اس کے پورے نہ ہونے سے نبی کا کاذب ہونا یا خدا کا کاذب ہونا لازم آتا ہے۔ جس سے تمام شریعت درہم برہم ہوجاتی ہے۔ اس میں خوب غور کیجئے۔

فی یوم کذا کذا ‘‘میں بھیجنے والا ہوں ان لوگوں پر عذاب۔ الغرض وعدہ الٰہی کے بموجب عذاب آیا۔ غرض جس[1] روایت میں بوحی الٰہی عذاب کے آنے کا ذکر ہے۔ اس میں اس کے پورا ہونے کا بھی ذکر ہے۔

قرآن شریف میں ’’کشفنا عنهم عذاب الخزی (یونس:۹۸) ‘‘ہم نے ان لوگوں سے عذاب کھول دیا۔ اس آیت شریفہ سے خوب روشن ہوگیا کہ عذاب بھیجا گیا اور آیا آنے کے بعد ان کے ایمان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے عذاب اٹھالیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ عذاب آنے کا وعدہ تھا۔ عذاب آیا اس میں ذرہ برابر فرق نہ ہوا۔ جیسا کہ ’’فکان ذلک کما قال ‘‘سے ظاہر ہے۔ الغرض حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی کو پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ قوم کے ہلاک ہونے کی یہ پیشین گوئی نہیں تھی۔ جیسا کہ کتاب الشفاء کے محقق تحقیق سے صاف ظاہر ہے۔ آپ محض اللہ کے لئے بہت اطمینان سے غور فرمایئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! آپ کی تسلی ہوجائے گی۔ میرے خیال میں آپ کو اس تحریر کے دیکھنے سے کامل تشفی ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین!

قرآن شریف کے کسی مقام سے یہ بات نہیں پیدا ہوتی ہے کہ قوم کی ہلاکت کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہو اور یہی حق ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام پر کبھی اس کی وحی یا الہام نہیں ہوا کہ قوم ہلاک کی جائے گی۔ کسی طالب حق ومنصف کو اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے جو پیشین گوئی تھی وہ پوری ہوئی۔ یا ارحم الراحمین! قرآن شریف کے اوپر پورا پورا ایمان وعمل عطاء فرما۔ آمین! آپ مہربانی فرما کر ملاقات کا موقع پیدا کیجئے بہت سی باتیں نہایت ضروری آپ سے کرنی ہیں۔ والسلام!

آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ نکاح والی پیشین گوئی کو وعید نہیں، کہہ کر وعدہ کہنا ہی غلط ہے۔ مگر (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں ہے: ’’یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے...... الخ!‘‘ خدا کا وعدہ اور وعید کوئی نہیں ٹلتا۔ ’’ما یبدل القول لدیّ (قٓ:۲۹)‘‘ فرمان ربی ہے اور وعدہ اور وعید دونوں کو عام ہے۔ آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ ’’احمد بیگ کے داماد کی موت رجوع سے ٹل گئی۔‘‘ اس کے رجوع پر نہ تو کوئی تحریری ثبوت قابل وثوق ہے نہ کوئی زبانی شہادت اعتبار کے لائق ہے۔ اس کے علاوہ

[1] بغرض توضیح یہ عبارت زیادہ کردی گئی ہے جس پر خط کردیا ہے۔

(کتاب مذکور ص۲۲۴) میں ہے: ’’من می بینم کہ اوشاں سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند ودلہائے اوشاں سخت شد۔ چنانچہ عادت جاہلاں است وایام خوف را فراموش کردند وسوئے زیادتی تکذیب من عود نمودند۔ پس عنقریب امر خدا بر ایشاں نازل خواہد شد چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند۔‘‘

اس عبارت سے صاف روشن ہوگیا کہ پہلے سے زیادہ خبیث وسرکش ومکذب رہے۔ اس لئے ان پر عذاب اترے گا۔ اس کے بہت دنوں بعد الحکم میں چھپا تھا کہ عدالت کے سوال پر فرمایا کہ نکاح ضرور ہوگا۔ خیال وگمان کیسا؟ یقین کامل ہے، خدا کے منہ کی بات ہے، پوری ہوکر رہے گی۔ اس یقین کو آپ دیکھتے ہیں کیسا رجوع اور کہاں کا ٹلنا۔ اس کا کہیں ذکر بھی ہے۔ یہ واقعہ تو مجھ سے زیادہ آپ کو یاد ہوگا۔ آپ خود غور فرمایئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! آپ پر منکشف ہوجائے گا کہ یہ الہام، الہام ربانی نہیں تھا۔ اس کے الہام ربانی نہ ہونے کے بہت وجوہ ہیں۔ عند الملاقات عرض کروں گا۔ آپ مہربانی فرما کر ملئے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس ذات بے نیاز ہے جو چاہا کیا۔

قرآن شریف میں اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بات نہیں ٹلتی۔ اس کا قول نہیں بدلتا۔ اس کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ ’’**لن یخلف اللہ وعدہ** (الحج:۴۷) **لا یخلف اللہ وعدہ** (الروم:۶) **ان اللہ لا یخلف المیعاد** (آل عمران:۹) ‘‘ استغفر اللہ، استغفر اللہ! اگر آپ غور فرمائیں گے تو آپ پر خوب خلاف روشن ہوجائے گا کہ منکوحہ آسمانی والے الہام کو الہام ربانی ثابت کرنے کی بے کار کوشش ولغو فعل ہے۔ آپ ہی خیال فرمایئے کہ دس بارہ برس سے زیادہ تک اپنی بعض تصنیفات میں لکھتے رہے کہ ضرور مرے گا اور نکاح ضرور ہوگا، کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ لاہور میں کس زور سے فرمایا ہے کہ خدا کے منہ کی بات ہے پوری ہوکر رہے گی۔ غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ احمد بیگ کے داماد کے متعلق جو باتیں ہیں۔ پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتیں...... الخ!‘‘ والسلام!

محمد عصمت اللہ سوپول ۱۶/ اگست ۱۹۱۲ء

اس خط کے جواب میں مجھے مولوی عبدالمجید صاحب نے جو خط لکھا ہے اس کو بھی ذیل میں درج کرتا ہوں۔

نحمدہٗ و نصلّی ! ۲۸/ اگست آفس ۔ مولانا مخدومنا ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !
خیریت سے ہوں، حضور کی خیروعافیت کا خواہاں ۔ گرامی نامہ حضور کا پایا ۔ آخر پوسٹ کارڈ کے قبل جو خط حضور نے تحریر فرمایا تھا ۔ اس کو ہم نے بہت غور سے پڑھا ۔ فی الحقیقت جہاں جہاں قرآن شریف میں حضرت یونس کا تذکرہ ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ شہر والوں کے ہلاکت کی پیشین گوئی کی گئی تھی ۔ یہ بھی حضور کا فرمانا بہت درست ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہی دعا تھی ۔ جس کے قبول ہونے کا کہیں وعدہ نہیں آیا ۔ حضور کے گرامی نامہ سے ہم کو پورا اتفاق ہے ۔ لیکن میرے خیال میں اس بات پر غور کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ نکاح والی پیشین گوئی کیوں نہیں پوری ہوئی ۔ بلکہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ نہیں سمجھتے ہیں ۔ ان کو اس بات پر زیادہ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کے اس قدر الہامات و دیگر پیشین گوئیاں کیوں پوری ہوتی رہی ہیں .... الخ ۔
۲۸/ اگست عبدالمجید

اب سب خطوط کے دیکھنے کے بعد کسی منصف مزاج کو کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا ہے کہ میرے قدیم دوست اپنے قدیم خیالات سے جو نکاح والی پیشین گوئی کے متعلق ان کو تھا ۔ اس سے یقیناً رجوع کر گئے اور ان کو کامل تشفی ہوگئی ۔ اس لئے اس پیشین گوئی کے متعلق جس کا ذکر (ص ۱۱ سے ص ۱۴) تک ہے بے ضرور سمجھ کر اس بحث سے علیحدہ ہوتے ہیں ۔ فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ و معیار صداقت و تنزیہہ ربانی وغیرہم جن میں اس پیشین گوئی کے متعلق نہایت محققانہ و تشفی بخش بحث موجود ہے ۔ طالب حق کو بہ نظر انصاف و غور دیکھنا چاہئے ۔ پھر میرے مکرم فرماتے ہیں ۔ سخت الجھن اس بات کی ہے کہ بہت سے بزرگ مرزا قادیانی کو حق پر نہیں جانتے ہیں لیکن وہ اس کا سبب نہیں بتاتے ہیں کہ اگر حق پر نہیں تھے تو اس قدر پیشین گوئیاں کیوں صحیح ہوئیں ۔ خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد ان کے شامل حال کیوں رہی ۔

عبارت مذکورہ بالا سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں :

۱...... بہت سے بزرگ مرزا قادیانی کو حق پر نہیں جانتے ہیں اور وہ اس کا سبب نہیں بتاتے ۔
۲...... اگر حق پر نہیں تھے تو اس قدر پیشین گوئیاں کیوں پوری ہوئیں ۔
۳...... خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد ان کے شامل حال کیوں رہی ۔

جواب نمبر۱: اسلامی دنیا کے تمام جلیل القدر علماء[1] اور اکابر اولیاء کرام میں سے کسی شخص نے مرزا قادیانی کو ان کے قول میں صادق نہیں مانا اور نہ ان پر ایمان لائے۔ حالانکہ ہندوستان، عرب، شام، مصر، بیروت قسطنطنیہ وغیرہ وغیرہ میں بہت اہل اللہ و عارف باللہ ہیں غوث، قطب، ابدال، ولی کامل کسی سے دنیا خالی نہیں ہے۔ مگر کوئی آدمی اس جماعت کا مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لایا۔

اکثروں نے اپنے اقوال وافعال سے مرزا قادیانی کو جھوٹا ہی بتلایا اور بعضوں نے خلل دماغ سمجھ کر مرزا قادیانی کی طرف توجہ نہیں کی۔ مرزا قادیانی کو حق پر نہیں جاننے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی قرآن کریم کی تاویلات باطلہ اور احادیث صحیحہ کی توضیحات فاسدہ کیا کرتے ہیں اور خلاف سنت ان سے اعمال سرزد ہوتے رہے ہیں۔ تحریروں میں مغالطات خفیہ دیا کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی تصانیف کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعوؤں کے زور میں بہت جھوٹے دعوے کئے ہیں۔ یعنی یہ کہہ دیا ہے کہ یہ بات نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں کہیں اس کا پتہ نہیں ہے۔ کہیں یہ کہہ دیا کہ صحیح بخاری میں یوں آیا ہے۔ حالانکہ کسی حدیث میں وہ مضمون نہیں ہے۔ بہت سے غلط واقعات انہوں نے بیان کئے ہیں (جس کا ثبوت رسالہ ہذا و فیصلہ آسمانی و حقیقت المسیح و معیار المسیح وغیرہ کے دیکھنے سے بخوبی ہو جائے گا)

[1] حکیم نورالدین کے سوا اور کوئی اہل علم مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لایا۔ حکیم نورالدین کا شمار علماء کی جماعت میں ضرور ہے۔ مگر اولیاء اللہ کی جماعت میں نہیں۔ حکیم نورالدین صاحب کو قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ کی بات کو ضرور تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ حکیم صاحب کا اقرار ہے کہ میں جناب پیر عبدالغنی صاحبؒ کا اب بھی مرید ہوں۔ جناب پیر عبدالغنی صاحبؒ اگرچہ خاندانی بزرگ ہیں مگر ان کو بہت کچھ فیض قبلہ عالم حضرت مولانا قدس سرہٗ سے پہنچا ہے۔ گویا قبلہ عالم حضرت مولانا قدس سرہ حکیم نور الدین صاحب کے پیر کے پیر ہوئے۔ جس کی تحقیق مولانا عبدالحق صاحب مہاجر مکہ معظّمہ خلیفہ جناب پیر عبدالغنیؒ سے ہوئی۔ اسی وجہ سے مولانا عبدالحق صاحب مہاجر۔ قبلہ عالم حضرت مولانا قدس سرہٗ کے مرید کو چچا کہا کرتے ہیں۔

شہادت علمائے کاملین بخلاف مرزا قادیان

میں اس بیان کے ثبوت میں چند علمائے کاملین ہند کی شہادت پیش کرتا ہوں جو فضیلت علمی کے علاوہ کمالات باطنی رکھتے تھے۔ جو مہدی موعود اور مسیح موعود علیہ السلام کی ظاہری علامتوں کے علاوہ اپنے نور قلب سے انہیں تھوڑے تامل سے معلوم کر سکتے تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کو کاذب سمجھا اور لوگوں کو ان سے مجتنب رہنے کی ہدایت کی۔ سب سے اوّل میں ایسے بزرگ عالی مرتبہ کی شہادت پیش کرتا ہوں جن کی ولایت اور نشانات کا شہرہ اور قبولیت کا ڈنکا صرف ہندوستان ہی کی ہر قوم تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ عرب وعجم اور روم وشام کے علماء ان کے حلقہ بگوش ہوگئے اور سبھوں نے مان لیا وہ قبلہ عالم، قطب دوراں، حضرت اقدس جناب مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ ہیں۔ جنگ روم وروس جو ۱۸۷۵ء میں ہوئی تھی یا اس کے قریب اسی وقت بعض صلحاء کو معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوگئے ہیں۔ اب ان کے ظہور کا وقت عنقریب ہے۔ اس خیال پر بعض اخص الخواص مریدین اہل علم نے قبلہ عالم حضرت مولانا قدس سرہٗ سے دریافت فرمایا جس کو میں بعینہٖ درج کرتا ہوں۔ جس سے ہر طالب حق کی تشفی پورے طور سے ہو جائے گی۔

خط نمبر۱: حضرت مولانا مرشدنا جناب سید محمد علی صاحب قبلہ مدّ فیضہٗ نے بذریعہ عریضہ (جنگ روم وروس کے زمانہ میں) قبلہ عالم حضرت مولانا قدس سرہٗ سے دریافت فرمایا کہ: ’’بعض کساں کہ مشہور باہل کشف اند میگویند کہ ظہور امام مہدی علیہ السلام قریب است حضور چہ می فرمایند۔ والسلام‘‘

اسی عریضہ پر قبلہ عالم حضرت اقدس مولانا قدس سرہٗ نے دست مبارک سے جواب تحریر فرمایا کہ: ’’محض غلط‘‘ یہ کرامت نامہ خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں موجود ہے۔ جن حضرات کو دیکھنا منظور ہو وہ مونگیر تشریف لا کر ملاحظہ فرمائیں۔

خط مذکورہ بالا ۱۸۷۵ء کے قریب کا ہے۔ جس وقت مرزا قادیانی کی عمر غالباً ۳۷، ۳۸ برس کی ہو چکی تھی اور الہام ہونا بھی شروع ہوگیا تھا۔ اس جواب سے صاف روشن ہے کہ ظہور مہدی علیہ السلام کا زمانہ اس وقت قریب بھی نہ تھا چہ جائے کہ ظہور ہوگیا ہو۔

تحریر نمبر۲: مرزا قادیانی کے انتقال سے پندرہ، سولہ برس پہلے جس وقت مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ومہدویت مشہور ہو چکا تھا۔ یعنی ۱۳۱۰ھ میں حضرت مرشدنا قبلہ مدّ

فیضہ نے زبانی قبلہ عالم حضرت مولانا قدس سرہٗ سے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق دریافت فرمایا۔ حضرت مرشدنا قبلہ مدّ فیضہ، کا معمول تھا کہ ملفوظات قبلہ عالم حضرت مولانا قدس سرہٗ کا اکثر ضبط تحریر فرمالیا کرتے تھے۔ حسب معمول کے اس فرمان کو بھی ضبط تحریر فرمایا۔ اسی تحریر سے مرزا قادیانی کے متعلق جو کچھ سوال معہ جواب ہیں۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس کے دیکھنے سے کسی طالب حق کو مرزا قادیانی کے جھوٹ پر ہونے میں کچھ تامل نہیں ہوسکتا ہے۔

وہ تحریر یہ ہے: ''میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا: کہ ہم سے لوگوں نے دریافت کیا تھا ہم نے کہہ دیا کہ وہ جھوٹا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آخر اس کا سبب کیا ہے۔ فرمایا: کہ شیطانی اغواء اور کیا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن وحدیث کو مانتا ہے۔ اس کے اتباع کا مدعی ہے۔ فرمایا: کہ ایسے ماننے سے کیا ہوتا ہے۔ صحابہ کے مخالف ہے۔ حضرت نے اس کی برائی میں کچھ الفاظ فرمائے تھے۔ وقت لکھنے کے مجھے اسی قدر یاد رہے۔''

یہ تحریر بھی خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں موجود ہے جو حضرات چاہیں خوشی سے آکر دیکھ سکتے ہیں۔

خط نمبر۳: حضرت مولانا سید شاہ محمد امین صاحب بریلوی دامت فیوضہم بنام مولانا محمد عصمت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم ۔ از فقیر محمد امین عفا اللہ المتین حسنی الحسینی۔ بمولوی صاحب کرم فرما سلامت۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! واضح ہو کہ فقیر سفر پر تھا بعد مرور قریب ہفت ماہ مراجعت وطن کی نوبت پہنچی۔ اس لئے التواء جواب میں ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت اصل حقیقت درک کی گئی۔ اصل حقیقت پر خدا ہی بخوبی دانا وبینا۔ مگر باحوال ظاہر جو طشت از بام ہے وتالیفات مشتہرہ جو نظر سے گزری۔ شعر:

دیدار می نمائی وپرہیز مے کنی　　　باز او خویش وآتش ماتیز مے کنی

ضرور مسلک خلاف ما انا علیہ واصحابی کے ہے۔ ضروری پر حذر رہنا چاہئے۔ جس قدر علم واعتقاد اس فقیر کا زیر قلم ہوا۔ الحمدللہ! کہ توفیق ربانی شامل، جس نے برانگیختہ تحقیق پر کیا توفیق رفیق باد زیادہ۔''

والسلام مع التواضع والاکرام

۲۳؍جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ از نصیر آباد

خط نمبر۴: حضرت مولانا سلطان احمد صاحبؒ بنام مولانا محمد عصمت اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’ہم نے مولانا حافظ عبداللہ صاحب (غازی پوری) کی رائے دریافت کی تھی۔ جواب میں انہوں نے وہی لکھا ہے جو ہم نے عرض کیا۔‘‘

(مولانا حافظ عبداللہ صاحب) لکھتے ہیں کہ: ’’ان کے موافقین اور وہ مدعی ہوتے ہیں کہ پیشین گوئیاں پوری ہوا کرتی ہیں اور مخالفین کو بشد ومد انکار ہے اور ہوتا ہے۔ اس لئے جانچ کا یہ طریقہ ہم سے مسدود ہے۔ رہ گئے دلائل سو نا تمام ہیں۔ آدمی از بس مقرر ہیں ان کے دلائل میں مغالطات خفیہ ہوتے ہیں۔ جن کا نکالنا ہر ایک کا کام نہیں۔‘‘

انتہیٰ ملخصاً! از سلطان احمد عفی عنہ ۱۶/شعبان ۱۳۲۰ھ روز چہار شنبہ

خط نمبر۵: حضرت مولانا سلطان احمد صاحبؒ بنام مولانا محمد عصمت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’مولوی اشرف علی صاحب (تھانوی) لکھتے ہیں کہ مجھے معتبر ذریعوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی، عمداً یا خطاءً ابتلاء شدید میں مبتلاء ہے اور خلاف سنت افعال ان سے سرزد ہوتے ہیں اور ایسا شخص بحق اور مصیب نہیں ہوسکتا۔ حقیقت ان کی عیاں ہوچکی۔ اب زیادہ ان کے باب میں تفتیش وکاوش کی ضرورت نہیں۔‘‘

۳۰/رمضان المبارک ۱۹۰۰ء سلطان احمد غفراللہ لہٗ!

خط نمبر۶: حضرت مولانا صوفی عبدالعظیم صاحب غازی پوری بنام مولانا عصمت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

’’مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! ان دنوں ایک کرم فرما نے رسالہ تحفہ گولڑویہ مرزا قادیانی کی تالیف میرے مطالع کے لئے عنایت کیا ہے۔ نصف تو بالاستیعاب میں نے دیکھا۔ باقی میں دل نہیں لگتا۔ کچھ علالت سے، کچھ ان کی بیہودہ سرائی سے، خلل دماغ کے علاوہ یہ شخص دھوکا بہت دیتا ہے۔ دو لفظ حدیث کے لکھ کر اور ساری عبارت کا ترجمہ اپنے موافق کر دیتا ہے۔ جب کتاب نکالی جاتی ہے۔ اس وقت ان کی کارروائی معلوم ہوتی ہے۔‘‘ اللہ رحم کرے۔ آمین! بخدمت منشی محمد معز صاحب مختار السلام علیکم فقط!

۱۷/اگست ۱۹۰۴ء

خط نمبر۷: حضرت مولانا صوفی عبدالعظیم صاحب غازی پوری تحریر فرماتے ہیں:

’’از ابونعیم عبدالعظیم بخدمت گرامی درجت محی السنہ جناب مولوی محمد عصمت اللہ

صاحب مدظلہٗ بعد سلام علیکم وقلبی لدیکم مدعاء! اینکہ عنایت نامہ وصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مقدمہ کی سرسبزی سے سرخرو کرے۔ آمین! دعا تو وقتاً فوقتاً کرتا ہوں۔ مگر میں کیا اور میری دعا کیا۔ ہاں شاید اس کی رحمت نوازی ہو تو کوئی عجب نہیں۔ ارحم الراحمین اس کی صفت ہے۔ آپ بار بار ذکر مرزا قادیانی کا کیوں کرتے ہیں۔ علماء حال میں ہم آپ کو عاقل وفہمیدہ جانتے تھے۔ یہ کیا ہوگیا ہے؟ احادیث وعلم کلام کی کتابیں نسیاً منسیاً ہوگئیں۔ مرزا قادیانی میں ’’اذا رؤا ذکــــر اللہ‘‘ کی صفت پائی جاتی ہے؟ صالح کا کام یہی کہ آیات قرآنی کی تاویلات باطلہ کرے اور احادیث کی توضیحات فاسدہ کیا کرے؟ اور خلاف مسلک اہل سنت والجماعت عقائد تعلیم کرے۔ درپردہ دعویٰ نبوت کرے جس کا یہ قول ہو کہ نبوت من کل الوجوہ ختم نہیں ہوئی؟ اس کا حال آپ دربار سے دریافت کرانا چاہتے ہیں۔ کیا اس کو مہتر وسردار کی پنچایت تصور کیا ہے یا جس سے دریافت کرانا منظور ہے۔ اس کو خارج دربار کرنا مقصود ہے؟ آپ کو عقیدت ہے تو جایئے بیعت کیجئے حضرت مسیح کے حواری ہو جایئے اور نقد بھی ہاتھ لگایئے۔ میں نے پہلے مختصر جملہ لکھا تھا کہ: ’’ان کو خلل دماغ ہے۔‘‘ مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض متعدی ہے۔ معتقدوں کی طرف بھی رجوع کرتا ہے۔ **لاحول ولا قوۃ!** اگر وہ ولی ہے تو آپ کو کیا؟ کس آیت وحدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ہر ولی کی محبت فرض ہے۔ ہاں! جن کی ولایت کتاب وسنت سے بدلائل ثابت ہو، اس کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہئے اور اللہ ورسول کا مطیع اس کو تصور کرنا لازم ہے۔ نہ ایسے ویسے بازاری کی، جو شخص میرے آقا سرکار کا کفش بردار ہو، اس کی جوتی ہمارے سر پر چاہے وہ چمار ہی کیوں نہ ہو اور جس کو میرے سرکار سے ذرا بھی چشمک ہو اس بدمعاش سے ہم کو کیا مطلب؟ چاہے وہ بڑا شریف ہی ہو۔ ہر شخص کی حالت کو کتاب وسنت پر عرض کیجئے۔ اگر مطابق ہو’’فھو المراد. واذا لیس فلیس‘‘ خرق عادت شرط ولایت سے نہیں ہے۔ ساحر سے بھی خرق عادت ہوتی ہے۔ بازی گر بہت کام مثل خرق عادت کے کرتے ہیں۔ فافہم! زیادہ طول تقریر باعث ناخوشی کی ہوگی۔ لہٰذا معافی چاہتا ہوں۔‘‘ فقط بخدمت مختار صاحب السلام علیکم فقط!

یہ خطوط ان علماء ربانی کے ہیں جن حضرات نے محض اللہ کے لئے دریافت کرنے پر حق بات لکھ دی۔ ان حضرات کو مرزا قادیانی سے نہ قبل میں نہ اس وقت اور نہ اب کوئی ذاتی عناد تھا اور نہ ہے۔ نفسانی اغراض سے یہ مقدس گروہ بالکل علیحدہ ہے۔ اب تک مرزا قادیانی سے ان

لوگوں کو مقابلہ، مناظرہ ومباحثہ، مباہلہ کچھ نہیں ہوا اور نہ ان لوگوں کو فرصت وضرورت تھی کہ ان کی طرف توجہ کرتے۔ سائل نے سوال کیا۔ سیدھی سی حق بات کہہ کر الگ ہوگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ ان لوگون نے جو کچھ کہا بغرض حق وتحصیل رضامندی باری تعالیٰ کہا۔

اگر حق پر نہیں تھے تو اس قدر پیشین گوئیاں کیوں پوری ہوئیں:

جواب نمبر۲: میں کہتا ہوں کہ کسی سچے نبی کا یہ کام نہیں تھا کہ اپنی پیشین گوئیوں کو اپنی صداقت کا معیار ٹھہرائیں۔ یہ بات واقعات عالم اور مشاہدہ وتجربہ سے ثابت ہورہی ہے کہ پیشین گوئیاں سچے نبی اور رمّال، جفّار، نجومی، کاہن، دانشمند، اہل فراست اور تجربہ کار وغیرہ وغیرہ بھی کیا کرتے ہیں۔ سچے نبی علم الٰہی سے اور رمّال، جفار، دانش مند وغیرہ وغیرہ اپنے اپنے حساب کتاب وتجربہ کاری وفراست سے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ نبی کی پیشین گوئیاں کبھی ایک بھی ہرگز غلط نہیں ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ وہ علم الٰہی سے کہتا ہے۔ نبی کی کسی ایک الہامی پیشین گوئی کے بھی غلط ہوجانے پر نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ علاّم الغیوب کے علم پر جہل کا الزام عاید ہوجائے گا۔ وہ ذات پاک ہر عیب سے منزہ وپاک ہے۔ اس لئے نبی کی پیشین گوئیاں جھوٹ ہوجانے سے اس نبی کے جھوٹے ہونے کی صریح دلیل ہوگی اور سچ ہوجانے سے دلیل نبوت نہیں ہوسکتی ہے اور رمّال، جفار اور کاہن وغیرہ کی کل پیشین گوئیاں صحیح ہوجانے سے بھی وہ نبی[۱] نہیں ہوسکتا ہے۔ پیشین گوئیوں کا سچا ہونا نبی اور غیر نبی میں فارق

[۱] امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں: ''ان الکاھنة البغدادیة التی نقلھا السلطان سنجرین ملک شاہ من بغداد الی خراسان وسالھا عن الاحوال الأتیة فی المستقبل فذکرت اشیاء ثم انھا وقعت علی وفق کلامھا. قال مصنف الکتاب وانا قد رایت اناسا محققین فی علوم الکلام والحکمة حکوا عنھا انھا اخبرت عن الاشیاء الغائبة اخباراً علی سبیل التفصیل وجاء ت تلک الوقایع علی وفق خبرھا. بالغ ابوالبرکات فی کتاب المعتبر فی شرح حالھا وقال قد تنحصت عن حالھا مدة ثلاثین سنة حتی تیقنت انھا کانت تخبر عن المغیبات اخباراً مطابقاً '' امام فخرالدین رازیؒ تفسیر کبیر میں کہتے ہیں کہ ایک بغدادیہ کاہنہ کو سلطان سنجر بغداد سے خراسان لے گیا اور بہت سے آئندہ حالات اس نے دریافت کئے اور اس عورت نے ان کا جواب دیا اور جیسا اس نے کہا تھا اسی کے مطابق ہوا۔ (یعنی جو پیشین گوئی اس نے کی تھی وہ پوری ہوئی) امام فخرالدین رازی کہتے ہیں کہ میں نے بعض ایسے علماء کو دیکھا جو علم کلام اور علم حکمت کے محقق تھے۔ انہوں نے اسی کاہنہ عورت کی نسبت بیان کیا کہ اس نے بہ تفصیل بہت سی آئندہ باتوں کی خبر دی۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کا ظہور ہوا اور ابوالبرکات نے اپنی کتاب معتبر میں اس کا مشرح حال بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے تیس برس تک اس کے حالات کو تحقیق کیا۔ یہاں تک کہ مجھے یقین ہوگیا کہ اس کی پیشین گوئیاں صحیح ہوتی ہیں۔

نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم نے خود اس کا فیصلہ کردیا ہے اور حضور پرنور ﷺ کی نبوت کا یہ نشان قرار دیا ہے کہ اس کی ملکی قوت نہایت بلند ہوتی ہے۔ ملاء اعلیٰ کی جانب سے ان پر علوم اور الٰہی حالات وارد ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے مزاج اور خلقت اور خلق میں تناسب ہوتا ہے۔ ان میں جزئی رایوں کی وجہ سے بے تابی نہیں ہوتی۔ سب لوگوں سے زیادہ وہ جادۂ راست کا پابند ہوتا ہے۔ عبادت میں نہایت پسندیدہ ان کی شان ہوتی ہے۔ لوگوں کے معاملات میں انصاف پسند ہوتا ہے۔ منفعت عام کا ہمیشہ راغب رہتا ہے۔ کسی کو بالطبع ایذاء نہیں دیتا۔ ہاں! اگر تخفیف اور ایذاء پر منفعت عام موقوف ہو یا نفع عام کو ایذا لازم ہو تو البتہ اس سے ایذا پہنچ سکتی ہے۔ عالم الغیب کی طرف ہمیشہ اس کا میلان رہتا ہے۔ لوگوں کو راہ راست پر لاتا ہے، پاک کرتا ہے۔ نور وحکمت کے زیور سے آراستہ کرتا ہے۔ صفات ذمیمہ کی جگہ، اخلاق حمیدہ کی روح پھونکتا ہے۔ نیکی پھیلاتا ہے، بدی کو مٹاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

برخلاف اس کے مرزاقادیانی سے تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہاں مرزاقادیانی ایسے نبی ہوئے کہ ان سے تو یہ سب صفات ظہور میں نہیں آئے۔ بلکہ اس کے برعکس تیس کروڑ مسلمانوں میں سے بجز معدودے چند کے سب کو کافر بنادیا ہے۔ اپنے رسول نہیں ماننے والے کو جہنم میں اوندھا گرا رہے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم نبی ہیں ان کی سخت توہین کی۔ نعوذ باللہ منہا نقل کفر کفر نباشد! ان کو چور، مکّار، فریبی ان کے معجزات بیّنہ کو نفرتی مسمریزم کا کرشمہ بتایا۔ آپ کی نانیوں کو زناکار اور کسبی عورتیں ظاہر کیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم وازالۃ الاوہام) ملاحظہ ہو (اے مرزائیو! غور کرو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرو کہ نبی کی شان یہی ہوتی ہے کہ گزشتہ نبی کو گالیاں دے۔ نعوذ باللہ من ذلک اذکروا موتاکم بالحسنات کے خلاف اپنا نمونہ پیش کرے) نور حکمت کے زیور سے تو کیا آراستہ کرتے بلکہ جو پہلے سے اچھے تھے وہ بھی مرزاقادیانی کی صحبت اور تعلق کی وجہ سے اخلاق حمیدہ کے لباس سے عاری ہوگئے۔ جیسے خلیفۃ المسیح نے کہ مرزاقادیانی کی محبت میں قرآن وحدیث سب کو پس پشت ڈال دیا اور ایسی رکیک اور لایعنی تاویل کرنے لگے کہ جن کو عقل وانصاف سے کچھ سروکار نہیں معلوم ہوتا۔

مثلاً (ریویو ج۷و۸) ۱۹۰۸ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرزاقادیانی کی اولاد سے اور محمدی بیگم سے شادی ہوجانے سے نکاح والی پیش گوئی پوری ہوجائے گی اور اس کو قرآنی

جواب بتایا ہے۔ جس کی غلطی تتمہ فیصلہ آسمانی حصہ اوّل میں نہایت عمدگی سے ظاہر کی گئی ہے۔ حکیم صاحب کو یہ بھی خیال نہیں رہا کہ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو اپنی صداقت کا معیار مقرر کیا ہے۔ پھر کیا معیار صداقت ایسا ہوسکتا ہے کہ ان کے مرنے اور سڑنے کے بعد اس کا ظہور ہو۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ دوسری پیشین گوئی جو اس کا ضمیمہ ہے۔ اسے مرزا قادیانی خدا کا سچا وعدہ بیان کرتے ہیں اور اپنی زندگی میں اس کے پورا نہ ہونے پر اپنے کو ہر بد سے بدتر کا خطاب دے چکے ہیں۔ پھر کیا آیت: ''**فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله** (ابراهیم:۴۷)'' یعنی ایسا گمان نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ نسیاً منسیاً ہوگئی؟ اللہ ورسول کے خلاف کرنے سے ایسا ہی نتیجہ ملتا ہے اور عقل سلیم بھی جاتی رہتی ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار!** مرزا قادیانی نے تو کوئی نیکی نہیں پھیلائی۔ صفات ذمیمہ کی جگہ اخلاق حمیدہ تو کسی میں نہیں آئے۔ ہاں مرزا قادیانی نے یہ ضرور کیا کہ اپنے لئے عید اور دنیا کی تباہی چاہی۔ فرماتے ہیں شعر:

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

مرزا قادیانی اپنی پیشین گوئیوں کو معیار صداقت بتلاتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ زیادہ تر پیشین گوئیاں ان کی غلط نکلیں اور خاص کر جن جن پیشین گوئیوں میں مرزا قادیانی نے تحدی کی ہے سب کی سب بلا استثناء غلط ہوگئیں۔ نموناً ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میرے معزز دوست غور وتامل سے ملاحظہ فرماویں اور اپنے مسیح کاذب کے جوٹے الہامات اور غلط پیشین گوئیاں کا انبار دیکھیں:

(ا،ب): مرزا کی پیش گوئیاں

مرزا قادیانی نے منکوحہ آسمانی وموت سلطان محمد بیگ (شوہر محمدی بیگم) والی پیشین گوئی کو نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا ہے۔ بہ نسبت اس کے مرزا قادیانی کے متعدد الہامات واقوال ملاحظہ ہوں۔ جو واقعات عالم اور خود مرزا قادیانی ہی کے اقوال سے غلط ثابت ہوتے ہیں:

۱...... ’’خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ احمد بیگ کی دختر کلاں کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔‘‘ (مرزا قادیانی کا اشتہار مرقوم ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۷)

مرزا قادیانی کا محمدی بیگم سے شادی نہ ہونے سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ خدائے قادر مطلق نے کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ کیونکہ سلسلہ جنبانی کرنے کو جب قادر مطلق فرماتا تو اس کا نتیجہ ضرور ہوتا اور مرزا قادیانی سے محمدی بیگم کی شادی ضرور ہوجاتی۔ مگر شادی نہ ہونے سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ سلسلہ جنبانی کرنے کا حکم خدا نے نہیں دیا تھا۔

۲...... اسی اشتہار میں یہ بھی فرماتے ہیں: ’’ان دنوں بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ اس لڑکی کو ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۸)

اس کے الفاظ میں اچھی طرح نظر کی جاوے۔ یہ الفاظ اور اس بیان کا طرز تحریر نہایت روشن طریقے سے بتارہا ہے کہ اس پیش گوئی میں نہ خطاب عام ہوسکتا ہے۔ نہ اس میں کوئی مانع آسکتا ہے۔ اس سے یقینی طور سے ظاہر ہورہا ہے کہ اس کے شوہر کو مرنا یا طلاق دینا ضرور ہے تاکہ کوئی مانع نہ رہے۔ مگر افسوس ہے کہ نہ میرے مکرم دیکھتے ہیں، نہ حکیم صاحب خیال کرتے ہیں اور محض زبردستی صریح خلاف واقعہ بات کہی جاتی ہے کہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

۳...... اور پھر اسی اشتہار میں ہے: ’’خداتعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔‘‘ (حوالہ ایضاً)

مرزا قادیانی کس تاکید کے ساتھ محمدی بیگم کا واپس آنا بتلا رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ انجام کار میں کوئی نہیں روک سکتا ہے۔ میرے پاس ضرور آئے گی۔ مگر اس قدر وعدہ کرنے پر بھی مرزا قادیانی کا خدا عاجز ہی رہا اور مرزا قادیانی کی طرف اس کو واپس نہ لاسکا اور اپنے اوپر دروغ گوئی کا الزام لینا پسند فرماکر سلطان محمد بیگ کو جس کی موت کو مرزا قادیانی کی زندگی میں تقدیر مبرم بتلا کر اس پر مرزا قادیانی کو وثوق دلا چکا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا خدا سلطان محمد بیگ کو مطابق اپنے الہام کے جو مرزا قادیانی پر نازل کیا ہے (جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا ورسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے) (معیار

الاخیار، مطبوعہ ۱۶؍جون ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵) اور چونکہ محمدی بیگم کا شوہر سلطان محمد بیگ مرزا قادیانی کا مرید نہ ہوا۔ اس لئے وہ بھی اس الہام کے مطابق مرزا قادیانی کا دشمن اور مرزا قادیانی کے خدا کے نزدیک جہنمی ہے) جہنمی سمجھ رہا ہے۔ اتنا وعدہ کرنے بھی اپنے ایک نبی کو جس کو اپنے برابر اختیارات کن فیکون عطا کر چکا ہے۔ جس کو ''اے احمد انت مرادی'' کہہ چکا ہے۔ بمقابلہ ایک جہنمی کے جھوٹا کر رہا ہے۔

میرے معزز دوست! حسرت وافسوس ہے کہ آپ بھی ان الہامات واقوال پر غائر نظر نہیں ڈالتے۔ کیا تعصب نے اندھا کر دیا ہے۔ خدائے قدوس کا کلام ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی ظاہر فرمارہے ہیں۔

۴...... اور پھر (انجام آتھم ص۲۱۶، خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں ایک عربی الہام مطابق مفہوم نمبر۳ کے بیان کر کے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ ''خدا اس عورت کو میری طرف واپس لائے گا۔ بلاشک ہم اس کے کرنے والے ہیں۔ ہم نے نکاح کر دیا۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اس میں شک مت کر۔ خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتی۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔''

مرزا قادیانی اس لڑکی کے واپس آنے میں درمیان سے سب روک کو اٹھا رہے ہیں اور اس کو وعدہ خداوندی بتلا رہے ہیں۔ اس عبارت سے صاف سمجھ میں آرہا ہے کہ درمیان میں کوئی شرط وغیرہ کا بھی روک نہیں رہ سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کا یا ان کے متبعین کا شرط لگانا محض غلط ہوگیا۔ مرزا قادیانی نے صرف لوگوں کو فریب دینے کی نیت سے شرط لگا کر ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا ہے۔

۵...... (شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۶) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''وہ پیش گوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں: احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی معیاد کے اندر فوت ہو۔

۶...... اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے۔ اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۷...... اور پھر مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔''

بیان سابق اور لاحق نہایت زور سے بتا رہا ہے کہ اس شادی سے مراد اس کی دوسری شادی ہے۔ جو مرزا قادیانی سے ہوگی۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ وعید کی پیشین گوئیاں توبہ اور رجوع سے ٹل جایا کرتی ہیں۔ وعید میں تاخیر ہو تو ہو۔ مگر تقدیم نہیں ہوسکتی

ہے۔ پھر احمد بیگ کو دواڑھائی برس کے بعد تیسرے برس کے ختم ہونے تک مطابق پیش گوئی کے مرنا چاہتا تھا یعنی مرزا قادیانی احمد بیگ ہوشیار پوری کا مرنا تین سال کے اندر اسی وقت بتلاتے ہیں۔ جب کہ اس لڑکی کا شوہر مرکروہ عورت اپنی عدت کو پورا کر کے مرزا قادیانی سے بیاہی جائے۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئی کی تطبیق اور الفاظ سے ظاہر ہورہا ہے کہ پہلے اس کے شوہر کو مطابق الہام یا پیش گوئی مرزا قادیانی کے مرنا چاہئے تھا۔ تب مرزا قادیانی سے دوسری شادی ہوتی اور اس دوسری شادی کے وقت تک اس کے باپ کا زندہ رہنا مطابق الہامی الفاظ کے ضروری تھا۔ اس لڑکی کے باپ کا چھ مہینے کے اندر اتفاقیہ مرجانے سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق ہرگز نہیں مرا۔ کیونکہ اس کے مرنے کے قبل اس لڑکی کے پہلے شوہر کا مرنا اور دوسری شادی ہوجانے کی شرط لگی ہوئی ہے۔ تاوقتیکہ یہ دونوں شرطیں نہ پوری ہوئیں اس کے باپ کے مرنے کو اتفاقیہ موت سے مرنا کہیں گے نہ کہ مطابق پیش گوئی کے۔ غرض مرزا قادیانی احمد بیگ ہوشیار پوری کے مرنے کے مطابق پیش گوئی کے بتلا رہے ہیں۔ یہ بھی صریح غلط نکل گئی۔ یعنی احمد بیگ مطابق پیش گوئی مرزا قادیانی کے نہیں مرا اور اگر ہم مان لیں کہ پیش گوئی کی معیاد میں مرگیا تو جب ایک ہی وقت کی متعدد پیش گوئیاں یقیناً غلط ہوگئیں تو نہایت ظاہر ہے کہ اس ایک کا وقوع میعاد کے اندر اتفاقی ہے۔

۸...... ’’اور پھر وہ دختر بھی[۱] تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے تک اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔‘‘ اس میں دو پیش گوئیاں ہیں۔ ایک اس کے بیوہ ہونے کی۔ دوسری اس کے نکاح ثانی ہونے کی۔ مگر واقعات سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ نہ وہ عورت بیوہ ہوئی اور نہ اس کا عقد ثانی ہوا۔ یہ دونوں پیشین گوئیاں بھی صریح غلط ہوگئیں۔

۹...... ’’اور پھر یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔‘‘

(شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۶)

۱۰...... ’’اور پھر اس عاجز سے نکاح ہوجائے۔‘‘

(شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۶)

[۱] یہ عبارت اگرچہ مہمل ہے۔ مگر چونکہ بعینہٖ مرزا قادیانی کے الفاظ ہیں۔ اس لئے ایسے ہی نقل کردیئے گئے۔ اس سے ناظرین مرزا قادیانی کی تحریری قابلیت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

مرزا قادیانی قبل ان واقعات کے پورے ہونے کے مرگئے۔ یعنی نہ اس کا شوہر مرزا قادیانی کے سامنے مرااور نہ مرزا قادیانی سے اس کا نکاح ہوا۔ یہ دونوں پیش گوئیاں بھی صریح غلط ہوگئیں۔

۱۱...... مرزا قادیانی (اشتہار۲/مئی ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۱۹) میں فرماتے ہیں: ’’خداتعالیٰ کی طرف سے بھی مقدر اور قرار پاچکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خداتعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لاوے۔‘‘

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ملہم کو انجام کی خبر نہ تھی۔ جب ہی تو دوطرح کی بات کہی۔ اگر مرزا قادیانی کا ملہم علاّم الغیوب ہوتا تو ضرور ایک طرح کی خبر دیتا۔ باکرہ خواہ بیوہ جو اس کے علم میں مقدر ہو چکا تھا وہی بتلاتا۔ دو طرح کی بات بتلانے سے نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ علاّم الغیوب پر جہل کا الزام عاید ہوتا ہے۔ جس سے وہ پاک اور بری ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے اس قول سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا ملہم اللہ تعالیٰ نہیں تھا۔ کیونکہ نہ باکرہ ہونے کی حالت میں شادی ہوئی اور نہ بیوہ ہونے کی نوبت پہنچی کہ مرزا قادیانی سے شادی ہوتی۔ بلکہ مرزا قادیانی خود ہی قبل ان واقعات کے چل بسے۔ غرض مرزا قادیانی نے شادی ہوجانے کے خیال سے اللہ تعالیٰ پر افتراء کر کے اپنے ہی کلام کو الہام ربانی ظاہر کیا تھا یا شیطانی الہام کو رحمانی سمجھا۔

داماد احمد بیگ کی موت کے بارے میں مرزا قادیانی نے دومرتبہ پیش گوئی کی

<u>پہلی مرتبہ</u>: ’’وہ روز شادی سے اڑھائی برس کے اندر مرجائے گا۔‘‘ اس کا جھوٹ ہونا جب اظہر من الشّمس ہوگیا اور اس پیش گوئی کے مطابق داماد احمد بیگ نہیں مرا اور مرزا قادیانی جھوٹے ہوگئے تو پھر یہ فرمانے لگے۔

۱۲...... <u>دوسری مرتبہ</u>: ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘ (حاشیہ انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۱۳...... (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص۲۲۳) ’’بلکہ اصل امر برحال خود قائم است وہیچ کس باحیلۂ خود او را ردنتواں کرد۔ وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است وعنقریب

وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے ما مبعوث فرمودہ او را بہترین مخلوقات گردانید کہ ای حق است وعنقریب[1] خواہی دید ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار میگردانم ومن نگفتم الا بعد از آنکہ از رب خود خبر دادہ شد۔‘‘

۱۴...... (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) ’’یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی (احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ میرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمق! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔‘‘

گزشتہ تینوں الہامات واقوال سے سمجھا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں داماد احمد بیگ کی موت کو اپنے جھوٹے اور سچے ہونے کا معیار مقرر کیا ہے اور مرزا قادیانی خود نہیں کہتے ہیں بلکہ خدا کا سچا وعدہ بتلاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر مرزا قادیانی کی موت نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی مفتری تھے۔ کیونکہ احمد بیگ کا داماد ہنوز زندہ ہے۔ مرزا قادیانی پر کوئی الہام نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ان کی دلی آرزو تھی جسے وہ الہام سمجھے۔ صرف دو پیش گوئی یعنی منکوحہ آسمانی واس کے شوہر کی موت کے بارے میں چودہ پندرہ الہامات مع اقوال مرزا قادیانی کے جھوٹے ہوگئے۔ میرے معزز دوست مرزا قادیانی کے بناوٹی الہامات واقوال پر غور فرمائیں۔ مرزا قادیانی ہی کے اقوال سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان دونوں پیش گوئیوں میں نہ کوئی شرط تھی اور نہ یہ الہامات ربانی تھے۔ اس کی مفصل بحث فیصلہ آسمانی کے حصہ سوئم میں ملاحظہ فرمائیے۔ پوری تشفی ہو جائے گی۔ اگر حق طلبی آپ کے قلب میں باقی ہے۔

مرزا قادیانی نے شادی ہو جانے کے خیال سے ڈرا دھمکا کر اور کسی جگہ چاپلوسی سے کام نکلنا چاہا۔ جب شادی ہونے کا انداز نہ رہا تو توبہ کی شرط لگا کر بات بنادی۔ میاں محمود صاحب نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں اس پیش گوئی کے متعلق بہت غلط باتیں لکھی ہیں۔ جس کے بارے میں اس جگہ صرف اس قدر کہتا ہوں کہ اوّل تو انہوں نے سمجھا ہی نہیں اور اگر

[1] یہ الفاظ نہایت صفائی سے بتا رہے ہیں کہ اگر اس پیش گوئی میں کوئی شرط یا کوئی روک تھی تو اس شرط کا پورا ہو جانا اور اس روک کا دور ہو جانا ضروری تھا تاکہ اس پیشین گوئی کا ظہور ہوتا اور احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے مرتا اور معیار صدق پایا جاتا۔ جب وہ نہ مرا تو بالضرور مرزا قادیانی کے کہنے کے بموجب معیار کذب ان کے لئے پایا گیا اور ضرور پایا گیا۔ اہل حق کو اس میں ذرا تامل نہیں ہوسکتا۔

سمجھا ہے تو دروغ گوئی کا استعمال کیا ہے۔ جس کے بارے میں انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ تشحیذ الاذہان کا جواب علیحدہ ایک رسالہ میں دیا جائے گا۔ تعجب تو یہ ہے کہ حکیم صاحب کے ہوتے ہوئے ایسی ایسی غلط باتیں شائع ہورہی ہیں۔ مگر وہ بھی کچھ نہیں کہتے۔ اس لئے گمان غالب ہوتا ہے کہ درپردہ انہیں کی تحریر ہے یا ان کی دیکھی ہوئی تو ضرور ہے۔ مگر فیصلہ آسمانی حصہ سوئم کے دیکھنے سے تمام باتوں کا جواب معلوم کریں گے اور علیحدہ بھی اس کا جواب لکھا جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

(ج): ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت یہ پیش گوئی کی

''خدا سچے کا حامی ہو۔ میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے میری نسبت یہ پیش گوئی کی ہے۔ مرزا مسرف کذاب اور عیّار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اور اس کی معیاد تین سال بتائی گئی۔ اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو پہچانا نہ جانا'' رب فرق بین صادق وکاذب انت تری کل مصلح وصادق ''اے میرے رب تو صادق اور کاذب کے درمیان فرق کر کے دکھلا تو ہر مصلح اور صادق کو دیکھتا ہے۔ المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی ۱۶/اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴/جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۵۹،۵۶۰)

میرے دوست ملاحظہ کریں کس زور کے الفاظ ہیں اور مقبولان خدا کی علامت کیا بتا رہے ہیں۔ واقعات سے ثابت ہورہا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہنوز زندہ ہیں اور مرزا قادیانی مطابق الہام ڈاکٹر صاحب کے تین برس کے اندر مرگئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب غالب آئے اور مرزا قادیانی مغلوب ہوئے اور جو علامت مقبول ہونے کی مرزا قادیانی نے بیان کی تھی وہ ان میں نہیں پائی گئی۔ بلکہ ان کے مخالف میں پائی گئی۔ میرے دوست ایسے زبردست مدعی کی ایسی عظیم الشان ناکامیابیوں پر کیوں نہیں غور کرتے۔ یہاں پر مرزا قادیانی کے قبولیت دعا کے دعوے پر نظر کر کے ایسے ضروری موقع پر ان کی دعا کے نہ قبول ہونے پر لحاظ فرمائیے۔

اے جماعت احمدیہ! میں آپ حضرات سے بہی خواہانہ عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی اور اور باتوں کو جیسے آپ مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں ویسے ہی مرزا قادیانی کے اس قول کو کیوں نہیں مانتے اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ جس کو مرزا قادیانی نے الہاماً پیش کیا ہے اور اسی الہام کے رو سے مرزا قادیانی کاذب ثابت ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہ سوال ضرور کرے گا کہ تم لوگ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کیوں مانتے رہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کے الہام نے خود ان کو کاذب بتلادیا۔ اس وقت بجز حسرت وافسوس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جائیں گے کہ میری بے وقت ہلاکت اور موت سے آفتاب کی طرح روشن ہو چکا تھا کہ میں فریب خوردہ وکاذب تھا۔ پھر یہ لوگ مجھے کیوں مسیح موعود مانتے رہے۔ اس کے جواب دہ وہ خود ہیں۔ کیونکہ میں اپنے الہام میں خود ہی ظاہر کر چکا ہوں کہ اگر میں پہلے مرگیا تو میں جھوٹا ہوں۔

(د): مسٹر عبداللہ آتھم کی نسبت پیش گوئی کی کہ:

’’جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی عزت ہوگی اور اس وقت جب پیش گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے۔ بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔‘‘

(جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

میرے معزز دوست بھی اس پیش گوئی کی نسبت اعتراض کرتے ہیں۔ جس کو میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اسی اعتراض کو مختصراً یہاں پر درج کرتا ہوں: ’’اگر آتھم رجوع الی الحق نہ کرے گا تو ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ یعنی اگر رجوع الی الحق کرے گا تو ہاویہ سے بچ جائے گا۔ رجوع الی الحق اور سزائے ہاویہ ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے آتھم کے بھاگے پھرنے اور سراسیمہ ہونے کا نام رجوع الی الحق بھی رکھا ہے اور ہاویہ میں گرنا بھی۔ اب اعتراض یہ ہے کہ رجوع اور ہاویہ کا جمع ہونا تو الہام کے رو سے غیر ممکن ہے۔ اگر آتھم رجوع کر چکا تو ہاویہ اس پر کہاں سے آگیا یا تو رجوع کرتا یا ہاویہ میں گرتا۔ یہ تاویل جس میں اجتماع ضدین ہے۔ ’’ماینطق عن الھوی…… الخ‘‘ والے

الہام کے ماتحت ہو کر وحی الٰہی سے ہوئی تھی یا نہیں۔ اس پیش گوئی کے متعلق مرزا قادیانی کا ایک صریح جھوٹ بھی ملاحظہ ہو:

(کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ص۶) ''پیش گوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔'' پیش گوئی میں یہ لفظ اور یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے۔ جھوٹے کا پہلے مرنا اور بات ہے اور اس کا پندرہ مہینے کے اندر مرنا اور بات۔ دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ غرض کہ عبداللہ آتھم پادری کی حتمی اور مقرر کردہ موت کی پیش گوئی بھی غلط ہوگئی۔ کیونکہ عبداللہ آتھم نے حق کی طرف ہرگز رجوع نہیں کیا اور نہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا گیا اور نہ مرزا قادیانی کی کوئی عزت ہوئی۔ (بلکہ مرزا قادیانی ہی کی ذلت ہوئی کیونکہ مولوی عبدالحق صاحب کے مباہلہ کے بعد اس پیش گوئی کے نہ پوری ہونے سے جو ذلت مرزا قادیانی کو ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے اور جس ذلت کا نقشہ مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم) میں خود ہی بتلا رہے ہیں) اور نہ بعض اندھے دیکھنے لگے اور نہ بعض لنگڑے چلنے لگے اور نہ عبداللہ آتھم ذلیل ہوا۔ جب یہ الہامی پیش گوئی صریح غلط ہوگئی۔

تب مرزا قادیانی نے رسول اکرم ﷺ کے سچے خواب کو خلاف قرآن وحدیث کے نتیجہ نکال کر یہ الزام رسول اللہ ﷺ پر دیا کہ حدیبیہ والی پیش گوئی وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ گویا رسول اللہ ﷺ کو مثل اپنے خاطی اور غلط فہم نعوذ باللہ منہ قرار دے کر اپنی جھوٹی پیش گوئی کے لئے پردہ بنایا اور سچے خواب کو جو اپنے وقت پر پورا ہوا غلط طور پر عام لوگوں کے سامنے اس کا پورا نہ ہونا ظاہر کیا۔ حالانکہ وہ خواب حرف بحرف پورا ہوا۔ جس خواب کی سچائی پر نص قطعی وارد ہو چکی ہے ''لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق'' پھر اس خواب کو یہ کہنا کہ حدیبیہ والی پیش گوئی وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ کس قدر بے ایمانی کی بات ہے۔

(ہ): خسوف وکسوف

مرزا قادیانی نے ۱۳۱۲ھ والے کسوف وخسوف کو اپنے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں اس کو شہادت آسمانی قرار دے کر قوم کے سامنے پیش کیا اور یہ ظاہر کیا کہ خدائے تعالیٰ نے بارہ برس قبل اس کے بارے میں مجھے خبر دی تھی۔ مرزا قادیانی کے رسالوں کو دیکھا جائے کہ کس زور وشور سے بار بار اپنی صداقت کے ثبوت میں اسے پیش کیا ہے۔

ان نشان کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں: ''دوسری دلیل اس پر یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خداتعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آوے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہوکر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہوچکی تھی۔'' (حقیقت الوحی ص۱۹۵، خزائن ج۲۲ ص۲۰۲) اور پھر (حقیقت الوحی ص۱۹۶، خزائن ج۲۲ ص۲۰۴) میں فرماتے ہیں: ''اسلامی سن یعنی تیرہ سو برس میں کئی لوگوں نے محض افتراء کے طور پر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ بلکہ لڑائیاں بھی کی ہیں۔ مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے اور جب تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جائے۔ تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خرق عادت ہے۔ کیونکہ خرق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔''

میں کہتا ہوں کہ میرے معزز دوست (شہادت آسمانی) مصنفہ حضرت علامہ مصنف فیصلہ آسمانی کے دیکھنے کے بعد مرزا قادیانی کے اس نشان کو بھی غلط تسلیم کر چکے ہیں اور حدیث کو موضوع مان چکے ہیں۔ جس کا جواب مفصل ''**الارض والسماء معک کما ھو معی**'' نمبر۱۲ میں دیا جائے گا۔ اس جگہ مختصر تحریر کرتا ہوں۔ غور وانصاف سے ملاحظہ فرماویں۔

شہادت آسمانی دیکھنے کے بعد یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایسا ہی سورج گرہن اور چاند گرہن طریف ابوصبیح، صالح بن طریف، عبیداللہ مہدی افریقہ، سید محمد جونپوری۔ ان چاروں جھوٹے مدعیان مہدویت ونبوت کے وقت میں اور تیرہ سو برس کے اندر بہت مراتبہ رمضان شریف میں جمع ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی کے لئے اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہوئی۔ اس ثبوت کے بعد مرزا قادیانی کے لئے یہ خرق عادت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کی نظیر دنیا میں بہت دفعہ پائی جا چکی ہے اور جب خرق عادت نہیں ہوا تو مرزا قادیانی کو ایسے نشان کی خبر جو خرق عادنہیں ہے اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ خوبی اور خصوصیت نہیں ہوئی۔ ضرور مرزا قادیانی نے حدائق النجوم وغیرہ جیسی کوئی کتاب دیکھ کر یا رمل، جفر یا علم جوتش وغیرہ سے حساب کتاب کر کے دونوں گرہنوں کے اجتماع کی خبر بارہ برس قبل اپنی مسیحیت ثابت کرنے کے خیال سے (براہین احمدیہ) میں درج کر دیا تھا۔ نشان آسمانی کے خرق عادت نہ ثابت ہونے سے اور اس کی نظیر مل جانے سے یہ الہامی پیش گوئی صریح جھوٹ ہوگئی اور یہ الہام بھی الہام ربانی نہیں ٹھہرا۔

(و): حلیم لڑکے کی پیش گوئی

مرزا قادیانی الہاماً پیش گوئی کرتے ہیں: ’’ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جوحق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ص۶۲)

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۰۱) میں لکھا کہ نام اس کا عمانوائیل، بشیرالدولہ، شادی خان، کلمۃ اللہ خان، عالم کباب، کلمۃ العزیز، ناصرالدین، فاتح الدین۔ (ریویو ج۶و۷)

’’وہ سخت ذہین ہوگا اوردل کا حلیم ہوگا۔علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جاوے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مظہر الاوّل والآخر۔مظہرالحق والعلاء ’’کان اللہ نزل من السماء ‘‘گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ وہ صاحب شکوہ ودولت ہوگا۔ بہتوں کو بیماری سے صاف کرے گا۔اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔زمین کے کناروں تک شہر پائے گا۔قومیں اس سے برکت پائیں گی۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۰۱)

پھر’’۸/اپریل ۱۸۸۶ء کوشائع کیا کہ اگر حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جواس کے قریب ہےضرور پیدا ہوگا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۴۱)

۷/اگست ۱۸۸۶ء کوخوشخبری شائع کی کہ: ’’وہ مولود مسعود ڈیڑھ بجے رات کو پیدا ہوگیا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۴۱) **فالحمدللہ علیٰ ذالک!**

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کس قدر بزرگ پیش گوئی ہے جوظہور میں آئی۔اس کے عقیقہ پرنہایت دھوم دھام کی گئی اور دور دور سے احباب کواس تقریب میں بلایا گیا۔مگر وہ فرزند طفولیت ہی میں فوت ہوگیا۔حلیم لڑکے کی خوشخبری کیا ہوئی۔حق اور بلندی کا مظہر کیا ہوگیا۔ قوموں نے اس کی برکت نہیں پائی۔اسیروں کی رستگاری کا موجب نہیں ہوا۔ (المسیح الدجال ص۳۲)

غرض یہ الہام وپیش گوئی بھی صریح غلط ہوگئی۔

(ز): عمر کی پیش گوئی

مرزا قادیانی الہاماً پیش گوئی کرتے ہیں:

۱...... ’’تیری عمر اسی برس کی ہوگی پانچ کم یا پانچ زیادہ۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج۲۱ ص ۲۵۸)

۲...... ’’انا نرینک بعض الذی نعدھم نزید عمرک ‘‘ہم تجھے بعض وہ امور دکھلاویں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔‘‘

(تذکرہ ص ۶۷۹، اخبار بدر ج ۲ نمبر ۴۳، مؤرخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

میں کہتا ہوں مخالفوں کے لئے کوئی وعدہ ان کے ملہم نے تو نہیں دکھلایا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم، مولوی ثناء اللہ صاحب، داماد مرزا احمد بیگ وغیرہ مخالفین کی نسبت سب وعدہ جھوٹے نکلے اور مرزا قادیانی خود ہی ان لوگوں کے سامنے مفسد، کذاب، ہر بد سے بدتر، وغیرہ کا خطاب حاصل کرتے ہوئے اور الہام ’’تیری عمر اسی برس کی ہوگی پانچ کم یا پانچ زیادہ‘‘ کو غلط کرتے ہوئے اکہتر، بہتر کی عمل میں چل بسے۔

۳...... ’’اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا۔‘‘ یہ الہام (تذکرہ ص ۷۱۱، اخبار بدر ج ۶ نمبر ۱۴، مؤرخہ ۴/ اپریل ۱۹۰۷ء) میں درج ہے۔ زندگی کا شربت تو نہیں ملا۔ البتہ موت کا پیالہ مطابق پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے الہام نمبر ۱ و ۲ کو جھوٹا کرتے ہوئے موت کا پیالہ قبل از وقت پلادیا گیا۔ دوسرے الہام ’’نزید عمرک ‘‘ (تذکرہ) سے یہ بھی ثابت ہورہا ہے کہ پچاسی برس سے بھی زیادہ عمر ہوگی۔ مگر مرزا قادیانی کی موت سے یہ تینوں الہام صریح غلط ہوگئے اور عمر والی پیش گوئی جھوٹ ہوگئی۔

(ح): زلزلہ کی پیش گوئی

’’اریک زلزلۃ الساعۃ ‘‘یعنی میں تجھ کو قیامت خیز زلزلہ دکھاؤں گا۔ یہ الہام (تذکرہ ص ۶۰۹، اخبار بدر ج ۲ نمبر ۱۵، مؤرخہ ۱۲/ اپریل ۱۹۰۶ء) میں درج ہے۔

اس الہام کے بعد مرزا قادیانی میدان میں چلے گئے اور مریدوں کے لئے بھی اشتہار جاری کیا کہ وہ بھی خیموں میں رہیں اور بعد تھوڑے دن کے جب زلزلہ نہیں آیا تو واپس مکان میں چلے آئے۔ مرزا قادیانی نے تو ایسا زلزلہ نہیں دیکھا اور نہ آج تک ایسا زلزلہ قیامت خیز آیا۔ مرزا قادیانی کا مکان سے باہر ہوجانا ثابت کررہا ہے کہ مرزا قادیانی کو بچشم خود اسی وقت ایسا زلزلہ دیکھنا چاہتا تھا۔ مطابق تفہیم مرزا قادیانی کے و مطابق الفاظ الہام کے زلزلہ آنا چاہتا تھا۔ مگر زلزلہ نہ آنے سے یہ الہام و پیش گوئی صریح جھوٹ ہوگئی۔

(ط): معیار نبوت

مرزا قادیانی کا ایک الہام یہ بھی ہے ’’ما ارسل نبی الا اخزی به الله قوماً لا یومنون ‘‘ کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اس کی وجہ سے ایک قوم کو رسوا کیا جو ایمان نہیں لائی تھی۔ (تذکرہ ص۶۲۱، اخبار بدرج۲ نمبر۲۳، مؤرخہ ۷/جون ۱۹۰۶ء)

یہ الہام بھی سراسر غلط نکلا۔ کیونکہ گزشتہ نبیوں کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب جب کسی قوم نے نبی سے مخالفت کی تو وہ ضرور رسوا و ذلیل ہوئی۔ قوم نوح، قوم لوط، قوم عاد، قوم ثمود، قوم صالح، قوم فرعون اور مشرکین عرب وغیرہ وغیرہ سب کے سب رسوا و ذلیل وغارت ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی کے مقابلہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب، ڈاکٹر عبدالحکیم خان، مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبدالحق غزنوی وغیرہ وغیرہ رسوا و ذلیل وغارت نہیں ہوئے۔ بلکہ مرزا قادیانی خود ہر ہر موقع پر ان لوگوں کے مقابلہ میں رسوا و ذلیل ہوتے رہے۔ مطابق پیش گوئی عبدالحکیم خان کے غارت ہوگئے۔ اس الہام سے بھی صاف ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت محض غلط اور جھوٹ تھا۔

(ی): میرا دشمن ہلاک ہوگیا

’’میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔‘‘ (تذکرہ ص۷۰۹، اخبار بدرج۶ نمبر۱۳، مؤرخہ ۲۸/مارچ ۱۹۰۷ء) یہ بھی صریح جھوٹ ہوگیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے دشمن ہلاک نہیں ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب وڈاکٹر عبدالحکیم صاحب سے بڑھ کر ان کا دشمن کوئی نہیں تھا۔

(یا): دہلی میں واصل خان فوت ہوگیا

مرزا قادیانی کا الہام یہ بھی ہے (جو صریح جھوٹ ہوگیا) ’’دہلی میں واصل جہنم واصل خان فوت ہوگیا‘‘ حکیم واصل خان تو دہلی کا فوت ہو چکا ہے۔ تفہیم یہ تھی کہ ’’اس کے عزیزوں میں سے کوئی طاعون سے مرے گا۔‘‘

(تذکرہ ص۷۱۴، اخبار بدرج۶ نمبر۱۶، مؤرخہ ۱۸/اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا قادیانی کے ملہم کے واقعات سے جہالت اور اس الہام کا جھوٹ ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس الہام کے بہت قبل حاذق الملک جناب حکیم محمد واصل خان صاحب

مرحوم ومغفور انتقال فرما چکے تھے اور نیز ان کے عزیزوں میں سے کوئی شخص بعد اس الہام کے طاعون سے نہیں مرا۔

(یب): ریاست کابل میں ۸۵؍ہزار آدمی مریں گے

’’ریاست کابل میں ۸۵ ہزار آدمی مریں گے۔‘‘ (تذکرہ ص۷۰۵، اخبار بدر ج۶ نمبر۱۱، مؤرخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۰۷ء) کابل میں تو یہ اموات نہیں ہوئیں۔ کیسا گول مول الہام ہے۔ کب اور کتنے سال کے اندر اور کس مرض سے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ۸۵ ہزار ایک روز یا ایک برس یا قیامت تک۔ غرض کہ یہ صریح مہمل الہام ہے۔

(یج): مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت پیش گوئی

مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت پیش گوئی کی کہ: ’’وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔‘‘ رسالہ (اعجاز احمدی ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸) مگر مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے قادیان پہنچ جانے کے بعد یہ پیش گوئی صریح غلط ہوگئی۔

(ید): تحفۃ الملوک

’’تحفۃ الملوک‘‘ (تذکرہ ص۶۹۹، اخبار بدر ج۶ نمبر۹، مؤرخہ ۲۸؍فروری ۱۹۰۷ء) ہمارے دوست اس مہمل الہام پر غور کریں۔ تحفۃ الملوک کے کیا معنی۔ بادشاہوں کو تحفہ دیا جاتا ہے۔ اسے بھی تحفۃ الملوک کہہ سکتے ہیں اور اگر متعدد بادشاہ کسی شہنشاہ کو تحفہ بھیجیں یا مقدس بزرگ کو بھیجیں اسے بھی تحفۃ الملوک کہیں گے۔ اب اگر ’’المعنی فی بطن الشاعر‘‘ سے قطع نظر کر کے اس جملہ کے یہ معنی قرار دیئے جائیں کہ مرزا قادیانی کی خدمت میں بادشاہوں کے تحفے پہنچیں گے تو خدا کے لئے راستی کو پیش نظر رکھ کر فرمائیں کہ کس بادشاہ نے مرزا قادیانی کو تحفہ بھیجا اور کسی بادشاہ کا تحفہ بھیجنا تو بڑی بات ہے کسی والیان ریاست سے بھی کچھ تحفہ نہیں آیا۔ اس الہام کی صداقت اس وقت ظاہر ہوتی۔ جب متعدد بادشاہ تحفے بھیجتے۔ مگر خدا کے فضل سے یہاں تو بالکل صفر ہے۔ الغرض مرزا قادیانی نے یہ مہمل الہام اس پیش بندی سے بیان کیا تھا کہ شاید کسی وقت کوئی بات اس کے مناسب ظہور میں آجائے اور ہم کو بات بنانے کا موقع ملے۔ مگر الحمدللہ! کسی وقت بات بنانے کا بھی موقع نہ ملا اور یہ الہام بھی صریح غلط ہوگیا۔

(یہہ): ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں

’’ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔‘‘ (تذکرہ ص۵۹۱، اخبار بدرج ۲ نمبر۳، مؤرخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء) مگر مرزا قادیانی تو لاہور میں مرے اور قادیان میں مدفون ہوئے۔ یہ الہام بھی سراسر غلط ہوگیا۔ اس میں کسی قسم کی بات بنانے کا موقع نہیں مل سکتا۔

(یو): مرزا مبارک

’’۲۷؍اگست ۱۹۰۷ء صاحبزادہ مبارک احمد تو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بے ہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا: قبول ہوگئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ میاں موصوف کو شفا دے۔‘‘

(تذکرہ ص۷۲۷، ۷۲۸، اخبار بدرج ۶ نمبر۳۵، مؤرخہ ۲۹؍اگست ۱۹۰۷ء)

مگر میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی ایک دم غلط ہوگیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی (میگزین ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’۱۶؍ستمبر کو صبح کے وقت میاں مبارک احمد انتقال کر گئے۔‘‘

(یز): انا نبشرک بغلام حلیم

’’انا نبشرک بغلام حلیم‘‘ (تذکرہ ص۷۳۰، اخبار بدرج ۶ نمبر۳۸، مؤرخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۰۷ء) اس کے بعد تو مرزا قادیانی کے کوئی بیٹا نہیں پیدا ہوا۔ یہ الہام بھی صریح غلط ہوگیا۔

(یح): آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے

’’آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ’’ینزل منزل المبارک‘‘ (تذکرہ ص۷۳۴، ۷۳۵، اخبار بدرج ۶ نمبر۴۴، مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۷ء) یہ بھی صریح جھوٹ ہوا۔

(یط): ایک ہفتہ تک ایک بھی نہیں رہے

’’ایک ہفتہ تک ایک بھی نہیں رہے۔‘‘ (تذکرہ ص۶۹۵، ۶۹۶، اخبار بدرج ۶ نمبر۸، مؤرخہ ۲۱؍فروری ۱۹۰۷ء) آج جولائی ۱۹۱۳ء تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ غرض یہ الہام بھی صریح غلط ہوگیا۔

(ک): اجیب کل دعائک الا فنی شرکائک

مرزا قادیانی کا الہام ’’اجیب کل دعائک الا فی شرکائک‘‘ ترجمہ:

میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا۔ مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۲۴۳، خزائن ج۲۲ص۲۵۴) یہ الہام ۱۸۸۷ء کا ہے۔ دیکھو (البشریٰ ص۴۸، تذکرہ ص۲۶)

اس کا یہ مطلب ہوا کہ تیری اس دعا کو جو شرکاء کے بارے میں ہے قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ اس کے علاوہ جتنی دعائیں ہوں گی سب کو قبول کروں گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے شرکاء کے علاوہ جو جو دعائیں کیں وہ قبول ہوئیں یا نہیں۔ اگر قبول نہیں ہوئیں تو یہ الہام ہرگز الہام ربانی نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کا افتراء تھا۔

دوسرا الہام قبولیت دعا کے بارے میں ملاحظہ ہو: ''بحسن قبولی دعا بنگر کہ چہ زود دعا قبول کنیم'' یہ الہام ۳؍جنوری ۱۸۸۴ء کا ہے۔ (تذکرہ ص۱۱۸) ملاحظہ ہو (البشریٰ ص۴۹) یعنی اپنی قبولیت دعا کی خوبی کو دیکھ کہ کس قدر جلد قبول کرتا ہوں۔

تیسرا الہام قبولیت دعا کے بارے میں ملاحظہ ہو: ''**ادعونی استجب لکم**'' مجھ سے مانگو میں تجھے دوں گا۔ (حقیقت الوحی ص۸۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ص۹۰) یہ آیت شریفہ پہلے عام تھی۔ مگر مرزا قادیانی کے اوپر الہام ہونے سے صاف ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا ملہم ان سے کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تجھے دوں گا۔

مرزا قادیانی کی چند دعائیں جو قبول نہیں ہوئیں۔ جن کی وجہ سے مرزا قادیانی کے بہت سے الہامات غلط ہوگئے۔

۱...... مرزا قادیانی نے مولوی عبدالکریم احمدی کی صحت کے لئے بہت دعائیں کیں۔ مگر ایک بھی قبول نہ ہوئی۔ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے۔

ایڈیٹر الحکم تحریر فرماتے ہیں: ''(اخبار الحکم ج۹ نمبر۳۱، مؤرخہ ۳۰؍اگست ۱۹۰۵ء تازہ الہامات ورؤیا ص۱۰، تذکرہ ص۵۵۹) ۳۰؍اگست مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے۔ جس کو چیرا دیا گیا ہے۔ فرمایا (مرزا قادیانی نے) ''میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔ رؤیا میں دیکھا کہ مولوی نورالدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں۔ فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔''

(تذکرہ ص۵۶۰، اخبار بدر ج۱ نمبر۲۲، مؤرخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۵ء) نماز پڑھ رہے تھے اور فاتحہ کے بعد سورۂ والعصر پڑھنا تھا۔ اتنے میں غنودگی ہوکر سورۂ والعصر کی جگہ بڑے زور سے

زبان سے یہ سورہ بطور الہام جاری ہوئی ’’اذاجاء نصر اللہ و الفتح ‘‘’’نصف رات سے فجر تک مولوی عبدالکریم کے لئے دعا کی گئی۔‘‘

(تذکرہ ص۵۶۱، اخبار بدرج۱نمبر۲۳، مؤرخہ۷؍ستمبر۱۹۰۵ء) فرمایا:

’’مولوی صاحب (مولوی عبدالکریم) کی زیادہ علالت کے وقت میں بہت دعا کرتا تھا اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے ناامیدی ظاہر ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت کا وقت ہے اور ظاہر طب کے رو سے بھی معاملہ خوفناک تھا۔ کیونکہ ذیابیطس والے کو سرطان ہوجائے تو پھر بچنا مشکل ہے۔ اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی اور عبداللہ سنوری والا خواب دیکھا، جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی۔ مرزا قادیانی خود ہی اس جگہ فرماتے ہیں کہ معاملہ خوفناک تھا اور مولوی صاحب کا بچنا مشکل تھا۔ مگر چونکہ میں نے اس دعا میں بہت تکلیف اٹھائی، تب اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کر کے میرے غمناک دل کو مولوی عبداللہ سنوری والا خواب دکھلا کر تشفی کردی۔‘‘

(تذکرہ ص۵۶۵، اخبار الحکم ج۹ نمبر۳۲، مؤرخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۰۵ء ص۱۲) میں ہے۔ ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں: ’’حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا (مرزا قادیانی نے فرمایا) کہ ’’مجھے بہت ہی فکر تھا کہ بعض الہامات ان میں متوحش ہیں۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچھے ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے ’’اذا جآء افواج وسم من السماء ‘‘اور کفن میں لپیٹا گیا اور ’’ان المنایا لا تطیس سھامھا ‘‘یہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضاء وقدر تو ایسی ہی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحم سے رد بلا کردیا۔‘‘

میرے مکرم فرمادیں کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحم سے رد بلا کردیا۔ الہام ’’وما ینطق عن الھویٰ الخ ‘‘کے ماتحت تھا یا نہیں؟

(الحکم ج۹ نمبر۳۳، مؤرخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء، ملفوظات ج۸ ص۲) ’’۱۶؍ستمبر ۱۹۰۵ء شیخ نور محمد جالندھر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوئٹہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نور محمد نے ایک خواب عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب مسجد میں

کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں ''**اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون**'' فرمایا (مرزا قادیانی نے) یہ مرض مہلک ہے اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں۔ لیکن دعا کی گئی ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا۔ لاکھ دوائی بے سود ہے۔''

(الحکم ج۹ نمبر۳۳، مؤرخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء ص۲ کالم ۳،۴) میں ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں: ''بہرحال مخدوم الملۃ (مولوی عبدالکریم صاحب) کی بیماری احباب کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہو رہی ہے۔ خود اعلیٰ حضرت کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گزرتا ہے۔''

(الحکم ج۹ نمبر۳۳، مؤرخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء کالم نمبر۴) میں ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں: ''مولوی صاحب کے مرض وصحت پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہوسکتی۔ خدا کے مسیح کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کرے گا۔ جس رنگ میں چاہے گا۔''

(الحکم شمارہ ایضاً کالم۴ حاشیہ) ۲۱؍ستمبر کی رات کو اعلیٰ حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت دعا کرتے رہے۔ اس پر الہام ہوا ''**طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع**'' (تذکرہ ص۵۶۸، اخبار بدر ج۱ نمبر۲۶، مؤرخہ ۲۹؍ستمبر ۱۹۰۵ء ص۲) یعنی ہم پر بدر طلوع ہوا پہاڑ کی گھاٹی سے۔''

اخبار الحکم ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا بہت بڑا حصہ مولوی عبدالکریم صاحب کی صحت کی دعاؤں میں گزرتا تھا اور دعا بھی کس کی، خدا کے مسیح کی اور الہام بھی کیسا صاف کہ ''**طلع البدر الخ**'' مگر مرزا قادیانی کے ملہم نے نہ مسیح کی دعاؤں کی کچھ قدر کی اور نہ اپنے الہام کا کچھ خیال کیا۔

(الحکم ج۹ نمبر۳۴، مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۵ء ص۱۲ کالم۲،۳) میں ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''۲۷؍ستمبر کو آپ نے ارادہ فرمایا (مرزا قادیانی نے) کہ ۲۸؍ستمبر کو باہر جنگل میں مولوی صاحب کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی سنت انبیاء ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں کل ۲۸؍ستمبر کو باغ میں جا کر مولوی صاحب کے لئے دعا کروں گا۔ خدام کو بھی تاکید کی کہ تم میں سے ہر ایک الگ الگ ہو کر دعا کرے۔ چنانچہ وعدہ کے موافق آپ ۲۸؍ستمبر کو صبح ہی باغ میں تشریف لے گئے اور کئی گھنٹہ تک وہاں تخلیہ میں رب العزت کے حضور میں دعا کرتے رہے۔ واپس آ کر فرمایا میں دعا کرتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ خلق جدید پر قادر ہے۔ وہ

ایسے اسباب پیدا کردے جو رفع مرض کے لئے مفید اور معاون ہوجائیں۔ صحت کا عطا کرنا۔ اسی کے ہاتھ میں ہے۔''

افسوس تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تمام دعائیں رد ہوگئیں۔ ان کے ملہم نے مسیح موعود کا بھی پاس نہ کیا۔ آخر ۱۱/اکتوبر ۱۹۰۵ء کو چہارشنبہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان اڑھائی بجے کے قریب وہی واقعہ پیش آیا کہ مولوی صاحب اس جہان سے کوچ کر گئے۔

مرزا قادیانی ۳۰/اگست ۱۹۰۵ء سے ۲۸/ستمبر تک مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی صحت کی دعا کرتے رہے۔ اخبار میں صرف سات دفعہ دعا کا ذکر کیا ہے اور نہ معلوم اس دو مہینے کے اندر کتنی دفعہ دعائیں کی ہوں گی۔ اتنی دعاؤں کا اثر بھی موت ہی ہوا۔

اب میرے مکرم فرماویں کہ (۱)''اجیب کل دعائک''(۲) چہ زود دعا قبول مے کنیم (۳)''ادعونی استجب لکم''(۴)''طلع البدر علینا'' (۵) الہام''دست تو دعائے تو ترحم زخدا'' یعنی تیرا ہاتھ ہے اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم۔ (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲) (۶)''ارید ماتریدون'' یعنی میں وہی ارادہ کرتا ہوں جو تم لوگ ارادہ کرتے ہو۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۶، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸) (۷)''اینما تولوا فثم وجہ اللہ'' یعنی جدھر تمہارا رخ ہے وہیں خدا کا رخ ہے۔ (براہین احمدیہ ص۲۴۱، خزائن ج۱ ص۲۶۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱) (۸) تیری مرادیں تجھے دے گا۔ (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

یہ سب الہامات الہام ربانی سے تھے یا وسوسہ شیطانی تھا۔ کیا مرزا قادیانی کا ارادہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے اچھے ہوجانے کا نہیں تھا؟ کیا مرزا قادیانی کا رخ ان کی صحت کی طرف نہیں تھا؟ کیا مرزا قادیانی کی ساری مراد کے اندر سے مولوی صاحب کی صحت ساری مراد سے باہر تھی؟ کیا مرزا قادیانی کا ہاتھ اور دعا نہیں تھا؟ پھر خدا کا رحم کہاں رہا؟

مرزا قادیانی کے الہامات اگر الہام ربانی ہوتے تو ضرور مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوکر مولوی صاحب مرحوم کو صحت ہوجاتی۔ مولوی صاحب کی موت نے ثابت کردیا کہ مرزا قادیانی ہرگز مسیح موعود نہیں تھے۔ کیونکہ خدا اپنے مسیح موعود کے اوپر بشارت نازل کرنے کے بعد اس بشارت کو سچ کر دکھلاتا۔ مگر نتیجہ برعکس ہونے سے صاف ثابت ہوگیا کہ کوئی الہام الہام ربانی نہیں تھا۔ جب ہی تو مرزا قادیانی کی دعائیں مردود ہوگئیں''وما دعاء

الکافرین الا فی ضلال‘‘ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

مرزا قادیانی کا ایک جھوٹ بھی ملاحظہ فرمایئے: (حقیقت الوحی ص۳۲۶، خزائن ج۲۲ ص۳۳۹) میں تحریر فرماتے ہیں: ’’ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم اس بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہوگئے تھے۔ ان کے لئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔‘‘

اخبار الحکم کے مضمون سے اور الہام ’’طلع البدر علینا الخ ‘‘ سے صاف ثابت ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی کو ان کی صحت کی طرف سے تسلی وتشفی تھی۔ جیسا کہ اخبار الحکم کے اس جملہ سے سمجھا جاتا ہے کہ قضا قدر تو ایسے ہی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل ورحم سے رد بلا کر دیا۔ مگر حقیقت الوحی میں دیانت کے خلاف سب کو ہضم کر کے جھوٹ لکھ دیا کہ ایک الہام بھی تشفی بخش نہ تھا۔ کیا یہی شان مسیح موعود ہے کہ خود اقرار بہت دعا کرنے کا کرتے ہیں اور قبولیت دعا کا ان کا ملہم وعدہ کر کے دعا کو رد کر دیتا ہے اور اپنی آخری کتاب میں جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ افسوس ایسے مسیح پر اور ایسے الہام پر۔ میرے مکرم دوست خود غور وتامل سے مرزا قادیانی کی تحریر ملاحظہ فرماویں۔

مرزا قادیانی کی دوسری دعا جو قبول نہ ہوئی

(تذکرہ ص۷۲۷، ۷۲۸، اخبار بدر ج۶ نمبر۳۵، مؤرخہ ۲۹/اگست ۱۹۰۷ء) میں ہے: ’’۲۷/اگست ۱۹۰۷ء صاحبزادہ مبارک احمد سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بے ہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا: ’’قبول ہوگئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔‘‘ یعنی یہ دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب موصوف کو شفا دی۔‘‘

اس کے بعد (میگزین اکتوبر ۱۹۰۷ء) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو صبح کے وقت مبارک احمد انتقال کر گئے۔ صاحبزادہ مبارک احمد کے انتقال سے یہ الہام کہ ’’قبول ہوگئی، نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یہ دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب موصوف کو شفا دی‘‘ صریح غلط ہوگیا۔

مرزا قادیانی ایسے مسیح ہوئے کہ ان کا ملہم بذریعہ الہام خبر دیتا ہے کہ تمہارا لڑکا شفا پاوے گا۔ تمہاری دعا قبول ہوگئی۔ مگر ہو جاتا ہے اس کے برعکس۔ کیا یہ وعدہ خداوندی تھا یا شیطانی؟

میرے مکرم! خوف خدا دل میں لاکر سوچیں کہ خدائی الہام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ

اپنے رسول سے اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ تیری دعائیں قبول کروں گا۔ تیری ساری مرادیں تجھے دوں گا اور اس کا رسول اسی وعدہ پر بھروسہ کر کے دعا بھی کرتا ہے اور کس کے لئے کہ اپنے فرزند دلپسند گرامی ارجمند کے لئے اور اپنے ایک مخلص دوست مولوی عبدالکریم کے لئے۔ جس کا خطاب مخدوم الملّۃ کا ہے۔ جس کا درجہ خلیفۃ المسیح کے بعد ہی تھا۔ مگر ایک بھی قبول نہیں کرتا ہے۔ اس دعاؤں کے قبول نہ ہونے سے صاف روشن ہوگیا کہ ''اجیب کل دعائہ الخ'' وغیرہ وغیرہ کل الہامات الہامات ربانی نہیں تھے۔ مرزاقادیانی کا افتراء تھا۔

مرزاقادیانی کی تیسری دعا جو قبول نہ ہوئی

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص۳۲۵) میں مرزاقادیانی فرماتے ہیں: ''یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔'' (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ ''خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جس کا شمار اہل بدر کے شمار کے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تاکہ ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیش گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشائے حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔''

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزاقادیانی کی یہ دعا کہ ''اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے'' قبول ہوئی یا نہیں؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب وغیرہ چند آدمی مرزاقادیانی سے پھر گئے۔ جن کا نام تین سو تیرہ کے نمبر شمار میں درج ہے اور جس سے تین سو تیرہ نام والی کتاب بھی غلط ہوگئی۔ یہ پیش گوئی بھی مرزاقادیانی پر چسپاں نہیں ہوتی اور یہ جملہ کہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں۔ مرزاقادیانی کے خیال کے مطابق غلط

ہوگیا۔ ورنہ مرزا قادیانی کے سلسلہ سے الگ ہو جانے سے واقعی یہ لوگ صاحب صدق وصفا ٹھہرے اور دعا بھی ثابت قدم والی قبول نہ ہوئی۔ پھر الہام ''اجیب کل دعائک'' اور ''چہ زود دعا قبول مے کنیم'' وغیرہ کیونکر صحیح ہوا۔

مرزا قادیانی کی چوتھی دعا جو قبول نہ ہوئی

مرزا قادیانی کی الہامی دعا یہ ہے کہ: ''رب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق'' ترجمہ اے خدا! سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۹۸، خزائن ج۲۲ ص۱۰۱)

مرزا قادیانی نے یہ دعا عبدالحکیم کے مقابلہ پر اپنے خدا سے کی تھی۔ مرزا قادیانی کو ان کا ملہم صادق بھی کہتا ہے۔ الہام ''انی صادق انی صادق ویشھد اللہ لی'' میں صادق ہوں، میں صادق ہوں۔ خدا میری گواہی دے گا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۴، خزائن ج۲۲ ص۱۰۷) اور عبدالحکیم کو غیر صادق جیسا کہ مرزا قادیانی کے اس جملہ سے سمجھا جاتا ہے۔ ''اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خان کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھہراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے تو صادق نہیں ہے۔''

(ملاحظہ ہو: خدا سچے کا حامی ہو، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۶۰ حاشیہ)

مرزا قادیانی کا ملہم مرزا قادیانی کو صادق کہتا ہے اور عبدالحکیم خان کو غیر صادق یعنی کاذب۔ ایک غیر صادق شخص مرزا قادیانی کو مسرف، کذاب، عیار اور صادق کے سامنے (عبدالحکیم اپنے سامنے) شریر (مرزا قادیانی) کو فنا ہو جانے کو کہتا ہے۔ مگر خدا کی طرف سے وہی فیصلہ ہوتا ہے کہ مطابق قول ایک دشمن کے مرزا قادیانی مرجاتے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی الہامی دعا سے خدا کی درگاہ میں دعا مانگتے ہیں کہ ''رب فرّق بین صادق و کاذب الخ'' اور مرزا قادیانی کو ان کا ملہم بشارت بھی دیتا ہے۔ الہام: ''خدا قاتل تو باد مرا از شر تو محفوظ دارد'' اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے نگہ رکھے۔ (حقیقت الوحی ص۹۸، خزائن ج۲۲ ص۱۰۱)

مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا الہام یعنی ''رب فرّق الخ'' ایک طور سے قبولیت کا جامہ پہن سکتا ہے۔ اگر مرزائی صاحبان اس قبولیت کو تسلیم کریں اور خوف خدا کو دل میں لا کر اپنے اپنے نور قلب سے سوچیں تو ضرور سمجھ جاویں گے اور فائدہ بھی ہوگا۔

مرزا قادیانی کی اس دعا کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے زندہ رہنے سے اور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی کے مرجانے سے صاف روشن ہوگیا کہ مرزا قادیانی غیر صادق یعنی کاذب تھے اور عبدالحکیم خان صاحب صادق۔ چونکہ مرزا قادیانی کی دعا اللہ تعالیٰ سے تھی کہ صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے تو ہر مصلح اور صادق کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور جانتا تھا اور جانتا ہے کہ مرزا قادیانی کاذب تھے۔ اسی وجہ سے مطابق الہام عبدالحکیم خان صاحب اور مطابق دعا مرزا قادیانی کے اندر میعاد پیش گوئی عبدالحکیم خان کے کاذب اور صادق میں اللہ تعالیٰ نے فرق کر کے دکھلا دیا۔

میرے مکرم دوست مرزا قادیانی ہی کے فیصلہ کو اگر قبول کرلیں تو گمراہی سے نجات کی امید ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اس امت پر ہوا کہ جھوٹے نبی کو اسی کی دعا سے صادق اور کاذب میں فرق کر کے ایمان والوں کو گمراہی سے نجات بخشی۔ **الحمدللہ رب العالمین الف الف مرۃ!**

دوسرا الہام: ’’**رب کل شئ خادمک. رب فاحفظنی. وانصرنی. وارحمنی** ‘‘اے میرے خدا! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا! شریر کی شرارت سے مجھے نگاہ رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔ (حقیقت الوحی ص۹۸، خزائن ج۲۲ص۱۰۱)

تیسرا الہام: ’’اے ازلی ابدی خدا! بیڑیوں کے پکڑ کے آ۔ اے ازلی خدا! میری مدد کے لئے آ۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۴، خزائن ج۲۲ص۱۰۷)

خدا نے ان سب الہامات کا بھی کچھ خیال نہیں کیا اور اس شخص کو فتح دے دی جو خدا کے مسیح کو کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور، خائن، شکم پرست، مفسد، مفتری، خدا پر افتراء کرنے والا کہتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: خدا سچے کا حامی ہو، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۵۷)

اپنے مسیح سے قبولیت دعا کا وعدہ فرما کر دعائے ’’**رب فرق بین صادق وکاذب** ‘‘(حقیقت الوحی) کو قبول نہیں کرتا ہے۔ علاوہ اس کے اور بہت سے الہامات بھی اس کے ساتھ غلط کر دیتا ہے اور اپنے مسیح کی کچھ بھی مدد نہیں کرتا ہے اور عبدالحکیم خان جس کو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ صادق نہیں اور فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار یعنی آسمانی عذاب سے ہلاک ہوجائے گا۔ مرزا قادیانی کو دنیا میں جھوٹا کر دیا اور غیر صادق کو فتح دے دی۔

میرے مکرم دوست خوب غور و تامل سے سوچیں کہ اللہ تعالیٰ جو ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے۔ ایسا ہی وعدہ اپنے رسول سے کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کے کتنے الہامات: ’’اجیب دعائک ‘‘اور’’چہ زود دعا قبول مے کنیم‘‘ کے غلط ہونے سے جھوٹے ہوگئے۔ سچ تو یہ ہے کہ جھوٹے نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ شیطانی وسوسہ کو وعدہ خداوندی سمجھتے ہیں اور ایسے ذلیل ہوتے ہیں کہ توبہ ہی توبہ۔ کہئے حضرات مرزائی صاحبان’’اجیب کل دعائک الخ‘‘ وغیرہ وغیرہ الہام ربانی تھے یا شیطانی؟ یا مرزا قادیانی کے من گھڑت جملے۔

(۱۷): مرزا قادیانی کا ایک الہام یہ بھی ہے’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ‘‘(تذکرہ ص۳۷۸) یہ الہام بھی صریح جھوٹ ہوگیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی (اخبار البدر ج۲ نمبر۲۹ ص۴، مؤرخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء) میں نہایت زور کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: ’’طالب حق کے لئے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ انجام کو نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود ومہدی کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘

اس عبارت سے صاف روشن ہورہا ہے کہ عیسیٰ پرستی کا ستون توڑنا اور بجائے تثلیث پرستی کے توحید کا پھیلانا مرزا قادیانی کے آنے کی علت غائی ہے اور اس علت غائی کے پورے ہونے کی حد ان کی زندگی تک محدود ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی زندگی کے اندر یہ سب کچھ نہ ہوا تو مرزا قادیانی بقول خود جھوٹے ہوں گے۔

اب اگر بالفرض سو پیش گوئیاں اور ہزار الہام مرزا قادیانی کے سچے ثابت ہوں تو بھی مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی ہے۔ کیونکہ سچائی کی جو علامت انہوں نے خود بیان کی تھی وہ ان میں پائی نہیں گئی اور مرزا قادیانی چل بسے اور یہ علت غائی ان کی زندگی تک پوری نہ ہوئی۔ ساری دنیا میں اس وقت چوالیس کروڑ پچاس لاکھ (۴۴۵۰۰۰۰۰۰) عیسائی

ہیں۔ ان سب میں سے نوسو پچاس (۹۵۰) بھی مرزا قادیانی کے مرید نہیں ہوئے اور تثلیث پرستی سے باز نہیں آئے۔ اس ستون کی ایک اینٹ کو بھی اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکے۔ پورے ستون کا توڑنا تو بڑی بات تھی تو اب اس کے معیار مقرر کردہ کے مطابق ان کے کاذب ہونے میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے اور یہ بات مرزا قادیانی نے اپنی خواہش سے نہیں کہی تھی۔ بلکہ الہام ''وما ینطق عن الھویٰ'' کے ماتحت فرمائی تھی۔ مطابق تحریر مرزا قادیانی کے خدا نے تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر اس کو توڑ نہ سکا۔ اے جماعت احمدیہ! کیا خداتعالیٰ ایسا ہی طاقت والا ہے؟ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔ پس مرزا قادیانی ہی کے قول سے ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کو یہ الہام ہرگز نہیں ہوا تھا۔ مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کر کے یہ ظاہر فرمایا کہ ''ما ینطق عن الھویٰ الخ'' ہم کو الہام ربانی ہوا ہے۔

میں مرزا قادیانی کے بہت سے الہامات اور پیش گوئیوں کو نہایت مدلل طور پر واقعات عالم کو پیش کر کے جھوٹا ثابت کر چکا ہوں اور یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اب میرے معزز دوست کا یہ کہنا کہ اگر حق پر نہیں تھے تو اس قدر پیش گوئیاں کیوں صحیح ہوئیں۔ کس قدر غلط ثابت ہوا۔ ایسی حالت میں، میں امید کرتا ہوں کہ اب میرے معزز دوست کو مرزا قادیانی سے الگ ہو جانے میں کوئی وجہ مانع نہیں ہوگی۔ وماعلینا الا البلاغ!

جواب نمبر۳: ''خداتعالیٰ کی تائید اور مدد ان کے شامل حال کیوں رہی۔''

میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے ظاہری جاہ وشہرت کا تائید الٰہی سمجھنا محض غلط ہے۔ مرزا قادیانی کے حالات پر غور وتعمق کی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ہمیشہ اپنے ارادہ میں ناکامیاب رہے۔ خداتعالیٰ کی تائید اور مدد ان کے شامل حال نہیں رہی۔

۱...... اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص امتیازی قاعدہ اس دنیاوی زندگی کے لئے اچھے یا برے لوگوں کے ساتھ ہرگز مقرر نہیں ہے۔ بادشاہت یا غربت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں ہے ''فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن. واذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن. کلّا (الفجر:۱۵،۱۶)'' ترجمہ: پس آدمی کو جب آزماتا ہے اس کا پرودگار۔ پس اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھ کو عزت دی اور جب اس کو آزماتا ہے پس اس پر تنگ کرتا ہے اس کی روزی تو

کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا۔ ہرگز نہیں۔

غرض قرآن کریم کی مذکورہ آیتوں سے یہ صاف مطلب سمجھ میں آرہا ہے کہ دنیا آزمائش کا مقام ہے۔ انسان کو کبھی مال ونعمت عنایت فرماتا ہے تاکہ اس کی شکرگزاری کا امتحان ہو اور کبھی افلاس وفقروفاقہ دیتا ہے تاکہ اس کے صبر کی جانچ ہو۔ دنیاوی نعمت واقتدار کو باعث عزت نہ سمجھے اور نہ یہاں کے فقر مصیبت کو اپنی ذلت کا سبب گردانے۔ بسا اوقات تونگری اور وسعت رزق اور قبولیت انسان کی گمراہی اور اخروی ذلت کا باعث ہوتی ہے اور بسا اوقات فقر وافلاس آخرت کی عزت کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ خیال یک دم غلط ہے کہ مال اور قبولیت موجب عزت ہے اور فقر وفاقہ دنیا کی ناکامی کی موجب ذلت۔ بلکہ عزت اور ذلت کا مدار ایمان وعمل صالح وکفر ومعصیت پر ہے۔ واقعات عالم ومشاہدات سے بھی ایسا ہی ثابت ہورہا ہے کہ خداتعالیٰ کے نزدیک سب سے مقرب و پیارے بندے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اس جماعت میں دیکھا جاتا ہے کہ بعض نبی تو بادشاہت وظاہری جاہ کے ساتھ اپنے کار منصبی کو انجام دیتے رہے اور بعض فقروفاقہ کے ساتھ اپنے عہدہ جلیلہ پر مستقل رہ کر اپنے فرائض کو ادا کرتے رہے اور بہت ان میں سے شہید بھی کردیئے گئے۔

جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے اظہر من الشمس ہے۔ یہود کی مذہب میں جابجا ارشاد ہے: ’’**ویقتلون الانبیاء بغیر حق** (آل عمران:۱۱۲) **ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون** (البقرۃ:۸۷)‘‘ پس یہ بادشاہت وقبولیت یا فقروفاقہ اور دنیاوی ذلت خدا کے نزدیک باعث عزت وذلت ہرگز نہیں ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس کے پیارے ومقرب بندے دونوں حالت میں رہتے ہیں اور ایسا ہی کذاب اور مفتری ومشرکین ومنافقین وکفار وغیرہ کے لئے بھی کوئی خاص امتیازی قاعدہ دنیاوی زندگی میں مقرر نہیں ہے۔ ان لوگوں میں بھی بعض بادشاہت اور بعض فقروفاقہ کی زندگی بسر کرتے ہوئے گزر گئے ہیں۔ غرض کہ دنیا کی کسی حالت کو صدق وکذب کا معیار نہیں کہہ سکتے۔ البتہ اصلی عزت وذلت کا مدار ایمان وکفر کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔

۲...... فرعون جس کو دعویٰ خدائی کا تھا۔ جس کی دولت کی کوئی حد نہیں تھی۔ چارسو برس تک یا تین سو برس تک زندہ رہ کر حکومت کرتا رہا (دیکھو کتب تواریخ) ایسی عیش وعشرت اس

کے نصیب ہوئی کہ کبھی سر میں درد تک نہیں ہوا۔ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی ہے۔ اگر دنیاوی دولت وعزت کو تائید اور مدد الٰہی سمجھا جاوے اور یہ اس کی سچائی کی دلیل ہووے تو فرعون سے بڑھ کر دوسرا کوئی شخص کامیاب وبامراد نہیں ہوسکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ باوجود اس دولت وبادشاہت وعزت دنیاوی کے فرعون کے بارے میں فرماتا ہے: ''وقد خاب من افتری ''یعنی جس نے خدا پر افتراء کیا وہ نامراد رہا۔ اللہ تعالیٰ باوجود اتنی مدت تک بادشاہت کرنے پر بھی فرعون کو نامراد وخائب وخاسر کہہ رہا ہے۔

ہمارے معزز دوست انصاف فرمائیں کہ فرعون الہام ووحی کا مدعی نہ تھا۔ مگر قرآن مجید میں اسے مفتری کہا اور باوجود اس کی بے انتہاء کامیابی کے اسے نامراد ٹھہرایا۔ اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ دنیا کی کامیابی کسی مرتبہ کی ہو مگر وہ کسی شمار میں نہیں ہے۔ اس لئے اگر مرزا قادیانی کو کچھ دنیاوی کامیابی ہوئی اور کسی قدر جاہ وعزت انہیں ملی اور کچھ لوگ ان کے ماننے والے ہوگئے تو اس کو تائید الٰہی نہیں کہہ سکتے ہیں اور نہ مرزا قادیانی کی سچائی پر یہ دلیل ہوسکتی ہے۔ فرعون کے علاوہ اور مفتریوں کو بھی دنیاوی جاہ وعزت حاصل ہوچکی ہے۔ مثلاً صالح بن طریف، محمد بن تومرت، عبیداللہ مہدی صاحب افریقہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ لوگ جھوٹے مدعیان نبوت ومہدویت ہوئے ہیں اور اپنی اپنی نبوت ومہدویت کو بادشاہت کے ساتھ برابر ترقی دیتے رہے۔ بڑے زوروشور کی بادشاہت کرتے رہے۔ دنیاوی عزت وجاہ مرزا قادیانی سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ان لوگوں کو ملی اور ان لوگوں کے متبعین اور ماننے والوں کی تائید احمدیوں کی تائید سے بہت زیادہ تھی۔ مگر یہ لوگ چونکہ دعویٰ نبوت ومہدویت کی وجہ سے مفتری ثابت ہوچکے ہیں۔ اس لئے ان کے اس ظاہری جاہ وعزت کو تائید الٰہی نہیں کہہ سکتے ہیں اور نہ یہ ان کی سچائی کی دلیل ہوسکتی ہے۔ پھر مرزا قادیانی کی تھوڑی سی دنیاوی عزت اور جاہ وشہرت کو تائید اور مدد الٰہی کہنا کیونکر صحیح ودرست ہوسکتا ہے اور مرزا قادیانی کی سچائی پر کیونکر یہ دلیل ہوسکتی ہے۔

۳...... (از معیار المسیح مذکور ص۶) اب جاہ وشہرت کی نسبت جو کہا گیا کہ یہ مراد ان کی پوری ہوئی یہ بھی غلطی ہے۔ کیونکہ جاہ اور قبولیت کے مراتب ہیں اور ہر شخص اپنے حوصلہ کے موافق اس کی خواہش کرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی اس امر میں بڑے عالی حوصلہ تھے۔ ان کی مراد اور ان کا حوصلہ یہ تھا کہ دنیا بھر کے عیسائی اور ہندو اور مسلمان سب میرے حلقہ

بگوش ہو جائیں اور سب میرا کلمہ پڑھنے لگیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جن کے منتظر عیسائی اور مسلمان دونوں تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں گروہ کو اپنا مطیع بنانا ان کا مقصود تھا۔ پھر انہوں نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا اور ہنود کے اوتاروں کو سچا بتا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا اور پیغام صلح شائع کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تینوں گروہوں کو اپنا مطیع بنانا ان کا مقصود تھا۔

اخبارات واشتہارات انگریزی میں اردو میں اپنے دعویٰ اور اپنی تعریف میں اس قدر شائع کئے کہ انتہا نہ رہی۔ اس سے ان کا مقصود بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ جب ان کی یہ مراد ٹھہری کہ تمام دنیا کے آدمی ان کے مطیع ہو جائیں اور قبولیت کے ساتھ ان کی شہرت ساری دنیا میں ہو تو اگر دو چار لاکھ[1] ان کے مرید ہو گئے تو اس کہنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے کہ اس مراد میں بھی وہ ناکامیاب رہے۔ جس قدر ان کے مرید ہوئے۔ اس کی مثال ایسی سمجھنی چاہئے کہ کسی کو لاکھ روپیہ کی خواہش ہو اور اسے دس بیس روپے مل جائیں۔ اب ظاہر ہے کہ اس قدر مل جانے سے وہ بامراد نہیں ہو سکتا ہے۔

۴...... اس کے علاوہ مرزا قادیانی اپنے بہت سے ارادوں میں ہمیشہ نامراد وخائب وخاسر رہے۔ مثلاً محمدی بیگم سے نکاح کرنے میں، داماد احمد بیگ اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی موت کی پیشین گوئیوں میں، مولوی ثناءاللہ صاحب کی موت کی تمنا میں، مولوی محمد حسین لاہوری کے حلقہ بگوش کرنے کی آرزو میں، الہامی بیٹا ہونے کی خواہش میں، مکہ ومدینہ میں مرنے کی تمنا میں وغیرہ وغیرہ۔ کل باتوں میں نامراد رہے۔

خداتعالیٰ نے مرزا قادیانی کی کسی جگہ مدد نہیں کی۔ بلکہ ہر جگہ اور ہر ہر موقع پر ان کو ساری دنیا کے مقابلہ میں ذلیل ورسوا کر دیا۔ خداتعالیٰ کی تائید اور مدد تو مرزا قادیانی کے شامل حال نہیں رہی۔ اس پر بھی مرزا قادیانی کو ان کے دعویٰ میں سچا مانتے رہنا بجز تعصب اور ضد کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

ان شاءاللہ تعالیٰ بقیہ باتوں کا جواب دوسرے حصے میں ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔ والسلام! خاکسار عبدالمعز رحمانی سوپول اگست ۱۹۱۳ء

[1] دو چار لاکھ پر میرے مکرم لکھتے ہیں کہ چار لاکھ کا پیشواء ہو گیا جو محض غلط ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ دوسرے حصہ میں اس کی تحقیقات پر پوری روشنی ڈالی جائے گی۔

ضمیمہ النجم الثاقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا ثناء اللہ قادیان میں

میں نے اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کے غلط ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑی پیش گوئی کا غلط ہونا بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نہایت زور سے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ: ''مولوی ثناء اللہ صاحب میری پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان میں ہرگز نہیں آئیں گے۔''

مگر یہ پیشین گوئی اس صفائی سے غلط ہوئی کہ اس میں کوئی متعصب بھی زبان نہیں کھول سکتا ہے۔ کیونکہ اس دعویٰ کے بعد مولوی صاحب ۱۰/جنوری ۱۹۰۳ء کو اسی غرض کے لئے قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی کو بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اتنی کارروائی سے مذکورہ پیشین گوئی کا غلط ہونا یقیناً ظاہر ہوگیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ مولوی صاحب اس غرض کے لئے قادیان میں نہ آئیں گے۔ مگر مولوی صاحب گئے۔ ایسی بدیہی بات پر پردہ ڈال کر اس واقعہ کو میاں ارادت حسین کے واقعہ کے مثل ٹھہرانا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہے جس کے دل میں کچھ بھی انصاف پسندی ہے۔ اس لئے میرا دل اسے قبول نہیں کرتا کہ میرے دوست کا یہ قول ہے۔ بلکہ اس خط میں کسی کا بڑھایا ہوا ہے۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کی حالت کو پورے طور پر طالبین حق کو دکھاؤں۔ اس حالت کے ملاحظہ سے ہر ایک راست باز اہل نظر پیشین گوئی کا غلط ہونا بالیقین معلوم کر کے مرزا قادیانی کی تحریر سے بخوبی معلوم کر لے گا کہ مرزا قادیانی سچے نہ تھے۔ صادقوں کی ایسی باتیں ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ جیسی مرزا قادیانی کی تحریر سے ظاہر ہورہی ہیں۔ خود ہی مولوی صاحب کو بلایا ہے اور پیشین گوئیوں کی صداقت کا دعویٰ ہے۔ مگر کس خوبصورتی سے گفتگو سے اعراض ہے اور مولوی صاحب کو زبان کھولنے سے روکتے ہیں اور اپنے مریدوں کو خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ صاف یہ نہیں کہتے کہ ہم گفتگو نہیں کریں گے:

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ہمارے دوست یہیں سے سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی میں اور حضرت مؤلف صاحب فیصلہ آسمانی میں کیسا فرق ہے کہ حضرت ممدوح نے صادقوں کی طرح صاف فرما دیا ہے کہ ہم تحریر نہیں کریں گے۔ یہاں آ کر زبانی دریافت کرلو۔ مگر مرزا قادیانی پیچ دار باتیں کررہے ہیں کہ گفتگو کی نوبت نہ آئے اور ہمارا بھرم رہ جائے۔ عام مسلمانوں پر ہمارا کذب ظاہر نہ ہو۔ ان دونوں واقعوں کو ہمرنگ کہنا ہرگز درست نہیں ہے۔

اب ان خطوط کو ناظرین کے پیش نظر کرتا ہوں جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا قادیانی کو لکھا اور مرزا قادیانی نے جو کچھ جواب دیا۔ اس سے ناظرین کو خوب معلوم ہو جائے گا کہ دونوں واقعوں میں آسمان زمین کا فرق ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے فرار کے لئے کیسا ناجائز طریقہ اختیار کیا۔

مولوی صاحب کا پہلا خط

دیکھا جاوے کہ کس تہذیب اور شائستگی سے لکھا گیا ہے اور کیسی التجا سے گفتگو کی خواہش ظاہر کی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

خاکسار آپ کے حسب دعوت مندرجہ (اعجاز احمدی ص۱۱، ۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷، ۱۳۱) قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔ جناب کی دعوت کے قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا۔ ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں۔ چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لئے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لئے خصوصاً ہے۔ اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیش گوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں۔ میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اسی عہدۂ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقعہ دیں۔ راقم: ابوالوفاء ثناء اللہ

۱۰/جنوری ۱۹۰۳ء وقت سوا تین بجے دن (الہامات مرزا ص۱۰۳)

اب مولوی صاحب کی اس التجا اور ادب وتہذیب کا جواب مرزا قادیانی دیتے ہیں۔ بنظر انصاف ملاحظہ کیا جائے۔

مرزا قادیانی کا پہلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

از طرف عائذ باﷲ الصمد غلام احمد عافاہ اﷲ وایدہ۔ بخدمت مولوی ثناء اﷲ صاحب، آپ کا رقعہ پہنچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک وشبہات پیش گوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت جو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہوں، رفع کر لیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی

اور اگرچہ میں کئی سال ہوگئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اگرچہ آپ نے اس رقعہ میں دعویٰ تو کر دیا کہ میں طالب حق ہوں۔ مگر مجھے تأمل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بے ہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔

سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلے کو صاف کرنے کے لئے اوّل تو یہ اقرار کر دیں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں گے جو آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت یونس علیہ السلام پر عائد نہ ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن کی پیشین گوئیوں پر زد نہ ہو۔

دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہوں گے۔ صرف آپ

مختصر ایک سطر یا دو سطریں[۱] تحریر دے دیں کہ میرا یہ اعتراض ہے۔ پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جائے گا۔ اعتراض کے لئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں۔

تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے۔ چوروں کی طرح آ گئے اور ہم ان دنوں بباعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ کو بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صمٌّ بکمٌ۔ یہ اس لئے تا کہ گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے۔ اوّل صرف ایک پیش گوئی کی نسبت سوال کریں۔ تین گھنٹہ[۲] تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جائے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں تو اور لکھ کر پیش کرو۔ آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سناویں[۳]۔ ہم خود پڑھ لیں گے۔ مگر چاہئے کہ وہ تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔

۱؎ دیکھا جائے کہ یہ کیسی زبردستی ہے کہ پیش گوئی کی واقعی حالت کھولنے کے لئے زبان بند رکھیں، صرف لکھیں۔ مگر وہ بھی ایک سطر یا دو سے زیادہ نہ ہو۔ بھائیو! ذرا تو انصاف کرو کہ مولوی صاحب پہلے پیشین گوئی کو بیان کریں گے اور اس کے الفاظ اور جملوں کی حالت کو دکھائیں گے کہ کیسے مجمل اور گول گول ہیں۔ جس طرح جھوٹے رمال اور برہمن چند جملے یاد رکھتے ہیں اور ہر جگہ ان سے پیشین گوئی کرتے ہیں۔ میری یہ غرض نہیں ہے کہ بعینہٖ وہی جملے ہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ عموم اور شمول میں انہیں جملوں کے مثل ہیں۔ کہیں یہ ضرورت ہوگی کہ مولوی صاحب بعض واقعات بیان کر کے اس پیشین گوئی کا غلط ہونا بیان کریں گے۔ پھر یہ بیان سطر دو سطر میں لکھا جا سکتا ہے؟ خدا کے لئے انصاف کیا جائے اور مرزا قادیانی کی زبردستی کو دیکھا جائے۔

۲؎ یہ دوسری زبردستی ہے کہ مولوی صاحب تو دو تین سطر لکھیں اور مرزا قادیانی تین گھنٹہ تک بیان کر سکیں۔ اس کا مطلب تو صاف ہے کہ تم کچھ مت کہو۔ ہم جو چاہیں وہ کہیں۔ اگر مناظرہ نہیں کرنا تو مولوی صاحب کو کیوں دعوت دی تھی اور جھوٹی پیشین گوئی کی تھی؟ نہایت افسوس ہے کہ ایسی بدیہی بناوٹ پر بھی ہمارے دوست نظر نہیں کرتے۔

۳؎ یہ تیسری زبردستی ہے۔ مگر اتنی عنایت ہوئی کہ پہلے ایک دو سطر کی اجازت تھی۔ یہاں تین سطر تک کی اجازت دی جاتی ہے۔

اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شبہات[۱] دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔ میں بآواز بلند لوگوں کو سنادوں گا کہ اس پیش گوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے۔ اسی طرح تمام وساوس دور کردیئے جائیں گے۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقع دیا جائے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک میں یہاں ہوں۔ بعد میں ۱۵/جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤں گا۔ سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے۔ لیکن چودھویں تاریخ جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹہ تک آپ کے لئے خرچ کرسکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے۔ خود خدا تعالیٰ فیصلہ کردے گا۔

سوچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو۔ ایک ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ ایسا صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں۔ ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کرے گا۔ اس کو اپنے وساوس دور کرانے میں اور کچھ غرض نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے ان کی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں۔ بالآخر اس غرض کے لئے کہ اب آپ اگر شرافت[۲] اور ایمان رکھتے ہیں تو قادیان سے بغیر تصفیہ خالی نہ جاویں۔ دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اوّل چونکہ میں انجام آتھم میں خدائے تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کروں گا۔ اس وقت پھر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ صرف آپ کو یہ موقع دیا جائے گا کہ آپ اوّل ایک اعتراض جو

۱؎ یہ کیسا صریح جھوٹ ہے جب بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ مشرح مافی الضمیر ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ پھر یہ طریق شبہات دور کرنے کا عمدہ طریقہ؟ یہ کہتے شرم نہیں آتی۔ اس طریق کا حاصل یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنے شبہات واضح طور پر بیان نہ کرسکیں تاکہ حاضرین اسے بخوبی سمجھ لیں اور مرزا قادیانی اپنی طول طویل تقریر سے حاضرین پر یہ ظاہر کردیں کہ ہم نے جواب دے دیا۔

۲؎ یہ دیکھا جائے کہ یہ کیسا صریح فریب ہے کہ پہلے تو ایسی شرطیں لگائیں کہ ان شرطوں کے ساتھ مولوی صاحب اظہار مطلب کر ہی نہیں سکتے۔ یہاں عوام کے دھوکہ دینے کو تصفیہ کے لئے روکتے ہیں اور وہ بھی نہایت بے تہذیبی کے ساتھ۔

آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیش گوئی پر ہو۔ ایک سطر یا دو سطر تک لکھ کر پیش کریں۔ جس کا یہ مطلب ہو کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوت کے رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں اور مجمع عام میں اس کا جواب دوں گا۔ جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں۔ پھر دوسرے دن اسی طرح لکھ کر پیش کریں۔ یہ تو میری طرف سے خدائے تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو خدائے تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اگر سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ وفساد میں عمر بسر نہ کریں۔ اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہے اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی زندگی میں دیکھ لے۔ آمین! (مرزا غلام احمد نے اس لعنت کا پھل دیکھ لیا۔ جب ہی تو ثناء اللہ کے سامنے ہلاک ہوگئے) سو اب میں دیکھوں گا کہ آپ سنت نبوی ﷺ کے موافق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتے ہوئے۔ اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں اور چاہئے کہ اوّل آپ مطابق اس عہد کے مؤکد قسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع کیا جائے گا اور آپ کو بلایا جائے گا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جائیں گے۔ مرزا غلام احمد بقلم خود (مہر) (الہامات مرزا ص۱۰۳-۱۰۶)

مولوی صاحب کا دوسرا خط

الحمدللہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. امابعد! از خاکسار ثناءاللہ

بخدمت مرزا غلام احمد صاحب

آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا جب کہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ (اعجاز احمدی ص۱۱،۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۱۷، ۱۳۱) حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعۂ اولی میں انہیں صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے۔ بجز العادۃ طبعیۃ ثانیۃ کے اور کیا معنی رکھتی ہے۔

جناب من! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیازمند کو تحقیق کے لئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں (خاکسار) آپ کی پیش گوئیوں کو

جھوٹی ثابت کروں تو فی پیش گوئی مبلغ سو(۱۰۰) روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دوسطریں لکھنے کے پابند کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں۔’’تلک اذاً قسمة ضیزٰی‘‘

بھلا یہ کیا تحقیق کا طریق ہے۔ میں ایک دوسطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹہ تک فرماتے جائیں۔اس سے صاف سمجھ آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت کر کے پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں۔ جس کی بابت آپ نے مجھے (ص۲۳، خزائن ج۱۹ص۱۳۱) پر دعوت دی ہے۔

جناب والا! کیا انہیں ایک دوسطروں کے لکھنے کے لئے آپ نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی۔ جس سے عمدہ میں امرت سر میں ہی بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں۔مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلانیل ومرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا۔ اس لئے میں آپ کی بے انصافی[1] کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دوتین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلاشک تین گھنٹہ تک تقریر کریں۔مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ میں اپنی دوتین سطریں مجمع میں کھڑے ہوکر سناؤں گا اور ہر ایک گھنٹہ کے بعد ۵ منٹ نہایت ۱۰ منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا اور چونکہ مجمع عام آپ پسند نہیں کرتے۔ اس لئے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے۔ جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں۔کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں۔ اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپ کو آسمانی اطلاع ہوگئی ہوگی۔آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھ کو دے دیجئے گا۔ کارروائی آج شروع ہوجائے۔آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیج دوں گا۔ باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں موجود ہے۔۱۱؍جنوری ۱۹۰۳ء (الہامات مرزا مصنفہ مولوی ثناءاللہ ص۱۰۶،۱۰۷)

[1] یہاں مولوی صاحب کا کمال علمی اور قوت تحریر لائق تعریف ہے کہ بیان وسیع کو دوتین سطر میں لکھنا قبول کرتے ہیں۔مگر مرزا قادیانی کی ناانصافی قابل دید ہے کہ اس مختصر تحریر کا سنانا منظور نہیں کرتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی سمجھ رہے ہیں کہ مولوی صاحب کے شبہات کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔اس لئے یہ حیلے ہو رہے ہیں۔

اس مضمون پر نظر کی جائے کیسی صفائی اور سچائی سے لکھا گیا ہے۔ جس میں عناد اور بغض کا کہیں شائبہ نہیں پایا جاتا۔ مگر مرزا قادیانی کی زبردستی اور غلط الزام ملاحظہ کیا جائے۔

مرزا قادیانی کا دوسرا خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً

مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود ومہدی مسعود کی خدمت مبارکہ میں سنا دیا گیا۔ چونکہ مضامین اس کے محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہٰذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور انجام آتھم میں اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ سامی میں قسم کھا چکے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے۔ خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ طالب حق کے لئے جو طریق حضرت اقدس نے فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں ہے۔ لہٰذا آپ کی اصطلاع جو بطرز شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ! (الہامات مرزا ص۱۰۸)

گواہ شد: محمد سرور وابوسعید عفی عنہ، خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزمان

مرزا قادیانی کے پاس مولوی ثناء اللہ صاحب نے حکیم محمد صدیق جالندھری ومحمد ابراہیم امرت سری کو رقعہ دے کر بھیجا تھا اور دونوں صاحبان کا حلفاً بیان ہے کہ مرزا قادیانی تہذیب سے باہر ہوکر رقعہ پڑھتے وقت الفاظ ذیل مولوی ثناء اللہ صاحب واور علماء کی شان میں بکتے تھے۔ (الہامات مرزا ص۱۰۸-۱۱۰)

<u>شہادت</u>: ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر بحکم ’’لا تکتموا الشھادۃ‘‘ سچ کہتے ہیں کہ جب ہم مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کا خط لے کر مرزا قادیانی کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو جناب ایک ایک فقرہ سنتے جاتے تھے اور بڑے غصے سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے اور حضار مجلس مریدان بھی ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ حضرت! واقعی ان مولوی لوگوں کو تہذیب وتمیز نہیں۔ چند الفاظ جو مرزا قادیانی نے علماء کی نسبت عموماً مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت خصوصاً فرماتے تھے، یہ ہیں۔ خبیث، سور، کتا، بدذات، گوں خور ہے۔ ہم اس کو کبھی نہ بولنے دیں گے۔ گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔ لعنت ہی لے کر جائے گا۔ اس کو کہو کہ لعنت لے کر قادیان سے چلا جاوے وغیرہ وغیرہ۔ سننے میں اور اس وقت کی حالت دیکھنے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہم حلفیہ بطور شہادت کے کہتے ہیں کہ ایسی گالیاں ہم نے مرزا قادیانی کی زبان سے سنی ہیں جو کسی چوہڑے چمار سے بھی کہیں نہیں سنیں۔

راقمان: حکیم محمد صدیق ساکن ضلع جالندھر بستی دانش منداں حال وارد امرتسر بازار گوگیراں۔ محمد ابراہیم امرتسر کٹڑہ سفید۔ انتہی عبارت الہامات مرزا!

حضرات مرزائی فرمائیں کہ مامور من اللہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود دعوت دے کر بلائیں اور جب وہ آئیں تو وہ اس طرح گالیاں دیں۔ خدا کے لئے یہ بتائیے کہ مولوی صاحب نے کون سی بات بے جا کہی تھی۔ یہ غصہ اور بے تہذیبی معتقدین میں بیٹھ کر صرف اسی لئے ہے کہ اپنی پیشین گوئیوں کی صداقت نہیں کر سکتے۔ ورنہ کوئی مصنف مولوی صاحب کا کوئی قصور ثابت نہیں کر سکتا۔ ناظرین یہ بھی معلوم کر لیں کہ مولوی صاحب جس طرح مرزا قادیانی کی زندگی میں ان کی پیشین گوئیوں کے غلط ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی کے پاس گئے تھے اور مرزا قادیانی باوجود بلانے کے پھر سامنے نہ آئے۔ اسی طرح ان کے بعد بھی مولوی صاحب نے اعلان دیا کہ اگر ان کے مریدین کو دعویٰ ہے تو لاہور میں جلسہ کریں۔ میں مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کو غلط ثابت کر دوں گا۔ مگر آج تک کسی کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا غل ہے اور زبردستی مولوی صاحب کی شکایت کرتے ہیں۔ اگر کچھ بھی خوف خدا ہے تو انہیں خطوں کو دیکھ کر انصاف کرو کہ شکایت کے لائق کون ہے؟ مگر افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ سے عقل وانصاف جاتا رہا ہے۔

محمد عبدالمعز عفی عنہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مسیح قادیان کے جھوٹے الہامات

اور

غلط دعوے

اور

نامراد دعائیں

مولانا محمد عبداللہ متوسل مونگیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً

بہی خواہان امت محمدیہ نے مرزا غلام احمد کے جھوٹے دعوؤں اور غلط الہامات کے بیان میں بہت رسالے لکھے ہیں۔ جن کی فہرست بھی طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔ میں چند رسالوں سے انتخاب کر کے ان کے جھوٹ، فریب اور غلطیوں کی تعداد ناظرین کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ کر کے ان کی حالت معلوم کریں۔

فیصلہ آسمانی حصہ امعہ تتمہ: اس میں مرزا قادیانی کے نہایت عظیم الشان نشان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے اور ۱۵۹ جھوٹ اور فریب اور غلطیاں ان کی دکھائی ہیں۔

حصہ۲: اس میں ۶۹ جھوٹ، فریب اور غلطیاں مرزا قادیانی کی دکھائی ہیں اور ان کے متعدد اقراروں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

حصہ۳: اس میں ۹۰ جھوٹ اور فریب اور غلطیاں مرزا قادیانی کی لکھی گئی ہیں اور منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے پر جو مرزا قادیانی نے باتیں بنائی ہیں۔ ان کا غلط ہونا متعدد وجوہ سے نہایت لاجواب طریقوں سے بیان کیا ہے۔

دوسری شہادت آسمانی: اس میں مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کا محض غلط ہونا ثابت کیا ہے اور ۴۵ جھوٹ اور فریب اور غلطیاں ان کی دکھائی ہیں۔

النجم الثاقب: اس کے پہلے حصہ میں مرزا قادیانی کے ۴۲ الہامات کو غلط ثابت کیا ہے۔ یہ حصہ مشتہر ہوچکا ہے۔ اس کے دوسرے حصہ میں ان کی پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے مگر یہ حصہ ابھی تک مشتہر نہیں ہوا۔ اس میں ۲۰ سے زیادہ پیشین گوئیوں کا غلط ہونا بیان کیا ہے۔

مسیح کاذب: اس میں دو درجن یعنی ۲۴ پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

ہدیہ عثمانیہ حصہ ا: اس میں سترہ جھوٹ مرزا قادیانی کے لکھے ہیں اور خواجہ کمال کا اعلانیہ جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک ہمدرد اسلام مولوی عبدالغفار خان صاحب نے اسے خوب مشتہر کیا ہے۔

یہ چھوٹے چھوٹے رسالہ ہیں جن میں اس قدر تعداد جھوٹوں، فریبوں اور غلطیوں کی

دکھائی گئی اور جو بڑی کتاب ہے جیسے ’’افادۃ الافہام‘‘ کہ بڑی دو جلدوں میں ہے اور مرزا قادیانی کے مایۂ فخر کتاب ’’ازالۃ الاوہام‘‘ کا نہایت شافی جواب ہے۔ اس میں کتنے سو جھوٹ دکھائے ہیں۔ اس کا شمار میں نے نہیں کیا۔ ناظرین ان چھوٹے رسالوں پر قیاس کر لیں۔

بھائیو! غور کرو کہ اگر کسی کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا اور جس کے اس قدر جھوٹ ثابت کر دیئے جائیں۔ اسے جھوٹوں کا سردار کہنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے؟ مگر ان کی عقل پر افسوس ہے کہ ایسے شخص کو مجدد، امام بلکہ نبی مانتے ہیں اور قرآن، حدیث سے اس کا ثبوت پیش کر کے خدا اور رسول کے کلام پر سخت الزام لگاتے ہیں اور اس صریح بات کو نہیں سمجھتے۔

اے جماعت احمدیہ! تم اس پر نظر نہیں کرتے اور اپنے بہی خواہوں کو ایسا ہی مکذب اور جھوٹا کہتے ہو۔ جیسا کہ انبیائے صادقین کے مکذب گزرے ہیں۔ افسوس ہم نے تو مرزا کا جھوٹا ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا اور اس قدر کثیر التعداد ان کے علانیہ جھوٹ دکھا دیئے اور ایسے جھوٹ کہ اگر تمام مرزائی جماعت مل کر زور لگائے تو ہم کامل تحدی کے ساتھ کہتے ہیں کہ جواب نہیں دے سکتی اور ہرگز نہیں دے سکتی اور ہم اپنی حقانیت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ تم ہمارے سامنے ہرگز نہیں آسکتے اور اپنے مرشد کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے ’’ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً‘‘ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا نہیں کر سکا جو ہم نے کر کے دکھا دیا۔ اگر کسی کو ہمارے خلاف دعویٰ ہو تو ثابت کرے۔ ہم تو علاوہ قرآن وحدیث کے مرزا کے اقراروں سے ان کے علانیہ واقعات سے، زمانے کی تاریخ سے ان کا جھوٹا ہونا دکھا رہے ہیں۔ جن کی آنکھیں ہوں وہ دیکھیں اور اپنی جانوں پر رحم کر کے اس جھوٹ اور فریب سے بچیں۔

اب میں اس اعلان میں مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں کا نمونہ دکھاتا ہوں اور ان کے دو مخالفوں کو پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے انتہا درجہ کی مخالفت کی اور انجام کار ان کے مخالف ہی کامیاب رہے اور مرزا قادیانی کف افسوس ملتے ہوئے اور اپنے مخالفوں کو کامیاب دیکھتے ہوئے دنیا سے نامراد گئے۔ سب سے زیادہ مشہور اور سخت مخالف دو صاحب ہیں۔ ایک ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اور دوسرے مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جن کی مخالفت سے مرزا قادیانی نے عاجز ہو کر آخری فیصلہ شائع کیا اور اسی فیصلہ نے ان کے کذب

کا فیصلہ کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے اور نہایت عاجزی کی دعا ان کے مراد کے موافق دربار الٰہی میں سنی نہیں گئی اور وہ نامراد رہے اور ان کا الہام ''اجیب کل دعائک '' (حقیقت الوحی ص۲۴۳، خزائن ج۲۲ ص۲۵۴) بھی محض غلط ثابت ہوا۔ اس کی تفصیل (ہدیہ عثمانیہ ص۲۳-۳۰) تک لائق دید ہے۔

دوسرے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خان

جو بیس برس تک مرزا قادیانی کے بڑے مخلص مرید رہے اور جان و مال سے ہر طرح مرزا قادیانی کے مددگار رہے۔ آخر میں ان کی حالت کا تجربہ اور مشاہدہ کر کے ان کے مخالف ہوئے اور سخت مخالف رہے اور متعدد رسالے ان کے رد میں لکھے۔ ان کا ذکر (ہدیہ عثمانیہ ص۳۱) وغیرہ میں کیا گیا ہے۔ مگر یہاں مرزا قادیانی کے متعدد اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کے جھوٹے ہونے کے علاوہ ان کی پریشانی اور عاجزی بھی ظاہر ہوتی ہے۔

۱...... چنانچہ رسالہ (چشمہ معرفت ص۳۲۱، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶) میں لکھتے ہیں: ''آخر ایک اور پیدا ہوا جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی ۴؍اگست[۱] ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہوں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشین گوئی کے مطابق پر مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک[۲] کرے گا۔''

اس عبارت کو اچھی طرح دیکھا جائے۔ اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جو مدت ڈاکٹر صاحب نے مرزا قادیانی کی موت کی بیان کی ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس میں میں ہرگز نہ مروں گا۔ بلکہ ڈاکٹر خود ہلاک ہوگا اور دنیا میں مبتلائے عذاب کیا جائے گا۔ حضرات مرزائی اس قول کو دیکھیں اور بتائیں کہ ڈاکٹر صاحب تو نہ ہلاک ہوئے اور نہ دنیاوی عذاب ان پر آیا۔ اب مرزا قادیانی کو جھوٹا ماننے میں انہیں کیا عذر ہوسکتا ہے۔

۲...... (ریویو آف ریلیجنز) بابت ماہ ۱۹۰۶ء کے آخر (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۷) میں تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان ہے وہ ملاحظہ ہو۔

۱؎ ڈاکٹر صاحب کی نے اگست کی تعین نہیں کی۔

۲؎ حضرات مرزائی دیکھیں جن کی نسبت آپ کے مرشد ہلاکت کی خبر دے رہے ہیں خدا کے فضل سے وہ تو اب تک زندہ ہیں اور مرزا قادیانی کو ہلاک ہوئے آٹھ برس ہوگئے۔

’’چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا۔ نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اوران باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں۔ منہ پھر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے (اس کے بعد لکھا ہے) مجھے اس نے دغا باز، حرام خور، مکار، فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے۔ (پھر لکھا ہے) لیکن یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہوکر اور مرتد ہوکر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ (آخر میں لکھا ہے) اب ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں: ’’انما اشکو بثّی وحزنی الی اللّٰہ واعلم من اللّٰہ مالا تعلمون‘‘ (المشتہر: مرزاغلام احمد مسیح موعود ومہدی معہود)‘‘

اس تحریر میں مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی کمال دشمنی اور نہایت سخت کلامی بیان کر کے بہت عاجزی سے کہتے ہیں کہ میں اپنے صدمہ اور غم کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ خداتعالیٰ اسے دنیا میں بغیر مواخذہ نہ چھوڑے گا۔ اب اس پر غور کیا جائے کہ مرزا قادیانی اپنے سخت مخالف کے لئے کس عاجزی اور التجا سے دربار الٰہی میں عرض کررہے ہیں اور اس کے امیدوار ہیں کہ ہماری دشمنی اور ہماری تکلیف دہی کا مواخذہ ہمارے دشمن سے لیا جائے اور یہ بھی اشارہ کررہے ہیں کہ بدلہ لیا جائے گا۔ مگر بایں ہمہ اس دربار میں کچھ شنوائی نہ ہوئی اور نامراد رہے اور پہلے قول میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجھے خبر دی گئی ہے یعنی الہام ہوا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور ہلاک ہوگا۔ یعنی دو باتوں کا الہام ہوا ہے۔

۱...... ایک یہ کہ دنیا میں اس پر عذاب نازل ہوگا۔

۲...... اور دوسرے یہ کہ میرے روبرو وہ ہلاک ہوگا۔ مگر یہ قول تو صریح جھوٹ اور خدا پر افتراء ثابت ہوا۔

۳...... (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۹) میں حمد ونعت کے بعد عنوان قائم کیا ہے: ’’خدا سچے کا حامی ہو‘‘ (اس کے نیچے لکھتے ہیں:) ’’اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں

[1] یہ الفاظ نہایت عاجزی اور پریشانی سے کہے جاتے ہیں۔

گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی اور اپنی پیش گوئیاں نقل کرتے ہیں۔ شریر، حرام خوار رکھا ہے۔''

میاں ڈاکٹر عبدالحکیم خان

اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی ''میری نسبت پیشین گوئی ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہام ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف ہے، کذاب ہے اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ اس کے مقابل پر وہ پیشین گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔'' (یہ تو اصل کتاب کی عبارت ہے اب اس کا حاشیہ بھی ملاحظہ ہو جس میں اس مضمون کی توضیح ہے)

''یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرے کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہوجائے۔''

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۲، خزائن ج۲۲ ص۴۱۱)

اب حیدرآبادی مرزائی عموماً مسیحی جماعت فرمائے کہ اب سلامتی کا شہزادہ کون قرار پایا اور ذلت کی موت کسے نصیب ہوئی؟ آپ کے مسیح تو اپنے سخت دشمن کے سامنے اس کی پیشین گوئی کے مطابق ہلاک ہوگئے اور عالم برزخ پہنچے ہوئے انہیں آٹھ برس ہوئے اور جس کے لئے وہ بددعا کرتے تھے وہ تو اس وقت تک بخیر وخوبی بیٹھے ہوئے تصانیف کر رہے ہیں اور آپ کے مرشد کے دجل وکذب کے اظہار میں کتابیں مشتہر کر رہے ہیں۔ پھر کیا اس

مشاہدے کے بعد بھی آپ کو اس میں کچھ عذر ہو سکتا ہے کہ آپ کے مرزا خدا کے خاص لوگوں میں نہیں تھے۔ خدا نے انہیں سلامتی کا شہزادہ ہرگز نہیں فرمایا بلکہ مرزا قادیانی کے قول کے بموجب ان دونوں لقب کے مستحق ان کے دشمن ڈاکٹر صاحب ہیں۔ کیونکہ انہیں ذلت کی موت نہیں ہوئی اور اگر مرزا قادیانی خدا کے خاص بندوں میں ہوتے اور پھر وہ اپنے دشمن کے سامنے اس ذلت کی موت سے مرتے تو ان کے قول کے بموجب دنیا تباہ ہو جاتی۔ مگر دنیا تو تباہ نہیں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نہ خدا کے خاص بندے تھے اور نہ سلامتی کے شہزادے بلکہ جھوٹے اور مفتری تھے۔ محض جھوٹی باتوں کو خدا کی طرف سے بتایا کرتے تھے۔ یہاں میں نے مرزا قادیانی کے متعدد اقوال نقل کئے تاکہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی اپنے مخالف سے سخت پریشان ہیں اور اپنی پیشین گوئی پر انہیں نہایت وثوق ہے۔ اس لئے بار بار اپنے متعدد رسالوں میں اس کا ذکر کر کے مخالف کو ڈراتے ہیں۔ مگر وہ ان کا وثوق محض خیالی تھا یا افتراء کر کے مسلمانوں کو فریب دیتے تھے۔ مگر الحمدللہ خدا نے اس فریب کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔

اب میں ایک قول ڈاکٹر صاحب کا اور مرزا قادیانی کا رسالہ (اعلان الحق ص۴،۵، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۹) سے نقل کرتا ہوں۔ وہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔ لکھتے ہیں: ''۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتلایا۔ مرزا، مسرف ہے، کذاب ہے اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اس کی میعاد تین سال بتائی گئی۔'' (یہ الہام کیسا سچا ہوا) مرزا قادیانی نے ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء کو کمال بے باکی کے ساتھ اس کے مقابل مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیا اور اس اشتہار کو اپنے اور نیز بہت سے اردو اخبارات میں شائع کرا دیا۔ اس میں کمال دلیری کے ساتھ یہ ظاہر کیا کہ ''میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا بلکہ خود عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم کی پیشین گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔''

یہاں مرزا قادیانی نے اپنے لئے فیصلہ کر دیا کہ وہ ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور اپنے انکار میں جھوٹے ٹھہرے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی پیشین گوئی کی میعاد میں ہلاک ہوئے۔ اس کی تفصیل رسالہ (اعلان الحق) میں اچھی طرح دیکھنا چاہئے۔

جماعت مرزائی خصوصاً مرزامحمود اور خواجہ کمال بھلا کچھ تو انصاف کر کے شرمائیں کہ ان کے مرشد اپنے مخالف کے مقابل میں کیسے ذلیل ہوئے اور کیسی لعنت کی موت سے ان کے سامنے ہلاک ہوئے اور کیسے صریح جھوٹے اور مفتری ثابت ہوئے۔ اب تمہیں ان کے جھوٹا ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے۔ اچھا کچھ اور ملاحظہ کیجئے۔ مذکورہ پیشین گوئی تو خاص مخاطب کے مقابل میں تھی۔

قادیان اور طاعون

اب ایک پیشین گوئی تمام مخالفوں کے مقابل میں بھی مرزا قادیانی کی ہے وہ بھی ملاحظہ کی جائے۔ (دافع البلاء ص۱۰،۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰) میں ہندو، عیسائی، مسلمان سب کو مخاطب کر کے پیشین گوئی کرتے ہیں: ''خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں ہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔''

اس قول میں صاف طور سے تمام قادیان کے محفوظ رہنے کی پیشین گوئی ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں سے شہر بنارس اور کلکتہ اور دہلی کے بچانے کو کہا ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ تمام قادیان کے محفوظ رہنے کو کہتے ہیں۔ یہ پیشین گوئی تو اپریل ۱۹۰۲ء میں مشتہر کی۔ اب چونکہ یہ پیشین گوئی صاف تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی کو خیال ہوا کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی ہوئی تو بات بنانے کا کوئی موقع نہیں رہے گا۔ اس لئے چھ مہینے کے بعد اس پیشین گوئی کو دوسرا لباس پہنا کر مختلف رنگ اس کے بدلے ہیں۔ چنانچہ (کشتی نوح ص۲، خزائن ج۱۹ ص۲) میں اس طرح تحریر کرتے ہیں: ''اس (یعنی خدا) نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا۔ وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔'' (انتہی بلفظہ)

اب ملاحظہ کیا جائے کہ پہلے قول میں تو پورے قادیان کی نسبت پیشین گوئی تھی۔ اب یہاں ان کے گھر کی چاردیواروں کے اندر محدود ہوگئی۔ مگر دوسری بات یہ اضافہ کی کہ جو کامل پیروی کرے گا اور سچا تقویٰ اختیار کرے گا وہ بھی طاعون سے بچے گا۔ خاص وہ چار دیواری کے اندر ہو یا جہاں ہو۔ مگر اس میں کامل پیروی اور تقویٰ کی ایسی قید لگائی ہے کہ ان

کے کسی مرید پر صادق ہی نہیں آسکتی۔ اس لئے جب کوئی ان کا پیرو مرے گا تو کہہ دیں گے یہ کامل پیرو نہ تھا۔

اس کے آٹھ سطر بعد لکھتے ہیں: ’’اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی۔ جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں۔‘‘ (کشتی نوح ص۲، خزائن ج۱۹ ص۲)

اب ذرا غور سے دیکھئے۔ پہلی پیشین گوئی کا کس طرح سے رنگ بدلا ہے اور ایسی قیدیں لگائی ہیں کہ ان قیدوں کے ساتھ ہندوستان میں کہیں دیکھا اور سنا نہیں گیا۔ اب اگر اس طرح قادیان محفوظ رہا تو مرزا کی کون سی کرامت ہوئی۔ اس کے بعد جو انہوں نے اپنی تمام جماعت کے لئے پیشین گوئی کی تھی۔ اس میں قیدیں لگاتے ہیں ’’اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں۔ مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو۔ ان پر طاعون وارد ہوسکتی ہے۔‘‘ (انتہی لفظہ) (کشتی نوح ایضاً)

ناظرین! ان شرطوں میں غور کریں۔ خصوصاً آخری جملہ میں جو لائق تماشا ہے یعنی لکھتے ہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو اور ان پر طاعون وارد ہوسکتی ہے۔ ناظرین اس فریب آمیز شرط کو دیکھیں۔ اگر ایسی شرط کے ساتھ پیشین گوئی قابل توجہ ہوسکتی ہے تو ہر ایک شخص پیشین گوئی کرسکتا ہے۔ مثلاً میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اگر ہمارے رسائل حقانیہ، جماعت مرزائیہ بنظر انصاف دیکھے تو بالضرور مرزا قادیانی کو کاذب اور مفتری یقین کر لے۔ مگر جس کی نسبت خدا کے علم میں یہ قرار پا گیا ہے کہ یہ ایمان نہ لائے گا اور جہنم میں جائے گا۔ گو یہ پیشین گوئی بھی کرتا ہوں کہ ہندوستان میں طاعون برابر آتا رہے گا۔ جب تک کہ گروہ مرزائی تائب نہ ہوگا۔ البتہ اگر کوئی وجہ مخفی اللہ کے علم میں ہو تو دفع ہوسکتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ اس کے بیان میں مرزا قادیانی نے بہت رنگ بدلے ہیں۔ سب کے بیان میں طول ہے۔ مگر حاصل یہ ہے کہ یہاں مرزا قادیانی نے تین پیشین گوئیاں کی ہیں۔

۱...... ایک یہ کہ تمام قادیان بلاشرط محفوظ رہے گا۔

۲...... دوسرے یہ کہ ان کے خاص گھر کی حفاظت ہوگی۔ اسی بناء پر گھر کے وسیع کرنے کے لئے چندہ کا اعلان (کشتی نوح ص۶،۷، خزائن ج۱۹ ص۸۶) میں دیا۔

۳...... تیسرے ان کے خاص مریدین محفوظ رہیں گے۔

مگر الحمدللہ! یہ تینوں پیشین گوئیاں بھی غلط ہوئیں اور مرزا قادیانی کذاب ومفتری ثابت ہوئے۔ کیونکہ مارچ واپریل ۱۹۰۴ء میں قادیان میں طاعون آیا اور ۳۸۰۰ کی آبادی میں ۳۱۴ آدمی مرے اور ان کے گھر میں ان کے نہایت خاص مرید عبدالکریم سیالکوٹی جوان میں بالکل فنا تھے۔ وہ بھی ہلاک ہوئے۔ باقی رہی ان کی مخفی وجہ وہ تو ایسی ہوشیاری سے نکالی گئی ہے کہ اگر تمام قادیان طاعون سے صاف ہوجاتا اس وقت بھی مرزا قادیانی پر کوئی الزام نہ آتا۔ اب مسیحی جماعت سر بگریباں ہوکر بتائے کہ ان کے مرشد کی صداقت کی دلیلیں ایسی ہی پیشین گوئیاں ہیں؟ اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی کی جس قدر صاف پیشین گوئیاں ہیں وہ سب غلط ہوئیں اور جو مبہم اور گول گول مضمون میں کیں یا اس قسم کی شرطیں لگائیں جیسی بیان ہوئیں۔ وہ ہرگز اس میں لائق نہیں کہ کوئی فہمیدہ اس طرف توجہ کرے اور انہیں صداقت کا نشان ٹھہرائے۔

بھائیو! انہیں مرزا کے مرید مسلمانوں کو اپنے الہاموں سے ڈرانا چاہتے ہیں اور مرزا کے دعوؤں کو ناممکن[۱] التردید بتاتے ہیں۔ کیا انہیں اس مختصر مضمون کو دیکھ کر شرم نہ آئے گی۔

اب تمام طالبین حق اور خصوصاً وہ جو غلطی سے قریب میں آکر مرزا قادیانی کو مان گئے تھے اور اب فضل خداوندی نے انہیں اس ہلاکت سے نجات دی ہے۔ وہ اس تحریر کو مرزائیوں کے سرگروہوں پر عموماً اور محمد سعید اور اللہ دین سوداگر پر خصوصاً پیش کر کے کہیں کہ یا تو اس کا جواب دیجئے یا اپنے انجام پر نظر کر کے ایک علانیہ اور یقینی کذاب ومفتری سے علیحدہ ہوجائیے۔ واللہ ولی التوفیق!

خیر خواہ مسلمین محمد عبداللہ خادم خانقاہ رحمانیہ مونگیر یکم ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

[۱] محمد دین حیدرآبادی کا دوورقہ اشتہار دیکھا ئے جائے۔

O ...... O ...... O

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

۱۴ رسائل لاثانی
در کذب مسیح قادیانی

حضرت میر ممتاز علی مونگیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والمنۃ کہ

جس میں لاجواب چودہ رسالے حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ جن کا جواب خود مرزا قادیانی اور نہ ان کے خلیفہ اوّل دے سکے۔ پھر اب کسی مرزائی کی کیا مجال ہے کہ جواب میں قلم اٹھا سکے۔ اس لئے مرزائی جماعت اور بالخصوص مرزا محمود قادیانی اور ان کے خاص چیلے عمر قادیانی کی بہی خواہی کی وجہ سے یہ مختصر تحریر لکھی گئی ہے کہ وہ حیات مسیح کو مان لیں اور مرزائیت سے توبہ کر کے سچے مسلمان بن جائیں اور چالیس کروڑ مسلمانوں میں داخل ہوکر ''من شذ شذ فی النار'' کے مستحق نہ رہیں اور اگر ایسا نہ کریں تو پہلے ان رسالوں کے جواب دیں۔ ورنہ ممات مسیح علیہ السلام کے ذکر کو زبان پر نہ لائیں اور اپنے قلم کو توڑ دیں اور اس کا بھی خوب خیال رکھیں کہ ممات کے ثبوت سے کوئی جھوٹا فریبی جیسے آپ کے جناب مرزا قادیانی تھے، مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

باہتمام منشی سراج الدین احمد رحمانی پرنٹر و پبلشر در مطبع رحمانیہ مونگیر طبع گردید ۳/جنوری ۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فریب و مکر پر تھا میرزا کا ہتھکنڈا — کہ نیشکر کی جگہ بیچتا تھا سرکنڈا
پرائے مال کو کھا کر بنا تھا مسٹنڈا — غضب ہوا کہ گرو جی کا کھل گیا بھنڈا

مسلمانوں کو مذاہب باطلہ کی طرف توجہ نہیں رہی اور نہ اب ہے۔ البتہ بعض کو توجہ ہوئی اور مذہب قادیانی کی بیخ وبنیاد اکھیڑ کر پھینک دی۔ مثلاً خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے سو سے زائد رسالے لکھ کر مشتہر کئے گئے۔ جس میں مرزا قادیانی کا جھوٹا اور فریبی اور ہر بد سے بدتر ہونا ثابت کر دیا گیا۔ اکثر رسائل خاص قادیان بنام خلیفہ اوّل ودوم بھیجے گئے۔ مگر کسی رسالہ کا جواب خلیفہ قادیانی یا ان کے کسی مرید نے نہیں دیا۔ اکثر رسالوں کو چھپے ہوئے تو برسوں گزر گئے۔ مگر کسی مرزائی کو نہ تو شرم آئی اور نہ خدا کا خوف ہوا۔ ان پر فرض تھا کہ جب جواب سے عاجز تھے تو جھوٹے کو جھوٹا سمجھ کر اس سے علیحدہ ہوتے اور اعلان کرتے کہ ہم نے غلطی سے یا کسی کی فریب دہی سے مرزا کو سچا مان لیا تھا۔ مگر فیصلہ آسمانی یا دوسرے فلاں رسالے کو دیکھ کر اطمینان ہوگیا کہ مرزا جھوٹا ہے۔ اس وجہ سے اسے جھوٹا اور مسیلمہ کذاب کا بھائی سمجھ کر علیحدہ ہوگئے۔

لیکن مشکل تو یہ ہے کہ خلیفہ قادیان اور ان کے خاص مریدین کی گزراوقات اسی پر

ہے۔مرزا قادیانی نے جو مریدین سے دسواں حصہ مقرر کرادیا ہے، وہ دیتے ہیں اور خلیفہ مرزا محمود قادیانی نہایت آرام وچین سے بیٹھے ہوئے کھاتے ہیں اور اپنے مریدین کو بھی حکم دے دیا ہے کہ مخالفین کی کوئی کتاب نہ دیکھو۔ ورنہ ایمان جاتا رہے گا۔ مگر چونکہ اس پر برسیں گزر گئیں ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ ان کے مریدین سنتے تو ضرور ہوں گے اور بعض اخباروں میں دیکھتے ہوں گے کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں بہت رسائل لکھے گئے ہیں اور لکھے جاتے ہیں لیکن ہماری طرف سے کوئی جواب نہیں ہوتا۔

علمائے حقانی کے زبردست اور اٹل مطالبات اور مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اور ان کے متبعین کی ان تمام باتوں کے مدلل اور دندان شکن جوابات نے جن کو انہوں نے اپنی کذب پردازی اور بطالت کو روپوش رکھنے کے لئے اپنے خیال خام میں مستحکم قلعہ سمجھ رکھا تھا اور مرزا قادیانی کی کذابی اور ابلہ فریبی اور افتراء پردازی اور ان کے دہریہ ہونے کو جب حقانی رسائل کے آفتاب نے خصوصیت کے ساتھ رحمت عامہ بن کر اور خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے طلوع ہوکر اور پوری دنیا میں پھیل کر خوب روشن کردیا اور مرزائیوں کی آنکھوں میں چکا چوند لگادی اور تمام عالم نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ہیں۔ مرزائی اپنے مرشد کو سچا اور بھلا آدمی بھی ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ مجدد اور نبی ہونا تو بڑی بات ہے۔ مرزا قادیانی کی حقیقت اور اصلی حالت کو دیکھا کر جو زبردست مطالبات کئے گئے اور برابر کئے جارہے ہیں۔ جن کا جواب کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ قادیان اور ان کے بعض وہ حوارین جن کی گزر اوقات مسلمانوں کو فریب دینے اور اسلام کے زبردست اصول اتحاد کو درہم برہم کرنے پر ہے اور اس زمانہ کے متقدر علماء جو سچے ہمدرد حامیان اسلام ہیں۔ ان کو برا کہہ کر اور گالیاں دے کر عالم دنیا کو ان کی طرف سے بدظن کرنے پر ہے، عاجز آکر اور اپنی جماعت کی تسلی وتشفی اور قبضے میں رکھنے کی غرض سے کبھی کبھی کوئی چھوٹا سا رسالہ یا اشتہار لکھ کر زوروشور سے دعویٰ کرتے ہیں۔

ان علمائے حقانی کے مقابلہ میں جن کے ایک مطالبہ کا جواب بھی آج تک کوئی مرزائی نہ دے سکا پھر خرافات بک دینا اور بات ہے۔ چنانچہ ایک چھوٹے ورقوں پر سولہ صفحوں کا رسالہ جو عمر قادیانی کے نام سے ۲۵/دسمبر ۱۹۲۱ء کا چھپا ہوا، اعلیٰ حضرت جناب مولانا سید ابواحمد رحمانی متع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ کی خدمت اقدس میں بڑے دعویٰ کے

ساتھ بھیجا گیا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات پر گفتگو کی ہے اور ان کی ممات پر گویا فیصلہ کردیا ہے کہ ان کی ممات مان لینے پر تمام جھگڑا طے ہے اور اسی پر فیصلہ ہے۔ عمر قادیانی نے اپنے اس چھوٹے سے رسالے میں چند علماء کے نام لکھ دیئے ہیں۔ جن سے جواب کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ان ناموں میں ہمارے حضرت اقدس قبلہ کا نام نامی واسم گرامی بھی لکھ دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سے بھی جواب کا مطالبہ کیا ہے۔ مگر ہمارے حضرت اقدس قبلہ وکعبہ کی وہ شان نہیں ہے کہ ان برساتی کیڑے ٹکر گدے قادیانیوں کی طرف متوجہ ہوں۔ جو بھیگ مانگ کر مضامین لکھتے ہیں اور اتنا نہیں معلوم کہ عربی الفاظ کا صحیح رسم وخط اور تلفظ کیا ہے۔ اس بات کو ان شاء اللہ تعالیٰ کسی وقت دیکھا جائے گا۔

ہمارے حضرت قبلہ نے جب ان کے خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) ودوم (مرزامحمود قادیانی) کا ناطقہ بند کردیا اور رسالے پر رسالہ مرزا کی کذابیت ودجالیت پر ان کے پاس بھیج کر ان کو لاجواب اور مبہوت بنادیا تو ایسے غوغائیوں کی طرف آپ کو توجہ فرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے قادیانیوں کو درست کرنے کے لئے اور ان کی دجالیت اور جہالت ظاہر کرنے کے لئے حضرت اقدس کے ادنیٰ سے ادنیٰ خدام کافی ہیں۔ اگرچہ ان کی جہالت اور ابلہ فریبی اسی سے ظاہر ہے کہ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب نے بالخصوص اس بحث میں بہت سے رسالے لکھے ہیں اور زور وشور سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت کی ہے۔

ان دونوں حضرات کے رسالے ۱۳۲۲ھ و۱۳۲۳ھ میں چھپے ہیں۔ جسے سترہ اٹھارہ برس ہوگئے۔ مگر اس وقت تک کسی مرزائی کو غیرت نہ ہوئی کہ ان کا جواب دیتا۔ اب ان کے سامنے آٹھ ورقے کا رسالہ لکھ کر وہ چیلنج دیتا ہے۔ جن کے مقابلہ میں مرزا قادیانی خود قلم نہ اٹھا سکے۔ اب تمہیں شرم نہیں آتی کہ ان کی بڑی کتاب کے سامنے یہ چند چھوٹے ورق جس میں بجز بیہودگی[۱] اور فضول باتوں کے اور کچھ نہیں ہے، کیا کام دے سکتے ہیں۔ اب بے حیائی کے ساتھ مرزائیوں کا یہ کہنا اور خانقاہ رحمانیہ کو یہ الزام دینا کہ حیات مسیح میں کوئی رسالہ نہیں لکھا گیا۔ کس قدر شرمناک دلیری ہے۔

[۱] اس وقت تو میں محض یہ دکھا دینا چاہتا ہوں کہ جس دعویٰ کو عمر قادیانی بہت زور کے ساتھ اس وقت محض عوام کے فریب دینے کی غرض سے پیش کررہا ہے۔ جس میں بجز لفاظی کے کچھ نہیں ہے۔ علمائے حقانی نے اس بحث میں بہت رسالے لکھے ہیں اور ان شاء اللہ اپنے رسالے کا مدلل اور دندان شکن جواب بھی مع مطالبات کے بہت جلد دیکھ لے گا۔

اے نادان! فریب دہندہ تو اور تیری جماعت اس رسالہ میں دیکھ لے گی کہ چودہ رسالے حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں لکھے گئے ہیں اور مشتہر ہو چکے ہیں۔ پھر اس مضمون کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی سمجھ لے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات ثابت کرنے سے تو مرزا قادیانی کو سچا ہرگز ثابت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ تیرے مرشد کا جھوٹا اور ہر بد سے بدتر اور دہریہ ہونا قطعی طور پر ثابت کر دیا گیا اور تم نے کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ اب حضرت مسیح بالفرض اگر مر گئے اور مسیح موعود کوئی دوسرا شخص ہے تو ایسا جھوٹا اور فریبی دغاباز جس نے خدا اور اس کے رسولوں پر افتراء کیا ہو اور اولعزم انبیاء کی شان میں سخت توہین کے الفاظ استعمال کئے ہوں جیسے مرزا قادیانی تھے تو ہرگز ایسا شخص نبی اور مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ اگر مسیح موعود دوسرا شخص آئے گا تو ضرور ایسا سچا اور بزرگ اور قدرت خدا کا نمونہ کہ دنیا کے عیسائی سب مسلمان ہو جائیں گے اور دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ یہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

قادیانی مسیح کے آنے سے تو دنیا میں کفر پھیل گیا۔ کہیں اسلامی بادشاہت نہ رہی جو نام کے مسلمان تھے۔ وہ جابجا ہزاروں اور لاکھوں عیسائی ہو رہے ہیں۔ کوئی آریہ ہوتا ہے، کوئی دہریہ۔ غرض کہ قادیانی مسیح کے آنے کا یہ نتیجہ ہے۔ اس لئے تم پر فرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ کر، اس پر ایمان لاؤ کہ مسیح موعود دوسرا آنے والا ہے۔ پھر ہمارے اور تمہارے اور ساری دنیا کے مسلمانوں سے اتفاق ہے۔ یہ بھی خوب سمجھ لو کہ تمہارے مرشد نے جو حیات وممات مسیح علیہ السلام کا ہتھکنڈا نکالا ہے۔ یہ اس لئے کہ تم اور تمہاری جماعت مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے سے عاجز ہے اور تمہاری جماعت نے ختم نبوت کی بحث کو بھی اس چالاکی سے چھیڑا ہے کہ یہ دونوں علمی بحث ہیں۔ اس میں باتیں بنانے کا بہت موقع ملتا ہے اور عوام اس کو سمجھ نہیں سکتے۔

اس لئے ان کے فریب دینے کے لئے اسے چھیڑ دیتے ہیں اور یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس کی وجہ سے مرزا قادیانی کی اصلی حالت پر پردہ پڑا رہے گا۔ مگر یہ خوب سمجھ لے کہ اب کوئی تمہارے دھوکے میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ مرزائیوں کی چالاکی اور ابلہ فریبی کو مسلمان خوب سمجھ گئے ہیں۔ اب میں پھر تاکیداً کہتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام کی ممات ثابت کرنا کچھ کام نہیں دے سکتا۔ ہمارے علماء ذیل کے چودہ رسائل حیات مسیح علیہ السلام میں لکھ چکے ہیں۔ اپنے اس چھوٹے رسالے کو قادیان کی الماری میں رکھئے یا جہلاء مرزائیوں کو دکھایئے۔ واللہ یھدی لمن یشآء الیٰ صراط المستقیم!

حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں رسائل

۱...... الالہام الصحیح فی حیات المسیح: یہ رسالہ نہایت قابلیت سے مرزا قادیانی کے ابتدائے وقت میں لکھا گیا ہے۔ نہایت معقولانہ طریقے سے حیات مسیح کو ثابت کیا ہے اور مرزا قادیانی کے دلائل کا جواب دیا ہے۔ اس کے مؤلف نہایت زور سے دعویٰ کرتے تھے کہ اگر مرزا قادیانی یا ان کے خلیفہ نورالدین نے اس کے جواب میں کچھ بھی قلم اٹھایا تو پھر ایسا ان کا رد کیا جائے گا کہ ہوش جاتے رہیں گے۔ اس رسالہ کے بعد دونوں صاحب برسوں زندہ رہے۔ مگر جواب میں قلم نہیں اٹھا سکے مؤلف رسالہ مولانا ابوزبیر غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری ہیں ۱۳۱۱ھ میں چھپا ہے۔ اب گویا نایاب ہے۔ مگر الحمدللہ یہاں موجود ہے۔ جس کا جی چاہے، آ کر دیکھے۔

۲...... الفتح الربانی: یہ رسالہ اصل عربی زبان میں ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں ۱۳۱۱ھ میں مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔

(مذکورہ بالا دونوں رسائل احتساب قادیانیت جلد۴۲ میں چھپ چکے ہیں)

۳...... شمس الهدایه: ۱۳۲۲ھ میں مطبع مصطفائی لاہور میں چھپا ہے۔ اس کے مؤلف مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب ہیں۔ (پاکستان خانقاہ گولڑہ ضلع راولپنڈی سے عام مل جاتی ہے)

۴...... سیف چشتیائی: اس کا جواب مرزا قادیانی سے نہ ہوسکا۔ اس رسالہ کے مؤلف بھی پیر صاحب ہیں۔ (گولڑہ شریف سے عام مل جاتی ہے)

۵...... الحق الصریح فی حیات المسیح: ۱۳۰۹ھ میں مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔ یہ وہ رسالہ ہے جس کے دلائل کے جواب بالمقابل مرزا قادیانی نہ دے سکے اور دہلی چھوڑ کر قادیان بھاگ گئے تھے۔ اس کے مؤلف مولانا محمد بشیر احمد صاحب سہسوانی ہیں۔ (احتساب قادیانیت جلد۴۲ میں چھپ گیا ہے)

۶...... البیان الصحیح فی حیات المسیح: یہ رسالہ عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپا ہے۔

۷...... شہادت القرآن (باب اوّل): اس رسالہ کے اس باب میں آیات قرآنیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کی ہے۔ (ص۱۹۸)

۸...... شہادت القرآن (باب دوم): اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے دلائل ممات کو غلط ثابت کیا ہے۔ یہ باب دوبارہ لاہور میں ۱۳۳۰ھ میں چھپا ہے۔ اس کے مؤلف مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ہیں۔ ہر ایک باب مستقل رسالہ ہے اور علیحدہ علیحدہ چھپا ہے۔ مرزا قادیانی تمام عمر اس کا جواب نہ دے سکے اور اب کوئی کیا دے گا۔ (یہ کتاب اہل حدیث حضرات کے ہاں سے عام مل جاتی ہے)

۹...... رسالہ مذاہب الاسلام: اس کے آخر میں حیات مسیح علیہ السلام پر عمدہ بحث کی ہے۔ اس کا جواب بھی کسی مرزائی نے نہیں دیا۔ ۱۹۱۴ء میں چھپا ہے۔

۱۰...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۵: اس میں مولانا مولوی سید انور حسین صاحب پروفیسر کالج مونگیر نے توفی پر خوب بحث کی ہے۔ جس سے ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ثابت کرنے والوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ (یہ رسالہ احتساب قادیانیت جلد۵ میں شائع شدہ ہے)

۱۱...... رسالہ النجم لکھنؤ جلد۱۰ نمبر۱۳: مولوی غلام سرور قادیانی اور مفتی صادق قادیانی لکھنؤ میں آئے تھے۔ علماء اسلام نے مرزا قادیانی کے مہدی و مسیح موعود ہونے کے دلائل طلب کئے۔ اس سے انہوں نے بالکل گریز کیا مگر حیات وممات کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے راضی ہوگئے۔ مگر وہ بھی بالمقابل گفتگو نہ کر سکے۔ یہ کہا کہ لکھ کر قادیان بھیج دینا ہم جواب دیں گے۔ مولانا عبدالشکور صاحب مدیر النجم نے نمبر مذکور میں جواب لکھ کر بھیجا مگر اس وقت تک وہاں سے کچھ جواب نہ آیا۔ مگر صاحبزادے صاحب لاہور پہنچ کر اسی مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتے تھے۔ مگر یہ سب اپنے فریب گرفتوں کو دکھانے کے لئے تھا۔ اگر سچائی اور احقاق احق کے لئے گفتگو چاہتے تھے تو مدیر النجم نے تو آپ کی سب باتیں مان کر اثبات حیات پر مضمون لکھا تھا۔ اس کا جواب کیوں نہ دیا گیا۔ اس وقت مہر سکوت منہ پر کیوں لگی رہی۔ اسی طرح مظفر پورہ میں ایک قادیانی گفتگو کرانی چاہتے تھے۔ اہل حق ہر طرح مستعد ہوئے اور ہزار روپے انعام دینے کو تیار تھے مگر قادیان سے صدائے برخواست کا مضمون ہوا۔

۱۲...... موزنۃ الحقائق: مؤلف رسالہ نے حیات ممات مسیح علیہ السلام کے رسالے دیکھ کر بلاتعصب حاکمانہ فیصلہ کیا ہے۔ زبان فارسی میں اور حضرت مسیح کی حیات کو ترجیح دی ہے (مؤلفہ مولوی محمد اکبر صاحب کارخانہ پیسہ اخبار لاہور)

۱۳...... **درۃ الدرّانی علی رد القادیانی**: اس میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا ہے۔ علاوہ اس کے جس قدر عقائد باطلہ ولغویات وکفریات مرزا قادیانی کے قول میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی تشریح اور پوری تردید عمدہ طور سے کی گئی ہے۔ (مؤلفہ مولوی محمد حیدر اللہ خان مجددی مطبع ہاشمی میرٹھ میں چھپا ہے)

۱۴...... **السیف الاعظم**: مولوی غلام مصطفیٰ صاحب کی تالیف ہے ایک قادیانی نے کٹک میں حیات مسیح علیہ السلام پر مباحثہ کیا تھا اور اس کے جواب میں یہ رسالہ سید مکرم علی صاحب رئیس کٹک نے چھپوایا ہے۔

ان کے علاوہ اور بعض رسالے اس بحث میں لکھے گئے ہیں۔ مگر چھپے نہیں جن میں سے ایک رسالہ خاص خانقاہ رحمانیہ میں بھی لکھا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس قدر رسالے ثبوت حیات میں لکھے گئے تھے۔ اس لئے اس کے چھپوانے پر پوری توجہ نہیں کی گئی۔ حضرات قادیانی اگر جواب دینے کا پختہ وعدہ کریں تو ہم اسے مشتہر کریں۔ آخر میں حضرات مرزائی سے خیر خواہانہ میں کہتا ہوں کہ اس کا آپ یقین کرلیں کہ یہ چودہ رسائل جن کی فہرست لکھی گئی ہے۔ یہ چودہ دلیلیں ہیں مرزا قادیانی کی کذابی کے ثبوت میں اور حضرت مسیح علیہ السلام کے حیات کو مثل آفتاب کے چمکا دیا ہے۔

اب آپ مرزا قادیانی کو جھوٹا مان کر حیات مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئیں اور ہمارے بھائی بن جائیں اور چالیس کروڑ مسلمانوں سے مل جائیں اور اس کا بھی یقین کرلیں کہ بفرض محال اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات بھی ثابت ہو جائے تو مسیح قادیان مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کی کذابی کے ثبوت میں رسائل[1] لاجواب: فیصلہ آسمانی، دوسری شہادت، چیلنج محمدیہ، آئینہ کمالات مرزا، صحائف[2] رحمانیہ، صحائف[3] محمدیہ، حقیقت رسائل اعجازیہ، ابطال اعجاز مرزا وغیرہ مشتہر ہو چکے ہیں۔ ان کو ملاحظہ کیجئے جن میں مرزا قادیانی کے سینکڑوں جھوٹ اور فریب وغلطیاں دیکھائی گئیں ہیں اور کوئی مرزائی ان کا جواب نہیں دے سکا۔ پھر ایسا جھوٹا کیونکر مسیح موعود ہو سکتا ہے۔

[1] جو طالب حق ان رسائل کو دیکھنا چاہیں خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے طلب کریں۔

[2] اس صحائف رحمانیہ کے ۲۲ نمبر چھپ چکے ہیں۔

[3] اس صحیفہ محمدیہ کے ۱۳ نمبر چھپ چکے ہیں۔

(نوٹ: مذکورہ بالا پہرے میں آٹھ لاجواب رسائل کا ذکر ہوا۔ یہ آٹھوں رسائل احتساب قادیانیت اور محاسبہ قادیانیت میں چھپ چکے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔ فیصلہ آسمانی احتساب ج ۷ میں، دوسری شہادت احتساب ج ۵ میں، چیلنج محمدیہ احتساب ج ۵ میں، آئینہ کمالات مرزا (صحیفہ محمدیہ نمبر ۱ تا ۵) ج ۱۳ میں، صحائف رحمانیہ احتساب ج ۵ میں، صحیفہ محمدیہ نمبر ۱۲، ۱۳ محاسبہ ج ۱۲ میں، حقیقت رسائل اعجازیہ احتساب ج ۷ میں اور ابطال اعجاز مرزا احتساب ج ۵۹ میں شائع ہو چکے ہیں)

قادیانی جماعت خدا سے ڈرے اور ہمارے مطالبہ کا جواب دے

اب میں ایک قول مرزا قادیانی کا پیش کرتا ہوں جس سے مرزا قادیانی کی مسیحیت خاک میں مل جاتی ہے اور وہ اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو صرف اسی ایک قول کو سچا کر کے دکھا دے۔ ورنہ آج سے حیات وممات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ کسی اہل حق کے سامنے زبان پر نہ لائے۔ مرزائی صاحب نے اخبار البدر ج ۲ نمبر ۲۹ مطبوعہ ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے: ''میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ انجام کو نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں کام کر دکھایا جو مسیح موعود مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''

مرزا قادیانی نے یہاں تین دعوے کئے ہیں: عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنا، بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلانا، آنحضرت ﷺ کی جلالت وشان دنیا پر ظاہر کرنا۔ اس کے بعد بڑے دعویٰ سے یہ لکھتے ہیں کہ: ''اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ باتیں میں پوری نہ کرسکوں اور مر جاؤں تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''

(اخبار البدر ج ۲ نمبر ۲۹ ص ۴، مؤرخہ ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء)

اب میں حضرات مرزائیوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی گواہی کیوں نہیں دیتے۔ اب انہیں کیا عذر ہے۔ مرزائی حضرات ان زوردار دعوؤں

کوملاحظہ کریں اور بتائیں کہ ان میں سے کوئی بات بھی ان کی زندگی میں پوری ہوئی یا ان کے خلیفۂ اوّل ودوم نے سچ کر کے دیکھائی؟ کیا عیسائیت دنیا سے نیست ونابود ہوگئی، تثلیث کے بجائے توحید دنیا میں پھیل گئی۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ تمام دنیا نے دیکھ لیا اور دیکھ رہی ہے کہ مرزاقادیانی کے آنے کے بعد سے عالم دنیا اور اسلام کی حالت بدتر ہوتی گئی اور بالخصوص اب جیسی حالت زار ہے جو نام کے مسلمان ہیں وہ بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں عیسائی، آریہ، دہریہ اور بے دین ہوتے جاتے ہیں۔ اگر انصاف وحق طلبی سے دیکھا جائے تو مرزاقادیانی کے وجود سے تثلیث کے ماننے والے فنا تو کیا ہوتے۔ بہت کچھ ان کی ترقی ہوگئی اور توحید کی جگہ ساری دنیا میں تثلیث پھیل گئی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مرزاقادیانی نے محض مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے اور اپنے دام میں لانے کے لئے زوردار دعوے کر دیئے۔ ورنہ وہ اور ان کے متبعین تو عیسائیوں کے پورے معین ومددگار ہیں اور اسلام کے پکے دشمن ہیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ تثلیث پرستی کے ستون توڑنے سے مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت ثابت کر دی اور تثلیث پرستی کے ستون کو توڑ دیا۔ سبحان اللہ! گھر بیٹھے اپنے خیالات میں تثلیث پرستی کا ستون توڑ دیا۔ ذرا ہوش کر کے بات کرو۔ اس کے جواب میں تو ہم چودہ رسالے پیش کر رہے ہیں۔ جن میں حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر انہیں باتوں سے تثلیث پرستی کا ستون آپ کے مرزاقادیانی نے توڑا ہے۔ جن کا مردود ہونا ہم ان رسالوں میں دکھا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم کرلو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی خیالی ممات تو ازالۃ الاوہام مرقومہ ۱۸۸۱ء میں ثابت کی ہے۔ جو اس دعویٰ کے سولہ برس پہلے چھپ چکی ہے اور تثلیث پرستی کے ستون توڑنے کا وعدہ ۱۹۰۶ء میں ہو رہا ہے۔ اس کے بعد تثلیث پرستی کے ستون کو ان کی زندگی ہی میں ٹوٹنا چاہئے۔ مگر معاملہ برعکس ہے۔ ۱۹۰۶ء کے بعد سے اب یہ ۱۹۲۲ء ہے کس قدر تثلیث پرستی کو ترقی ہوئی ہے کہ تثلیث پرستوں نے تمام دنیا کو گھیر لیا۔ اب ہماری باتوں کا جلد جواب دیجئے۔ ورنہ خدا کے عذاب سے ڈر کر توبہ کیجئے اور جھوٹے سے علیحدہ ہو جایئے۔

آپ کا خیرخواہ: میرممتاز علی مونگیری ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ

○ …… ○ …… ○

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حفاظت ایمان

کی

کتابیں

مولانا محمد اسحاق مونگیری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھو اللہ المستعان وھو یھدی الیٰ صراط مستقیم

ناظرین! خاکسار یہ مختصر فہرست آپ کے سامنے پیش کرتا ہے جس میں مذہب باطلہ عیسائی کا رد ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ پادری ہمارے مذہب کے سخت دشمن ہیں اور کروڑوں روپیہ اپنے مذہب کی اشاعت میں اور ہمارے مقدس مذہب کے نیست ونابود کرنے میں صرف کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ پنجاب سے ایک جدید مذہب عیسائی نکلا ہے جس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جنہیں مسیح موعود اور رسول خدا ہونے کا دعویٰ ہے اور جس طرح قدیم عیسائی اپنے مذہب کی اشاعت میں ہر طرح کوشاں ہیں اسی طرح یہ بھی ہے اور اب ان کے متبعین ہیں۔ پہلے تو مناظرہ اور مباہلہ کا بہت غل مچاتے تھے۔ مگر جب سے مونگیر کے مناظرہ میں انہیں شکست فاحش ہوئی ہے اور یہاں کے بعض بزرگ علماء ہر طرح ان سے مناظرہ اور مباہلہ کے لئے تیار ہوگئے اور ان کے جواب میں رسالے لکھے جانے لگے اس وقت سے یہ حضرات دم بخود ہیں۔

مگر اب پادریوں کی طرح انہوں نے بھی بہکانے والے نوکر رکھے ہیں اور وہ عجب عجب طرح سے ناواقفوں کو بہکاتے پھرتے ہیں۔ بعض کو پوشیدہ طور سے تنخواہ ملتی ہے وہ گھر بیٹھے انگریزی دانوں کو بہکاتے ہیں اور ان کے ایمان کو تباہ کرتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان اور حامیان اسلام کہہ کر بہکاتے ہیں اس لئے ان کا فتنہ پادریوں کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ انگریزی دان طلبا چونکہ علم دین سے ناواقف ہوتے ہیں وہ ان گمراہ کرنے والوں کے پھندے میں آجاتے ہیں اور مرزا قادیانی کی چند باتیں ایسی ہیں جنہیں نئے خیال کے حضرات زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس لئے یہ بہی خواہ عرض کرتا ہے کہ ان کتابوں کی طرف توجہ کیجئے جوان دونوں مخالفین اسلام کے جواب میں علماء حقانی اور ہوا خواہان اسلام نے اپنے عزیز وقت کو صرف کر کے تحریر فرمائی ہیں تاکہ مسلمان ان کے دام تزویر سے بچیں۔

بھائیو! اس پر غور کرو کہ مرزا قادیانی نے جو اس قدر غل مچایا۔ اس کا نتیجہ تو انہیں یہ ملا کہ دنیا میں مشہور ہوگئے مسلمانوں کی ایک جماعت نے انہیں امام مان لیا ان کی آبائی ریاست جو چلی گئی تھی۔ اس دعوے کے طفیل سے گھر واپس ہوگئی۔ جو مرزائی مولوی کہلا کر ان

کے طرفدار ہیں۔ وہ تنخواہیں پاتے ہیں، اس جماعت میں ان کی بڑی قدر ہے۔ جن کتابوں کی فہرست میں پیش کرتا ہوں یہ تو ان کی لکھی ہوئی ہیں جنہیں ہمدردی اسلام اور ثواب آخرت کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ چونکہ اس وقت بے دینی اور گمراہی کا زور ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ نہیں، بلکہ جھگڑا خیال کرتے ہیں۔

اب میں خاص ان حضرات سے کہتا ہوں جنہیں مرزا قادیانی کی طرف توجہ ہے کہ جب یہ حالت ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ مرزائی مولوی کی بات کی طرف تو توجہ کی جائے اور ان ہمدردان اسلام کی محنت کی طرف خیال نہ کیا جائے۔ بھائیو بے طرفدار ہوکر ان رسالوں کو دیکھو۔ جو مرزائی تمہیں بہکاتے ہیں انہیں نہ پورا علم ہے نہ ان کا ایمان کامل ہے۔ اگرچہ وہ مولوی مشہور ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مقابلہ میں نہیں آتا اور ان رسالوں کا جواب نہیں دیتا۔ لہٰذا آپ حضرات سے امید کرتا ہوں کہ آپ اس فہرست سے ضرور فائدہ حاصل کریں گے اور ان رسائل کی اشاعت میں پورا حصہ لیں گے اور خود بھی فائدہ اٹھائیں گے اور دیگر حضرات کو ان رسائل کے دیکھنے کی ترغیب دیں گے تاکہ وہ ان کو دیکھ کر قدیم وجدید عیسائیوں اور مرزائیوں کے فریب سے بچیں۔

یہ خاکسار نہایت درد سے کہتا ہے کہ آپ ہوشیار ہو جائیں اور دوراندیشی سے کام لیں۔ مرزائیوں کے دعویٰ اسلام اور حمایت اسلام پر نہ جائیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف سے نہایت روشن ہے کہ وہ تمام دنیا کے مذاہب کو غلط بتا کر سب سے اپنی پرستش کرانا چاہتے تھے۔ چونکہ پہلے مسلمان تھے اور دعویٰ کے بعد مسلمانوں ہی نے انہیں مانا۔ اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو حامیٔ اسلام اور جناب رسول اللہ ﷺ کا غلام کہا اور شروع میں مستقل دعویٰ نبوت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے مختلف الفاظ بعض صوفیائے کرام سے لئے، بعض خود تراش کر سادہ لوگوں کو بہکایا اور اب ان کے مرید بہکاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ظلّی نبی تھے، جزئی نبوت تھی، غیرتشریعی نبی تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ امتی نبی تھے۔ مگر یہ سب فریب کی باتیں ہیں۔ اس کا خوب یقین کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جنہیں منصب نبوت سے ممتاز کیا، قرآن وحدیث میں جنہیں خدا کا رسول کہا گیا، جن کی اتباع تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ جن کا منکر جہنمی ہے۔ ان کا خاتمہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوگیا۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ جس کا ماننا فرض ہو اور جس کا منکر جہنمی ہو۔ اب جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اسے قرآن وحدیث قطعی طور سے

جھوٹا اور دجال کہتا ہے۔ مرزا قادیانی کو صرف مستقل نبی تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ نہ تھا بلکہ وہ صاف طور سے اپنے آپ کو افضل الانبیاء کہتے ہیں اور تمام انبیائے کرام اور اولیاء عظام کو اپنا طفیلی اور ظل کہتے ہیں۔ (صحیفہ رحمانیہ نمبر۶،۷) دیکھئے۔ البتہ چونکہ آہستہ آہستہ انہوں نے ترقی کی ہے اس لئے ان کے خیال میں ابھی اس کا وقت نہیں آیا تھا کہ صاف طور سے یہ کہتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین نہیں بلکہ وہ میرے طفیلی اور ظل ہیں۔ حالانکہ ان کے الہام[1] ''لولاک لما خلقت الافلاک'' (تذکرہ ص۶۱۲) سے یہ دعویٰ نہایت ظاہر ہے بلکہ ان کے عالی خیالات کی اسی پر انتہا نہ تھی بلکہ آئندہ چل کر انہیں دعویٰ خدائی کا بھی خیال تھا۔

بھائیو! اس کا یقین کرو کہ مرزا قادیانی ہوا خواہ اسلام نہ تھے بلکہ جس طرح مذہب قدیم عیسائی کے مخالف تھے۔ اسی طرح اصلی مذہب اسلام کے بھی مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے مسلمان قدیم مذہب اسلام کے پابند تھے سب پر کفر کا فتویٰ انہوں نے لگادیا اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو اپنے خیال میں جہنمی بنادیا۔ مگر اسلام پر صاف طور سے حرف گیری کرنے کو ان کی مصلحت مانع ہوئی۔ اس دعویٰ کی یہ کیسی بدیہی دلیل ہے کہ انہوں نے علانیہ طور سے بعض اولوالعزم انبیاء کی نہایت توہین کی ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام جن کی تعریف قرآن مجید میں بہت جگہ آئی ہے ان کے مقابلہ میں صرف اپنی بڑائی بیان نہیں کی بلکہ نہایت درجہ کی ہجو کی ہے۔ مگر اس میں بھی عوام کو فریب دیا ہے۔ ان کا فارسی شعر ہے:

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم — عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

دیکھا جائے کہ کس بیہودہ طریقہ سے اپنی بڑائی بیان کر رہے ہیں اور ایک نہایت عظیم المرتبت نبی کی کیسی تحقیر وتوہین کرتے ہیں۔ کسی مسلمان کی یہ شان نہیں ہوسکتی کہ کسی نبی کی اس طرح تحقیر کر کے اپنی بڑائی بیان کرے۔ چونکہ عیسائی ان پر ایمان نہیں لائے اس لئے

[1] یعنی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان وزمین کچھ پیدا نہ کرتا۔'' (تذکرہ ۶۱۲) اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی تمام عالم کے وجود کے باعث ہوئے جس میں تمام انبیاء اولیاء بھی داخل ہیں۔ جب انبیاء کے وجود کا باعث بھی مرزا قادیانی ہوئے تو جتنے اولیاء اور انبیاء ہیں سب ان کے طفیلی اور ظل ہوئے۔ مرزائی اپنے مرشد کے ان دعوؤں پر غور نہیں کرتے، ان کے پہلے اقوال کو لئے پھرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجو تو پورے طورے سے انہوں نے کی۔ مگر چونکہ کچھ مسلمان ہی ان پر ایمان لائے اور نعتیہ قصائد وغیرہ لکھ کر اور فنافی الرسول ہونے کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ اس لئے حضرت سرور انبیاء علیہ السلام پر صاف طور سے ہاتھ صاف نہیں کیا۔ مگر فہمیدہ حضرات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح کی بے ادبی اور گستاخی حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی نسبت انہوں نے اعجاز احمدی وغیرہ میں کی ہے کوئی عاشق رسول بلکہ صرف انہیں رسول ماننے والا نہیں کرسکتا اور سید المرسلین کے نواسوں کو جو آپ ﷺ کے چشم وچراغ تھے اپنے مقابلہ میں ایسا پست نہیں ٹھہرا سکتا۔ اس سے ان کی محبت رسول کا پورا پتہ چلتا ہے مگر طبیعت میں راستی اور طلب حق ہو۔

بھائیو! یہ کیسی صاف دلیل ہے کہ انہیں اسلام اور بانیٔ اسلام سے دلی رابطہ نہ تھا بلکہ کچھ اور ہی مقصود تھا۔ اس لئے میں آپ کو ہوشیار کرتا ہوں اور خیرخواہی سے کہتا ہوں کہ ان کتابوں کو دیکھئے اور غور سے مکرر ملاحظہ کیجئے تاکہ میرے قول کی تصدیق آپ کو ہو۔ اس فہرست میں بعض رسائل ایسے بھی ہیں جواب تک نہیں چھپے اور ایسے بھی ہیں جو چھپے تھے مگر اب نہیں ملتے اور بعض ہیں مگر بہت کم ہیں۔ ہندوستان میں چھ سات کروڑ مسلمان ہیں ان کے لئے ہزار دو ہزار کی مقدار کب کافی ہوسکتی ہے۔ اس وقت بہت انجمنیں ہو رہی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی انجمن اس کی نہیں ہوئی کہ اس قسم کے رسالوں اور کتابوں کو شائع کرتی رہے۔ اسلام کے لئے ایسی انجمن کا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ وقت کے مناسب کتابیں شائع ہوتی رہیں اور اس انجمن کے اراکین حامیان اسلام کے معزز لقب سے ممتاز ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو اس کی توفیق دے۔ آمین!

خیرخواہان اسلام کو ضروری اطلاع

اطراف وجوانب سے دردمندان اسلام ان کتابوں کی فہرست طلب کرتے ہیں جن میں مرزاغلام احمد قادیانی کی حالت کا اظہار اور ان کے غلط دعوؤں کا بیان اور ان کا ابطال ہو۔

اس لئے میں ان کتابوں کے نام سے خیرخواہان اسلام کو اطلاع دیتا ہوں جن کا مجھے علم ہوا ہے۔ مگر پہلے ان کتابوں کے نام لکھتا ہوں جو قدیم عیسائیوں کے رد میں بے نظیر ہیں۔ پھر ان رسالوں کے نام لکھوں گا جو جدید عیسائیوں کے رد میں لکھے گئے ہیں اور جن میں مسیح

قادیانی کی حالت دکھائی گئی ہے۔ مسلمانوں کو اس نازک وقت میں ان کتابوں کو دیکھنا اور پاس رکھنا ضروری ہے۔ ان دونوں گروہوں کی طرف سے اطراف وجوانب میں بہکانے والے پھرتے ہیں اور مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو بہکاتے ہیں اور معقول تنخواہ پاتے ہیں۔

بھائیو! تم اتنا تو ضرور کرو کہ ان کتابوں کو غور سے دیکھو اور شائع کر کے ثواب عظیم حاصل کرو اور اپنے بھائیوں کو گمراہی سے بچاؤ۔ ایک ضروری امر خیر خواہانہ یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر کسی طالب حق کو ان کتابوں کے بیان پر کوئی شبہ پیش آئے وہ بے تامل اس خاکسار سے یا جناب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب سے دریافت کرلیں۔ اسی طرح اگر کوئی مرزائی کسی اعتراض کا جواب دے اسے بالیقین سمجھیں کہ غلط ہے۔ یہاں اطلاع دیں، اس کی غلطی ظاہر کر کے دکھادی جائے گی۔ یہ رسائل نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں۔ ان میں جو اعتراض کیا گیا ہے وہ نہایت غور وتامل سے کیا گیا ہے۔ وہ اعتراض لاجواب ہے کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اب اگر کچھ کہے گا تو یقیناً اس کی ناواقفی یا ابلہ فریبی ہوگی اور اس کا بھی یقین کرنا چاہئے کہ اس طرف ان تحریروں سے مقصود سوائے خیر خواہی اور اظہار حق کے اور کچھ نہیں ہے۔ قادیانیوں کی طرح یہاں اس کام کے لئے نہ تنخواہ ملتی ہے، نہ اس کی وجہ سے چندہ آتا ہے، نہ اس سے قدر ومنزلت کی امید ہوسکتی ہے۔ ہر دانش مند زمانہ کی حالت دیکھ کر اس کا یقین کرسکتا ہے۔

عیسائیوں اور مرزائیوں کے ردّ کی کتابیں

۱...... __پیغام محمدی:__ اس میں مسئلہ تثلیث وکفارہ کو غلط ثابت کر کے تعلیم اسلام کی خوبی کو دکھایا ہے اور اثبات نبوت محمدیہ کیا ہے اس کے آخر میں کتب ردنصاریٰ کی بڑی فہرست ہے۔

۲...... __دفع التلبیسات:__ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کے حالات سے آپ کی نبوت ثابت کی ہے اور محققین علمائے مسیحیہ کے اقوال آپ کی مدح میں نقل کئے ہیں آخر میں انجیل مروجہ کی حالت بیان کی ہے۔

۳...... __ترانہ حجازی:__ اس میں پادری عمادالدین کے سوالوں کا نہایت معقول جواب دیا ہے اور آخر میں نہایت ہی پرزور تقریر سے حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نبوت ثابت کی ہے دوبارہ چھپنے کی ضرورت ہے۔

۴...... __آئینہ اسلام:__ اس میں تعلیم اسلام کی خوبیوں کو ثابت کر کے اس کی حقانیت دکھائی

گئی ہے اب نہیں، یہی دوبارہ چھپنے کی ضرورت ہے۔

۵...... مراۃ الیقین لاغلاط ہدایت المسلمین: تیرہویں صدی میں جو عمادالدین پانی پتی کرشنان ہوگیا تھا چونکہ مولوی کہلاتا تھا۔ اس لئے پادریوں میں اس کی بڑی قدر ہوئی۔ لندن چرچ سے اسے ڈاکٹر آف ڈومی نٹی کا خطاب ملا اور سو روپیہ کی تنخواہ ہوگئی اس نے اسلام کے مقابلہ میں متعدد کتابیں لکھیں ایک کتاب اس کی ہدایت المسلمین ہے۔ یہ اس کی بڑی کتاب ہے۔

اگر اس کا مفصل جواب دیا جاتا تو بڑی کتاب ہو جاتی اور مسلمانوں کو اس کے چھپوانے اور دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی۔ اس لئے نہایت قابلیت اور کمال وسعت نظری سے اس کتاب کی غلطیاں اور عمادالدین کی دروغ گوئیاں اس طرح اس مختصر رسالہ میں دکھائی ہیں کہ اس کتاب کی اور اس کے مؤلف کی بے قدری اور بے ایمانی ایسی اظہر من الشّمس ہوئی کہ مسلمان تو اس سے بیزار ہو ہی گئے۔ بہت عیسائی بھی اسے برا سمجھنے لگے اور اس نے جو مسلمانوں میں گمراہی کا تخم بویا تھا اور بعض کو گمراہ کر دیا تھا وہ سب کے دلوں سے اکھڑ گیا اور وہ فتنہ فرو ہوا۔ خصوصاً اس کے بعد جب دفع التلبیسات چھپ کر شائع ہوئی۔ پہلے ۱۲۹۵ھ میں آپ کا رسالہ ترانہ حجازی مرزا سلطان احمد خلف اکبر مرزا قادیانی نے چھپوایا ہے اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عمادالدین لکھنؤ میں آیا اور اس نے اس وقت کے مشہور مجتہد سے سوالات کئے تھے اور انہوں نے جواب دیا تھا۔ عمادالدین نے ان جوابوں کا رد لکھ کر ''نغمہ طنبوری'' اس کا نام رکھا۔ حضرت عالی (حضرت مونگیری) نے جب اس کا اثر مسلمانوں پر برا دیکھا تو مجتہد صاحب کے جوابات سے قطع نظر کر کے پادری کے اصل سوالوں کا محققانہ جواب لکھا جس وقت مرزا قادیانی کے صاحبزادے کے پاس گیا تو نہایت قدر کی نظر سے اسے دیکھا اور چھپوا کر مشتہر کیا۔

اس کے بعد ۱۳۰۰ھ میں رسالہ ''مراۃ الیقین'' چھپا ہے۔ مگر اب پھر چھپنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد ۱۳۰۱ھ میں ''تکمیل الادیان'' ملقب بہ ''آئینہ اسلام'' چھپا۔ اس کے بعد ۱۳۰۲ھ میں ''دفع التلبیسات'' چھپا۔ اس کے بعد ۱۳۰۸ھ میں ''پیغام محمدی'' کا پہلا حصہ چھپا ہے اس کا دوسرا حصہ نہیں چھپا۔ پادریوں نے فریب سے اسے ضائع کرا دیا۔ جب عمادالدین اور صفدر علی عیسائی ہوئے ہیں اس وقت بڑی برہمی ہوگئی تھی اور انہوں نے رسالے لکھ کر بہت مسلمانوں کے دل میں گمراہی کا تخم بو دیا تھا۔ اس چودھویں صدی کے شروع میں یہ بڑا فتنہ دین کی برہمی کا ہوا تھا۔ اس وقت حضرت اقدس کی خاص توجہ سے یہ فتنہ فرو ہوا۔

مشہورہ رسالوں کے علاوہ آپ نے اور بھی رسالے ان کے مقابلہ میں لکھے تھے۔ بعض چھپے نہیں جیسے ''البرہان لاثبات اعجاز القرآن'' وغیرہ اور بعض دوسروں کے نام سے چھپے مثلاً ''مراسلات مذہبی'' جو ۱۳۰۵ھ میں چھپی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کانپور میں ایک پادری ''فیلڈ بریو'' آیا۔ بڑا مناظر اور مدعی تھا۔ حضرت کے ایک آشنا چوہدری مولابخش مرحوم اس مناظرہ کے بڑے شائق اور حضرت کی صحبت سے بہت مستفیض رہے تھے وہ جارہے تھے اور راہ میں یہی پادری بڑے دعوی سے بیان کررہا تھا۔ یہ کھڑے ہوگئے اور گفتگو شروع ہوگئی۔ چونکہ صحبت یافتہ تھے۔ معقول گفتگو کرنے لگے۔ پادری نے انہیں واقف خیال کر کے یہ کہا کہ ہمارے آپ کے تحریری گفتگو ہو جیسے اب مرزائی کہا کرتے ہیں۔

چوہدری صاحب نے آکر واقعہ بیان کیا۔ بحث کی ابتدا جس طرح ہوئی ہے اس کی کیفیت اس رسالہ میں مرقوم ہے۔ جب تحریر شروع ہوئی تو چوہدری صاحب مرحوم حضرت صاحب (مولانا مونگیری) کے پاس آتے تھے اور حضرت زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے اور چوہدری صاحب لکھتے تھے۔ وہ مناظرہ انہیں کے نام سے چھپا ہے۔ دوحصوں میں ہے پہلا حصہ ۱۲۴صفحوں پر ہے اور دوسرا حصہ ۴۱۸صفحوں پر۔ ان تحریروں کے علاوہ زبانی مناظرہ متعدد پادریوں سے آپ نے کیا اور انہیں فاحش زک دی۔ یہاں تک کہ پادریوں کا جابجا بیان کرنا اور اسلام پر اعتراضات کرنا بند ہوگیا۔ اب یہاں قابل لحاظ یہ بات ہے کہ باوجود اس کوشش اور کاوش دینی کے حضرت کو نہ کسی طرح کا دعویٰ ہے نہ اظہار کوشش ہے۔ مجدد دین محمدی ایسے ہوتے ہیں۔ ایسے بزرگ کو مجدد مأتہ حاضرہ کہنا اور چودھویں صدی کا مجدد ماننا زیبا ہے۔

مرزا قادیانی نے جو مجدد ہونے کا غل مچایا انہوں نے کیا کیا یہ تو کوئی دکھائے۔ صرف دعویٰ کردینے سے وہ مجدد ہوگئے۔ مجدد کی حدیث کا مضمون تو صرف اس قدر ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص آئے گا جو دین کی تجدید کرے گا یہ تو اس میں نہیں ہے کہ وہ مجدد ہونے کا دعویٰ کرے گا اور دین کا کام کچھ نہ کرے گا۔ اب حضرت اقدس (مونگیریؒ) کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا کام دیکھا جائے۔ مرزا قادیانی نے براہین میں حقانیت اسلام پر مضمون لکھنا شروع کیا۔ مگر کتاب کا بنیادی پتھر رکھتے ہی وہ غل مچایا کہ انتہا نہ رہی۔ کئی جز میں اس کا اشتہار موٹے موٹے حرفوں میں لکھ کر اور جھوٹے دعوے بڑے زور سے کر کے شائع کیا

اور کہا کہ ہم دوتین سو دلیلیں اسلام کی حقانیت پر لکھیں گے اور اس فرضی کتاب کی قیمت لکھ کر مسلمانوں سے مانگنا شروع کیا۔ اس وقت چونکہ پادریوں کا فتنہ نیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے قیمت دی۔ اس کے بعد غالباً پچیس تیس برس بیہودہ تحریروں میں اپنی بڑائی اور دوسروں کی مذمت لکھتے رہے۔ مگر براہین میں تین سو کی جگہ تین دلیلیں بھی حقانیت اسلام پر نہ لکھیں اور خلاف وعدگی کے علاوہ ناجائز بیع کے مرتکب ہوئے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریر کے بموجب دس ہزار روپیہ اس کی قیمت کا لے کرناجائز صرف کر دیا اور مخالفین اسلام کو اس کہنے کا موقع دیا کہ مسلمانوں میں ایسے مشہور مولوی جو مجدد اور امام ہونے کا دعویٰ کریں۔ وہ ایسے جھوٹے ہوتے ہیں اور فریب سے روپیہ لے کر کھا جاتے ہیں۔

یہی ایک بات ان کے دعوؤں کے فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ مگر دل میں حق طلبی اور خوف خدا ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح کی حیات وممات کی بحث میں پڑ کر کیوں اپنا ایمان تباہ کرتے ہو۔ اگر حضرت مسیح مر گئے تو ان کی جگہ ایسا شخص مسیح موعود کسی طرح نہیں ہوسکتا جیسے مرزاقادیانی تھے۔ حضرت سرور انبیاءﷺ ایسے جھوٹے مدعی کو مسیح موعود کہیں گے؟ خدا سے ڈرو۔ خدا کے برگزیدہ اور سرور انبیاءﷺ کو ایسا الزام نہ دو۔ رسول اللہﷺ ایسے شخص کے لئے بشارت ہرگز نہیں دے سکتے۔

مرزاقادیانی نے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں ایک کتاب لکھی تھی اس میں ان کی حالت اس طرح ظاہر ہوئی۔ ایک مناظرہ بھی انہوں نے آتھم سے کیا۔ اس کا بہت کچھ غل مچایا اور اس کے مرنے کے میعادی پیشین گوئی کی، مگر وہ اس میعاد میں نہ مرا اور پادریوں نے الہ آباد سے لے کر تمام پنجاب میں بڑی خوشیاں کیں اور عجب عجب طرح ان کا اظہار کیا اور مرزاقادیانی کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی موت سے مرا۔ مگر مرزاقادیانی تو جھوٹے دعویٰ کے عادی ہو چکے تھے۔ باتیں بنا کر یہی کہا کہ میری پیشین گوئی پوری ہوئی۔ ایسی جھوٹی باتیں بنا کر مجدد ہونے اور امام ہونے کا دعویٰ ہے۔

افسوس ماننے والوں پر ہے کہ ایسے علانیہ جھوٹ کو نہیں دیکھتے اور سچی اور جھوٹی باتوں میں فرق نہیں کرتے۔ حضرت اقدس نے یہ عظیم الشان کام تو شروع صدی میں کیا اور پھر ہدایت خلق آپ سے بہت کچھ ہوئی جس کی حالت ''سیرت محمدیہ'' دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔ پھر وسط صدی کے قریب مرزائی فتنہ کا سد باب ہو رہا ہے۔ اس (ردّ قادیانیت) کی کتابیں ملاحظہ ہوں:

۱...... فیصلہ آسمانی حصہ اوّل مع تتمہ: اس میں مرزا قادیانی کے نہایت عظیم الشان نشان کو غلط ثابت کر کے اور ان کی ذاتی حالت کو دکھا کر نہایت روشن طریقے سے انہیں کاذب ثابت کیا ہے اور ان کے جوابات کی غلطی نہایت روشن طریقے سے دکھائی ہے۔

۲...... فیصلہ آسمانی حصہ دوم: اس میں مرزا قادیانی کے پختہ اقراروں سے انہیں کاذب ثابت کیا ہے اور ان کی عظیم الشان دلیل کا بطلان نہایت محققانہ طور سے کیا ہے۔ بعد نظر ثانی واضافہ عنقریب دوبارہ شائع ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد طبع اس کی قیمت مقرر ہوگی۔

۳...... فیصلہ آسمانی حصہ سوم: اس میں نہایت محققانہ طریقہ سے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مرزا قادیانی کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے اور رسالہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کی حالت دکھا کر ان کی خطرناک حالت پر متنبہ کیا ہے پھر ان کی غلط پیشین گوئیاں دکھا کر قرآن مجید کی متعدد آیات سے مرزا کے دعویٰ کی غلطی دکھائی ہے۔ خلف فی الوعید کی بحث ایسی تحقیق سے لکھی ہے کہ اب تک متقدمین اور متاخرین کی کتاب میں دیکھی نہیں گئی۔ بڑے صفحوں پر ۱۳۶ صفحہ ہے۔

۴...... حقیقۃ المسیح: صحیح حدیث سے اور مرزا قادیانی کے حالات سے ثابت کیا ہے کہ وہ مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے سواء اس کے کہ مسلمانوں کو کافر بنایا اور کچھ نہیں کیا۔

۵...... معیار المسیح: بعض وہ آیتیں جن سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کی جاتی ہے انہیں سے ان کا کذب ثابت کیا ہے۔

۶...... تنزیہ ربانی از تلویث قادیانی: اس مختصر رسالہ میں قرآن مجید کی آیتوں اور خود مرزا قادیانی کے اقرار سے انہیں جھوٹا ثابت کیا ہے اور خاص مرزائی نے جو جواب دیا تھا اس کی غلطی اظہر من الشمس کی ہے۔ ان سب رسالوں کی مکرر چھپنے کی سخت ضرورت ہے۔

۷...... معیار صداقت: اس میں اصل مضمون وہی ہے جو تنزیہ میں ہے مگر طریقہ اور دلائل دوسرے ہیں دوبارہ بر طبع ہے۔

(مذکورہ بالا ساتوں رسائل احتساب قادیانیت جلد ۷ میں چھپ چکے ہیں)

۸...... شہادت آسمانی[۱]: اس میں مرزا قادیانی آسمانی شہادت کو نہایت تحقیق اور تفصیل سے غلط ثابت کیا ہے اور ان کی ناگفتہ بہ باتیں دکھائی ہیں۔

[۱] اس میں مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کو محققانہ طور سے غلط ثابت کیا ہے اور اس کی غلطیاں دکھائی ہیں۔

۹...... دوسری شہادت آسمانی: پہلی شہادت آسمانی مختصر تھی یہ ۱۲۸صفحوں پر ہے۔ (یہ رسالہ بھی احتساب قادیانیت جلد۷ میں چھپ چکا ہے)

۱۰...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۶: اس میں مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت مستقلہ ثابت کر کے قرآن اور حدیث سے انہیں کاذب ثابت کیا ہے دوبارہ طبع کی ضرورت ہے۔

۱۱...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۷: اس میں دعویٰ نبوت کے علاوہ یہ ثابت کیا ہے کہ انہیں افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ ہے ان کے اقوال نقل کر کے ان کا نتیجہ دکھایا ہے۔ مثلاً یہ کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کی بعثت بیکار رہوئی۔ کسی نے شیطان کو ذلیل نہیں کیا مگر مرزا قادیانی نے کیا۔ بھائیو! مرزا قادیانی کی ایسی باتوں میں غور کرتے جاؤ۔ میں نے اس کی خاص حالت پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۲...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۸،۹: اس میں رسالہ عبرت خیز ہے جس میں مفتریوں اور صادقوں کی عبرت خیز حالت دکھا کر مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے اور نہایت خوبی سے عبدالماجد صاحب کی غلطیوں کو پردہ پوشی کے ساتھ دکھایا ہے۔ یہ ایک ہی رسالہ مرزا قادیانی کے کاذب سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

یہ رسالے نہایت شائستگی اور کامل تحقیق اور وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک منصف طالب حق کی ان سے تسلی ہوسکتی ہے اور ایسی قابلیت اور تحقیق سے اعتراضات کئے گئے ہیں کہ ان کا جواب نہیں ہوسکتا۔ ان میں ہر ایک رسالہ مرزا قادیانی کو کاذب ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اب حیات ممات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کرنا اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کی دلیل پوچھنا بے کار ہے۔ کیونکہ ان رسالوں میں قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ سے اور خود مرزا قادیانی کے متعدد اقوال سے یقینی طور سے ان کا کاذب ہونا ثابت کر دیا ہے۔ اب مرزائیوں سے ان اعتراضات کے جواب کی درخواست کرنا چاہئے۔ اس کے سوا اور تمام گفتگو فضول ہے۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات کا عقیدہ کام نہیں آسکتا۔ ان رسالوں نے قطعی طور سے ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہوں یا مر گئے ہوں مگر مرزا قادیانی ہر طرح کاذب ہیں ان کا صادق ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا۔

۱۳...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۱: اس میں جلسہ بھاگلپور کی کیفیت اور مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کے بیان کا خلاصہ ہے۔

۱۴...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۲: اس میں وہ تقریر ہے جو مولانا سید انور حسین صاحب پروفیسر کالج مونگیر نے جلسہ بھاگلپور میں ختم نبوت پر کی تھی۔

۱۵...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۳: اس میں قادیانی کے صحیفہ تبلیغیہ نمبر۱ کا جواب ہے جس کے بعد مرزائیوں کو صحیفہ نکالنے کی ہمت نہ ہوئی۔

۱۶...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۴: اس میں لارڈ ہیڈلے کے مسلمان ہونے کی واقعی حالت بیان کر کے خواجہ کمال کے غلط دعوؤں کا اظہار کیا ہے۔

۱۷...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۰: اس میں مولوی عبدالماجد کی بددیانتی اور فاش غلطیاں دیکھائی گئی ہیں۔

(مذکورہ بالا تمام صحائف رحمانیہ احتساب قادیانیت جلد۵ میں چھپ چکے ہیں)

۱۸...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۱، ۱۲: مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تشریح کر کے مولوی عبدالماجد کی غلطیاں دکھائی ہیں۔

۱۹...... محکمات ربانی، لنسخ القائے قادیانی: اس میں پوری تحقیق سے القائے قادیانی کا جواب دیا ہے اور عبدالماجد صاحب کی بددیانتیاں دکھائی ہیں۔

(یہ رسالہ احتساب قادیانیت جلد۴۸ میں شائع ہوگیا ہے)

۲۰...... انوار ایمانی: القائے قادیانی میں جو عبدالماجد نے غلطیاں اور بددیانتیاں کی ہیں، ان کا نمونہ اس میں دیکھایا ہے اور اصل بات کا جواب دے کر مرزا قادیانی کا کذب ثابت کیا ہے۔ (احتساب قادیانیت جلد۴۶ میں چھپ گیا ہے)

۲۱...... مرزا ماجد صاحب کی پہلی غلطی میں تیس غلطیاں: اپنے القا میں جو انہوں نے پہلی غلطی قرار دی ہے اس میں تیس غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ اس وقت تک پانچ رسالے القائے قادیانی کی غلطی کے اظہار میں طبع ہو چکے ہیں یہ رسالہ ابھی طبع نہیں ہوا۔

۲۲...... صواعق ربانی بر مؤلف برق آسمانی: اس میں میاں خلیل احمد مرزائی کے برق آسمانی کا جواب ہے۔ زیر طبع ہے۔ مؤلف کے تعلقات سے تالیف ہوتی رہی اور کچھ صاحب مطبع کی بے توجہی سے اب تک نہیں چھپا۔

۲۳...... تذکرہ حضرت یونس علیہ السلام: چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئیاں کو بہت پیش کیا ہے۔ اس لئے اس رسالہ میں اس

کی پوری حقیقت اور واقعی حالت دکھا کر مرزا قادیانی کے فریب کو ظاہر کیا ہے۔(احتساب قادیانیت جلد۱۹ میں چھپ گیا ہے)

۲۴...... تنقید رسالہ اعجاز احمدی وقصیدہ جوابیہ: اس میں مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں، زیر طبع ہے۔ یہ عربی کا قصیدہ ہے قصیدہ اعجازیہ مرزائیہ کے جواب میں۔

۲۵...... دعائے مرزا: اس میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ یعنی ان کا مفتری اور کذاب ہونا خدا کی مشیت کے مطابق ہوا ہے۔

۲۶...... مسیح کاذب: اس میں مرزا قادیانی کی چوبیس پیشین گوئیوں کو غلط ثابت کیا ہے اور مرزائیوں کے بدزبانی کا دندان شکن جواب دیا ہے۔(احتساب قادیانیت جلد۴۵ میں شائع ہو چکا ہے)

۲۷...... تنبیہ قادیانی: مرزا قادیانی کے بڑی صحبت یافتہ ایڈیٹر اخبار بدر نے بے تہذیبی سے کچھ لکھا تھا اس کا کافی جواب ہے۔(احتساب قادیانیت جلد۳۰ میں شائع ہو گیا ہے)

۲۸...... تائید ربانی: اس میں ملک منصور مرزائی طالب علم کے رسالہ نصرت یزدانی کا دندان شکن جواب ہے۔(احتساب قادیانیت جلد۴۵ میں چھپ چکا ہے)

۲۹...... آئینہ قادیانی: اس میں مرزا غلام احمد قادیانی بانئ مذہب جدید کے چند اقوال دکھا کر ان کی سچی حالت دکھائی گئی ہے۔(احتساب قادیانیت جلد۳۰ میں چھپ گیا ہے)

۳۰...... حق نما: اس میں مختصر تمہید کے ساتھ اس مناظرہ لاہور کی کیفیت ہے جس سے مرزا قادیانی گریز کر گئے تھے اور اپنے اقرار سے کاذب وملعون قرار پائے۔(احتساب قادیانیت جلد۳۸ میں چھپ چکا ہے)

۳۱...... حق طلب کی سچی فریاد: اس میں مرزا قادیانی پر چند لاجواب اعتراض ہیں۔

۳۲...... اظہار حق: مناظرہ مونگیر کی کیفیت اور بعض رسالوں کی فہرست ہے۔(احتساب قادیانیت جلد۳۰ میں چھپ چکا ہے)

۳۳...... رسالہ ختم نبوت: نہایت محققانہ طور سے ثابت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد مستقل غیر مستقل ظلی بروزی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا مختصر رسالہ ہے مگر اب نہیں ملتا۔ دوبارہ طبع کی ضرورت ہے۔

۳۴...... النجم الثاقب حصہ اوّل: اس کے تین حصے ہیں۔ حصہ اوّل کے شروع میں مرزا

قادیانی کے دعویٰ کو قرآن وحدیث سے غلط ثابت کیا ہے اس کے بعد ان کی غلط پیشین گوئیاں اور غلط الہامات کو دکھایا ہے جس سے ان کا کاذب ہونا بالیقین ثابت ہوتا ہے۔ یہ حصہ ۱۲۴ صفحوں پر چھپا ہے۔ (محاسبہ قادیانیت کی اسی جلد یعنی ۱۲ میں شائع کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے)

۳۵...... النجم الثاقب حصہ دوم: حصہ دوم میں مرزا قادیانی کی اکیس پیشین گوئیوں کو غلط ثابت کیا ہے۔

۳۶...... النجم الثاقب حصہ سوم: حصہ سوم میں مسٹر عبدالمجید صاحب کے رسالہ اظہار حق کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ درحقیقت مستقل رسالہ ہے، پر چھپنے کی ضرورت ہے۔

۳۷...... دوستانہ نصیحت: اس میں مولوی علاء الدین احمد صاحب بی.اے وکیل کا خط ہے مولوی صاحب نے ماسٹر عبدالمجید صاحب بی.اے کے مقابلہ میں مرزا قادیانی پر لاجواب اعتراضات کئے ہیں۔ وکٹوریہ پریس میں چھپا ہے۔ (احتساب قادیانیت جلد ۵۳ میں چھپ گیا ہے)

۳۸...... خیر خواہی وتائید خیر خواہی: یہ مختصر رسالہ قاضی منشی اشرف حسین صاحب نے ایک احمدی کے خط کے جواب میں بہ نظر خیر خواہی لکھا ہے اور مؤلف اسرار نہانی کی جہالت کو دکھایا ہے۔ اس کی تائید میں مولوی عزیز الحسن صاحب بدایونی نے اچھا مضمون شائع کیا ہے۔

۳۹...... جواب حقانی: قاضی صاحب ممدوح نے اس میں احمدی مذکور کے دوسرے خط کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ (احتساب قادیانیت جلد ۳۰ میں چھپ چکا ہے)

۴۰...... تکذیب قادیانی از نشان آسمانی: اس میں مرزا قادیانی کے اقوال سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

۴۱...... قہر ربانی بر نشان آسمانی: اس میں حکیم خلیل کے اشتہار کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

۴۲...... دروغ قادیانی منتخب از نشان آسمانی: اس میں حکیم خلیل کے اشتہار کے کذب کو نمبروار دکھلا کر جواب دیا گیا ہے۔

۴۳...... عتاب ربّانی: اس میں رسالہ فیصلہ آسمانی کا لاجواب ہونا دکھلا کر مرزائی کے دروغ گوئی کا جواب دیا گیا ہے۔

۴۴...... مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ: اس میں مرزا قادیانی کے اقوال سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

۴۵...... مسیح قادیانی کا فیصلہ: اس میں بھی انہیں کے اقوال سے ان کی حالت دکھائی گئی ہے۔

۴۶...... اہل حق کو بشارت: اس میں نہایت واضح طریقہ سے دکھلایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا قرآن وحدیث یا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ اپنے اقرار سے کاذب ہیں۔

یہ رسائل خدام ومحبین حضرت مولانا ممدوح عم فیضھم کے ہیں۔ آخر کے ساتھ رسالے چھوٹے ۲۹، ۳۰ ھجری میں لکھے گئے ہیں جس وقت مرزائیوں کے دعویٰ کا غل تھا اور سمجھتے تھے کہ ہماری باتیں لاجواب ہیں۔ جب ہماری طرف سے پردہ دری کی گئی اور بہ نظر خیرخواہی مرزا قادیانی کی واقعی حالت دکھائی گئی تو اب یہ حضرات دم بخود ہیں کسی کو غیرت نفسانی اور کسی کو دنیاوی طمع، حق بات کے قبول کرنے سے مانع ہے۔

۴۷...... الہامات مرزا: اس میں مرزا قادیانی کی مخصوص پیشین گوئیوں کو غلط ثابت کر کے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے

۴۸...... مرقع قادیانی: یہ ماہواری رسالہ مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے جاری کیا تھا۔ سال بھر یا کچھ زیادہ جاری رہا چونکہ مولوی صاحب مرزا قادیانی کے حالات سے خوب واقف ہیں۔ اس لئے خوب ہی ان کی اصل حالت کو کھولا ہے۔ یکم/جون ۱۹۰۷ء میں جاری ہوا تھا۔

۴۹...... صحیفہ محبوبیہ: حکیم نورالدین نے مرزا قادیانی کی مدح میں ایک رسالہ چھپوا کر والیٔ حیدرآباد دکن کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے یہ صحیفہ بھیجا۔ ۱۹۰۹ء میں چھپا ہے۔

۵۰...... فاتح قادیان: اس میں اس آخری فیصلہ کا بیان ہے جس میں مرزا قادیانی اپنے الہامی اقرار سے کذاب ومفتری ثابت ہوئے۔ یہ فتح بھی مولوی ثناءاللہ صاحب کے حصہ میں رہی اور مرزا قادیانی کی عاجزانہ دعا بھی قبول نہ ہوئی۔

(مذکورہ بالا چاروں رسائل احتساب قادیانیت جلد ۸ میں چھپ گئے ہیں)

۵۱...... السیف الاعظم: مولوی غلام مصطفیٰ صاحب کی تالیف ہے اور سید مکرم علی صاحب رئیس کٹک نے اپنی عالی ہمتی سے اسے چھپوایا ہے۔

۵۲...... افادۃ الافہام: مرزا قادیانی کی مایۂ فخر کتاب ازالۃ الاوہام کا نہایت عمدہ اور مبسوط جواب دو جلدوں میں ہے۔ استاد حضور نظام حیدرآباد دکن مولانا محمد انواراللہ صاحب کی تصانیف سے ہے۔ ۱۳۲۵ھ میں چھپی ہے۔ (دونوں حصص احتساب قادیانیت جلد ۲۱ میں چھپ گئے ہیں)

۵۳...... مفاتیح الاعلام: اس میں افادۃ الافہام کے دونوں حصوں کے مضامین کی فہرست ہے جس سے مجملاً مرزا قادیانی کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

۵۴...... انوارالحق: مولوی حسن علی بھاگلپوری کے تائیدالحق کا مدلل جواب ہے۔ ۱۳۲۲ھ میں حیدرآباد میں چھپا ہے۔ (یہ رسالہ بھی احتساب قادیانیت جلد۲۱ میں چھپ گیا ہے)

۵۵...... الخبر الصحیح عن قبر المسیح: اس میں مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کی تکذیب کی گئی ہے کہ حضرت مسیح کا مزار کشمیر میں ہے۔ (احتساب قادیانیت جلد۱۹ میں چھپ گیا ہے)

۵۶...... سلم الوصول: اس میں آنحضرت ﷺ کی معراج جسمانی کا ثبوت دیا گیا ہے جس کے مرزا قادیانی منکر ہیں۔

۵۷...... الذکرالحکیم نمبر۴: اس میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے وہ خطوط ہیں جن میں انہوں نے مرزا قادیانی سے علیحدہ ہونے کی نہایت معقول وجوہ بیان کئے ہیں۔

۵۸...... الذکرالحکیم نمبر۶: اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے تمام دلائل ودعاوی کی کامل تردید ہے۔ (مذکورہ بالا دونوں رسالے احتساب قادیانیت جلد۶۰ میں چھپ گئے ہیں)

۵۹...... اتمام الحجۃ عرف کانا دجال: اس میں مرزا قادیانی کی ہلاکت اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی فتح کا بیان ہے۔

۶۰...... المسیح الدجال: اس میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے وہ وجوہ بیان کئے ہیں جن سے وہ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہوئے اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے کو حرام سمجھا اس میں نہایت معقول طور سے مرزا قادیانی کے مکروفریب ثابت کئے ہیں۔ (احتساب قادیانیت جلد۶۰ میں چھپ گیا ہے)

۶۱...... عصائے موسیٰ: مرزا قادیانی کے ایک دوست منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹینٹ نے مرزا قادیانی کی خوب حقیقت کھولی ہے اور خوب اعتراضات کئے ہیں۔ یہ رسالہ مرزا قادیانیت کے رسالہ ضرورۃ الامام کا جواب ہے۔ بڑا رسالہ ہے۔ مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔ اب نہیں ملتا۔ (محاسبہ قادیانیت جلد اوّل اسی کتاب پر محیط ہے)

۶۲...... چودہویں صدی کا مسیح: چونکہ اس وقت ناول دیکھنے کا مذاق زیادہ ہوگیا ہے۔ مؤلف نے مرزا قادیانی کے واقعی اور سچے حالات ناول کے طریقے پر لکھے ہیں تاکہ اہل مذاق دیکھ کر

واقف ہوں۔خوب لکھا ہے مگر اب نہیں ملتا۔(احتساب قادیانیت جلد۴۱ میں چھپ چکا ہے)

۶۳...... الخلافة فی خیر الامة رداً علی النبوة فی خیر الامة: قاسم علی مرزائی نے ایک رسالہ میں لکھا تھا کہ امت محمدیہ میں نبوت قائم رہے گی اور مرزا قادیانی نبی ہیں اس کے جواب میں اس رسالہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ نبوت نہیں رہ سکتی البتہ خلافت رہے گی۔عمدہ رسالہ ہے۔(محاسبہ قادیانیت جلد۴ میں چھپ گیا)

۶۴...... تردید نبوت قادیانی جواب النبوت فی خیر الامت: یہ بھی قاسم علی کے اسی رسالہ کا جواب ہے قاسم علی نے اشتہار دیا تھا کہ جوکوئی میرے رسالہ کا جواب دے اسے ایک ہزار روپیہ دیا جائے گا۔مگر جب جواب دیا گیا اور مجیب نے اعلان دیا کہ روپیہ لاؤ اگر جواب میں تردد ہوتو جلسہ کر کے طے کرلو۔مگر اتنی ہمت کہاں تھی۔ ہزار کا اشتہار تو عوام کے فریب کے لئے تھا کہ اگر کسی نے جواب کی طرف توجہ کی تو پھر غل مچا کر عوام کو بہکالیں گے۔اب اگر راستبازی کا دعویٰ ہے تو دو ہزار روپیہ دونوں رسالوں کے مؤلف کو دیں ورنہ آئندہ جھوٹی گپوں سے علانیہ توبہ کریں۔(احتساب قادیانیت جلد۱۲ میں چھپ گیا ہے)

۶۵...... معیار عقائد قادیانی: مرزائیوں کے عقائد بیان کر کے ان کا رد کیا ہے۔

۶۶...... مرزائی صاحبان کے ہینڈبل کا جواب: یہ پرچہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ بھاٹی دروازہ منشی پیر بخش صاحب پوسٹ ماسٹر پنشنر سے طلب کرنا چاہئے۔

۶۷...... کلمۂ فضل رحمانی: یہ کتاب ۱۳۱۴ھ میں قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ مؤلف میزان الحق نے مرزا قادیانی کے رسالہ انجام آتھم وضمیمہ وغیرہ کے جواب میں لکھی ہے۔(مذکورہ دونوں رسائل احتساب قادیانیت جلد۴۲ میں شائع ہوگئے ہیں)

۶۸...... کاشف اسرار نہانی یعنی روئداد مقدمات قادیانی: اس میں مرزائیوں کے مقدمہ بازی کی مفصل حالت لکھی ہے جو ۱۸۹۸ء میں مرزا قادیانی پر دائر ہوا تھا۔

۶۹...... بیان للناس: مطبوعہ ۱۳۰۹ھ انصاری دہلی۔اس میں وہ خط وکتابت ہے جو درمیان مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی اور مولوی محمد احسن مؤلف اعلام الناس حواری مسیح قادیانی ہوئی تھی۔

۷۰...... شفاء للناس: مطبوعہ ۱۳۰۹ھ انصاری دہلی۔اس میں مولوی عبداللہ صاحب شاہجہان پوری نے اعلام الناس کا جواب دیا ہے اور مرزا قادیانی کی حالت پر خوب روشنی ڈالی ہے۔

۷۱...... نمونہ لیاقت علمی مولوی محمد احسن امروہی مرزائی: اس کا مضمون نام سے

ظاہر ہے یعنی جس طرح مولوی عبدالماجد بھاگلپوری کی دیانت اور لیاقت کا نمونہ کئی رسالوں میں دکھایا گیا ہے۔ امروہی مولوی کی لیاقت کا نمونہ ایک ہی رسالہ میں دکھایا گیا ہے۔

۷۲...... اعلاء الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح: اس میں مرزا قادیانی کی حالت کو ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ پہلے ان کو دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا تھا اس لئے اسی دعویٰ کی تکذیب کی گئی ہے۔ (احتساب قادیانیت جلد۴۲ میں چھپ گیا ہے)

۷۳...... اشاعۃ السنۃ ج۱۶ وغیرہ: اس کے لکھنے والے مرزا قادیانی کے خاص دوست مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں جب تک مرزا قادیانی حد سے نہیں بڑھے یہ ان کے معاون رہے جب ان کے دعویٰ حد سے بڑھے تو پھر مولوی صاحب نے خوب خبر لی۔ چار برس تک زور وشور سے تحریریں ہوتی رہیں۔ اس کا ذکر ۱۳۱۱ھ کے ج۱۷ میں مولوی صاحب نے کیا ہے۔ جلد۱۶ اور ۱۵ وغیرہ دیکھی جائے اس میں آتھم کے مناظرہ کی حالت بھی پوری لکھی ہے۔ (اشاعۃ السنۃ ے تمام رسائل از مولوی محمد حسین بٹالوی محاسبہ قادیانیت جلد۹، ۱۰، ۱۱ میں چھپ گئے ہیں)

۷۴...... اشتہار واجب الاظہار: مرزا قادیانی نے مسلمانوں کا جلسہ کر کے یہ ظاہر کیا تھا کہ میں دعویٰ نبوت نہیں کرتا مولوی مجھ پر اتہام کرتے ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی امرت سری نے اس میں ان کا دعویٰ نبوت اور توہین انبیاء ثابت کی ہے اسی طرح مولوی صاحب ممدوح کی متعدد تحریریں مرزا قادیانی کے دعوؤں اور ان کی غلطیوں کے اظہار میں چھپی ہیں۔ (اسی کتاب یعنی محاسبہ قادیانیت جلد۱۲ میں شامل ہے)

۷۵...... کتاب اعجاز المسیح ریویو: اس میں مرزا قادیانی کے رسالہ اعجاز المسیح کی غلطیاں بطور اختصار دکھائی گئی ہیں۔ دوجزء میں ہے۔

۷۶...... حفاظت ایمان کی کتابیں: یہی فہرست ہے جس میں مفید مضامین بھی ہیں جو ناظرین کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ (اسی کتاب یعنی محاسبہ قادیانیت جلد۱۲ میں شامل ہے)

۷۷...... تنقیح امامت قادیانی وابطال امامت قادیانی: مولانا عبدالرحیم صاحب صادقپوری کے حکم سے چھپی ہے اور مدرسہ اصلاح المسلمین بانکی پور سے قادیانی کو مفت دی جاتی ہے۔

وہ رسالے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا ہے (محاسبہ قادیانیت جلد۴ میں چھپ گئے ہیں)

تمہید

رسائل ذیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کا تذکرہ ہے اور حیات کو ثابت کیا ہے۔ اسی بحث کو مرزائی حضرات اپنی پناہ خیال کرتے ہیں اور اوّل اسی مسئلہ کو پیش کر کے ایسی باتیں بناتے ہیں کہ گفتگو کی نوبت نہ آئے۔ چونکہ مرزائی اپنے مرشد مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت ومہدویت وغیرہ ثابت نہیں کر سکتے اس لئے اسی فضول (غیر متعلق) گفتگو کو چھیڑ کر اپنی بات رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر الحمدللہ ہماری طرف سے اس کا مسالہ بھی تیار ہے۔ البتہ ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ اس گفتگو میں نہ پڑیں کیونکہ حضرت مسیح کی ممات کو مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے کچھ واسطہ نہیں ہے اسے لازم وملزوم کہنا یا موقوف علیہ ٹھہرانا محض غلط ہے اور یہ غلطی ایسی بدیہی ہے کہ کسی فہمیدہ پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ نہایت ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مرجانے سے ایسا شخص مسیح موعود کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ جس کا کذب قرآن مجید سے صحیح حدیثوں سے ثابت ہو اور وہ اپنے متعدد اقوال سے کاذب قرار پائے اور دوسرے ناشائستہ اقوال اس کے ایسے ہوں جو کسی بزرگ کے نہیں ہوسکتے اور مہدی اور مسیح علیہ السلام کی تو بڑی شان ہے۔ پھر ایسا شخص مسیح موعود کیسے ہوسکتا ہے۔

مگر میں برادران اسلام کی واقفیت کے لئے چند کتابوں کے نام لکھتا ہوں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کی بحث میں لکھے گئے ہیں اور مرزا قادیانی کی دلیلوں کو خاک میں ملا کر ثبوت حیات کے پایہ کو چرخ چہارم تک پہنچایا ہے۔ مرزا محمود لاہور میں آئے تھے وہاں کی انجمن تائید اسلام نے انہیں خط لکھا کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کے اثبات میں گفتگو کیجئے۔ مگر صاحبزادے صاحب حضرت مسیح کی حیات وممات کا تذکرہ چھیڑ کر اور اسے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو لازم وملزوم کہہ کر بھاگے انہیں اس کی بھی خبر نہیں ہے کہ لزوم کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں اور ان دونوں میں لازم کون ہے اور ملزوم کون ہے۔ اگر صداقت کا دعویٰ ہے تو پہلے یہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح کی موت کو مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا لازم ہے یا جو مرزائی اسے موقوف علیہ کہتے ہیں وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کریں۔ مگر یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ مرزا محمود تو کیا کوئی مرزائی ثابت نہیں کرسکتا۔ ’’ولو کان بعضهم لبعض ظهيراً ‘‘ اور اس کا بدیہی ثبوت وہی ہے جو پہلے کہا گیا کہ اگر حضرت مسیح مرگئے تو ایسا شخص ان کا قائم مقام کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ جس کا کاذب ہونا متعدد وجوہ سے اظہر من الشمس ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور پہلو گریز کا نکالا ہے وہ بھی لائق ملاحظہ ہے۔ حضرات مرزائی جب مقابلہ کے لئے مسیح کی حیات وممات کی بحث کو اپنی پناہ قرار دیتے ہیں تو ہماری طرف سے محض ان کے سمجھانے اور اس کا عجز دکھانے کے لئے بعض وقت یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے مان لیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مر گئے۔ ہم بحث میں کسی وقت حیات مسیح علیہ السلام کو پیش نہ کریں گے نہ کسی اعتراض میں نہ کسی جواب میں مگر یہ حضرات ہمارے اس احسان کو بھی نہیں مانتے کہ ہم نے ان کی خاطر سے بحث کو مختصر کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کو مان لیا اور اثبات موت کا بار ان پر سے ہلکا کر دیا۔

ہمارے اس کہنے کے بعد کہتے ہیں کہ وفات مسیح علیہ السلام کو مان لینا اور فرض کر لینا کام نہیں دے سکتا۔ (یعنی جیسا کہ مرزا محمود[۱] نے لاہور میں کہا تھا) اب ان عقل کے دشمنوں سے یہ دریافت کیا جائے کہ کیوں کام نہیں دے سکتا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اسرائیلی مسیح کا ذکر ہم بحث میں نہ کریں گے۔ جب تم کوئی حدیث پیش کرو گے ہم ہرگز نہ کہیں گے کہ یہ حدیث اسرائیلی مسیح کے باب میں ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ جو علامتیں مسیح موعود کی اس حدیث میں آئی ہیں۔ وہ مرزا قادیانی میں ثابت کرو اور جن دلیلوں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے ان کا جواب دو۔ مگر یہ کسی مرزائی سے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اپنا عجز پوشیدہ کرنے کے لئے یہ حیلہ نکالا کہ فرض کر لینا کام نہیں دے سکتا اے صاحب! کیوں کام نہیں دے سکتا۔ جب ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم کسی اعتراض یا جواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو پیش نہ کریں گے پھر کام نہ دینے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ مونگیر کے مرزائیوں کو بھی اس پر بہت خوش ہوتے سنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کو اب تو مانا جاتا ہے۔ پہلے تو وہ کبھی اس کا تذکرہ نہیں کرتے تھے۔

اے نادانو! ہمارا یہ ماننا اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم حیات مسیح ثابت نہیں کر سکتے اور مرزا قادیانی نے جو موت ثابت کر دی تو ہم اسے مان گئے۔ بلکہ محض بطور فرض ہم نے اسے مانا ہے تاکہ فضول (غیر متعلق) گفتگو میں وقت ضائع نہ ہو۔ ورنہ ہمیں ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور اس کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ رسائل ذیل ہمارے پاس موجود ہیں جن میں حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کیا ہے اور کوئی مرزائی ان کا جواب نہیں دے سکتا ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔

۱/۷۸...... **الالهام الصحيح فى حيات المسيح**: یہ رسالہ نہایت قابلیت سے

[۱] انجمن تائید اسلام لاہور کا رسالہ (نمبر ۷ ج ۲) ملاحظہ کیا جائے۔

مرزا قادیانی کے ابتدائی وقت میں لکھا گیا ہے نہایت معقولانہ طریقہ سے حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کیا ہے اور مرزا قادیانی کے دلائل کا جواب دیا ہے اس کے مؤلف نہایت زور سے دعویٰ کرتے تھے کہ اگر مرزا قادیانی یا ان کے خلیفہ نورالدین نے اس کے جواب میں کچھ بھی قلم اٹھایا تو پھر ایسا ان کا رد کیا جائے گیا کہ ہوش جاتے رہیں گے اس رسالہ کے بعد دونوں صاحب برسوں زندہ رہے۔ مگر جواب میں قلم نہ اٹھا سکے۔ مؤلف رسالہ مولانا ابوزبیر غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری ہیں۔ ۱۳۱۱ھ میں چھپا ہے اب گویا نایاب ہے مگر الحمدللہ یہاں موجود ہے جس کا جی چاہے آ کر دیکھے۔

۲/۷۹...... الفتح الربّانی: یہ رسالہ اصل عربی زبان میں ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں ۱۳۱۱ھ میں مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔ (دونوں رسالے احتساب قادیانیت جلد۴۲ میں چھپ گئے ہیں)

۳/۸۰...... حصر الشارد فی رد ھفوات المولوی عبدالواحد الملقب بہ تشیدالمیانی لردالقادیانی: اس کے مؤلف مولانا حافظ ابوعبداللہ صاحب چھپراوی مقیم کلکتہ ہیں۔ آپ سے اور مولوی عبدالواحد مرزائی سے تحریری مناظرہ ہوا ہے مرزائی بالکل ساکت ہوگئے اور مولانا نے خوب تفصیل سے جواب دیا۔ حضرت مسیح کی حیات کو ثابت کیا ہے بڑا رسالہ ہے مگر ابھی تک طبع نہیں ہوا۔

۴/۸۱...... شمس الہدایہ: یہ ۱۳۲۲ھ میں مطبع مصطفائی لاہور میں چھپا ہے۔ اس کے مؤلف مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب ہیں۔

۵/۸۲...... سیف چشتیائی: اس کا جواب مرزا قادیانی سے نہ ہوسکا۔ اس رسالہ کے مؤلف بھی پیر صاحب ہیں۔

۶/۸۳...... الحق الصریح فی حیات المسیح: ۱۳۰۴ھ میں مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔ یہ وہ رسالہ ہے جس کے دلائل کے جواب بالمقابل مرزا قادیانی نہ دے سکے اور دہلی چھوڑ کر قادیان بھاگ گئے تھے اس کے مؤلف مولانا محمد بشیر احمد صاحب سہسوانی ہیں۔ (احتساب قادیانیت جلد۴۲ میں چھپ گیا)

۷/۸۴...... البیان الصحیح فی حیات المسیح: یہ رسالہ عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپا ہے۔

۸/۸۵...... شہادت القرآن باب اوّل: اس رسالہ کے اس باب میں آیات قرآنیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کی ہے۔

۹/۸۶...... شہادت القرآن باب دوم: اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے دلائل ممات کو غلط ثابت کیا ہے۔ یہ باب دوبارہ لاہور میں ۱۳۳۰ھ میں چھپا ہے اس کے مؤلف مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ہیں۔ ہرایک باب مستقل رسالہ ہے اور علیحدہ علیحدہ چھپا ہے۔ مرزا قادیانی تمام عمر اس کا جواب نہ دے سکے اور اب کوئی کیا دے گا۔

۱۰/۸۷...... رسالہ مذہب الاسلام: اس کے اخیر میں حیات مسیح علیہ السلام پر عمدہ بحث کی ہے۔ اس کا جواب بھی کسی مرزائی نے نہیں دیا۔ ۱۹۱۴ء میں چھپا ہے۔

۱۱/۸۸...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۵: اس میں مولانا مولوی سید انور حسین صاحب پروفیسر کالج مونگیر نے لفظ ''توفی'' پر خوب اچھی بحث کی ہے جس سے ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ثابت کرنے والوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ (احتساب قادیانیت جلد۵ میں چھپ چکا ہے)

۱۲/۸۹...... رسالہ النجم لکھنؤ ج۱۰ نمبر۱۳: مولوی غلام سرور اور مفتی صادق لکھنؤ میں آئے تھے علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کے مہدی ومسیح موعود ہونے کے دلائل طلب کئے اس سے انہوں نے بالکل گریز کیا۔ مگر حیات وممات کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے راضی ہوئے مگر وہ بھی بالمقابل گفتگو نہ کر سکے اور یہ کہا کہ لکھ کر قادیان بھیج دینا ہم جواب دیں گے۔ مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم میں نمبر مذکور میں جواب لکھ کر بھیجا۔ مگر اس وقت تک وہاں سے کچھ جواب نہ آیا۔ مگر صاحبزادے صاحب لاہور پہنچ کر پھر اسی مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اے جناب! مدیر النجم نے تو آپ کی سب باتیں مان کر اثبات حیات پر مضمون لکھا تھا اس کا جواب کیوں نہ دیا گیا۔ اس وقت مہر سکوت منہ پر کیوں لگی رہی۔

۱۳/۹۰...... موازنۃ الحقائق: مؤلف رسالہ نے حیات وممات مسیح کے رسالے دیکھ کر بلا تعصب حاکمانہ فیصلہ کیا ہے زبان فارسی میں اور حضرت مسیح کی حیات کو ترجیح دی ہے (مؤلفہ مولوی محمد اکبر صاحب کارخانہ پیسہ اخبار لاہور)

۱۴/۹۱...... درۃ الدرانی علی رد القادیانی: اس میں بھی حضرت مسیح کی حیات کو ثابت کیا ہے۔ علاوہ اس کے جس قدر عقائد باطلہ ولغویات وکفریات مرزا صاحب کے قول میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی تشریح اور پوری تردید عمدہ طور سے کی گئی ہے۔ (مؤلفہ مولوی محمد حیدر اللہ خان مجددی مطبع ہاشمی میرٹھ میں چھپا ہے)

یہ چودہ رسالے اس وقت تک میرے علم میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کی بحث میں لکھے گئے ہیں۔ پھر کسی مولوی مرزائی کی جرأت نہ ہوئی کہ ان کا جواب دے۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات کا دعویٰ ہورہا ہے اور جب کوئی بحث کو کہتا ہے تو حیات وممات کو پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں ہمارے علماء نے تو اتنے رسالے اس بحث میں لکھ کر شائع کر دیئے اور مرزا قادیانی کی کتاب کا بھی جواب دے دیا۔ اب تمہیں کسی طرح حق نہیں ہے کہ بغیر ان رسالوں کا جواب دیئے اس بحث کو پیش کرو۔ اس کے علاوہ اب تو تمہارا اوّل فرض یہ ہے کہ پہلے ان الزامات کو اٹھاؤ جو مرزا قادیانی پر کئے گئے ہیں اور مذکورہ رسالوں میں مندرج ہیں جن سے قطعی طور سے ثابت ہوتا ہے کہ بموجب قرآن وحدیث[1] مرزا قادیانی کاذب ہیں اور خود ان کے پختہ اقرار انہیں جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ثابت کرتے ہیں۔

ان الزاموں کے اٹھانے کے بعد قرآن وحدیث سے ان کے دعویٰ نبوت کو ثابت کیجئے۔ مگر میں قطعی پیشین گوئی کرتا ہوں کہ یہ کسی مرزائی سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ نے ان کے کاذب ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے اور وہ اپنی زبان سے کاذب ٹھہر چکے ہیں۔ اب جو کوئی ان کی صداقت میں قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کرے اسے بالیقین سمجھو کہ فریب دیتا ہے یا جاہل ہے آیت کے مطلب کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ جس کے کذب کا فیصلہ خود کلام الٰہی کر چکا ہو، جس کا کذب بدیہی طور سے دنیا پر ظاہر ہوگیا ہو۔ پھر وہی کلام الٰہی دوسرے مقام پر اسے صادق ٹھہرائے۔ آسمان وزمین ٹل جائیں مگر یہ نہیں ہوسکتا۔

مسلمانو! اس پر غور کرو کہ ۹۱ کتابیں مرزا قادیانی کے کذب کے ثبوت میں ہمارے علماء نے لکھی ہیں۔ ان میں سے بہت کتابیں مرزا قادیانی کی زندگی میں لکھی گئیں اور باوجود یکہ وہ بڑے لکھنے والے تھے اور اس قدر لکھنے میں منہمک ہوتے تھے کہ نماز کی بھی پرواہ نہیں رکھتے تھے۔ مگر ان کا جواب نہ دے سکے۔ ان کے خلیفہ اوّل بھی عاجز رہے۔ اس واقعہ سے ہر ایک مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتابیں لاجواب ہیں اور مرزا قادیانی کا کاذب ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ بایں ہمہ اگر کوئی مرزائی کسی مسلمان کے دل میں شبہ ڈالے۔ اسے چاہئے کہ ان کتابوں کو اچھی طرح دیکھے۔ اگر پھر بھی شبہ رہے تو بالضرور ہمیں اطلاع دے ان شاءاللہ یہاں سے اس کا کافی جواب دیا جائے گا اور ان کی تسلی کر دی جائے گی۔

[1] اس کی تفصیل حصہ۳ فیصلہ آسمانی میں اور ان کے پختہ اقراروں کی حالت حصہ۲ میں دیکھنا چاہئے۔

مکرر التماس

میں نے محض خیر خواہانہ یہ فہرست شائع کی ہے ورامید کرتا ہوں کہ اسے آپ غور سے دیکھیں گے اوران کتابوں کے منگانے اور اشاعت کی کوشش کرکے اس کا ثواب عظیم حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہمیشہ توفیق خیر عنایت کرے۔ آمین! راقم: خاکسار محمد اسحاق خانقاہ رحمانیہ محلّہ مخصوص پور مونگیر (۲۶ ؍شوال یوم پنجشنبہ ۱۳۳۲ھ)

آخری التماس

میں نے آپ کے روبروان کتابوں کی فہرست پیش کی ہے کہ اگر آپ خالی الذہن ہوکران کو دیکھیں گے تو اس جدید فتنہ سے آپ کا ایمان محفوظ رہے گا۔ اب میں ان کی خدمت میں التماس کرتا ہوں جو مرزا قادیانی کی بعض باتوں کو قانون قدرت کے موافق خیال کرکے ان کی سب باتوں پر ایمان لے آئے۔ وہ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی جھوٹا کبھی سچ نہیں بولتا اور کوئی عمدہ بات نہیں کہتا؟ مجھے ہر عقل مند سے امید ہے کہ اس سے انکار نہ کریں گے۔ اس لئے ضرور ہے کہ مدعی نبوت ورسالت کے دعویٰ کی تصدیق اسی وقت کرنی چاہئے کہ جب وہ اپنے خاص دعویٰ میں سچا ہو۔

مرزا قادیانی تو اپنے دعویٰ میں کسی طرح صادق نہیں ہوسکتے۔ اس کے نہایت کافی وجوہ ان رسالوں میں لکھے گئے ہیں۔ جن کی فہرست میں پیش کر چکا ہوں۔ اس کے علاوہ ان کے رسالوں میں تو معمولی جھوٹ بہت ہیں۔ پھر ایسے کاذب کو تم مسیح موعود مانتے ہو نہایت تعجب ہے ان کے چند جھوٹ بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

مرزا قادیانی کے چند جھوٹ

۱...... ’’وعید کی پیشین گوئی کا خوف سے ٹل جانا سنت اللہ ہے۔‘‘

۲...... ’’وعید کی معیاد کا خوف ٹل جانے کا ثبوت قرآن وحدیث سے بتانا۔‘‘

۳...... ’’اس کو اجماعی عقیدہ کہنا۔‘‘ یہ تینوں دعوے متعدد مقامات سے ثابت ہیں مثلاً (انجام آتھم ص۲۹،۳۲، خزائن ج۱۱ص۲۹،۳۲ حاشیہ) دیکھئے۔ حالانکہ یہ تینوں دعوے محض غلط ہیں نہ یہ اجماعی عقیدہ ہے نہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہے۔ بلکہ اس کا خلاف ثابت ہے۔ فیصلہ آسمانی حصہ۳ دیکھو۔

حق و باطل کا معرکۃ الآراء

مُقدّمہ مرزائیّہ بہاولپور

رُوداد ۱۹۲۶ء لغایت ۱۹۳۵ء

جس میں

جناب جج محمد اکبر خان صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاول پور

نے مرزائیت کو ارتداد قرار دے کر مسماۃ غلام عائشہ کا نکاح

عبدالرزاق مرزائی سے فسخ فرمایا

مکمل سیٹ 3 جلدیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان ۔ 061-4783486